فرمان نبوی ﷺ

اِنَّ اللهَ یُحِبُّ اَنْ یُّقْرَاَ الْقُرْاٰنُ کَمَآ اُنْزِلَ

اللہ تعالیٰ کو پسند ہے کہ قرآن ٹھیک اسی طرح پڑھا جائے
جس طرح وہ اُتارا گیا ہے

کتابُ اللہ
پڑھنے کے قواعِد

قاضی بشیر احمد







کتاب اللہ پڑھنے کے قواعد

کتاب اللہ پڑھنے کے قواعد

قاضی بشیر احمد

www.KitaboSunnat.com

منشورات

نام کتاب : کتاب اللہ پڑھنے کے قواعد

مرتب : قاضی بشیر احمد

طبع اول : جون ۲۰۱۱ء

تعداد : ۵۵۰

کمپوزنگ : عبدالستار انجم

سرورق : راشد الیاس مہر

ناشر : منشورات' ملتان روڈ' لاہور۔۵۴۷۹۰

فون : 3543 4909 - 3542 5356

فیکس : 042 3543 4907

ای میل : manshurat@hotmail.com

مطبع : عرفان افضل پریس' بندروڈ' لاہور

قیمت مجلد : ۳۲۰ روپے

انتساب

اُن تمام

بالغ تعلیم یافتہ خواتین وحضرات

کے نام

جو قرآن حکیم کو

علم تجوید کے مطابق صحیح پڑھنے

اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کے

متمنی ومتلاشی ہیں۔

فہرست مضامین

گزارشِ احوال ۹

پہلا باب: علمِ تجوید کی تعریف و اہمیت

سبق_۱ علمِ تجوید: تعریف، حکم، مقصد اور ارکانِ تجوید ۱۶

سبق_۲ زبان و کلام میں تلفظ کی اہمیت اور لحنِ جلی و خفی کی تفصیل ۲۲

دوسرا باب: مخارجِ حروف

سبق_۳ مخارجِ حروف کا بیان ۳۴

تیسرا باب: عربی کلمات کی بناوٹ کے قواعد اور بنیادی اصطلاحات

سبق_۴ حروفِ ہجا یا مفردات ۴۲

سبق_۵ مرکبات ۵۱

سبق_۶ حرکاتِ ثلاثہ یا بڑی حرکات ۵۳

سبق_۷ جزم اور علامتِ سکون ۵۹

سبق_۸ تنوین ۶۴

سبق_۹ حرکاتِ ثلاثہ اور حروفِ علت کا تعلق اور عملِ تعلیل ۶۷

سبق_۱۰ حروفِ مدّہ اور مدِّ اصلی ۶۹

سبق_۱۱ حرکاتِ مدیا بڑی حرکات ۷۷

سبق_۱۲ حروفِ لین ۸۳

سبق_۱۳ ملتی جلتی آوازوں والے حروف میں فرق کا طریقہ ۸۸

سبق_۱۴ علامتِ شدّہ اور عملِ تشدید ۹۲

سبق_۱۵ [illegible] کی مشق اور طریقہ کار ۹۹

سبق_۱۶ مخارج حروف اور الفاظ کی مشق:۲ ۱۰۵

چوتھا باب: صفات حروف

سبق_۱۷ صفات لازمہ اور عارضہ کا بیان ۱۱۰

پانچواں باب: صفات عارضہ کے مختلف قواعد

سبق_۱۸ ''لام اور را'' کے قواعد ۱۲۶

سبق_۱۹ نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے ۱۳۳

۱: اظہار حلقی ۱۳۳

۲: ادغام کے تین قواعد نون ساکن اور تنوین کا حروف یرملون میں ادغام (i) ۱۳۴

۳: اقلاب ۱۴۰

۴: اخفاء حقیقی ۱۴۱

ادغام باعتبار مخرج (ii) موانع ادغام ۱۴۵

سبق_۲۰ لام تعریف کا حروف شمسی میں ادغام (iii) اور ادغام کبیر ۱۴۹

سبق_۲۱ میم ساکن کے قاعدے ۱۵۳

سبق_۲۲ نون و میم ساکن اور مشدد کی صفت اخفاء اور غنہ کا خلاصہ ۱۵۶

سبق_۲۳ مدات فرعی اور حروف مقطعات کی تفصیل ۱۵۹

سبق_۲۴ ہمزہ کے قواعد ۱۷۸

چھٹا باب: علم تجوید کے متفرق و نفد قواعد

سبق_۲۵ اجتماع ساکنین کے قاعدے ۱۹۰

سبق_۲۶ ہاء ضمیر کے قاعدے ۱۹۹

ساتواں باب: علم وقف

سبق_۲۷	محلِ وقف اور رموزِ اوقاف کی تفصیل	۲۰۶
سبق_۲۸	کیفیتِ وقف کی تفصیل اور مثالیں	۲۲۰

آٹھواں باب: علمِ رسم الخط

سبق_۲۹	قرآنِ حکیم کی کتابت وتدوین اور رسم الخط کی تفصیل	۲۵۴

نواں باب: علمِ قراءات

سبق_۳۰	سبعہ وعشرہ قراءات کی تفصیل	۲۷۲

دسواں باب: علمِ تجوید سے بالواسطہ تعلق کے چند اسباق

سبق_۳۱	رفتار کے اعتبار سے تلاوت کے انداز	۲۸۲
سبق_۳۲	حُسنِ صوت کا بیان	۲۸۴
سبق_۳۳	سجدۂ تلاوت کے فضائل ومسائل	۲۸۶
سبق_۳۴	تلاوت شروع اور ختم کرنے کا طریقہ	۲۸۸
سبق_۳۵	فنِ تجوید کے قواعد کا اجراء	۲۹۳
سبق_۳۶	سورت فاتحہ پڑھنے کا مسنون طریقہ	۲۹۷
سبق_۳۷	قرآن کو معانی سے پڑھنے کی اہمیت، دعوتِ فکر اور لائحۂ عمل	۳۰۱
سبق_۳۸	اذان اور تکبیرِ اُولیٰ کی صحیح ادائیگی اور اغلاط کی نشاندہی	۳۰۸
سبق_۳۹	اہم قرآنی معلومات	۳۱۴
سبق_۴۰	علمِ تجوید اور اس سے متعلقہ علوم کتب کی فہرست	۳۲۱

نقشے اور حوالہ جات	۳۴۵

گزارشِ احوال

تمام تعریفیں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے لیے جس نے قرآنِ حکیم انسانوں کی ہدایت کے لیے نازل کیا۔ درود و سلام ہو نبی اکرم ﷺ پر جنھوں نے قرآنِ مجید سیکھنے اور سکھانے والوں کو اُمت کے بہترین انسان ہونے کی بشارت دی۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں ان کے آل و اصحاب رضوان اللہ علیھم اجمعین تابعین اور تبع تابعین رحمھم اللہ پر جنھوں نے یہ نعمتِ عظمیٰ ہم تک اصل حالت میں پہنچائی آمین۔

آپ کے پیشِ نظر کتاب میں کتاب اللہ کو قواعد کے مطابق پڑھنے، جسے علم تجوید کہتے ہیں کو عام فہم انداز اور نئے اسلوب میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ ان حفاظ کرام اور تعلیم یافتہ بالغ حضرات کی رہنمائی اور قواعد کو یاد کرنے کی آسانی کے لیے تحریر کی گئی ہے جو علمِ تجوید سے کسی حد تک متعارف ہیں۔ مبتدی طلباء و طالبات کو تعلیم کے ابتدائی مرحلہ کے دوران میں عملی طور پر قواعد کو بار بار دہرا کر پختہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ تاہم اس کتاب سے استفادہ کرنے کو تعلیم یافتہ بالغوں یا حفاظ کے لیے خاص کرنا بھی اتنا اہم نہیں کیونکہ قرآنِ حکیم کو نبی اکرم ﷺ کے طریقہ ادا کے مطابق پڑھنا ہر مسلمان پر فرض ہے یعنی اتنا علم کہ جس سے نماز میں خلل واقع نہ ہو اور معمول کی تلاوت کے دوران میں ایسی غلطیوں سے بچ سکے جن سے معانی بدل جانے کا اندیشہ ہو۔ الغرض علمِ تجوید کے موضوع پر یہ کتاب ہر اس صاحب علم کے پڑھنے کے لیے ہے جو کتاب اللہ کو صحیح پڑھنے اور اس سے ہدایت حاصل کرنے کا متمنی اور متلاشی ہے گو سر دست ایسے تمام احباب اس سے زیادہ مستفید نہیں ہو سکتے لیکن ان احباب سے یہ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ اسے سرسری نظر سے پڑھنے کی بجائے غور و خوض سے پڑھنے کے بعد علم تجوید کی اہمیت و حقیقت سے آگاہ ہو جائیں گے۔ ممکن ہے کہ انھیں اس نتیجہ پر پہنچنا بھی آسان ہو جائے کہ کتاب اللہ کے پڑھنے کے بھی کچھ اصول و ضوابط ہیں جو ایسے مستند اور مربوط ہیں کہ جن کی نظیر دوسری زبانوں میں نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے اور یہ احساس بھی ہو جائے گا کہ نوعمری میں ''کچا پکا'' پڑھا ہوا قرآن اور جوانی میں اردو کے لب و لہجہ میں پڑھنے کا مجہول طریقہ زیادہ قابلِ اعتماد نہیں۔ لہٰذا ان تمام تعلیم یافتہ حضرات سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی پہلی فرصت

میں انفرادی یا اجتماعی طور پر کلاس روم کا طریقہ اختیار کرتے ہوئے کسی مستند قاری سے علم تجوید کو سبقاً سبقاً سیکھنے کا اہتمام کریں۔ کیونکہ کسی بھی صاحبِ علم کو یہ ہرگز زیبا نہیں کہ وہ دوسرے دنیاوی علوم میں تو مہارت حاصل کرے، گو وہ بھی ضروری ہیں لیکن کتاب اللہ کو صحیح پڑھنے پر قادر نہ ہو علاوہ ازیں ساری عمر بچپن کے غیر معیاری طریقہ سے پڑھے ہوئے قرآن پر قناعت کرنا بھی حقیقت پسندانہ رویہ نہیں ہو سکتا۔ ایسے حضرات کے لیے یہ لمحہ فکریہ اور عملِ خیر کی طرف سبقت کرنے کا بہترین موقع ہے۔

علمِ تجوید سراسر عملی کام ہے اس لیے یہ علم کے ساتھ فنِ تجوید، عِلْمُ الْاَصْوَات، آوازوں کا علم (phonology) اور عِلْمُ الْمَنْقُوْلَاتْ، بذریعہ نقل سیکھا جانے والا علم بھی کہلاتا ہے۔ قواعد کو علمی انداز سے سمجھ لینے کے بعد عملی مشق سے حروف و الفاظ کو بار بار خود دُہرا کر پختہ کرنے کی مشقت و محنت کرنا فن کہلاتا ہے۔ علمِ منقولات اس لیے کہ مشق کرتے ہوئے کیفیت ادا کو استاد سے رُو برو سن کر بذریعہ نقل سیکھنا پڑتا ہے کیونکہ کسی چیز کی کیفیت کو الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ مثلاً معروف و مجہول آوازیں، حروف کا نرم یا سخت، باریک یا موٹا پڑھنا، غُنّہ اور قلقلہ جیسی صفات کو استاد کی رہنمائی کے بغیر سمجھنا مشکل ہوتا ہے۔ لہٰذا ان بیان کردہ قواعد کی عملی مشق اور طبع آزمائی کے لیے مثالوں میں مناسب تعداد سے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے۔ تاہم ان قواعد وضوابط کی حیثیت نشانِ راہ کی ہے اور حصول مقصد کے لیے اصل منزل آپ کا خلوص، شوق اور محنت و مشق ہوگی جس سے الفاظ قرآنی کی تصحیح و تحسین یعنی تلفظ درست اور خوبصورت ہو جائے اور آپ کا کتاب اللہ پڑھنے کا انداز اس طرزِ ادا کے قریب تر ہو جائے جس کی تعلیم رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دی۔ نتیجتاً ہم سب ہر حرف کے بدلے میں دس بلکہ اس سے بھی زیادہ نیکیوں کے اجر و ثواب کے مستحق ٹھہریں جس کی بشارت آنحضور ﷺ نے ہر اُمتی کو دی ہے۔ یہ بھی واضح رہے کہ نبی اکرم ﷺ کی یہ طرزِ ادا چودہ صدیاں بیت جانے کے بعد نسل در نسل نقل ہو کر ہم تک پہنچی ہے اس لیے قرآنِ حکیم کا ہم سب پر یہ حق ہے کہ اس علم کو با قاعدہ سیکھنے کے بعد معلّم اور معلّمہ بن کر تعلیم و اشاعت کے لیے کوشش کریں۔

کتاب کے متعلق چند گزارشات: ۱: قواعد، قاعدہ کی جمع ہے اور قاعدہ بنیاد کو کہتے ہیں۔ جس طرح کسی عمارت کا استحکام اور مضبوطی اس کی صحیح بنیاد پر منحصر ہے اسی طرح کتاب اللہ کو صحیح پڑھنے کے لئے علمِ تجوید کے قواعد جاننا اور یاد کرنا ضروری ہیں۔ قاعدہ کا ایک معنی ضابطہ اور دستور العمل کے بھی ہیں لہٰذا طلبا و طالبات کو ان قواعد کے علمی پہلوؤں کو بطور ضابطہ اور دستور العمل کے بار بار دُہرا کر پختہ کرنے کی طرف توجہ دینا چاہیے۔

۲: ہمارے ملک میں عموماً بچوں کی تعلیم کے لیے مختصر اور جامع ابتدائی قاعدے رائج ہیں تفصیلی قواعد علمِ تجوید کی بڑی کتابوں میں علیحدہ سے بیان ہوئے ہیں۔ آپ کے پیشِ نظر کتاب معروف معنی میں نہ تو ابتدائی قاعدہ ہے اور اور نہ ہی علمِ تجوید کی مکمل و مُفصّل کتاب، بلکہ اس کی ترتیب و تدوین میں درمیانی راہ اپناتے ہوئے ابتدائی قاعدہ کو بطور اعادہ اور علمِ تجوید کے اہم اور ضروری قواعد کو جمع کر دیا گیا ہے تاکہ تعلیم یافتہ بالغ حضرات ابتدا سے انتہا تک تسلسل کے ساتھ تمام قواعد کے یکجا ہونے کی وجہ سے آسانی سے سمجھ سکیں اور انھیں کسی بھی موقع پر کسی قسم کی تشنگی اور کمی محسوس نہ ہو۔

۳: زبانوں کے جدید رجحانات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اکثر قواعد کی وضاحت مختلف آوازوں کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ قواعد کو نئے اسلوب اور بہتر ترتیب سے مرتب کرنے میں اس اصول کو مرکزی اہمیت حاصل ہے کہ ”جو قاعدہ ابھی بیان نہیں ہوا اس کی مثالیں نہ دی جائیں“۔

۴: مثالوں کے لیے مناسب تعداد، حرکاتِ ثلاثہ زبر، زیر اور پیش کی ترتیب، کلمات کی وضعی تراکیب میں طرزِ ادا کی مختلف حالتیں، صوتی آہنگ اور ایک سلیقے کو ملحوظ رکھا گیا ہے تاکہ قواعد مختلف فنی انداز میں سمجھنے سے بہتر نتائج سامنے آسکیں۔ نیز معانی کے ربط کو حتی الامکان برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس طریقۂ تعلیم میں تدریجی عمل یعنی آسان سے مشکل کی جانب قدم بقدم آگے بڑھنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ ہر سبق میں لغوی اور اصطلاحی تعریفات کا اہتمام کیا گیا ہے۔ عربی کلمات کے قواعد کی بہتر تعلیم و تفہیم کے لیے ہر قاعدہ کے شروع میں متحرک ہمزہ لایا گیا ہے۔ علماءِ تجوید کے

ہاں یہی طریقہ رائج ہے کیونکہ مُبتدی طلباء و طالبات کو تمام قاعدوں کو ایک ہی انداز سے سمجھنے میں آسانی پیدا ہوتی ہے اور ابتدائی مرحلہ پر شروع کے حروف کی تبدیلی کی وجہ سے الجھن محسوس نہیں ہوتی۔

۵: قواعد سے مُتّصل مناسب تعداد میں مثالوں کے اسباق دینے کا مقصد عملی مشق کے ذریعے قواعد کو پختہ کرنے، پڑھنے میں آسانی وروانی اور مجموعی طور پر طلبا و طالبات میں اعتماد پیدا کرنا ہے۔ علاوہ ازیں حروف کی بعض ایسی صفات جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوسکتیں مثلاً موٹے حروف ''رَا'' کا پُر پڑھنا اور صفتِ قلقلہ کو زیرِ بحث سبق کی مثالوں میں مخلوط اور گڈ مڈ کرنے کی بجائے ان کے قواعد کی بہتر تشریح و تعلیم کی غرض سے ان سے متعلقہ مثالوں کا اجرا ہر سبق کے آخر میں علیحدہ سے بیان کر دیا گیا ہے۔ اسی ضمن میں ہمزہ لکھنے کا طریقہ اور ہمزہ کی بناوٹ والے کلمات کی مثالیں قرآنی رسم الخط (لکھنے کا طریقہ) تعارف کے طور پر شامل ہیں۔

۶: قواعد کو عام فہم اور سلیس زبان میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاہم بعض فنی اصطلاحات (TERMS) کو ضرورت کے مطابق اصل حالت میں برقرار رکھا گیا ہے۔ قواعد کی بہتر تشریح کے لیے تحلیل و تجزیہ اور توضیحی خاکوں سے بھی مدد لی گئی ہے۔ بعض فنی اصطلاحات کو تعلیم یافتہ بالغ حضرات کی آسانی کے لیے قوسین میں انگریزی الفاظ کے ذریعے مفہوم کو مزید واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

۷: قواعد کی وضاحت کرنے میں کہیں کہیں تکرار بھی ہے ممکن ہے قارئین کرام کے لیے باعثِ گرانی ہو لیکن بعض قواعد کو فنی لحاظ سے سمجھنے اور سمجھانے کے لیے یہ ضروری ہے۔

۸: کتاب کو مرتب کرنے میں مستند کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ تاہم انسان سے بہر حال غلطی سرزد ہو جاتی ہے لہٰذا اہلِ علم اور تجوید کے اساتذہ کرام سے بالخصوص درخواست ہے کہ وہ غلطی کی نشاندہی اور اصلاح کے لیے اطلاع دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

آخر میں میں ان تمام دوست و احباب کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنھوں نے اس کتاب کی تیاری میں مالی معاونت کی ہے۔ نیز میں محترم مولٰنا مفتی غلام مصطفٰے مَدَّ ظِلَّہُ العَالِی کی علمی راہنمائی اور اپنے چھوٹے بھائی پروفیسر منظور حسین عباسی جنھوں نے پروف ریڈنگ کے مشکل مرحلہ کی تکمیل کی، کا بھی شکرگزار ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں قرآنِ حکیم کو قواعد کے مطابق صحیح پڑھنے اور اس سے تعلق جوڑنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر ہو کہ مسلمان کی پوری زندگی کا حاصل بس یہی کچھ ہے۔ اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ ط وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ○ اے اللہ جس کو تو ہم میں سے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور جس کو تو ہم میں سے وفات دے تو اسے ایمان پر وفات دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ○ ۲۔۱۲۷: اے ہمارے پرودگار (یہ خدمت) ہم سے قبول فرما بلاشبہ آپ خوب سننے والے اور خوب جاننے والے ہیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَآ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ○ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحٰبِہٖ وَ اَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ بِرَحْمَتِکَ یَآاَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ○ اٰمِیْنَ○

تاریخ: ۲۹ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

بمطابق: ۹ ر ستمبر ۲۰۱۰

آپ کا خیر خواہ اور دُعاؤں کا طالب

قاضی بشیر احمد

80 پیپلز کالونی صمد پورہ روڈ اوکاڑا 0442526052



الف : علمِ تجوید کی تعریف واہمیّت

اَلتَّرْتِیلُ: (i) تَجْوِیدُ الْحُرُوْف (ii) مَعْرِفَةُ الْوُقُوْف

علمِ تجوید کے خلاف قرآن پڑھنے والا گنہگار ہے۔

ب : لحن جلی اور خفی کی تفصیل

معمول کی تلاوت کے دوران بڑی اور چھوٹی غلطیوں کی نشاندہی۔

ج : لغت میں لحن کے دو متضاد معنی ہیں، غلطی اور خوش آوازی۔ علم تجوید میں یہ لفظ دونوں معنی میں استعمال ہوا ہے۔ اس باب میں لحن غلطی کے معنی میں ہے اور صفحہ نمبر ۳۲ پر خوش آوازی کے معانی میں موجود ہے۔ اس سے یہ نتیجہ بھی نکل آیا کہ اگر لفظ اپنے موقع ومحل سے ہٹ جائے تو اپنے اصل مفہوم سے بھی ہٹ جاتا ہے۔

د : لُغوِی اور اِصطِلاحی تعریف

اہلِ علم کے ہاں کسی بھی لفظ کے بالعموم دو معانی ہو سکتے ہیں ایک لغوی، لُغت میں درج معنی، دوسرے اِصطلاحی، جو کسی پیشے اور فن کی نسبت سے استعمال میں آتے ہیں یعنی علمِ تجوید کے حوالے سے جو معانی بیان ہوتے ہیں اُن کو اِصطلاحی مَعانی یا اِصطلاحاً کہتے ہیں۔

ا عِلمِ تجوید: (QURANIC PHONETICS)

تجوید کا لغوی معنی سنوارنا، اچھا اور عمدہ کام کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً حروفِ ہجا کو اُن کے معیّن و مقرر مخارج اور تمام صفات سے بلا تکلف ادا کرنا تجوید کہلاتا ہے اور اس پورے عمل میں کمی بیشی کی بجائے اعتدال پر قائم رہنا بھی ضروری ہے۔

حُکم: علم تجوید کے بنیادی قواعد کا سیکھنا ہر امّتی پر فرض ہے یعنی اتنا علم جس سے نماز میں قراءت کے دوران میں کسی قسم کا خلل واقع نہ ہو اور نماز کے علاوہ معمول کی تلاوت کرتے ہوئے ایسی غلطیوں سے بچ سکے جس سے معانی بدلنے کا اندیشہ ہو۔ تاہم خیال رہے کہ جو حکم کلام اللہ کو غلط پڑھنے کا ہے وہی حکم سننے کا بھی ہے۔

مقصد: حروف قرآن کی تصحیح و تحسین، نازل شدہ طریقے کے مطابق پڑھنا اور عربوں جیسا لب ولہجہ اختیار کرنا اور اس کی حفاظت واشاعت کے لئے کوشش کرنا یہ تمام اُمور تجوید کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہیں۔

اَرکانِ تجوید: قراءِ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے اس علم کی ضروری اور بنیادی باتوں کی درجہ بندی کرکے چار ارکان میں تقسیم کر دیا ہے:

۱: مخارج حروف کا جاننا ۲: صفاتِ حروف کا پہچاننا

۳: ترکیبی قواعد کا سیکھنا۔ ان قواعد کے تحت اِظہار و اخفاء، اِدغام اور مدّات جیسی صفات شامل ہیں جن کی تفصیل آئندہ صفحات میں بیان ہوگی ان شاءاللہ۔

۴: اُستاد سے بالمشافہہ یعنی رُوبرُو سن کر زبان سے حروف والفاظ کی صحیح ادا کا عادی بنانا۔

جیسا کہ آپ نے پڑھا علمِ تجوید، فنِ تجوید بھی کہلاتا ہے اور اس فن کی تکمیل کے لیے طلبِ صادق شوق اور مسلسل عملی مشق کی ضرورت ہے۔ یعنی اتنی محنت و مشق جس سے قواعد کے مطابق اور غلطیوں سے پاک قرآن حکیم کو بلا تکلف پڑھنے کا ایک فطری انداز پختہ اور لہجہ متعیّن ہو جائے۔

علمِ تجوید کی اہمیّت وضرورت: اہمیت اس لیے کہ اِس علم کا تعلق کتاب اللہ سے ہے اور مسلمان کا کتاب اللہ سے تعلق اہم ہی نہیں بلکہ بہت بڑی سعادت اور ہدایت پانے کا ذریعہ ہے۔ علمِ تجوید کی ضرورت اس لیے ہے کہ کتاب اللہ کو نازل شدہ طریقہ کے مطابق پڑھنے کی صلاحیت پیدا ہو اور غلط پڑھنے سے بچ سکیں اور قرآنی احکامات پر عمل پیرا ہو کر اُن انعامات کے مستحق ٹھہریں جن کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جس کی بشارت رسول اللہ ﷺ نے ہر اُمتی کو دی ہے۔

قرآنِ مجید میں اس علم کی اہمیّت درج ذیل آیات میں بیان ہوئی ہے:

الف: **وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا** ۔۷۳-۴ "قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر اطمینان سے پڑھو"

قواعد کی رعایت اور پابندی کرتے ہوئے ہر پڑھنے والا از خود قدرے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا پابند ہو جاتا ہے اور قواعد کی پابندی سے آزاد ہو کر پڑھنے والا اس آیت کریمہ کے حکم سے بلاشبہ باہر ہو جائے گا کیونکہ بہت زیادہ تیز پڑھنے سے قواعد کی پابندی عام قاری کے لیے ممکن نہیں ہو سکتی۔

ب: **وَرَتَّلْنٰهُ تَرْتِيْلًا** ۲۵-۳۲ ترجمہ: ہم نے اس کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان آیات کریمات میں "تَرْتِيْلًا" کی تفسیر بڑے جامع انداز میں بیان فرمائی ہے۔ آپؓ نے فرمایا: **اَلتَّرْتِيْلُ هُوَ تَجْوِيْدُ الْحُرُوْفِ وَ مَعْرِفَةُ الْوُقُوْفِ**: ترتیل کا مطلب حروف کو تجوید سے ادا کرنا اور وقوف کی پہچان ہے۔ یعنی تصحیح و تحسین حروف (علمِ تجوید) اور محل و کیفیّت وقف کی تفہیم و تحسین (علمِ وقف) کے متعلقہ قواعد ہی درحقیقت فنِ تجوید کا مقصودِ اصلی اور بنیاد ہیں۔ ان دو علوم کا تعلق معانی ہی سے ہے کیونکہ حروف کی غلط ادائیگی سے معانی بدل جاتے ہیں اور بے موقع وقف کرنے سے کلام کے بے ربط ہو جانے سے سُننے والوں کو غلط معانی کا وہم ہوتا ہے۔

۲: **وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا** ۱۷-۱۰۶

ترجمہ: قرآنِ حکیم کو ہم نے تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا ہے تا کہ آپ ﷺ اسے لوگوں کے

سامنے (ترتیل) سے ٹھہر ٹھہر کر پڑھ کر سنائیں اور اس کو ہم نے بتدریج اتارا ہے۔

اس آیت کریمہ سے دو باتیں وضاحت سے بیان ہوئی ہیں۔ اولاً: قرآن حضور نبی اکرم ﷺ پر تھوڑا تھوڑا کر کے نازل کیا گیا۔ ثانیاً: ترتیل ہی کے ساتھ تعلیم دینے کا حکم دیا گیا ہے۔

علم تجوید کی اہمیت نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کے ذریعے کتبِ حدیث میں مستند حوالوں سے بیان ہوئی ہے جس میں ایک ارشادِ گرامی کتاب کے سرورق کی زینت ہے یہاں مزید دو احادیث بیان کی جا رہی ہیں: ۱: حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَ عَلَّمَهٗ ''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے'' قرآن مجید کے سیکھنے اور سکھانے والوں کے لیے یہ سب سے بڑا اکرام اور انعام ہے کہ وہ اُمت کے بہترین آدمیوں میں سے ہیں اور جو لاتعلق ہیں ان کے لیے غفلت سے بیدار ہونے کا اعلان کہ وہ قرآن سے تعلق جوڑ کر ایک اچھے اور فرمانبردار اُمتی ہونے کا ثبوت دیں۔

۲: حضور اکرم ﷺ کا دوسرا ارشاد یوں بیان ہوا ہے:

اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَ اَصْوَاتِهَا ۔''قرآن کو عربوں کے لب ولہجہ اور ان کی آوازوں سے پڑھو''۔ حدیثِ مبارکہ کا مفہوم و مدعا بڑا واضح ہے۔ تاہم اہلِ علم اور ماہرِ لسانیات نے بھی کسی زبان کو سیکھنے کے لیے یہی اصول مانا ہے کہ ''زبانیں نطق ہوتی ہیں منطق نہیں''، یعنی کسی زبان میں الفاظ کی صحیح ادا کا معیار اہلِ زبان کی طرزِ ادا اور لب ولہجہ ہوتا ہے اس میں منطق یعنی دلیل کا کوئی دخل نہیں۔

رائج الوقت زبانوں میں انگریزی زبان انگریزوں کے لب ولہجہ میں سیکھی اور پڑھی جائی گی حالانکہ انگریزی زبان کے اکثر الفاظ میں بعض حروف پڑھے ہی نہیں جاتے اب آپ کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی اہلِ علم انگریز سے اس کے نہ پڑھنے کی دلیل کا مطالبہ کریں۔ اسی حوالے سے انگریزی زبان کے درج ذیل الفاظ کے ہجے اور تلفظ غور طلب ہیں۔

PUT-BUT یہ دو الفاظ ہجوں کے اعتبار سے ملتے جلتے ہیں لیکن دونوں کے تلفظ میں

بَٹ پُٹ نمایاں فرق ہے۔

BOUGHT-GOT یہ دو الفاظ تلفظ میں ایک جیسے ہیں لیکن ان کے ہجوں میں واضح

گاٹ باٹ فرق ہے۔

KNOW-WRITE ان دو کلمات کے شروع کے حروف پڑھے نہیں گئے۔

رائٹ نو

LAUGH - SIGH ان کلمات کے آخری حروف (GH) کی آواز ایک کلمہ میں ادا نہیں

سائی لاف ہوئی جبکہ دوسرا کلمہ "فا" کے ساتھ ادا ہوا ہے۔

SCHOOL-CHAIR ان دو کلمات میں "C H" کی آواز دو مختلف انداز

چیئر اسکول "چ" اور "ک" سے ادا ہوئی ہے۔

نالج KNOWLEDGE یہ دو الفاظ اپنے تلفظ "ج" اور ہجوں کے اعتبار سے بہت مختلف ہیں۔

سولجر SOLDIER

SON-SUN ان دو الفاظ کے تلفظ میں بظاہر کوئی واضح فرق نہیں لیکن ان کے ہجوں

سَن سَن کا فرق بڑا نمایاں ہے۔

PSYCHE سائیکی اس لفظ کے ہجے اور تلفظ میں کوئی مناسبت نہیں پائی جاتی۔

درج بالا مثالوں میں ہجوں اور تلفظ کا تجزیہ کرنے سے یہ نتیجہ سامنے آیا کہ ہم صحیح انگریزی زبان سیکھنے کے لیے اہلِ زبان کے قواعد کی پیروی کرتے ہوئے اُنھی ہجوں اور رائج تلفظ کے مطابق پڑھنے پر مجبورِ محض ہیں۔

انگریزی زبان کے حوالے سے اوپر بیان کردہ تفصیل کا مقصد تنقید ہرگز نہیں بلکہ زبانوں کے تلفظ اور ہجوں کے درمیان واضح فرق کو بیان کرنا مقصود ہے۔ نتیجتاً بطور مثال انگریزی زبان کے تلفظ (PRONUNCIATION) اور ہجوں (SPELLINGS) میں جو فرق ہے اُس کی طرف توجہ دلا کر

یہ ثابت کرنا ہے کہ عربی زبان کے تلفظ اور ہجوں میں نمایاں فرق نہیں ہوتا بلکہ عربی الفاظ کی بناوٹ اور ترکیب میں لفظ کے مادے (ROOT WORD) کو بنیادی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ مادہ کسی لفظ کے اصلی حروف کو کہتے ہیں۔ اسی مادے کے تحت کم وبیش انھی آوازوں اور ہجوں سے الفاظ بنتے چلے جاتے ہیں۔ اس طرح عربی زبان کا تلفظ ہی آسان نہیں بلکہ معانی کے سمجھنے میں بھی زیادہ دقت کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ مثلاً عِلْمٌ کا مادہ ع۔ل۔م ہے۔ جس سے بننے والے الفاظ عَلِمَ۔ یَعْلَمُ۔ عِلْمٌ۔ عَالِمٌ۔ مُعَلِّمٌ مُتَعَلِّمٌ۔ عُلُوْمٌ۔ مَعْلُوْمٌ۔ اِعْلَامٌ۔ عُلَمَآءُ۔ عَلَّامَۃٌ۔ تَعْلَمُوْنَ۔ یَعْلَمُوْنَ ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے قرآن حکیم اور عربی زبان سے لاتعلقی محلِ نظر ہے؟ اس لیے ضرورت ہے کہ ہم انگریزی کے ساتھ ساتھ علم تجوید کو ترجیحی بنیادوں پر سیکھنے کی کوشش کریں اور اوپر درج فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے نمازوں اور معمول کی تلاوت کے دوران عربوں ہی کے لب ولہجہ کو اختیار کرنے کی کوشش کریں۔

علمِ تجوید کی اہمیت کی تائید میں علماء اور شیوخِ قراءت رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے بہت سے اقوال منقول ہیں۔ سرِ دست اختصار کے پیشِ نظر یہاں صرف امام غزالیؒ کی وہ حکیمانہ تفسیر بیان کرنا ضروری ہے جو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن مجید کی درج ذیل آیتِ کریمہ کے تحت بیان فرمائی ہے:

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ط فَاُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ ط وَ مَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ O ۲۔۱۲۱

''جن لوگوں کو ہم نے کتاب عنایت کی ہے وہ اس کو ایسا پڑھتے ہیں جیسا کہ اس کے پڑھنے کا حق ہے اور یہی لوگ اس پر ایمان رکھنے والے ہیں اور جو اس کو نہیں مانتے وہ خسارہ پانے والے ہیں۔''

امام غزالیؒ نے حقِ تلاوت ادا کرنے کے حوالے سے تین باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے:

۱: زبان سے ریاضت کہ علمِ تجوید کے قواعد وضوابط سیکھ کر زبان سے مشق کے ذریعے الفاظ کی ادائیگی کو ایسا پختہ کرنا کہ معانی میں تغیّر وتبدّل نہ ہو۔ ۲: عقل ودماغ سے ان آیات واحکامات پر غور وفکر کرنا۔

۳: دل سے ان احکامات کی اطاعت کرنا اور ان پر پورا پورا عمل کرنا ہے۔

ہر تالی (تلاوت کرنے والا) کو چاہیے کہ وہ زبان، عقل اور دل تینوں کو شریکِ تلاوت کرتے ہوئے حقِ تلاوت ادا کرنے کی کوشش کرے۔ شیخِ قراءت علامہ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد جزریؒ کا علمِ تجوید کے موضوع پر مشہور قصیدہ ''مُقَدِّمَةُ الْجَزْرِيَّه'' جو عالمِ اسلام کے تمام مدارس میں علمِ تجوید کے نصاب کا حصہ ہے، تجوید کی اہمیت کے حوالے سے چند اشعار درج ہیں:

وَالْاَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لَّازِمٌ ۔ مَنْ لَّمْ يُجَوِّدِ الْقُرْاٰنَ اٰثِمٌ

لِاَنَّهٗ بِهٖ الْاِلٰهُ اَنْزَلَا ۔ وَهٰكَذَا مِنْهُ اِلَيْنَا وَصَلَا

مُكَمِّلًا مِّنْ غَيْرِ مَا تَكَلُّفٖ ۔ بِاللُّطْفِ فِي النُّطْقِ بِلَا تَعَسُّفٖ

وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ تَرْكِهٖ ۔ اِلَّا رِيَاضَةُ امْرِئٍ بِفَكِّهٖ

تجوید کا اختیار کرنا واجب ولازم ہے۔ جو قرآن حکیم کو تجوید سے نہ پڑھے گنہگار ہے۔

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تجوید کے ساتھ اتارا ہے اور ہم تک اسی طرح پہنچا ہے۔

ادائیگی کمال کے ساتھ ہو کہ تکلف معلوم نہ ہو تلفظ میں لطافت ہو سختی اور گرانی نہ ہو۔

علمِ تجوید کو حاصل کرنے اور محروم رہنے میں فرق، فقط اپنے منہ سے خود محنت و مشق کرنے کا ہے۔ عام فہم انداز میں آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ جو طالب علم کسی استاد کی راہنمائی میں بالمشافہہ مشق کر لیتا ہے وہ قرآنِ حکیم کو صحیح پڑھنے پر قادر ہو جاتا ہے اور جو محنت سے جی چراتا ہے وہ اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم رہتا ہے۔ اشعار کے آخری کلمات پر کھڑی حرکات ''ـٖ ، ـٰ'' شعری وزن کے تحت آئی ہیں۔

[۲] زبان وکلام میں تلفظ کی اہمیت

کسی بھی زبان کو سیکھنے کے لیے پہلا مرحلہ قواعد کے مطابق صحیح تلفظ اور لب ولہجہ ہوتا ہے جو عملاً بہت ہی واضح اور اپنی پہچان کے اعتبار سے نمایاں ہوتا ہے۔ اسے مثال سے یوں سمجھنا چاہیے کہ اہل علم کی مجلس میں دورانِ گفتگو کوئی شخص کسی بات کے جواب میں عموماً یہ جملہ بولتا ہے ''آپ نے بجا فرمایا''۔ لفظ آپ کی ''آ'' کو نہ کھینچنے سے یہ ''اَپ'' ادا ہوگا اور لفظ ''بجا'' میں ''ب'' کی زبر کو کھینچ دینے سے یہ ''باجا'' بن جاتا ہے جس سے جملہ ''اَپ نے باجا فرمایا'' ہو جائے گا۔ اردو کے بظاہر اس خوبصورت اور فصیح جملے کی غلط ادا اور تلفظ میں بجا کو باجا بنانے میں جو غضب ہوا ہے اس پر بحث کی گنجائش نہیں لیکن تلفظ وادا کے اس طرح کے بگاڑ کو کوئی اہلِ زبان کسی صورت میں برداشت نہیں کر سکتا چہ جائیکہ ہم مسلمان ہو کر کلام اللہ کے الفاظ کو مَعَاذَاللّٰہ اس طرح کھینچ کھانچ کر بگاڑنے کی جسارت کریں۔ الفاظ میں یہ بگاڑ خواہ جان بوجھ کر ہو یا لاعلمی کی بنا پر کسی طور پر بھی کسی کے لیے روا نہیں ہو سکتا۔ تاہم یہ امر واقعہ ہے کہ جن احباب نے علم تجوید باقاعدہ کسی استاد سے نہیں سیکھا وہ ''بجا'' کا ''باجا'' بناتے ہوئے ہی قرآن پڑھتے ہیں۔ زبان وکلام کے اس مختصر تعارف کے بعد اصل موضوع کی طرف لوٹتے ہوئے بعض ایسی غلطیوں کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جو عربی زبان کے معروف قواعد اور لب ولہجے سے ہٹ کر سرزد ہوتی ہیں۔

لَحنِ جلی اور لَحنِ خفی کی تفصیل: لَحن کا لغوی معنی غلطی کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً قواعد تجوید کے خلاف یا بے قاعدہ اور غلط پڑھنا لَحن کہلاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱: لَحنِ جلی ۲: لَحنِ خفی

۱: لَحنِ جلی: جلی کا معنی واضح اور خوب ظاہر ہونا ہے اور اس سے مراد نمایاں اور بڑی غلطی ہے جسے عام پڑھا لکھا آدمی بھی تھوڑی توجہ دلانے سے سمجھ جائے کہ واقعتاً یہ غلطی ہے۔ قرآنِ حکیم پڑھتے ہوئے لَحنِ جلی ہونے سے الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں اس لیے ایسی غلطی کرنا حرام اور گناہ ہے۔

۲: لَحنِ خفی: خفی کا لغوی معنی چھپا ہوا ہونا ہے اس سے ایسی چھپی ہوئی اور چھوٹی غلطی مراد ہے

جس کا سمجھنا عام آدمی کے لئے قدرے مشکل ہوتا ہے لیکن علم تجوید جاننے والے اس سے آگاہ ہوتے ہیں۔ لحنِ خفی سے الفاظ کے معانی تو نہیں بدلتے لیکن الفاظ کی ادائیگی کا حُسن باقی نہیں رہتا یعنی ایسے اُصول وضوابط جن سے الفاظ کے تلفظ میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اُس سے ہٹ کر پڑھنا لحنِ خفی میں شمار ہوتا ہے۔ یہ غلطی لحنِ جلی کی نسبت چھوٹی ہے اس لیے ایسا پڑھنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے البتہ اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔ نیز یاد رہے کہ علمِ تجوید دو باتوں میں منحصر ہے ''تصحیح وتحسین حروف'' کہ حروف صحیح ادا ہوں تاکہ لحنِ جلی واقع نہ ہو اور حروف حسین اور خوبصورت طریقے سے ادا کیے جائیں تاکہ لحنِ خفی سے بچ سکیں۔ قرآن حکیم پڑھنے کا انداز ہر لحاظ سے اَغلاط وعیوب سے پاک اور اعتدال پر قائم رہے۔ مُبتدی طلبا و طالبات کو اس ابتدائی مرحلہ پر یہ بات ذہن نشین رہے کہ ان غلطیوں کا تعلق علمِ تجوید کی بنیادی اصطلاحات وقواعد مثلاً مخارج وصفات، حرکات وسکنات، حروف مدّہ ولین، شدّ ومدّات اور وقوف وغیرہ سے ہے۔ ان سب کا بیان ابھی آنا باقی ہے تاہم اس موقع پر آپ کو ذہنی طور پر تیار کرنا مقصود ہے تاکہ اصل صورتِ حال سے پہلے غلط صورت کا خاکہ پیش کر دیا جائے اِس طرح آئندہ کے اسباق میں آپ کو اصل کے مقابلے میں بے اصل اور غلط میں تمیز کرنا اور توجہ دلانا آسان ہو جائے۔ ان شاء اللہ۔

لحنِ جلی کی مختلف صورتیں: علمِ تجوید کے قواعد کے خلاف قرآن پڑھتے ہوئے ہم انفرادی طور پر مختلف قسم کی بے شمار غلطیاں کرتے ہیں جن کی بظاہر حد بندی بھی ممکن نہیں۔ تاہم علماءِ تجوید نے اپنے تدریسی تجربے اور مشاہدے کی بنا پر کم از کم سات قسم کی بڑی بڑی غلطیوں کی نشاندہی کی ہے جو درجِ ذیل ہیں:

۱: حرف بالحرف تبدیلی ۲: حرکات کا کھینچ دینا ۳: حروفِ مدّہ کا نہ کھینچنا

۴: حرکات وسکنات کی تبدیلی ۵: تشدید میں تبدیلی ۶: مدّات فرعی کی غلطی

۷: مجہول آوازوں سے پڑھنا۔

۱: **حرف بالحرف تبدیلی**: ایک حرف کا دوسرے حرف سے بدل جانا۔ حروف میں یہ تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے، مخرج بدل جائے یا صفاتِ لازمہ ادا نہ ہوں۔ حرف کی ایسی تبدیلی سے معانی بدل جاتے ہیں اور معانی کا یہ فرق درج ذیل مثالوں سے واضح ہے:

(i) ت۔ط: **تِیْنٌ**: انجیر ☆ **طِیْنٌ**: مٹی۔ گارا۔

(ii) ث۔ س۔ ص: **اِثْمٌ**: گناہ ☆ **اِسْمٌ**: نام ☆ **اَصْلٌ**: جڑ

(iii) ح۔ ہ: **اَحْوٰی**: سیاہ ☆ **اَھْوٰی**: اُس نے پھینک مارا

(iv) د۔ ض: **فَتَرْدٰی**: پس ''نعوذ باللہ'' آپ ہلاک ہو جائیں

فَتَرْضٰی: پس آپ راضی ہو جائیں

(v) ذ۔ظ: **مَحْذُوْرًا**: ڈرنے کی چیز، خوفناک ☆ **مَحْظُوْرًا**: بند کی ہوئی، روکی ہوئی

(vi) س۔ص: **عَسٰی**: عنقریب، جلد ☆ **عَصٰی**: اُس نے نافرمانی کی

(Vii) ق۔ک: **قُلْ**: کہو، فرماؤ ☆ **کُلْ** کھاؤ

(viii) ء۔ ع: **اَلِیْمٌ**: دردناک ☆ **عَلِیْمٌ**: باخبر، جاننے والا

اَمِیْنٌ: امانت دار ☆ **عَمِیْنٌ**: اندھا

۲: **حرکات کو کھینچ دینا**: حرکاتِ ثلاثہ کو اپنی اصل سے کھینچ کر پڑھنے سے معانی بھی بدل جاتے ہیں اور بعض مرتبہ مفرد (SINGULAR) تثنیہ/جمع (PLURAL) بن جاتا ہے اور اکثر مواقع پر صیغہ (TENSE) بدل جاتا ہے۔ ان معنوی تبدیلیوں سے قطع نظر حرکات کو کھینچ دینے سے تین نئے حروف بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ مثلاً زبر کی آواز کو کھینچ دینے سے الف (ا) پیدا ہو جاتا ہے اسی طرح زیر کو کھینچ دینے سے یاء (ی) اور پیش کی آواز کو لمبا کرنے سے واؤ (و) وجود میں آ جاتی ہے۔ نتیجتاً

قرآنی متن/اصل عبارت (TEXT) میں گویا تین حروف کا اضافہ ہو جاتا ہے:

قَالَ: اُس نے کہا قَالَا: ان دونوں نے کہا: قَالَ کے "ل" کی زبر کو کھینچنے سے "ا" پیدا ہو گیا۔

رُسُلِ: رسول رُسُلِيْ: میرے رسول: رُسُلِ کے "ل" کی زیر کو کھینچنے سے "ی" پیدا ہوئی۔

اُدْعُ: تو دعا کر اُدْعُوْا: تم بلاؤ، تم پکارو: اُدْعُ کے "ع" کے پیش کو کھینچنے سے "و" پیدا ہو گیا۔

اٰيَةٌ: ایک آیت اٰيٰتٌ: آیتیں، آیت کی جمع: اٰيٰتٌ کی "ی" کی زبر کو کھینچ دینے سے مفرد سے جمع ہو گیا

اِنَّ: بے شک اِنَّا: بے شک ہم: "اِنَّا" ضمیر جمع متکلم سے صیغہ بدل گیا۔

۳: حروفِ مدّہ کو نہ کھینچنا: علمِ تجوید میں زبر کے بعد الف آئے، زیر کے بعد یاءِ ساکن اور پیش کے بعد واؤ ساکن ہو تو اس صورت میں یہ حروفِ مدّہ کہلاتے ہیں۔ ان کو حرکات کے مقابلے میں دوگنی آواز سے پڑھا جاتا ہے لہٰذا حروفِ مدّہ کی آواز کو کم کر دینے کی صورت اور حرکات کو کھینچ دینا لحنِ جلی کے حوالے سے ایک دوسرے کا برعکس ہیں کیونکہ حرکات کو کھینچنے سے الف، یاء اور واؤ تین حروف پیدا ہوئے اور یہاں ان کو گھٹا دینے سے یہ تین حروف کم ہو گئے اور دوبارہ بظاہر حرکات پیدا ہو گئیں۔ حرکات والی مثالوں کو الٹ دینے سے حروفِ مدّہ کو نہ کھینچنے کا عمل آسانی سے سمجھ میں آسکتا ہے یعنی موقع کی مناسبت اور سیاق و سباق کے حوالے سے وہاں کا صحیح ہونا یہاں غلط قرار پائے گا۔

صحیح	غلط
قَالَا: ان دونوں نے کہا	قَالَ: اُس نے کہا
رُسُلِيْ: میرے رسول	رُسُلِ: رسول
اُدْعُوْا: تم بلاؤ، تم پکارو	اُدْعُ: تو دعا کر
اٰيٰتٌ: آیتیں، آیت کی جمع	اٰيَةٌ: ایک آیت
اِنَّا: بے شک ہم	اِنَّ: بے شک

حرکات کے کھینچنے اور بغیر کھینچے پڑھنے کی مزید وضاحت اور توجہ کے لئے عرض ہے کہ لام پر زبر ہو (لَ) تو یہ تاکید کے معنی دیتا ہے۔ (بے شک، یقیناً، البتہ) لام پر زبر اور الف بھی ہو یعنی الف مدہ کی صورت میں "لَا" ہو تو یہ لامِ نفی اور نہی کہلاتا ہے جس کا معنی بالترتیب "نہیں اور منع" کے ہیں۔ لام کے زبر کو کھینچنے اور لام کے الف مدہ کو نہ کھینچنے سے معانی بالکل اُلٹ ہو جاتے ہیں۔

لامِ تاکید کی مثالیں: الف: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ: بیشک اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے: ۲۹-۴۵

ب: وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ: اور بے شک آپ بڑے عمدہ اخلاق پر فائز ہیں: ۶۸-۴

ج: لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ: البتہ وہ چھپاتے ہیں حق کو: ۲-۱۴۶

د: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ: بیشک نیک لوگ یقیناً نعمتوں (جنت) میں ہوں گے: ۸۲-۱۳

ہ: لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ: یقیناً نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل رکھتے ہیں: ۲-۱۶۴

لامِ نفی کی مثالیں: الف: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ: کوئی معبود نہیں مگر اللہ۔

ب: لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ: میں نہیں عبادت کرتا جن (بتوں) کی تم عبادت کرتے ہو:

لامِ نہی کی مثالیں: الف: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا

ترجمہ۔ اور لوگوں سے بے رخی نہ کر اور زمین میں اکڑ کر نہ چل: ۳۱-۱۸

ب: وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ: اور تم لوگ بے حیائی کے کاموں کے قریب بھی نہ جاؤ: ۶-۱۵۱

ج: لَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا: ضرورت سے زیادہ اور بے جا خرچ سے بچو: ۱۷-۲۶

۴: حرکات وسکنات کی تبدیلی: حرکات، حرکت کی اور سکنات، ساکن کی جمع ہے۔ ایک حرکت کی جگہ دوسری حرکت یا ساکن حرف کو متحرک اور متحرک کو ساکن کر دینا لحن جلی ہے۔

الف: حرکات کی غلطی: حرکات کی غلطی سے مراد ان تینوں حرکات کو ایک دوسرے سے بدل دینا ہے یعنی زبر کی جگہ زیر اور پیش، زیر کی جگہ زبر اور پیش یا پیش کی جگہ زبر اور زیر پڑھ دینا، یہ سب باہمی تبدیلیاں معنوی تبدیلیوں کا باعث ہوتی ہیں اور لحن جلی ہیں۔ مثالوں کو غور سے پڑھیں:

اَنْعَمْتَ: (اے اللہ) تو نے انعام کیا ☆ **اَنْعَمْتُ**: میں نے انعام کیا۔ (یعنی انسان نے کیا)

اَعْرَابُ: عرب کے دیہاتی (بدّو) ☆ **اِعْرَابُ**: زبر، زیر، پیش اور تنوین کو کہتے ہیں۔

اَیْمَانٌ: قسمیں قَسم کی جمع ☆ **اِیْمَانٍ**: ایمان **دَیْنٍ**: قرض ☆ **دِیْنٍ**: مذہب، اطاعت، جزا

اٰمِنُوْا: تم ایمان لاؤ ☆ **اٰمَنُوْا**: وہ ایمان لائے۔ **ثَمَّ**: وہاں۔ اُس جگہ ☆ **ثُمَّ**: پھر، اُس کے بعد۔

جَنَّةٌ: جنت ☆ **جِنَّةٍ**: جن کی جمع ☆ **جُنَّةٍ**: ڈھال، آڑ، سپر۔

ب: حرکت و سکون کی غلطی: **اَلِفٌ**: عربی اور اردو حروف ہجاء کا پہلا حرف ☆ **اَلْفٌ**: ایک ہزار

وَسَطًا: عین درمیان ☆ **وَسْطًا**: تقریباً درمیان میں

اَجَلٌ: وقت، مدت، مہلت، موت ☆ **اَجْلِ**: واسطے، غرض

خَلَفٌ: نیک و صالح اولاد ☆ **خَلْفٌ**: نالائق اولاد۔ **سَحَرٍ**: سحر کا وقت ☆ **سِحْرٍ**: جادو

ہمارے ہاں انبیاء علیہم السّلام اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموں میں بھی حرکات و سکنات کی غلطیاں رائج ہیں ان مبارک ناموں کو قرآنِ حکیم میں دیے گئے تلفظ کے مطابق صحیح ادا کریں۔

صحیح تلفظ	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	غلط تلفظ
یُوْسُفُ	یُوْسَفُ	یُوْنُسُ	یُوْنَسُ
دَاوٗدُ	دَاؤْدُ	سُلَیْمٰنُ (سُلی مان)	سُلےْمَان

صحابہ کرامؓ: اَنَسٌ اَنْسٌ عَمْرُو بْنُ عَاصٍ عَمَرُو بِنْ عَاصٍ

مُعَاذُ بِنْ جَبَلْ مَعَاذُ بِنْ جَبَلْ   سَعِيْدُ بِنْ عُبَادَه   سَعِيْدُ بِنْ عَبَادَه

سَلْمَهُ بِنْ اَكْوَاعْ سَلْمَهُ بِنْ اَكُوْعْ اُسَيْدُبِنْ حُضَيْر اَسِيْدُ بِنْ حَضِيْر

۵: **تشدید کی تبدیلی**: عربی زبان میں علامتِ شدّہ (ــّ) دو حروف کو ظاہر کرتی ہے اور جس حرف پر عملِ تشدید جاری ہوتا ہے اسے مُشدّد کہتے ہیں اور یہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ لٰہذا مُشدّد حروف کو دو بار پڑھنے کی بجائے ایک بار پڑھنے سے ایک حرف کم ہو جاتا ہے یعنی کلمہ اپنی اصل بناوٹ پر نہیں رہتا، معانی بدل جاتے ہیں اور عملِ تشدید کی وجہ سے کلامِ الٰہی کی عظمت کا اظہار اور بعض کلمات میں زورِ بیان کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ البتہ اگر معانی کی تبدیلی ہو تو لحنِ جلی ہے اور زورِ بیان میں کمی ہونا لحنِ خفی ہے۔

قَدَّمَ: اُس نے آگے بھیجا ☆ **قَدَمَ**: قدم، نشان۔ نیک کام۔

اَلَّفَ: اُس نے الفت ڈال دی ☆ **اَلْفٌ**: ایک ہزار۔

مَنّ: شبنم، ترنجبین ☆ **مَنْ**: کون، جو کوئی۔ **اِنِيَة**: کھولتی ہوئی ☆ **اِنِيَّة**: ایک "ی" زیادہ ہوگئی

مُسْتَمِرٌّ: قدیمی، ہمیشہ کا ☆ **مُسْتَمِرٌ**: ایک "رَا" کم ہونے سے کلمہ کی بناوٹ ہی غلط ہوگئی

زورِ بیان میں کمی: الف: اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْ يُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ ۵۔۳۳

اَنْ يُقَتَلُوْٓا اَوْ يُصَلَبُوْٓا اَوْ تُقَطَعَ اَيْدِيْهِمْ

ب: وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَّابًا ۝ وَكَذَبُوْا بِاٰيٰتِنَا كِذَابًا ۝ ۷۸۔۲۸

ان کلمات میں مشدد حرف کو متحرک کرنے سے ایک حرف کم ہو جانے سے زورِ بیان بھی ختم ہو جاتا ہے

☆ روز مرّہ کی بول چال میں اللہ سبحانہ تعالیٰ، انبیاء علیہم السّلام اور نبی اکرم ﷺ کے ناموں میں تشدید کی غلطیاں عام ہیں جس کا مشاہدہ ہمارے یہاں رائج ناموں کے غلط تلفظ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ یہاں غور طلب بات یہ بھی ہے کہ ایسے نام اللہ تعالیٰ، انبیاء علیہم السلام اور نبیؐ

اکرم ﷺ کے ناموں کی نسبت ہی کی وجہ سے والدین نے یہ نام تجویز کیے ہیں اور یہ قرآنی الفاظ ہیں ان کی صحیح ادائیگی کی کوشش کرنا ضروری ہے:

الف: اللہ سبحانہ تعالیٰ کے نام: اَلْقَیُّوْمُ ۔ اَلْوَهَّابُ ۔ اَلْغَفَّارُ ○ اَلْقَیُوْمُ ۔ اَلْوَهَابُ ۔ اَلْغَفَارُ

ب: انبیاء علیہم السلام کے نام: زَكَرِيَّا ۔ اَيُّوْبَ ○ زَكَرِيَا ۔ اَيُوْبُ

ج: نبی اکرم ﷺ کے نام: جَوَّادُ ۔ مُزَّمِّلُ ۔ مُدَّثِّرُ ○ جَوَادُ ۔ مُزَمِلُ ۔ مُدَثِرُ

د: صحابہؓ کے نام: اَبُوْ مُطَّلِبْ ۔ عَبَّاسْ ۔ عَمَّارْ ۔ وَقَّاصْ ۔ یہ تمام نام تشدید سے ہیں۔

۶: **مجہول آوازوں سے پڑھنا**: اردو میں واؤ اور یاء کی مجہول اور معروف دونوں آوازیں مستعمل ہیں مثلاً طور بمعنی طریقہ مجہول واؤ اور طور پہاڑ کا نام معروف واؤ کی آواز ہے۔ شیر بمعنی درندہ یائے مجہول اور شِیر بمعنی دودھ یاءِ معروف کی آواز ہے۔ وہ گئے ،مذکر جملہ ہے اور آخر میں یائے مجہول کی آواز ہے۔ وہ گئی ،مؤنث جملہ ہے اور آخر میں یاءِ معروف کی آواز ہے۔ ان مثالوں میں توجہ کے لائق بات یہ ہے کہ جب اردو میں مجہول و معروف آوازوں میں معانی کا واضح فرق ہو جاتا ہے تو عربی زبان میں اردو کی زیر اور پیش کی مجہول آوازوں کو داخل کرنا عربی کے فصیح ،عمدہ اور واضح کلمات کو قبیح اور بگاڑنے کا سبب کیوں نہیں ہوسکتا؟ حالانکہ عربی میں زیر اور پیش کی آوازیں ہمیشہ معروف ہوتی ہیں مجہول ہرگز نہیں۔ لہٰذا تلاوت معروف طریقۂ ادا سے کیجئے۔ مجہول پڑھنا عجمی طریقہ ہے جو عربی قواعد کے سراسر خلاف ہے۔

ارشادِ خداوندی ''قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ'' ۳۹۔۲۸ ''قرآن عربی میں ہے اور اس کی عربی ہر قسم کی کجی اور خامی سے پاک ہے'' الحاصل تلاوت کے دوران میں معنوی کجی کے علاوہ زیر اور پیش کو ہر کلمہ میں بطور قاعدہ کے مجہول طریقۂ ادا سے پڑھنا بلاشبہ ٹیڑھ اور کجی پیدا کرنے کے زُمرہ میں آتا ہے۔

۷: **مدّات کی غلطی**: مدّ کا لغوی معنی کھینچنا اور دراز کرنا کے ہیں مدّات اس کی جمع ہے۔ علم تجوید کے قواعد کی رو سے بعض حروف کو نسبتاً زیادہ کھینچ کر پڑھا جاتا ہے اور کھینچ کر پڑھنے کی بھی ایک حد اور مقدار مقرر ہے۔ ایسے مواقع پر خصوصاً مدِّ متصل اور مدِّ لازم (یہ مدات کی دو اقسام ہیں جن کا بیان سبق نمبر ۲۳ پر ملاحظہ کریں) کو ایک الف کی مقدار پڑھنا نازل شدہ طریقہ کے خلاف اور لحنِ جلی ہے۔ مدّات کو حدِ متعیّن کے مطابق کھینچ کر پڑھنے کی اہمیّت کو واضح کرنے کے لیے ایک حدیث پاک کا حوالہ ضروری ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے سامنے جب کسی نے سورۃ التوبہ: ۹-۶۰ کی آیت اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ پڑھی اور لِلْفُقَرَاءِ: کو بغیر مد کے پڑھا تو حضرتؓ نے یہ سن کر فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا۔ اُس شخص نے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمٰن (ابوعبدالرحمٰن آپ کی کنیت ہے) آنحضرت ﷺ نے پھر آپ کو کیسے پڑھایا؟ تب آپؓ نے اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ کو مد سے پڑھا۔

لحنِ جلی کی بحث کو ذرا آگے بڑھاتے ہوئے ہماری قومی زبان اردو میں بھی روزمرّہ کی گفتگو کرتے ہوئے بعض الفاظ کے استعمال میں حرکات وسکنات میں تبدیلی اور مدّ والے حروف کو نہ کھینچنے سے معانی کا بگڑ جانا عام فہم ہے۔ لحنِ جلی کو بھی اردو میں مستعمل ایسی غلطیوں پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مندرجہ ذیل مثالوں پر غور فرمائیں:

عَلَم: جھنڈا ☆ عِلْم: جاننا ☆ عَالِم: علم جاننے والا ☆ عَالَم: دُنیا ☆ عَلِیْم: اللہ تعالیٰ کی صفت جو ظاہر اور پوشیدہ کو جاننے والا ہے ☆ گزارش: پیش کرنا۔ ☆ گذارش: چھوڑنا

زَہرا: سیّدہ فاطمہؓ کا لقب۔ روشن ☆ زَہرَہ: دلیری، ہمت ☆ زُہرَہ: ستارے کا نام

آسِیَہ: فرعون کی بیوی (جو مسلمان ہوئی) ☆ آسِیَا: چکی ☆ دَانَا: عقلمند ☆ دَانَہ: بیج اناج

مَلَکْ: فرشتہ۔ مَلِک: بادشاہ۔ مِلک: ذاتی جائیداد۔ مُلک: وطن۔ مَالِک: مالک

اَمر :حکم ☆ اَمَر :لازوال ☆ آمِر :حاکم مطلق، ڈکٹیٹر ☆ اَمِیرُ ،دولت مند

اَب :اس وقت ☆ آب :پانی (آبِ شیریں) ☆ مَثَل :کہاوت، ☆ مِثْل :مشابہ

دَوْر :زمانہ، گردش ☆ دُور :فاصلے پر ☆ خَلْق :مخلوق ☆ خُلُق :ملنساری

دَرَّہ :دو پہاڑوں کے بیچ کا راستہ ☆ دُرَّہ :چمڑے کا کوڑا

لحن جلی کی یہ بحث بظاہر طویل ہوگئی ہے لیکن تلاوت کے دوران لحنِ جلی کے امکانات چونکہ بہت زیادہ ہوتے ہیں اس لئے ان کا احاطہ اور نشاندہی مختلف حوالوں اور بھرپور انداز سے کیا گیا ہے تاکہ آپ کے لئے ان سے بچنا نسبتاً آسان ہوجائے۔

۲ لحنِ خفی :علمِ تجوید کے ایسے قاعدے جن سے حروف کی ادا کے حسن اور زینت میں اضافہ ہوتا ہے ان کی رعایت نہ کرنا یا خلاف پڑھنا لحنِ خفی یا چھوٹی غلطی کہلاتی ہے۔ مثلاً بعض حروف کا پُر پڑھنا اِخفاء وغنہ کرنا اور قلقلہ ظاہر کرنا۔ ان صفات کے ادا نہ ہونے سے حروف وکلمات کے معانی تو نہیں بدلتے لیکن ان کی ادا کی شان اور خوبصورتی ماند پڑ جاتی ہے اور یہ خوبصورت ادا ہونے کی بجائے بے رونق سے ہو جاتے ہیں۔ ایسی غلطی کرنا مکروہ اور ناپسندیدہ ہے اور اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے لہٰذا اس سے بچنا چاہیے۔ یہاں آپ کی آسانی اور راہنمائی کے لیے چند مثالوں سے لحنِ خفی کو واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہے:

الف: لفظ اَللّٰهُ کے لام سے پہلے زبر یا پیش ہو تو اللہ کے لام کو موٹا پڑھتے ہیں یعنی قدرے منہ بھر کر اور اس کو پُر پڑھنا بھی کہتے ہیں۔ موٹا یا پُر پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبان او پر نرم تالو کی جانب اُٹھ جاتی ہے۔ لفظ اللہ کے لام سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو باریک پڑھتے ہیں اور باریک پڑھنے کی صورت میں زبان او پر تالو کی جانب نہیں اُٹھتی۔

زبر اور پیش آنے سے اللّٰہ کے لام کو موٹا پڑھنا:

اَللّٰهُ ۔ هُوَاللّٰهُ ☆ رَسُوْلُ اللّٰهِ . دَعَوُااللّٰهَ ۔

زیر آنے سے اللّٰہ کے لام کو باریک پڑھنا:

بِسْمِ اللّٰهِ .لِلّٰهِ .بِاللّٰهِ.عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ.فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ۔

ب: ''ن، م'' جب مشدّد ہوں تو ان کی آوازوں کو ناک کی جڑ میں قدرے روک کر اور چھپا کر پڑھا جاتا ہے اور اس طرزِ ادا کا نام غُنّہ ہے۔

''ن'' مشدد کا غُنّہ: اِنَّ . اِنَّهٗ . اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۔

''م'' مشدد کا غُنّہ: ثُمَّ . اُمَّةً . مُحَمَّدٌ ﷺ

لفظ اللہ کے لام کو زبر اور پیش کے ساتھ پُر نہ پڑھنا اور ''ن، م'' مشدّد میں غُنّہ نہ کرنا دونوں لحنِ خفی یعنی چھوٹی غلطیاں ہیں کہ اس طرح پڑھنے سے ان حروف کی ادائیگی کا حُسن ختم ہو جاتا ہے۔

آخر میں طلبا و طالبات کی توجہ کے لئے عرض ہے کہ علمِ تجوید سیکھنے کا ایک اہم اور اوّلین مقصد لحنِ جلی اور خفی سے بچنا ہے لہٰذا ان غلطیوں سے بچنے کے لیے آئندہ بیان ہونے والے قواعد کو خصوصی توجہ اور مشق سے پختہ کرنے کی کوشش کریں۔



مخارِج حروف

THE POINTS OF ARTICULATION

تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفْ: (i) مخارِج حروف (ii) صفاتِ حروف

الف : حروف والفاظ کی تصحیح اور ادا میں کمال پیدا کرنا۔

ب : مخارج کے مقاماتِ معینہ کی پہچان کے لیے توضیحی خاکوں سے رہنمائی حاصل کریں۔

ج : صفاتِ حروف کا بیان صفحہ نمبر ۷۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴ مَخارِجِ حروف کا بیان

مخارِج، مَخرَج کی جمع ہے اور مخرج کا لغوی معنی نکلنے کی جگہ اور مقام کے ہیں۔ اصطلاحاً منہ کے جس حصہ سے کوئی حرف ادا ہوتا ہے وہ اس حرف کا مخرج کہلاتا ہے۔ مخارج علمِ تجوید کا جزوِ اعظم اور اس کی اصل یعنی بنیاد ہیں۔ طلباو طالبات کو بھی چاہیے کہ مخارج کے علمی پہلوؤں کا بغور مطالعہ کریں اور کس مقام و موقع سے کون سا حرف یا حروف ادا ہوتے ہیں ان کو زبانی یاد کرنا ضروری ہے۔ بلکہ عملی لحاظ سے متواتر اور تسلسل کے ساتھ مشق سے حروف کی صحیح ادائیگی پر قدرت حاصل کریں۔ مخارج کا تعلق چونکہ سانس اور انسانی آواز سے ہے اس لیے مخارج کی تفصیل بیان کرنے سے پہلے آواز کی تعریف، سانس اور اعضاءِ تکلّم کی وضاحت ضروری ہے۔

آواز کی تعریف: آواز کی عام فہم تعریف یہ ہو سکتی ہے کہ یہ دو چیزوں کے ٹکرانے سے پیدا ہوتی ہے۔ انسانی آواز کے پیدا ہونے میں بھی کم و بیش یہی اصول کارفرما ہے اور اس میں انسان کے منہ کے مختلف اعضاء اور سانس کو بنیادی اہمیّت حاصل ہے۔ سانس پھیپڑوں سے خارج ہو کر منہ کی جانب چڑھنے والی ہوا کا نام ہے۔ ہر انسان کے حلق میں دو نالیاں ہوتی ہیں ایک نالی خوراک اور دوسری سانس لینے کے لیے ہے۔ سانس کی اس نالی کا وہ حصہ جو سینہ کی جانب ہے اردو میں نَرخَرہ کہلاتا ہے انسانی آواز کے بننے میں اس نرخرے کا عمل دخل قدرے زیادہ ہے۔ نرخرے کے اندر باریک باریک رگیں افقی سمت بنی ہوئی ہیں۔ انسان جب ارادتاً آواز نکالنا چاہتا ہے تو سانس کی قوت سے ان افقی رگوں پر ضرب (STRIKE) لگاتا ہے تو آواز پیدا ہو جاتی ہے۔ ان افقی رگوں کو عربی میں وَتَـر کہتے ہیں اَوْتَـار اس کی جمع ہے ان کو (VOCAL LIPS) کہتے ہیں اور آواز پیدا کرنے میں یہ سب سے اہم عُضو ہے۔ انسان جب طبعی طور پر سانس لیتا ہے اس وقت یہ اوتار کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور آواز نکالتے وقت یہ نسبتاً بند ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا ان اوتار کے سمٹنے اور پھیلنے ہی سے آواز پست اور بلند ہوتی رہتی ہے۔

سانس اور آواز کا باہمی ربط و تعلق کچھ اس طرح سے بھی ہے کہ خاموشی کے دوران سانس

کی آمد و رفت منہ اور ناک کے راستے ہر لحہ جاری رہتی ہے لیکن بولتے وقت یہی سانس جب آواز بن جاتی ہے تو ایسے موقع پر انسان اگر مزید گفتگو کرنا چاہیے تو ایسا نہیں کرسکتا۔ کیونکہ لگاتار بولنے سے سارا سانس جب آواز میں ڈھل جاتا ہے تو اسے سانس لینے میں تنگی محسوس ہونے لگتی ہے۔ یہ ہمارا روز مرہ کا مشاہدہ بھی ہے کہ دوران گفتگو ہر انسان چھوٹے بڑے جملے بول کر معانی کے اعتبار سے آرام کے لیے ٹھہرنے کی حاجت محسوس کرتا ہے بلکہ ٹھہر ٹھہر کر کلام کرنا ہر انسان کا ایک فطری تقاضا ہے۔

آواز کی بناوٹ اور اس کے پیدا ہونے کے عمل کو کسی ہوا والے ساز مثلاً بانسری اور ہارمونیم سے سمجھنا بھی آسان ہے۔ جس طرح ہوا کے عمل دخل سے ان آلات سے مختلف آوازیں کنٹرول ہوتی ہیں بعینہ اسی طرح سانس جب نرخرے سے گزر کر انسانی اعضاء مثلاً حلق، زبان (منہ کے اندر کا حصہ) اور ہونٹوں کے دو مختلف اور متعین عُضو آپس میں ملتے یا ٹکراتے ہیں تو وہ حروف کا روپ دھار لیتے ہیں اس لیے حلق، زبان اور ہونٹوں کو اعضاءِ صوت (VOCAL ORGANS) کہتے ہیں۔ علمِ تجوید میں یہ اصولِ مخارج کہلاتے ہیں۔ ان کی پہچان کے لیے کتاب کے آخر میں نقشہ سے راہنمائی حاصل کریں۔

اصولِ مخارِج: اُصولِ مخارج پانچ ہیں: ۱. جَوفِ دَہن ۲. حَلق ۳. زبان ۴. ہونٹ ۵. ناک کی جڑ

۱: جَوفِ دَہن: جوف کا لغوی معنیٰ خلاء اور دہن منہ کو کہتے ہیں۔ منہ کے اندر کا خلاء جو منہ سے شروع ہو کر بذریعہ حلق ہونٹوں سے جا ملتا ہے۔ اسے خلاءِ دہن بھی کہتے ہیں۔ منہ کے بند ہونے کی صورت میں طبعاً سانس کی آمد و رفت اس خالی جگہ کے راستے نتھنوں سے ہوتی ہے۔ خلاء کے تین حصے ہیں: الف: خلاءِ حلق ب: خلائے منہ ج: خلائے ہونٹ

۲: حلق: حلق کے تین حصے ہیں۔ حلق کا شروع حصہ اور حلق کا آخری حصہ (منہ کی جانب سے) حلق کا درمیانی کا حصہ۔

۳: زبان: مخارج سے متعلقہ زبان کے چھ حصے ہیں جن کی شناخت اور صراحت درج ذیل ہے:

(ا) زبان کی جڑ (زبان کا شروع کا حصہ) (ب) درمیانی حصہ (ج) زبان کی کروٹ یا پہلو، یہ وہ حصہ ہے جو اوپر کی پانچ داڑھوں سے لگتا ہے (د) زبان کا کنارہ، دانتوں کے ساتھ لگنے والا حصہ (ہ) زبان کی نوک، بالکل سامنے والا باریک حصہ (و) زبان کے کنارے کے اوپر کا وہ حصہ جسے پُشت زبان کہتے ہیں۔ علاوہ ازیں مخارج کے مواقع کے لحاظ سے خصوصاً زبان کا تعلق، نرم و سخت تالو اور مسوڑھوں سے بھی ہوتا ہے ان کی پہچان نقشہ مذکورہ سے کریں۔

۴: ہونٹ: اس کے دو حصے ہیں۔ ہونٹوں کا منہ کی جانب تری والا حصہ اور بیرونی خشکی والا حصہ

۵: ناک کی جڑ: ناک کی جڑ کا شروع ہڈی والا کھلا حصہ، اس کو عربی میں خَیْشُوْم کہتے ہیں۔

مخارج کی اقسام: مخارج کی دو قسمیں ہیں: الف: مَخْرَجِ مُحَقَّقْ: ب: مَخْرَجِ مُقَدَّرْ:

الف: مخرجِ محقّق: محقّق کا لغوی معنی تحقیق شدہ کے ہیں۔ اصطلاحاً مخرجِ محقق میں اعضاءِ صوت کے پہلے تین اعضاء یعنی حلق، زبان اور ہونٹوں کے مقامِ معیّن (SPECIFIED POINT) پر آواز ٹکتی اور ٹھہر جاتی ہے۔

ب: مخرجِ مقدر: مقدر کا لغوی معنی اندازہ کیا گیا کے ہیں۔ مخرج مقدر میں اعضاءِ صوت کے دوسرے دو اعضاء یعنی خلائے دہن اور خیشوم کا مقام غیر مُعیّن (UN-SPECIFIED POINT) ہوتا ہے۔ اس میں آواز کسی خاص مقام پر ٹکتی اور ٹھہرتی نہیں بلکہ خلائے دہن اور خیشوم کے پورے حصے میں سے گزرتی ہوئی ہوا میں پھیل کر ختم ہو جاتی ہے۔

حرف کی تعریف: حرف کا لغوی معنی کنارہ کے ہیں۔ اصطلاحاً حرف وہ انسانی آواز ہے جو کسی محقق یا مقدر مخرج پر اعتماد کے ساتھ ٹھہر جائے یا اس سے گزرتی ہوئی چلی جائے۔

مخرج معلوم کرنے کا طریقہ: جب آپ حروف کی صحیح ادا پر قادر ہو جائیں تو جس حرف کا مخرج معلوم کرنا ہو اسے ساکن کر کے اس کے شروع میں متحرک ہمزہ لگا کر پڑھنا چاہیے جہاں آواز ٹھہر جائے وہی اس کا صحیح مخرج محقق ہے اور اس کا برعکس ہو تو وہ مخرجِ مقدر ہے۔ تاہم مخارج کی مشق کے دوران اپنے مخرج کے درست ہونے کی جانچ استاد کی راہنمائی میں کریں۔

مخارجِ حروف

انتیس حروف ہجا کے سترہ مخارج کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	حروف	مخارج (مقام معیّن)	القاب
۱	حروفِ مدّہ	(و.ا.ی) جوفِ دہن (منہ کے خالی حصہ سے) ادا ہوتے ہیں	جوفی
۲	ء.ہ	آخرِ حلق سے (منہ کی جانب سے) نکلتے ہیں (ءَ. ءِ. ءُ)	حلقی
۳	ع.ح	درمیانِ حلق سے ادا ہوتے ہیں خصوصاً سانس کا دخل ہوتا ہے	حلقی
۴	غ.خ	شروع حلق سے (منہ کی جانب سے) ادا ہوتے ہیں۔	حلقی
۵	ق	زبان کی جڑ بالمقابل نرم تالو سے ٹکر کھاتی ہے (کوے والا نرم حصہ)	وسطی
۶	ک	زبان کی جڑ بالمقابل سخت تالو سے (تالو کا شکنوں والا حصہ)	"
۷	ج.ش.ی	(یاءِ متحرک ولین) وسط زبان بالمقابل وسط تالو سے لگتا ہے۔	"
۸	ض	زبان کی کروٹ جب بائیں جانب اوپر کی پانچ داڑھوں کی جڑ سے لگے	"
۹	ل	زبان کا کنارہ بالمقابل اوپر کے چار دانتوں کے مسوڑھوں سے لگے۔	"
۱۰	ن	زبان کا کنارہ بالمقابل اوپر کے تین دانتوں کے مسوڑھوں سے لگے۔	"
۱۱	ر	زبان کا کنارہ بالمقابل اوپر کے دو دانتوں کے مسوڑھوں مع پشتِ زبان	"
۱۲	ط.د.ت	زبان کی نوک اوپر کے اگلے دو دانتوں کی جڑ سے لگتی ہے۔	"
۱۳	ظ.ذ.ث	زبان کی نوک اور اوپر کے اگلے دو دانتوں کے اندرونی کنارے	"
۱۴	ص.س.ز	زبان کی نوک جب اوپر/ نیچے اگلے دو دانتوں کے درمیان آئے	"
۱۵	ف	اوپر کے اگلے دو دانتوں کی نوک اور نچلے ہونٹوں کا تری والا حصہ۔	شفوی
۱۶	ب.م.و	ب: ہونٹوں کے تر حصوں کو سختی سے ملانے سے ادا ہوتی ہے۔	"
		م: ہونٹوں کے خشک حصوں کو نرمی سے ملانے سے ادا ہوتی ہے۔	شفوی
		و: (واؤ متحرک ولین) دونوں ہونٹوں کی گولائی سے ادا ہوتی ہیں	

۱۷	ن. م ساکن اور مشدد کا اِخفاء اور غُنّہ	ناک کی جڑ میں پیدا ہوتا ہے۔ (NASALIZATION)	خیشومی

نوٹ: مخرج نمبر۲ کے تحت: ءَ. ءِ. ءُ پر حرکات ہمزہ کے مخرج کی مشق کے لیے لگائی گئی ہیں۔

مخارجِ حروف کے القاب: القاب، لقب کی جمع ہے جس کا معنی تعریف اور خطاب کے ہیں۔علماءِ تجوید نے مخارج کے مقامات مُعیّنہ اور غیر معیّنہ کی بہتر تعلیم و تفہیم کے لئے ان کے جدا جدا القاب سے وضاحت فرمائی ہے۔ سترہ مخارج کے کم و بیش سترہ القاب ہیں یہاں اختصار کے ساتھ صرف چند اہم القاب کی تشریح کی جاتی ہے:

الف: **حلقی:** حلق کے تین مقامِ معیّنہ سے ادا ہونے والے چھے حروف، حروفِ حلقی کہلاتے ہیں۔

ب: **وسطی:** منہ کے اندر دونوں جبڑوں کے وسط سے تعلق رکھنے والے دس مختلف مخارج سے نکلنے والے اٹھارہ حروف کو وسطی کہتے ہیں۔

ج: **شَفِوِی:** عربی میں شَفَةٌ، ہونٹ اور شَفَتَيْنِ دونوں ہونٹوں کو کہتے ہیں۔شفتین کے تین مقامِ معیّنہ سے نکلنے والے چار حروف، حروفِ شفوی کہلاتے ہیں۔

د: **خیشُومی:** خیشوم، عربی میں ناک کی جڑ والے حصے کو کہتے ہیں۔خیشوم کے مقامِ غیر معیّنہ سے دو حروف ''ن. م'' کا اِخفا اور غُنّہ پیدا ہوتا ہے اس لئے خیشومی ان کا لقب ہے۔

ہ: **ہوائیہ:** تینوں حروفِ مدّہ کے تین حروف ''و. ا. ی'' شروع میں اپنے اپنے مخرج سے ادا ہوتے ہیں اور بعد میں مدہ کی حالت میں منہ کے اندر کے خلا سے مقامِ غیر معیّنہ سے ادا ہوتے ہوئے ہوا پر ختم ہو جاتے ہیں اسی مناسبت سے یہ ہوائیہ اور جوفِ دہن سے تعلق کی وجہ سے جوفیہ بھی کہلاتے ہیں۔الفِ مدہ جوفِ حلق، یاءِ مدہ جوفِ منہ اور واو مدہ جوف ہونٹوں کی ہوا پر ختم ہوتا ہے۔

و: ق. ك ☆ ل. ن. ر ☆ ب. م ۔ یہ سات حروف قریب المخرج ہیں۔

ز: ج.ش. ی ☆ط.د. ت ☆ ظ.ذ.ث ☆س.ص.ز ☆ب.م.و۔ایک ہی مخرج میں تین تین حروف کے یہ چار گروپ ہیں۔ان میں ہر گروپ کے حروف باہمی طور پر اپنے مخرج میں مشترک ہیں لیکن اپنی صفات سے جدا ہوتے ہیں۔بلکہ ایک ہی مخرج میں دو، دو حروفِ حلقی بھی اسی زمرہ میں آتے ہیں۔صفاتِ حروف کا بیان صفحہ نمبر ۱۰۱ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ح: ض: عربی کا یہ خاص الخاص حرف ہے چونکہ اس جیسی آواز والا حرف کسی دوسری زبان میں نہیں پایا جاتا اسی وجہ سے اس کی صحیح ادائیگی مشکل ترین ہے۔ضاد کی اس خصوصیت کی وجہ سے عربی زبان کو **لُغَةُ الضَّادْ** کہا جاتا ہے۔

ط: ن.م: نون۔میم ساکن اور مشدّد میں اخفاء اور غُنہ ان کی صفتِ لازمہ ہے لیکن حقیقت میں یہ خیشوم سے نکلنے والی آواز ہے۔تو سوال یہ ہے کہ اسے مخارج کے ضمن میں کیوں بیان کیا جاتا ہے؟

جواب: بلا شبہ یہ کوئی حرف نہیں اور نہ ہی اس کی ادائیگی میں زبان کے کسی حصہ کا واضح دخل ہے بلکہ "ن.م" میں پائی جانے والی ایک کیفیت ادا اور حالت (گنگناہٹ) ہے مگر یہ ایک ایسی حالت ہے جس میں حرف کی سی شان پائی جاتی ہے۔لہٰذا اس آواز کو بطور مخرج بیان کیا جاتا ہے۔

مخارج کی نسبت سے چند لطائف: مخارج کی بحث کو ختم کرنے سے پہلے ان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لیے تین لطیفے بیان کرنا ضروری ہے کہ بعض مرتبہ ایک سنجیدہ بات کو ہلکے پھلکے انداز سے سمجھنے، سمجھانے سے دلچسپی اور آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔

ا: ایک شخص نے اپنے دوست سے قرضِ حسنہ کی تعریف پوچھی۔دوست نے جواباً کہا کہ قرض کی واپسی کے مطالبہ پر آگے سے ہسنا (پنجابی) قرضِ حسنہ کہلاتا ہے۔قرضِ حسنہ کی واپسی پر آگے سے ہسنا واقعی لطیفہ ہے لیکن علمِ تجوید کے حوالہ سے باریک نکتہ یہ ہے کہ حسنہ کی "ح" اور ہسنا کی "ھ" کی آوازوں اور معنی کے اعتبار سے فرق کی اہمیت کا ہمیں بالکل احساس نہیں بلکہ ہم نے "ح" اور "ھ" کو ایک ہی حرف تسلیم کیا ہوا ہے۔

۲: ایک مسافر نے دورانِ سفر اپنے ساتھی سے نام پوچھا تو اس نے اپنا نام توفیق بتایا لیکن توفیق کے ''ق'' کی ادا میں قاریوں والا لہجہ اختیار کیا۔ جواب میں قاری صاحب نے اپنے ساتھی کا نام پوچھا تو انہوں نے جواباً کہا: حضرت میرا نام بھی آپ والا ہی ہے لیکن اتنا غضبناک نہیں۔

۳: برِّعظیم پاک و ہند کا کوئی زائر مسجد حرام یعنی بیت اللہ شریف میں اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی کے لئے یہ دعائیہ کلمات دہرا رہا تھا: ''اللہ مافی، اللہ مافی'' پاس سے گزرنے والے کسی عربی نے یہ الفاظ سنے تو اسے تعجب ہوا کہ یہ شخص ایسا کیوں کہہ رہا ہے؟ ان کلمات کی ادائیگی میں لطیفہ یہ ہے کہ ہم نے حرف ''ع'' ادا کرنے کی کبھی کوشش ہی نہیں کی اور حرفِ عین ادا کئے بغیر جملہ ''مافی'' سے سننے والے کو ''اللہ نہیں ہیں'' کے مفہوم کا گمان ہوتا ہے کیونکہ عربی میں ''مَا'' کا معنیٰ ''نہیں'' اور ''فِي'' کا معنیٰ ''ہیں'' کے ہیں۔ لہٰذا مَعَافِي کو مَا فِي کہنے سے یہ لطیفہ وجود میں آ گیا۔ بلکہ اس طرح مخارج صفات اور معروف قواعد کی پابندی نہ کرنے اور علمِ تجوید سے غفلت اور لاپروائی کی وجہ سے اب تک نامعلوم کتنے ہی لطیفے مروّج ہیں۔

خامہ انگشت بدنداں ہے اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بہ گریباں ہے اسے کیا کہیے



عربی کلمات کی بناوٹ کے قواعد
اور
بنیادی اصطلاحات کی تشریح و توضیح

الف : اصطلاحات سے مراد حروفِ ہجا، مفردات، مرکبات، حرکات، متحرک، فتحہ، مفتوح، کسرہ مکسور، ضمہ، مضموم، تنوین، منوّن، جزم، مجزوم، علامتِ سکون، ساکن، شدّہ، مشدد، تشدید حروفِ مدّہ حروفِ لین اور مجہول و معروف آوازیں وغیرہ ہیں۔ ماقبل وہ حرف ہے جو کسی دوسرے حرف سے پہلے واقع ہو۔ ماقبل مفتوح میں پہلا حرف زبر والا، ماقبل مکسور میں پہلا حرف زیر والا اور ماقبل مضموم میں پہلا حرف پیش والا ہوتا ہے۔ مابعد وہ حرف ہے جو کسی دوسرے حرف کے بعد واقع ہو طلبا و طالبات کو چاہیے کہ ان جملہ اصطلاحات کی تعریف اور مفہوم کو اچھی طرح ذہن نشین کریں۔ کیونکہ علمِ تجوید کی ان اصطلاحات کی صحیح تفہیم کے بغیر قواعد کو سمجھنے میں دشواری پیش آتی ہے۔

ب : کلمات کی بناوٹ کی ابتدائی تختیوں کی مشق کے لیے بعض اسباق میں تمام حروفِ ہجاء کی بجائے اختصار کے پیشِ نظر بطور اعادہ چند مثالیں دی گئی ہیں۔

۴ حروفِ ہجاء یا مُفرَدات

ہجاء کا لغوی معنیٰ ہجے کرنا اور جوڑنا کے ہیں۔ اصطلاحاً ان حروف کو جوڑ کر اور ہجے کر کے الفاظ بنائے جاتے ہیں اور انھی الفاظ سے زبان بن جاتی ہے اس لیے ایسے حروف کسی بھی زبان کے حروفِ ہجاء یا تہجی کہلاتے ہیں۔ ان کو مُفرَد یعنی علیٰحدہ علیٰحدہ پڑھے جانے والے حروف بھی کہتے ہیں مُفرَد کی جمع مُفردات ہے۔

عربی زبان کے حروفِ ہجا کی تعداد انتیس (۲۹) ہے۔ ان میں سے ہر حرف کا ایک خاص نام، منفرِد شکل اور مخصوص آواز ہے۔ حروفِ ہجا یا مفردات کے سبق میں یہ حروف اپنے ان خاص ناموں ہی سے پڑھے اور پڑھائے جاتے ہیں۔ جب یہ حروف اس طرح آواز میں ڈھلتے ہیں تو یہ ملفوظی (جن کا تلفظ کیا جائے) اور جب ملا کر لکھے جاتے ہیں تو مکتوبی حروف کہلاتے ہیں۔

حروفِ ہجا میں بعض حروف کے اوپر ایک سے لے کر تین نقطے اور ان کے نیچے ایک سے دو نقطے ہوتے ہیں۔ نقطے والے حروف کو منقوط یا معجمہ اور بغیر نقطے والے کو غیر منقوط یا مُہملہ کہتے ہیں۔ مُعجمہ کی تعداد چودہ اور مُہملہ حروف پندرہ ہیں۔

۱: **حروف کو کھینچ کر پڑھنے کی مقدار:** ابتدائی قاعدوں میں حروفِ ہجا کی آوازوں کو کھینچ کر پڑھا اور پڑھایا جاتا ہے۔ اس طرح پڑھنے کے لیے ایک قرینہ اور مقدار مقرر ہے جس کو ایک الف کہتے ہیں۔ ایک الف کھینچ کر پڑھنے کی مقدار درمیانی رفتار سے بند انگلی کو کھولنے یا کھلی انگلی کو بند کرنے کے وقت کے برابر ہے۔ یعنی جتنی دیر بند انگلی کو کھولنے یا کھلی انگلی کو بند کرنے میں لگتی ہے اتنی دیر حرف کو کھینچ کر پڑھتے ہیں۔ اسی طریقہ سے دو الف، تین الف اور چار الف کی مقداروں کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ تاہم مُبتدی طلبا اور خاص کر بچوں کو پڑھانے اور سمجھانے کا یہ ایک انداز ہے در حقیقت حرف کو بغیر کھینچے، کم یا زیادہ کھینچ کر پڑھنے کا دارومدار استاد کے بتانے اور خود مشق کرنے پر ہے۔ البتہ ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کی کوئی ظاہری علامت مقرر نہیں ہے لیکن ایک الف سے زیادہ کی مقدار کو ظاہر کرنے کے لیے یہ دو علامات " ~ — " ہیں جو کھینچ کر پڑھے جانے والے حروف

کے اوپر لکھ دی جاتی ہیں۔

۲: **حروفِ ہجا پڑھنے کا طریقہ**: جیسا کہ شروع میں بیان ہوا کہ حروفِ ہجا ہمیشہ اپنے ناموں سے پڑھے جاتے ہیں۔ ان کے ناموں کا یہ تلفظ حروف کی اصل شکل کے نیچے باریک خط میں لکھ دیا گیا ہے۔ ایسے حروف جن کے نام دو حرفی ہیں۔ مثلاً بَا ، حَا ، رَا ، ان کو ایک الف اور جن حروف کے نام تین حرفی ہیں جیسے صَادْ، عَيْنْ، نُوْنْ ان کو چار الف کے برابر کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ دو حرفی حروف کو اردو کی طرز پر بے، حے، رے پڑھنا عربی قاعدہ کے خلاف ہے۔ ان کے اس تلفظ میں چونکہ بڑی 'ے' جسے اردو میں یائے مجہول کہتے ہیں، کی آواز شامل ہے جبکہ عربی میں یائے مجہول کی آواز نہیں ہوتی۔ ان حروف کو پڑھنے کا طریقہ اور طرزِ ادا قرآنی حروفِ مقطعات اور مدّاتِ فرعی کے قاعدہ اور تلفظ کے مطابق ہے۔ ان حروف کے ناموں پر زبر، زیر، پیش اور علامتِ سکون کا ہونا علمی اور فنی اعتبار سے مدّاتِ فرعی کی وضاحت کے لیے ہے۔ تاہم یہ موقع مدّات کی تفصیل بیان کرنے کا نہیں بلکہ طلبا و طالبات کو ابتدا ہی سے حروف کی آوازوں کو کھینچ کر پڑھنے والی آواز سے روشناس اور مشق کروانا ہے۔ مدّاتِ فرعی کا بیان صفحہ نمبر ۱۵۱ پر دیکھیں۔

۳: **حرف کی تعریف**: حرف کا لغوی معنیٰ کنارہ کے ہیں، حُروف اس کی جمع ہے۔ چونکہ حُروفِ ہجا کی مخصوص آواز ان کے ناموں کے شروع کنارہ پر موجود ہوتی ہے اس لئے ان کو حرف کہا جاتا ہے مثلاً ''خَا . لَامْ . قَافْ'' ''خَا'' کو پڑھتے ہوئے شروع کنارہ پر ''خَا'' کی آواز اور ''لَامْ . قَافْ'' کی ادائیگی میں بالترتیب لَامْ اور قَافْ کی آوازیں موجود ہیں۔ لیکن حرف کی اس تعریف میں اَلِفْ اور هَمْزَهْ شامل نہیں۔ ان دو حروف کے ناموں کے شروع کنارہ پر دوسرے حروف کی مانند مخصوص آواز نہیں ہوتی اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اَلِفْ، الفاظ کے شروع میں کبھی نہیں آتا اور نہ ہی اس کی کوئی اپنی آواز ہے بلکہ یہ صرف اس وقت آواز دیتا ہے جب اس سے پہلے والے حروف پر زبر ہوتا ہے جیسے حروفِ ہجا میں 'بَا۔ تَا۔ ثَا' کے تلفظ میں اَلِف کی آواز شامل ہے۔ ہمزہ کی آواز اس وقت ادا ہوتی ہے جب یہ متحرک یا ساکن ہوتا ہے یعنی اس پر زبر، زیر، پیش یا علامتِ سکون آتی ہے۔

جس کی تفصیل سبق نمبر ۶ اور ۷ پر آرہی ہے۔ البتہ اس موقع پر اتنا یاد رکھیں کہ لفظ اَلِف کے شروع میں جوز بر والا اَلِف (اَ) ہے یہ عربی میں ''ہمزہ'' کہلاتا ہے اَلِف نہیں۔

حُروفِ ہجاء یا مُفرَدات

شکل	ا
نام	اَلِفْ

شکل	ب	ت	ث	ج	ح	خ	د	ذ
نام	بَا	تَا	ثَا	جِيْمْ	حَا	خَا	دَالْ	ذَالْ
شکل	ر	ز	س	ش	ص	ض	ط	ظ
نام	رَا	زَا	سِيْنْ	شِيْنْ	صَادْ	ضَادْ	طَا	ظَا
شکل	ع	غ	ف	ق	ك	ل	م	ن
نام	عَيْنْ	غَيْنْ	فَا	قَافْ	كَافْ	لَامْ	مِيْمْ	نُوْنْ

شکل	و	ہ	ء	ی
نام	وَاوْ	هَا	هَمْزَهْ	يَا

حروفِ ہجا کی بعض خصوصیات: مندرجہ ذیل حروف دو طرح سے لکھے جاتے ہیں۔

(i) ت = ة (ii) ر = ـر (iii) ز = ـز (iv) ک = ك

(v) م = ـم (vi) ہ = ہ (vii) لا = لا (viii) ی = یـ

۲: ث. ح. ذ. ع. ص. ض. ط. ظ. ق: یہ نو حروف عربی کے خاص حروف ہیں۔ ان جیسی آواز والے فصیح ولطیف حروفی دوسری کسی زبان میں نہیں پائے جاتے۔ اردو میں یہ تمام حروف عربی ہی سے منتقل ہوئے ہیں اور ان کی ادائیگی چونکہ مشکل ہے اسی وجہ سے ہمارے یہاں عام گفتگو کے دوران یہ بہت ناقص ادا ہوتے ہیں۔

۳: ملتی جلتی شکلوں اور آوازوں والے حروف: عربی کے اکثر حروف کی شکلیں اور آوازیں ملتی جلتی ہیں۔ شکلوں میں فرق نقاط کے اوپر، نیچے، درمیان اور تعداد سے ہوتا ہے۔ ایسے پندرہ حروف جن کی آوازیں باہمی طور پر ملتی جلتی ہیں اُن کو چھے درجات میں تقسیم کردیا گیا ہے:

(i) ت. ط (ii) ث. س. ص (iii) ح. ہ (iv) ذ. ز. ظ. ض (v) ع. ء (vi) ق. ك۔

واضح رہے کہ ''ع اور ء'' کی آوازوں کا تقابل اس موقع پر ممکن نہیں کیونکہ ہمزہ کے نام کے شروع میں اس کی اپنی آواز موجود نہیں۔ ان تمام حروف کی آوازوں کے باہمی فرق کی تفصیل سبق نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۴: موٹے حروف یا حروفِ مُسْتَعْلِیَہ: ''خ. ص. ض. غ. ط. ق. ظ'' یہ سات حروف ہمیشہ ہر حال میں موٹے یعنی منہ بھر کر پڑھے جاتے ہیں۔ اس طرح پڑھنے کو پُر پڑھنا بھی کہتے ہیں۔ موٹا پڑھنا ان کی پہچان اور ادائیگی کا حُسن اور صفتِ لازمہ ہے۔ موٹا پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ زبان اُوپر تالو کی جانب اٹھتی ہے اس لئے یہ حروف مُستعلیہ کہلاتے ہیں جو اِسْتِعْلَاء سے بنا ہے جس کا لغوی معنیٰ بلند ہونا یا اوپر اٹھنا کے ہیں۔ ان حروف کو بیان وکلام اور یادداشت کی آسانی کے لیے درج ذیل کلمات میں جوڑ دیا گیا ہے اور شروع میں یہ اسی ترتیب کے مطابق علیحدہ علیحدہ لکھے ہوئے ہیں:

خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ۔ اس کے علاوہ ''رَا'' موٹی اور باریک دونوں طرح سے پڑھی جاتی ہے بلکہ حروفِ ہجا کے سبق میں ''رَا'' بھی اپنے نام سے ادا ہوتے ہوئے موٹی ادا ہوتی ہے۔

۵: **باریک حروف**: ایسے حروف جن کی ادائیگی کے وقت زبان اوپر تالو کی جانب نہیں اٹھتی باریک ادا ہوتے ہیں۔ اگر "ا. ل. ر" (جو موٹے بھی پڑھے جاتے ہیں) کو اس مرحلہ پر باریک پڑھنے کی حالت میں شمار کر لیں تو حروف مستعلیہ کے سات حروف کے علاوہ باقی بائیس (۲۲) حروف باریک ادا ہوتے ہیں۔

۶: **سخت حروف**: ایسے حروف جن کی ادائیگی میں آواز مخرج میں قوت کے ساتھ ٹھہرتی اور بند ہو جاتی ہے اور آواز میں سختی نمایاں ہو جاتی ہے۔ یہ آٹھ حروف اَجِدُ قِطٍ بَكَتْ میں جمع ہیں۔

۷: **نرم حروف**: ایسے حروف کی ادائیگی میں آواز مخرج میں کمزوری سے ٹھہرتی اور جاری رہتی ہے اور آواز میں نرمی نمایاں ہو جاتی ہے۔ سخت حروف کے آٹھ اور توسط کے پانچ حروف کے علاوہ سولہ حروف نرم ادا ہوتے ہیں۔ توَسُّط: درمیانی حالت کو کہتے ہیں۔ یہ ایسے حروف ہیں جن کی ادائیگی میں آواز مخرج میں کچھ بند اور کچھ جاری رہتی ہے۔ یہ پانچ حروف لِنْ عُمَرُ میں جمع ہیں۔

۸: **حروفِ صفیریہ**: صفیر کا لغوی معنی باریک اور تیز آواز کے ہیں۔ ان حروف کی ادائیگی میں سیٹی کی مانند ایک باریک اور تیز آواز نکلتی ہے۔ یہ صفت "س. ص. ز" میں پائی جاتی ہے۔

۹: **حروفِ علّت**: و. ا. ی VOWELS (U.A.E): کسی بھی زبان میں بالعموم کام آنے والی بامعنی آوازوں کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

الف: حروفِ علّت (VOWELS) ب: حروفِ صحیح (CONSONANT)

عربی میں "و. ا. ی" یہ تینوں حروف "حروفِ علّت" اور باقی "حروفِ صحیح" (CONSONANT) کہلاتے ہیں جن کی اپنی ایک آواز ہوتی ہے۔ علّت کا معنی بیماری کے ہیں کہ جس طرح ہمارے یہاں بیمار آدمی تکلیف کی وجہ سے "ہائے ہائے" پکارتا ہے۔ عرب ممالک کے لوگ ایسے مواقع پر "وَای وَای" بولتے ہیں لہٰذا ان تین حروف کو حروفِ علت کہا جاتا ہے۔ حروفِ علت کہنے کی دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ جس طرح بیمار آدمی تکلیف اور بیقراری کی بناء پر کبھی بیٹھتا، لیٹتا

اور کبھی کروٹیں بدلتا ہے اسی طرح یہ تینوں حروف بھی بعض شرائط کے تحت آپس میں ایک دوسرے سے بدلتے رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ اپنی ادائیگی میں ثقیل حروف ہیں خصوصاً واؤ زیادہ ثقیل اور یاء کمتر ہے لیکن الف نرم حرف ہے لہٰذا "و. ی" کی ثقالت (گرانی اور دشواری) کو خفیف (پڑھنے میں آسانی) اور تلفظ کو رواں بنانے کا قاعدہ لاگو ہوتا ہے جسے تعلیل کہتے ہیں جو سبق نمبر ۹ پر موجود ہے نیز بیمار آدمی کی اس کیفیت ادا کے پس منظر میں اہلِ لغت کی رائے میں "و. ا. ی" کی تین آوازوں ہی سے حرکاتِ ثلاثہ، زبر، زیر، پیش کی آوازیں نکالی گئی ہیں۔ جن کا بیان اگلے سبق میں آرہا ہے۔

۱۰: **حروف قمری اور شمسی**: حروفِ ہجاء کی ایک اہم تقسیم، عام اسم کو خاص اِسم بنانے کے حوالے سے ہوئی ہے۔ اس تقسیم میں الف کو چھوڑ کر باقی اٹھائیس (۲۸) حروف میں سے چودہ حروف قمری اور چودہ حروفِ شمسی کہلاتے ہیں۔ تقسیم حسب ذیل ہے:

الف: حروفِ قمری: ء. ب. ج. ح. خ. ع. غ. ف. ق. ك. م. و. ه. ی۔

ب: حروفِ شمسی. ت. ث. د. ذ. ر. ز. س. ش. ص. ض. ط. ظ. ل. ن۔

۱۱: **حروفِ ہجا کی ترتیبیں**: اہلِ علم کے ہاں حروفِ ہجا کی درج ذیل تین مختلف ترتیبیں مشہور اور رائج ہیں: الف: لُغوِی ترتیب ب: ترتیب بلحاظ مخارج ج: ابجدی ترتیب

الف: **لُغوِی ترتیب**: حروفِ ہجا کی رائج الوقت اور معروف ترتیب لغوی ترتیب کہلاتی ہے کیونکہ لغت میں الفاظ کے معانی حروفِ ہجا کی اسی مشہور ترتیب سے بیان کیئے جاتے ہیں۔

ب: **ترتیب بلحاظ مخارج**: علماءِ تجوید مخارج حروف کی اہمیّت کے پیشِ نظر اکثر بنیادی قاعدوں میں قواعد کی وضاحت اس ترتیب کے تحت بھی بیان کیا کرتے ہیں:

ء. ه. ع. ح. غ. خ. ق. ك. ج. ش. ی. ض. ل. ن. ر. ط. د. ت. ظ. ذ. ث.

ص. س. ز. ف. ب. م. و۔

ج: اَبجدی ترتیب: اَ بْجَدْ ، ھَوَّزْ، حُطِّیْ ، کَلِمَنْ ، سَعْفَصْ، قَرْشَتْ، ثَخَّذْ، ضَظَّغْ۔

اس ترتیب میں ہر حرف کے عدد مقرر ہیں۔ یہ حروف ان عددی قیمتوں ہی کے لحاظ سے بیان و کلام اور یادداشت کی آسانی کے لیے ملا کر اوپر درج کیے گئے ہیں۔ شروع کے چار حروف کے مجموعے کی وجہ سے یہ ابجدی ترتیب کہلاتی ہے۔ حروف کی یہ ترتیب اکائی، دہائی، سینکڑہ اور ہزار پر ہے:

اَ. بْ. جَ. دْ (۱. ۲. ۳. ۴) ھَ. وَّ. زْ (۵. ۶. ۷) حُ. طِّ. یْ (۸. ۹. ۱۰)

کَ. لِ. مَ. نْ (۲۰. ۳۰. ۴۰. ۵۰) سَ. عْ. فَ. صْ (۶۰. ۷۰. ۸۰. ۹۰)

قَ. رِ. شَ. تْ (۱۰۰. ۲۰۰. ۳۰۰. ۴۰۰) ثَ. خَّ. ذْ (۵۰۰. ۶۰۰. ۷۰۰)

ضَ. ظَّ. غْ (۸۰۰. ۹۰۰. ۱۰۰۰)

ابجدی ترتیب کا استعمال اور حوالہ مختلف انداز سے ہوتا ہے مثلاً شعراء کسی خاص واقعے یا معروف شخص کی پیدائش و وفات کی تاریخ کا تعین ان حروف کی مقرر کردہ عددی قیمتوں کے حساب سے اشعار میں بیان کیا کرتے ہیں۔ اسے حسابِ جمل بھی کہتے ہیں۔ کسی مضمون کے پیراگراف میں تسلسل کے ساتھ ایک نمبر شمار کے بعد دوسرے نمبر شمار کی ضرورت پیش آ جائے تو اس دوسرے نمبر شمار کے لیے ابجدی ترتیب کے حروف ہی استعمال میں لائے جاتے ہیں۔ یہ طریقہ آپ کے پیشِ نظر کتاب میں بھی جاری ہوا ہے۔ طلبا و طالبات کو حروفِ ہجا کی یہ ترتیبیں زبانی یاد کرا دینا ان کی عملی زندگی کے دوران میں کئی مواقع پر مفید اور کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں۔

۱۲: حروفِ ہجا کو پڑھنے کے حوالے سے بعض باتیں خصوصی طور پر توجہ طلب ہیں

ا: اِلِفْ: حروفِ ہجا کا یہ پہلا حرف ہے۔ اس کا نام اِلِف ہے اسی نام کے تلفظ کے مطابق (لام کے نیچے زیر) نرمی سے ادا کرنا چاہیے اَلِفُ یا اَلَفْ پڑھنا غلط ہے۔

ب: حروفِ ہجا کا تیسرا حرف تاء (ت) ہے۔ اسے عربی میں تاءِ مجرورہ یا مَطُوَّلہ اور اردو میں لمبی

(تے) کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک دوسری تاء بھی رائج ہے جسے عربی میں تاءِ مَربُوطہ یا مُدَوَّرہ (ۃ) اور اردو میں گول "تے" کہتے ہیں۔ عربی گرامر میں یہ تاءِ تانیث یعنی مؤنث کی تاءِ مفرد کے نام سے مشہور ہے اور یہ بالعموم مؤنث اسماء کے آخر میں آتی ہے۔

ج: درج ذیل حروف بھی غلط تلفظ کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں ان کی اصلاح بھی ضروری ہے:

طَا۔ظَا کو طُوئے ۔ ظُوئے ○ صَادْ ضَادْ کو صُوَادْ ۔ضُوَادْ۔ دُوَادْ اور عَیْنْ۔ غَیْنْ کے تلفظ میں چھوٹی "ی" جسے اردو میں یاءِ معروف کہتے ہیں، کی آواز کا اثر شامل ہونا چاہیے جبکہ ان کو ادا کرتے ہوئے (بڑی ے) جسے اردو میں یائے مجہول کہتے ہیں، کی آواز شامل کرنا غلط ہے۔ اسی طرح قَافْ اور کَافْ کی آوازوں میں فرق کرنے کی بجائے بڑا اور چھوٹا کَافْ یا کَیَافْ پڑھنا بے اصل اور مُہمل ہی نہیں بلکہ علمی حوالے سے بھی غلط ہے۔

د: حروفِ ہجا کا چھبیسواں حرف وَاوْ (آخری "و" جزم کے ساتھ) ہے۔ اردو میں یہ حرف واؤ (آخری "و" ہمزہ کے ساتھ) پڑھا جاتا ہے۔ ہمارے یہاں اردو کا تلفظ ہی رائج ہے۔ اس کی ایک وجہ علمِ تجوید کو اردو میں پڑھانے کی ہو سکتی ہے کہ خاص طور پر ہجے کرتے ہوئے ہمزہ زبر (اَ) اور واؤ زبر (وَ) پڑھنا آسان ہے۔ تاہم لغتِ عربی میں یہ تین حرفی حرف ہے۔ جس طرح نُوْنْ اور مِیْمْ اپنے ناموں سے ساکن ادا ہوتے ہیں اسی طرح آخری واؤ کو ساکن پڑھنا زیادہ صحیح و فصیح ہے۔

ہ: حروفِ ہجا کا آخری حرف "ی" ہے۔ عربی میں صرف یہی یاء پڑھی جاتی ہے اور اس کو یاءِ معروف کہتے ہیں۔ جبکہ اردو میں یاءِ معروف اور مجہول دونوں رائج ہیں جن کو بالترتیب چھوٹی "ی" اور بڑی "ے" کے ناموں سے پڑھا جاتا ہے۔ بعض ابتدائی قاعدوں میں دونوں یاءات (یاء کی جمع) لکھ دی جاتی ہیں۔ ایسی صورت میں ان دونوں یاءات کو یَا / یَا ہی پڑھنا اور پڑھانا چاہیے۔ بلکہ یائے مجہول کا نہ لکھنا ہی بہتر ہے کہ اس کے لکھنے سے ہمارے ملک میں اردو کی وجہ سے قرآنِ حکیم کو مجہول طریقۂ ادا کی راہ ہموار ہوئی ہے۔

۱۳: **مذکر اور مؤنث حروف**: حروفِ ہجاء کے تیرہ مذکر اور سولہ مؤنث حروف ہیں:

الف: مذکر حروف: ا. س. ش. ص. ض. ع. غ. ق. ك. ل. م. ن. ء۔

ب: مؤنث حروف: ب. ت. ث. ج. ح. خ. د. ذ. ر. ز. ط. ظ. ف. و. ه. ی۔

۱۴: **حروف ہجا کی ترتیب اور نقاط کا فرق**: افریقی ممالک میں حروفِ ہجا کی ترتیب ہمارے یہاں رائج ترتیب سے مختلف ہے:

:ا. ب. ت. ث. ج. ح. خ. د. ذ. ر. ز. ط. ظ. ك. ل. م. ن. ص. ض. ع. غ. ف. ق. ق. س. ش. ه. و. ء. ی۔

نقاط کا فرق: "ف" کے نیچے "ڢ" اور "ق" کے اوپر "ف" ایک ایک نقطہ لکھا ہوا ہے اور الفاظ کے آخر میں آنے کی صورت میں "ن. ف. ق" نقاط کے بغیر لکھے جاتے ہیں: "ں. ڡ. ٯ" نمونہ کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵ مُرَکَّبَات

مُرَکَّبَات، مُرَکَّب کی جمع ہے جس کا معنی ملا ہوا کے ہیں۔ جب مفرد حروف کو ملا کر لکھا جاتا ہے تو یہ مُرَکَّب حروف کہلاتے ہیں۔ اِس طرح ملا کر لکھنے سے بعض مفرد حروف کی شکلیں بدل جاتی ہیں اور مختصر بھی ہو جاتی ہیں یعنی بعض حروف کے شروع کے سرے اور آخری شکل برقرار رہتی ہے بعض کی آخری شکل بدل جاتی ہے جبکہ شروع کا حصہ اپنی اصل شکل برقرار رکھتا ہے۔ ایسے مفرد حروف بھی ہیں کہ جن کی شکلیں تبدیل نہیں ہوتیں یا اُن کے شروع، درمیانی اور آخری شکلوں میں واضح تبدیلی نہ ہونے کی وجہ سے پہچان مشکل بھی نہیں ہوتی: ا. د. ذ. ر. ز. و یہ چھ حروف شروع سے کسی حرف سے نہیں ملتے درمیان اور آخر میں ملا کر لکھنے کی حالت میں بھی یہ اپنی اصل صورت برقرار رکھتے ہیں۔ ط اور ظ بھی اپنی اصل شکل میں لکھے جاتے ہیں لیکن یہ شروع، درمیان اور آخر میں ملا لیے جاتے ہیں ہمزہ (ء) بھی مرکبات میں اپنی اصل صورت برقرار رکھتا ہے یہ کبھی ملا کر نہیں لکھا جاتا۔ مرکبات میں ہمزہ اکثر ''و. ا. ی'' کے اوپر بھی لکھا جاتا ہے: ؤ. أ. ئ لیکن ایسی یاء جب الفاظ کے درمیان میں آتی ہے تو ''ی'' لکھنے کی بجائے لفظ کے درمیان میں نوک یا شوشے سے ظاہر کی جاتی ہے جسے ہمزہ کی کرسی بھی کہتے ہیں ایسے مواقع پر ہمزہ اس نوک یا کرسی کے اوپر اور نیچے دونوں طرح سے لکھا جاتا ہے اور نوک کے نیچے نقطے بھی نہیں لکھے جاتے: شئت . جئت۔ ہمزہ لکھنے کی مزید تفصیل سبق نمبر ۶ اور ۷ پر موجود ہے۔ مُرَکَّبَات میں حروف ہجاء ہی کو جوڑ کر الفاظ کی شکلیں بنائی جاتی ہیں۔ مُرَکَّبَات میں حروف، الفاظ کی شکل میں لکھے تو جاتے ہیں لیکن پڑھنے/ پڑھانے کا انداز علیحدہ علیحدہ ہی ہوتا ہے۔ اس لیے پڑھتے اور پڑھاتے ہوئے درمیان میں سانس نہیں لینا چاہیے اور دوحرفی حروف کو ایک اَلِف اور تین حرفی حروف کو چار اَلِف کے برابر کھینچ کر پڑھنا بھی ضروری ہے۔ تاہم بامعنی الفاظ، حرکات اور دوسری علامات کے آنے سے بنتے ہیں اس سبق میں مُبتدی اٰباو طالبات اور خصوصاً چھوٹے معصوم بچوں کو حروف کو جوڑ کر مُرَکَّبَات کی صورت میں حروف شناسی

کی مشق کروائی جاتی ہے تا کہ ان حروف کو جوڑ کر لکھنے سے جو تبدیلی واقع ہوئی ہے وہ اس سے مانوس اور متعارف ہو کر حروف کی پہچان میں پختہ ہو جائیں اور اُن کے لیے آئندہ کے اسباق میں اصل الفاظ کو پڑھنا آسان ہو جائے۔

مُرَکَّبات کی مشق میں اختصار کے پیشِ نظر چند مثالیں دی گئی ہیں۔تا کہ مُبتدی طلبا و طالبات مُفرَدات کے تعلق اور مناسبت سے مُرَکَّبات میں ہر حرف کی تبدیلی کو بہتر انداز سے سمجھ سکیں۔زیرِ نظر کتاب چونکہ تعلیم یافتہ بالغ خواتین وحضرت کے لیے تحریر کی گئی ہے اور ہمیں امید ہے کہ مرکبات کی تختی کو بخوبی سمجھتے ہیں۔تا ہم تکمیلِ قاعدہ اور معلومات کے حوالے سے یہ سبق شامل کیا گیا ہے۔اکثر مرکب حروف بامعنی ہیں لیکن بطور قاعدہ یہاں علیحدہ علیحدہ ایک سانس ہی میں پڑھیں:

با. نا. تا. یا . شا. بر. حق.عبد. تمت. کتب. شمس.اجل. تجد

یحی. اخذ. بخل.بسم. شیخ.فصل. فضل .ظلم. غضب. طلع. بعد

بغی. کل. هل. ملك. کسب .فلق.قلم. منه. ولی. بهم. لهم

تة.یة.به.نه.یه. هد. فیه. أ.ي. ؤ.اله. احمد.رسول

سبیل.شیئتم.مسلمان. بصیر.قدیر.ملیکة.منزل. فردوس۔

٦ حرکاتِ ثلاثہ یا بڑی حرکات

قاعدہ: زبر : ـَـ ، زیر: ـِـ ، پیش: ـُـ SHORT WOVELS : U. E. A .

حرکات، حرکت کی جمع ہے اور حرکت کا لغوی معنی ہلنا اور جنبش کے ہیں، ثلاثہ تین کو کہتے ہیں۔ حرکت کے آنے سے چونکہ حرف کی ایک مخصوص آواز پیدا ہو جاتی ہے اور آواز کے پیدا ہونے سے گویا حرف ہل جاتا ہے اس لیے یہ حرکت کہلاتی ہے۔ حرکاتِ ثلاثہ کی ان تین مخصوص آوازوں کو ظاہر کرنے کے لیے تین مختلف علامات مقرر کی گئی ہیں۔ اردو میں ان کو زبر، زیر اور پیش کہتے ہیں۔ جن کی مزید تفصیل حسب ذیل ہے:

زبر: اردو میں زبر کا معنیٰ اوپر کے ہیں۔ چونکہ یہ علامت حرف کے اوپر لکھی جاتی ہے اس لیے یہ زبر کہلاتا ہے۔ زبر منہ اور آواز کو اوپر کی جانب کھولنے سے ادا ہوتا ہے اور یہ آواز ہلکے الف کی سی ہے۔ عربی میں زبر کو فتحہ اور جس حرف پر علامتِ فتحہ ہو وہ مفتوح کہلاتا ہے۔

زیر: اردو میں زیر کا معنیٰ نیچے کے ہیں۔ چونکہ یہ علامت حرف کے نیچے لکھی جاتی ہے، اس لیے یہ زیر کہلاتی ہے۔ زیر مُنہ اور آواز کو نیچے جھکانے سے ادا ہوتی ہے اور یہ آواز یاءِ معروف (چھوٹی یا ء) سے مشابہت رکھتی ہے۔ عربی میں زیر کو کسرہ اور جس حرف پر علامتِ کسرہ ہو اسے مکسور کہتے ہیں۔

پیش: اردو میں پیش کا معنیٰ آگے کے ہیں۔ پیش کو ادا کرنے کے لئے دونوں ہونٹوں کو گول کر کے آواز کو آگے کی جانب بڑھایا جاتا ہے اس لئے یہ علامت پیش کہلاتی ہے۔ پیش کی آواز واؤ معروف کے مشابہ ہوتی ہے۔ عربی میں پیش کو ضمہ اور جس حرف پر علامتِ ضمہ ہو وہ مضموم کہلاتا ہے۔

حرکاتِ ثلاثہ حروف کے اوپر/ نیچے ترچھے رخ پڑے ہونے اور لکھے جانے کی وجہ سے پڑی حرکات بھی کہلاتی ہیں یعنی پڑا زبر، پڑی زیر اور پڑا پیش۔ جس حرف پر کوئی ایک حرکت ہو وہ متحرک کہلاتا ہے۔

ایک الف کی مِقدار: دنیا میں اکثر چیزوں کو ناپنے اور تولنے کے مختلف پیمانے رائج ہیں۔ عِلمِ تجوید میں آواز کو ناپنے کا قرینہ اور پیمانہ حرکاتِ ثلاثہ کی آوازوں کو دوگنا یعنی دو حرکات کے برابر پڑھنا ہے

جسے اصطلاحاً ایک الف کی مقدار کہتے ہیں۔ بلکہ آئندہ اسباق میں حروف کی آوزوں کو کھینچنے کا پیمانہ اور مشق، الف کی مقداروں ہی کے مطابق ہوگا: ایک الف، دو، اڑھائی، تین اور چار الف۔

اُختین کا اصول: اُختَین، اُخت سے عربی اصطلاح ہے جس کا لغوی معنی دو بہنیں ہے۔ حرکاتِ ثلاثہ اور تینوں حروفِ علّت کی آوازوں میں مشابہت کی وجہ سے یہ آپس میں ایک دوسرے کی نظیر اور قائم مقام ہیں اسی لیے الف کو اُختِ فتحہ، یاء کو اُختِ کسرہ اور واؤ کو اُخت ضمہ کہتے ہیں۔ عملاً حرکاتِ ثلاثہ کی آوازوں کو دوگنا کرنے یا ایک الف پڑھنے سے بالترتیب ا. ی. و پیدا ہو جاتے ہیں جس کی تفصیل لحنِ جلی اور حروفِ علّت کے تعارف میں بیان ہو چکی ہے۔

حرکات کی مشق کے دوران میں درج ذیل ہدایات پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے

الف: الِف پر حرکات آنے سے یہ متحرک ہمزہ کہلاتا ہے (اَ. اِ. اُ) اسے ہمزہ پڑھتے ہیں الِف نہیں۔

ب: قرآنِ حکیم میں حرکات کو بغیر کھینچے پڑھنا بنیادی اہمیّت کا حامل ہے لہٰذا حرکات کو بغیر کھینچے پڑھنے کے انداز کو بذریعہ مشق پختہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اُختین کے اصول کے تحت حرکاتِ ثلاثہ کو دوگنی آواز سے کھینچ دینے سے تین حروفِ عِلّت و. ا. ی پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے قرآن مجید کی اصل عبارت (TEXT) میں ان تین حروف کا اضافہ ہونے کے علاوہ الفاظ کے معانی بھی تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہ دونوں باتیں لحنِ جلی یعنی بڑی غلطیاں ہیں ان سے بچنا بہت ضروری ہے۔

ج: بعض طلبا و طالبات حرکات کو بغیر کھینچے پڑھنے کی کوشش میں عادتاً جھٹکا سا دینے یا ہلانے لگتے ہیں اس انداز سے پڑھنے کی بجائے ہموار پڑھنے کی مشق کرنا چاہیے۔ حرکات میں آواز کو ہلانا لحن جلی ہے

د: زیر اور پیش کی آوازیں ہمیشہ معروف پڑھی جاتی ہیں ان کو مجہول آواز سے پڑھنا عجمی طریقہ ہے اور عربی قواعد کے خلاف ہے۔

قاعدہ: اَ. ءَ — اِ. ءِ — اُ. ءُ ☆ بَ. بِ. بُ ☆ جَ. جِ. جُ ☆ حَ. حِ. حُ۔

رَ. رِ. رُ ☆ زَ. زِ. زُ ☆ مَ. مِ. مُ ☆ نَ. نِ. نُ ☆ ہَ. ہِ. ہُ ☆ یَ. یِ. یُ ☆ قَ. قِ. قُ۔

زبر/فتحہ: اَحَدَ . بَدَاَ. خَلَقَ ☆ سَجَدَ. نَزَلَ. خَلَفَ۔

صَدَقَ. كَسَبَ. دَخَلَ ☆ حَسَدَ. نَكَصَ. هَلَكَ۔

لَذَهَبَ. فَوَجَدَ. وَاَخَذَ ☆ خَلَقَكَ. وَجَدَكَ. عَدَلَكَ۔

زیر/کسرہ: عِصَمِ. بِيَدِ. كِبَرِ ☆ شِيَةَ. عِوَجَ. قِبَلَ۔

شَهِدَ. خَشِيَ. اَمِنَ ☆ غَنَمِ. بَقَرِ. مَثَلِ۔

بَلَغَتِ. اَخَذَتِ. نَفَعَتِ۔

پیش/ضمہ: صُحُفُ. كُتُبُ. خُلُقُ ☆ ثُلُثُ. سُدُسُ. ثُمُنُ۔

سُبُلَ. حُلُمَ. اُذُنَ ☆ كُتُبِ. زُبُرِ. قُدُسِ۔

مخلوط مثالیں: جَبَلِ. شَجَرِ. شَفَقِ ☆ كَلِمَ. لَبِثَ. فَرِحَ۔

خُلِقَ۔ نُفِخَ۔ هُدِىَ ☆ ظُلِمَ. بُغِىَ. لُعِنَ ☆ حَسُنَ. ضَعُفَ. فَهُوَ۔

كَلِمَةِ. حَسَنَةِ۔ جُمُعَةِ ☆ حُمِلَتِ. غُلِبَتِ. فُتِحَتِ ☆ رَزَقَ. اِبِلِ. ثُلُثُ۔

ب: حُروفِ مُستَعلِیہ: خُصَّ ضَغطٍ قِظْ میں جمع سات حروف ہمیشہ ہر حال میں موٹے پڑھے جاتے ہیں"غ۔خ" کو موٹا پڑھتے ہوئے زبان کی جڑ اوپر نرم تالو سے لگتی ہے: ص۔ض۔ط۔ظ کو پُر پڑھتے ہوئے زبان کا درمیانی حصہ بھی اوپر تالو سے لگتا ہے اور یہ "غ۔خ" کی نسبت زیادہ موٹے ہوجاتے ہیں۔ تاہم حُروفِ مستعلیہ کو موٹا پڑھنے میں حرکاتِ ثلاثہ کی نسبت سے تین مراتب ہیں۔ زبر آنے سے زیادہ موٹے، پیش آنے سے نسبتاً کم اور زیر آنے سے بہت کم موٹے ہوتے ہیں۔ واضح رہے کہ ان حروف کو موٹا پڑھتے ہوئے ہونٹوں کو گول یا ان کی ادا میں واؤ کی آواز شامل کرنے سے ان کی ادائیگی کا حُسن برقرار نہیں رہتا۔ ایسا پڑھنا تلاوت کا عیب ہے اس سے بچنا چاہیے۔ مشق کے دوران میں موٹے اور باریک پڑھے جانے والے حروف میں فرق کو ملحوظ رکھیں۔ مثالوں میں زبر

والی ''رَا'' کو پُر پڑھیں:

خ: خَلَفَ. خَتَمَ ☆ص: صَبَرَ . صَلَحَ ☆ض: ضَرَبَ . ضَرَرَ۔

غ: غَضَبَ. غَرَقَ ☆ط: طَفِقَ ☆ق: قَلَمِ. قَدَمِ ☆ ظ: ظُلِمَ۔

خ: خُلِقَ ☆ص: صُحُفِ ☆ض: ضُرِبَ ☆ط: طُبِعَ ☆ق: قُتِلَ ☆ظ: ظُلِمَ۔

ج: ''رَا'' کو پُر پڑھنا: حرف ''رَا'' پر زبر اور پیش آئے تو یہ پُر ادا ہوتی ہے۔''رَا'' کو پُر ادا کرتے ہوئے زبان اوپر تالو کی جانب اٹھتی ہے۔ زیر آنے سے باریک پڑھی جاتی ہے اور زبان اوپر کی جانب نہیں اٹھتی۔''رَا'' کو پُر ادا کرنا اس کی ادائیگی کا حُسن ہے۔ تاہم خیال رہے کہ پُر ''رَا'' کو باریک اور باریک ''رَا'' کو پُر پڑھنا غلط ہے:

اَمَرَ. شَكَرَ . صَبَرَ ☆رَحِمَ. رَضِيَ. رَدِفَ ☆ذُكِرَ. غُفِرَ. نُصِرَ۔

كِبَرُ. تَزِرُ. اُخَرُ ☆ رُسُلُ. حُرُمُ. عُمُرُ ☆بَصَرُ. قَمَرُ. مَطَرُ.

د: ملتی جلتی آوازوں والے حروف کی مشق: طلبا و طالبات ابتدا ہی سے ملتی جلتی آوازوں والے پندرہ حروف کے چھے گروپس میں باہمی فرق کو بذریعہ مشق پختہ کرنے کی کوشش کریں۔ اس مرحلہ پر عام فہم انداز میں فرق مخرج اور صفات کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ صفات سے مراد حرف کا نرم یا سخت، باریک یا موٹا اور سیٹی کی آواز سے ادا کرنا ہے:

۱: تاء باریک اور طا موٹی پڑھی جاتی ہے: تَ. تِ. تُ ☆ طَ. طِ. طُ: تَرَكَ. بَطَنَ۔

۲: ثاء نرم، سِیْنْ میں سیٹی اور صَادْ موٹا ادا ہوتا ہے: ثِ. ثِ. ثُ ☆ سَ. سِ. سُ صَ. صِ. صُ: ثُلُثُ. سُبُلَ. صَمَدُ۔

۳: ''ح. ہ'' اپنے مخرج سے جدا ہوتے ہیں: حَ. حِ. حُ ☆ هَ. هِ. هُ. حَكَمَ. هُدِىَ۔

۴: ذَآلْ نرم، زَآ سخت اور سیٹی کے ساتھ، ظَا خوب موٹا، ضَآدْ خوب موٹا اور جماؤ کے ساتھ ادا ہوتا ہے: ذَ. ذِ. ذُ ☆ زَ. زِ. زُ ☆ ظَ. ظِ. ظُ ☆ ضَ. ضِ. ضُ

ذَرَاَ. زُبُرِ. ظُلِمَ. ضَرَبَ۔

۵: قَآفْ موٹا اور کَآفْ باریک ادا ہوتا ہے: قَ. قِ. قُ ☆ كَ. كِ. كُ: خَلَقَكَ۔

۶: عَیْنْ متوسط نہ نرم نہ زیادہ سخت اور ہمزہ سخت ادا ہوتا ہے: عَ. عِ. عُ ☆ ءَ. ءِ. ءُ: اَذِنَ. تَبِعَ۔

۵: **متحرک ہمزہ لکھنے کا قاعدہ:** قرآنِ حکیم کی طرزِ تحریر جسے رسم الخط کہا جاتا ہے، کا ایک منفرد اور اچھوتا انداز ہے جس کی ایک واضح مثال ہمزہ لکھنے کا قاعدہ بھی ہے۔ تاریخی طور پر یہ بات ثابت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دور میں قرآنی کلمات نقاط اور زبر، زیر پیش سے خالی تھے اور ہمزہ کی رائج الوقت شکل ''ء'' بھی لکھی ہوئی نہیں تھی لیکن یہ پڑھا جاتا تھا۔ البتہ کسی کلمہ میں زبر کے بعد ہمزہ ہوتا تو وہاں الف لکھا جاتا اور زیر یا پیش کے بعد ہمزہ آنے کی صورت میں وہاں بالترتیب ''ی اور و'' لکھ دی جاتی۔ تاہم تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کے دور (کم وبیش سو ہجری کے بعد) میں جب عجمی مسلمانوں کو تلاوت کرنے میں دشواری پیش آئی تو نقاط وحرکات کی طرح ہمزہ کے لیے بھی موجودہ شکل تجویز کی گئی اور اسے محذوف الرسم ہمزہ یعنی لکھنے میں نہ آنے والا ہمزہ یا ایسا ہمزہ جس کی کوئی صورت نہ ہو وہ بے صورت ہمزہ کہلاتا ہے۔ ''و. ا. ی'' کو قرآنی متن میں بعینہٖ لکھا رہنے دیا گیا اور ہمزہ ''ء'' کو ان تین حروف کے اوپر اور نیچے لکھ دیا گیا ہے: أ. ئ. ؤ۔

متحرک ہمزہ لکھنے کی رائج الوقت تین صورتیں ہیں:

الف: متحرک ہمزہ لکھنے کی مَحْذُوْفُ الرَّسْمْ یا بے صورت ہمزہ: ءَ. ءِ. ءُ۔

ب: متحرک ہمزہ کو الف کی صورت میں لکھنے کا طریقہ: اَ. اِ. اُ۔

ج: متحرک ہمزہ سے پہلے حرف کی حرکت کے مطابق حروف علت کے اوپر لکھنے کا قاعدہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔لیکن زیر کے بعد ہمزہ اگر کلمہ کے درمیان میں آئے تو "ی" پر لکھنے کی بجائے شوشے یا کرسی کے اوپر / نیچے لکھا جاتا ہے اور اس یاء کے نیچے نقطے بھی نہیں لکھے جاتے۔تاہم یاد رکھنا چاہیے کہ حروف علّت پر لکھنے کی حالت میں متحرک ہمزہ تو ادا ہوتا ہے لیکن حروف علّت "و.ا.ی" پڑھے نہیں جاتے: نَبَاَ. سَاَلَ. يَئِسَ. سُئِلَ. قُرِئَ۔

۷ جَزم اور علامتِ سکون ۡ ☆ قاعدہ: اَ ۡ ☆ اِ ۡ ☆ اُ ۡ

جزم کا لغوی معنیٰ کاٹنا، قطع کرنا اور سکون، ٹھہراؤ اور آرام کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً یہ حرکت کے نہ ہونے کا نام ہے یعنی حرف کی ایسی حالت جس پر کوئی حرکت نہ ہو، حالتِ سکون کہلاتی ہے اور اس پر یہ علامت '' ۡ '' لکھ دی جاتی ہے جسے جزم یا علامتِ سکون کہتے ہیں۔ جس حرف پر جزم یا علامتِ سکون ہو وہ بالترتیب مجزوم اور ساکن کہلاتا ہے۔ چونکہ آواز حرکت سے پیدا ہوتی ہے اور ساکن حرف بغیر حرکت کے ہوتا ہے اور اس کی اپنی کوئی آواز بھی نہیں لہٰذا یہ از خود پڑھا نہیں جا سکتا یہ ہمیشہ اپنے سے پہلے والے متحرک حرف سے مل کر ادا ہوتا ہے۔ ساکن حروفِ ہجاء کو اس طرح ملا کر پڑھنے سے پانچ مختلف آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان حروف کو ایسی ہی منفرد آوازوں کی بنیاد پر پڑھنے اور پڑھانے کی آسانی کے لیے درج ذیل پانچ مختلف قواعد میں تقسیم کر دیا گیا ہے:

۱: ساکن حروف کا معروف قاعدہ　　۲: ساکن حروف کی صفتِ قلقلہ

۳: ساکن ہمزہ کی صفتِ تحقیق　　۴: ساکن ''رَا'' کو پُر پڑھنا

۵: ساکن ''و . ا . ی'' کا قاعدہ

۱: **ساکن حُروف کا مَعروف قاعِدہ**: ساکن حروف کو پچھلے متحرک حرف سے ملا کر پڑھنے کی حالت میں ساکن حرف کی آواز اپنے مخرج میں ٹھہر جاتی ہے ہلتی ہرگز نہیں۔ ایسے حروف کی تعداد اُنیس (۱۹) ہے۔ چند مثالیں درج ہیں:

اَثْ . اِثْ . اُثْ ☆ اَسْ . اِسْ . اُسْ ☆ اَصْ . اِصْ . اُصْ ☆ اَذْ . اِذْ . اُذْ۔

اَزْ . اِزْ . اُزْ ☆ اَضْ . اِضْ . اُضْ ☆ اَظْ . اِظْ . اُظْ ☆ اَعْ . اِعْ . اُعْ ☆ اَہْ . اِہْ . اُہْ۔

اَحْ . اِحْ . اُحْ ☆ اَغْ . اِغْ . اُغْ ☆ اَلْ . اِلْ . اُلْ ☆ اَمْ . اِمْ . اُمْ ☆ اَنْ . اِنْ . اُنْ۔

اَحْسِنْ . یَغْفِرْ . تَصْرِفْ ☆ رِزْقِ . اِهْدِ . ذِكْرِ ☆ تَخْلُقْ . نَعْبُدُ . يَكْفُلُ۔

اَلْعِلْمُ. اَلْفَضْلُ. اَلْحَمْدُ ☆ اِرْحَمْ. اِغْفِرْ. اِخْفِضْ ☆ اُتْلُ. حُسْنُ. قُلْتُ۔

اِخْوَةٌ. نِعْمَةٌ. حِكْمَةٌ ☆ سِحْرِهِمْ. اِفْكِهِمْ. ظُلْمِهِمْ۔

فُرِجَتْ. نُسِفَتْ. طُمِسَتْ ☆ تُعْرِضُ. يُشْرِكُ. اُفْرِغْ۔

اَكْمَلْتُ. اَسْلَمْتُ. اَنْعَمْتُ ☆ فَلْيَعْمَلْ. يَسْتَغْفِرُ. يَسْتَعْفِفُ۔

اَمْهِلْهُمْ. مَهْلِكِهِمْ. مُهْلِكُهُمْ ☆ يُوَسْوِسُ. اَشْرَكْتَ. اَهْلَكْتُ۔

۲: ساکن حروف کی صفتِ قَلْقَلَہ: قلقلہ کا لغوی معنیٰ جنبش اور حرکت دینا کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے ساکن حروف جب پچھلے متحرک حرف سے ملا کر پڑھے جاتے ہیں تو ان کی آواز مخرج میں سختی کے ساتھ ہل جاتی ہے اور گیند کی طرح پلٹتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ حروفِ قلقلہ کہلاتے ہیں۔ ان کی تعداد پانچ ہے: ق. ط. ب. ج. د جو بیان وکلام اور یادداشت کی آسانی کی غرض سے قُطْبُ جَدٍّ میں جمع ہیں۔ قاعدہ اور مثالیں درج ذیل ہیں:

اَقْ. اِقْ. اُقْ ☆ اَقْسِطُ. اِقْضِ. اُقْسِمُ ☆ نَقْصُصُ ☆ يَخْلُقُ. اُرْزُقْ۔

اَطْ. اِطْ. اُطْ ☆ اَطْهَرُ. خِطْبَةِ. نُطْعِمُ ☆ خَطْبُكَ. تُحِطْ. اِهْبِطْ۔

اَبْ. اِبْ. اُبْ ☆ اَبْصِرْ. اِبْتَغِ. اُبْعَثْ ☆ اُكْتُبْ. نُجِبْ۔

اَجْ. اِجْ. اُجْ ☆ اَجْرُ. اِجْنَحْ. تُجْزَ ☆ يَخْرُجْ. اُخْرُجْ. وَجْهَ۔

اَدْ. اِدْ. اُدْ ☆ اَدْرِ. اِدْفَعْ. اُدْعُ ☆ اَلْعَدْلِ. يَخْلُدْ. اِشْهَدْ۔

قلقلہ کی عملی تشریح: انیس (۱۹) ساکن حروف کی ادائیگی کے وقت آواز کے نہ ہلنے اور پانچ حروف قلقلہ کی ادائیگی کے وقت آواز کے ہل جانے کی کیفیتِ ادا استاد سے بذریعہ نقل سمجھنا بہت آسان ہے۔ تاہم عملی مشق کے حوالہ سے اتنی بات توجہ کے لائق ہے کہ حروفِ قلقلہ اپنے مخرج میں

ٹکر کھا کر فوراً جدا ہو جاتے ہیں آپس میں ملے نہیں رہتے مثلاً اَبْ کی ''ب'' ساکن پڑھتے وقت دونوں ہونٹ مل کر جدا ہو جاتے ہیں ان کا جدا ہونا ہی قلقلہ کی پہچان ہے۔ اس کے مقابلہ میں اَمْ کی ''مْ'' ساکن ادا کرتے ہوئے دونوں ہونٹ آپس میں ملے رہتے ہیں، ہونٹوں کا یوں ملے رہنا'' مْ'' ساکن کے نہ ہلنے کی علامت ہے۔ ساکن حروف کا معروف قاعدہ اور صفت قلقلہ آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں لیکن عملاً ساکن حروف کو ہلا دینا اور حروف قلقلہ کو نہ ہلانا بھی ممکن ہے اس لیے احتیاط کا تقاضا ہے کہ مشق کے دوران ان دو اغلاط سے بچنے کی شعوری کوشش کی جائے۔

۳: ساکن ہمزہ کی صفتِ تحقیق: ساکن ہمزہ کو پچھلے متحرک حرف سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں یہ ہمیشہ تحقیق اور شدّت، ضَغطَہ یعنی جھٹکے سے ادا ہوتا ہے۔ اس کے لکھنے کا طریقہ حرکات کے سبق میں بیان ہو چکا ہے۔ ساکن ہمزہ لکھنے کا بعینہٖ وہی قاعدہ ہے جو متحرک ہمزہ پر لاگو ہوا ہے:

أْ. ئْ. ؤْ۔

الف: محذوف الرسم یا بے صورت ساکن ہمزہ: ءْ

ب: ساکن ہمزہ کو الف کی صورت میں لکھنے کا طریقہ: أْ

ج: ساکن ہمزہ کو اس سے پہلے حرف کی حرکت کے مطابق حروفِ عِلّت پر لکھنے کا طریقہ: أْ. ئْ. ؤْ۔ لیکن زیر کے بعد ہمزہ اگر کلمہ کے درمیان میں آئے تو یاء کی بجائے ساکن ہمزہ شوشے یا کرسی پر لکھا ہوا ہوتا ہے اور اس یاء کے نیچے دو نقطے بھی نہیں لکھے جاتے۔ حروف عِلّت پر لکھنے کی حالت میں ساکن ہمزہ تو ادا ہوتا ہے لیکن ''و. ا. ی'' نہیں پڑھے جاتے۔

ساکن ہمزہ کا معروف قاعدہ: اَءْ. اِءْ. اُءْ ☆ اَاْ. اِاْ. اُاْ۔

حروفِ عِلّت پر لکھنے کا قاعدہ: اَءْ. اِئْـ. اُؤْ ☆ بَاْ. بِئْـ. بُؤْا ☆ تَاْ. تِئْـ. تُؤْ۔

جَاْ. جِئْـ. جُؤْ ☆ رَاْ. رِئْـ. رُؤْ ☆ مَاْ. مِئْـ. مُؤْ ☆ يَاْ. يِئْـ. يُؤْ

تَأْتِ. نَأْتِ. فَأْتِ ☆قَرَأْتَ. رَأْيِ. كَذَّابٍ ☆يَشَأْ. قَرَأْ. نَشَأْ۔

بَأْسَ. بِئْسَ. يُؤْخَذُ ☆ تُؤْمَرُ. يُؤْثَرُ. يُؤْذَنُ. شِئْتَ. جِئْتَ. مُلِئَتْ۔

۴: ساکن ''رَا'' کو پُر پڑھنے کا قاعدہ: ساکن ''رَا'' سے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر ادا کریں

أَرْضَ. زَرْعَ. حَرْثَ ☆حَرْبَ. سَرْدِ. كَرْبَ۔

مَرْيَمُ. يَرْحَمُ. تَرْزُقُ ☆ قَرْيَةً. مَرْوَةَ. مَرْحَمَةً۔

☆أُرْسِلَ. مُرْسِلَ. نُرْسِلَ ☆ شُرْبَ. عُرْفِ. غُرْفَةَ ☆ اُشْكُرْ. اُذْكُرْ۔

۵: ساکن ''و. ا. ی'' کا قاعدہ: ''و. ا. ی'' ساکن ہونے کی حالت میں ہمیشہ مدہ اور لین ہوتے ہیں۔ اس صورت میں ان تین حروف کی آوازیں درج بالا ساکن حروف کی تمام آوازوں سے بہت مختلف اور منفرد ہوتی ہیں اس لیے یہ تینوں حروف یہاں بطور قاعدہ کے بیان نہیں ہوئے۔ ان کا قاعدہ اور وضاحت سبق نمبر ۱۰ پر بیان ہوئی ہے۔ یہاں تکمیلِ بحث کے لیے اتنا تعارف ہی کافی ہے۔

ساکن حروف سے متعلقہ دو اہم اصول: طلبا و طالبات کو ساکن حروف سے متعلق درج ذیل دو اصول ابھی سے ذہن نشین رہنا چاہییں:

الف: اگر ساکن حرف الفاظ کے شروع میں آجائے تو یہ پڑھا نہیں جا سکتا یعنی اس سے ابتدا ممکن نہیں۔ ایسے کلمات کو پڑھنے کے لیے ساکن حرف کے شروع میں متحرک ہمزہ لایا جاتا ہے اور اسے ہمزہ وصلی کہتے ہیں جس کی تفصیل سبق نمبر ۲۴ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ب: بعض مواقع پر دو ساکن حروف دو کلمات میں ساتھ ساتھ اکٹھا ہو جاتے ہیں۔ حروف کی اس صورت کو اجتماعِ ساکنین (دو ساکنوں کا اکٹھا ہونا) کہتے ہیں۔ اس حالت میں یہ حروف پڑھے نہیں جا سکتے۔ ان کلمات کو پڑھنے کے قواعد سبق نمبر ۲۵ پر بیان ہوئے ہیں۔

ساکن حروف کے درمیان خالی حروف: ایسے حروف جن پر زبر، زیر، پیش اور علامتِ سکون نہ

ہ خالی حروف کہلاتے ہیں۔ اُصولی طور پر ساکن حرف ہمیشہ پچھلے متحرک حرف سے مل کر ہی پڑھا جاتا ہے۔ لیکن بسا اوقات متحرک اور ساکن حروف کے درمیان خالی حروف بھی ہوتے ہیں۔ ان مواقع پر کلمات کے درمیان کے خالی حروف نہیں پڑھے جاتے۔ کثیر الاستعمال خالی حروف "و۔ ا۔ ی۔ ل" ہیں لیکن خصوصاً الف بعض مرتبہ خالی ہونے کے باوجود بھی پڑھا جاتا ہے بلکہ اس کے پڑھنے کی یہی ایک صورت ہے کہ اس سے پہلے والے حروف پر زبر ہو۔ زیر اور پیش آنے سے یہ ادا ہی نہیں ہوتا مبتدی طلبا خالی حروف کی پہچان کرتے ہوئے مشق کریں:

وَالْحِكْمَةَ. بِالْقِسْطِ. فَاعْفُ. فِي الْاَرْضِ. تُؤْتِي الْمُلْكَ۔

اُولِي الْاَمْرِ. اُولِي الْعِلْمِ. ذُو الْفَضْلِ. يُؤْتِي الْحِكْمَةَ۔

اِحْدَى الْاُمَمِ۔

آخر میں طلباء و طالبات یاد رکھیں کہ عربی خط (طرزِ تحریر) کا اعرابی نظام (زبر، زیر، پیش اور تنوین کا ہونا) دنیا کے تمام خطوط سے اعلیٰ اور منفرد ہے۔ سکون اس خط کا خاص امتیاز ہے جو دنیا کی کسی زبان میں رائج نہیں۔ دوسری زبانوں میں ساکن حروف لکھے ہوئے تو ہیں۔ لیکن پڑھے نہیں جاتے۔ البتہ عربی زبان میں مجزوم یا ساکن حروف ادا ہوتے ہیں۔

۸ تنوین قاعدہ: ـً ا ، ـً ی ☆ ـٍ ☆ ـٌ

تنوین کا لغوی معنیٰ نون کی آواز پیدا کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً کسی متحرک حرف کے آخر میں نون ساکن (نْ) آجانے سے تنوین بن جاتی ہے۔ لیکن اس کو ظاہر کرنے کے لئے نون ساکن (نْ) لکھنے کی بجائے علامت کے طور پر حرکاتِ ثلاثہ کے ساتھ ایک زبر، ایک زیر، اور ایک اُلٹے پیش کا اضافہ کر کے حرف کے اوپر اور نیچے لکھ دیا جاتا ہے۔ بلکہ اس کو یوں بھی بیان کر سکتے ہیں کہ یہ ایک نون ساکن (نْ) ہے جو کلمہ کے آخر میں دو زبر، دو زیر اور دو پیش سے پیدا ہوتی ہے یا اس میں نون ساکن چھپا ہوا ہوتا ہے: بَنْ = بًا ، بِنْ = بٍ ، بُنْ = بٌ ☆ بًا . بٍ . بٌ۔

اس صورت میں یہ بالترتیب دو زبر کی تنوین، دو زیر کی تنوین اور دو پیش کی تنوین کہلاتی ہیں جس حرف پر علامتِ تنوین ہو وہ مُنَوَّنْ کہلاتا ہے اور اس میں چھپے ہوئے نون ساکن کو نونِ تنوینیہ کہتے ہیں۔ جس اَلِف پر تنوین آئے تو وہ مُنَوَّنْ ہمزہ کہلاتا ہے اَلِف نہیں: أً . إٍ . أٌ۔

دو زبر کی تنوین کے آخر میں اکثر زائد اَلِف اور بعض مواقع پر یاء (ی) زائد لکھی جاتی ہے لیکن تنوین کی حالت میں یہ دونوں حروف پڑھے نہیں جاتے۔ تاہم درج ذیل دو صورتیں اس میں شامل نہیں ہیں۔ ان دو صورتوں میں زائد "ا اور ی" لکھے نہیں جاتے۔

۱: اگر لفظ کے آخر میں دو زبر کی مُنَوَّن گول تاء "علیحدہ ۃ یا کلمہ سے ملا کر لکھی ہوئی ہو: "ۃً . ـةً"۔

۲: اگر کلمہ کے آخر میں اَلِف اور دو زبر کا مُنَوَّن ہمزہ ساتھ ساتھ لکھے ہوئے ہوں: "اءً"۔

دو زیر کی تنوین اور دو پیش کی تنوین کے آخر میں زائد اَلِف اور یاء لکھنے میں نہیں آتے۔ تنوین کے اس سبق میں ہی مُبتدی طلبا کو یہ اصول یاد رکھنا چاہئے کہ نون ساکن (نْ) اور تنوین کی آوازوں میں مشابہت پائی جاتی ہے اور تنوین میں چھپے ہوئے نون ساکن کا اعتبار کرتے ہوئے قواعد تجوید کی ترکیب و تشکیل میں یہ دونوں ایک جیسے تصوّر ہوتے ہیں یعنی جو قاعدہ نون ساکن کا ہے وہی قاعدہ

بعینہ تنوین پر بھی لاگو ہوتا ہے جبکہ ان دونوں میں علمی حوالے سے واضح فرق بھی ہے:

نون ساکن اور تنوین میں فرق

۱: نون ساکن وہ نون ہے جس پر علامت سکون درج ہوتی ہے اور یہ لکھا ہوا بھی ہوتا ہے۔ تنوین میں نون ساکن کی آواز تو ظاہر ہوتی ہے لیکن یہ لکھا ہوا نہیں ہوتا۔

۲: نون ساکن کلمہ کے درمیان اور آخر میں آتا ہے۔ تنوین ہمیشہ کلمہ کے آخر میں آتی ہے۔

۳: نون ساکن کلمہ کی بناوٹ کی تینوں اقسام، اسم، فعل اور حرف کا جز ہوتا ہے۔ تنوین ہمیشہ عام اسم (اسم نکرہ) کے آخر میں آتی ہے۔

۴: نون ساکن کلمات کو روانی سے پڑھتے ہوئے درمیانِ کلام اور وقف دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے۔ تنوین درمیانِ کلام تو ادا ہوتی ہے لیکن وقف کی حالت میں دوزبر کی تنوین اَلف سے بدل جاتی ہے جبکہ دوزیر اور دوپیش کی تنوین پڑھی نہیں جاتی۔ وقف کے قواعد سبق نمبر ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں

تنوین کا قاعدہ: اً. اٍ. اٌ ☆ تًا. تٍ. تٌ ☆ ذًى. ذٍ. ذٌ ☆ ذًى. ذٍ. ذٌ ☆ رًا. رٍ. رٌ
زًا. زٍ. زٌ ☆ هًا. هٍ. هٌ ☆ يًا. يٍ. يٌ ☆ ةً. ةٍ. ةٌ ☆ ءً. ءٍ. ءٌ۔

نون ساکن اور تنوین کی آواز کو ایک الف کی مقدار ناک میں روک لینا یا چھپا کر ادا کرنا علم تجوید کا ایک معروف قاعدہ ہے جس کا بیان سبق نمبر ۱۹ پر موجود ہے۔ اس موقع پر اساتذہ کرام اگر چاہیں تو مبتدی طلبا کو اس طرز ادا کی مشق کروا دیں مثالوں میں زبر اور پیش والی ''رَا'' پر ادا کریں:

دوزبر کی تنوین: اَبَدًا. اَحَدًا. حَكَمًا ☆ عَمَلًا. حَسَنًا. طَلَبًا۔
رِزْقًا. غُلْبًا. فَضْلًا ☆ طَعْنًا. لَعْنًا. تَعْسًا ☆ هُدًى. طُوًى. ضُحًى۔
مُشْرِكَةً. غِلْظَةً. حَسْرَةً ☆ هُزُوًا. فُرُطًا. حُقُبًا۔

دو زیر کی تنوین: سَبَاٍ. مَلِكٍ. مَلَاٍ ☆ وَلَدٍ. حَسَنٍ. كِبَرٍ۔

لَبَنٍ. عَسَلٍ. عِنَبٍ ☆ جُدُرٍ. فُرُشٍ. سُرُرٍ ☆ هُمَزَةٍ. لُمَزَةٍ. قَتَرَةٍ۔

دو پیش کی تنوین: رُسُلٌ. كُتُبٌ۔ اُذُنٌ ☆ رَجُلٌ. عَمَلٌ. حَسَنٌ۔

اِفْكٌ. اِثْمٌ. خِزْيٌ ☆ فِتْنَةٌ. مِرْيَةٌ. لَعْنَةٌ ☆ غَبَرَةٌ. قَتَرَةٌ. فَجَرَةٌ۔

مخلوط مثالیں: كُفُوًا. مَلِكٍ. صَمَدٌ ☆ غُرَفًا. لَبَنٍ. نُزُلٌ۔

مُسْلِمًا. مُهْتَدٍ. مُحْسِنٌ ☆ فِسْقًا. شِرْكٍ. ظُلْمٌ ☆ خَطَاً. نَبَاٍ. ظَمَاٌ۔

حَسَدًا. كَذِبٍ. نَجَسٌ ☆ خَشْيَةً. بَهْجَةٍ. رَحْمَةٌ۔

الف: منوّن کلمات میں قلقلہ کی مشق: خَطْاً. عَبْدًا. عَدْلٍ. عُقْبًا. اَجْرًا۔

ب: منوّن ''رَا'' کا پُر پڑھنا: دو زبر اور دو پیش کی منوّن ''رَا'' ہمیشہ پُر ادا ہوتی ہے:

نَصْرًا. ذِكْرًا. شُكْرًا ☆ نَصْرٌ. صَبْرٌ. حَشْرٌ۔

ج: متحرک، ساکن اور منوّن ہمزہ کی تنوین کے ساتھ مخلوط مشق

لُؤْلُؤًا. اَفْئِدَةً. دِفْءٌ ☆ مِائَةً. فِئَةٍ. فِئَةٌ ☆ رِءْيًا. بِئْرٍ. شَانٌ۔

۹ حرکاتِ ثلاثہ وحروفِ عِلّت کا تعلق اور عملِ تعلیل

حرکاتِ ثلاثہ اور حروفِ علت کا تعلق اُختین کے اصول کے تحت بیان ہو چکا ہے مزید تفصیل یہ ہے کہ حرکات اور حروفِ عِلّت کا باہمی تعلق ان کی آپس کی آوازوں میں مُوافقت کی وجہ سے ہے یعنی زبر، اَلِف کے مُوافق حرکت، زیر، یاءِ معروف کے مُوافق حرکت اور پیش، واوٗ معروف کے مُوافق حرکت ہے: َ = ا ☆ ِ = ی ☆ ُ = و۔

موافق حرکات کی بنیاد پر تین حروفِ مدہ پیدا ہو جاتے ہیں جن کا بیان آگے آرہا ہے۔لیکن غیرموافق حرکات آنے سے جب پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے تو عملِ تعلیل جاری کیا جاتا ہے۔

عملِ تعلیل: تعلیل کا لغوی معنیٰ ، وجہ اور سبب بیان کرنا کے ہیں ۔اصطلاحاً پڑھنے کی آسانی اور سہولت کے لیے حروفِ عِلّت ’’و۔ا۔ی‘‘ اور حرکاتِ ثلاثہ کو آپس میں ایک دوسرے سے تبدیل کرنے ،ساکن کردینے یا حذف کردینے کے عمل کا نام ہے۔عربی میں کسی فعل (VERB) کلمہ کے مادہ میں خصوصاً ’’و۔ی‘‘ میں سے کوئی حرف ہو اور اِن حروف پر غیر مُوافق (UNSIMILAR) حرکات آجائیں تو ایسے الفاظ کا تلفُّظ مشکل ہو جاتا ہے: ’’اِوْ۔اُیْ‘‘ میں واوٗ ساکن اور یاء ساکن کی شروع کی حرکات، زیر اور پیش غیر مُوافق ہیں۔ اس ترکیب اور بناوٹ پر بننے والے افعال (VERBS) مُعْتَلّ اَفْعَالْ کہلاتے ہیں۔ان کی اِصلاح اور کلمات کو پڑھنے کی آسانی وروانی کے لیے اہلِ زبان نے حروفِ عِلّت اور حرکات میں باہمی تبدیلیاں کی ہیں ۔عملِ تعلیل کے ذریعے یہ تبدیلیاں درج ذیل دو طریقوں سے کی جاتی ہیں: ۱: مطابقت ۲: تخفیف ثِقل

۱: **مطابقت:** مطابقت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی فعل کلمہ کے مادہ میں حروفِ علّت ’’و اور ی‘‘ آجائیں تو ان کو پچھلے حرف کی حرکت کے موافق تبدیل کرنا ہے۔

مطابقت کے عمل کو بذریعہ جدول بندی (TABLE) سمجھنا آسان ہے۔

حرکات	غیر موافق حرفِ علت	موافقت کے لئے تبدیلی
ـَ زبر	و	ا
ـَ زبر	ی	ا
ـِ زیر	و	ی
ـُ پیش	ی	و

۲: تخفیفِ ثقل: تخفیف کا لغوی معنی ہلکا کرنا اور ثقل بوجھ اور گرانی کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً معتل فعل کے مادے میں اگر حروفِ علت ''و۔ی'' پر غیر موافق حرکات آجائیں تو پڑھنے کی آسانی کے لیے فعل کلمات کی حرکاتِ ثلاثہ میں باہمی تبدیلی کے عمل کو تخفیفِ ثقل کہتے ہیں۔ حرکات میں یہ تبدیلی دو طرح سے ہوتی ہے: الف: انتقالِ حرکت ب: اسقاطِ حرکت

الف: انتقالِ حرکت: انتقالِ حرکت سے مراد حروفِ علت ''و۔ی'' کی حرکات کو ان سے پہلے ساکن حرف کی طرف منتقل کرنا ہے۔

ب: اِسقاطِ حرکت: اسقاط، ساقط سے ہے جس کا لغوی معنی گرانا کے ہیں۔ اصطلاحاً حروفِ علت کی حرکت کو پیچھے منتقل کرنے کی بجائے گرا دینا کے ہیں۔

تعلیل کے قواعد کا تعلق عربی گرامر جسے علم صرف کہتے ہیں، سے ہے۔ چونکہ علم تجوید میں بھی یہ قاعدے جاری ہوئے ہیں اس لیے حسبِ ضرورت اس کا تعارف کروا دیا گیا ہے۔ تعلیل کا اطلاق ہمزہ وصلی کے قواعد کے تحت سبق نمبر ۲۴ پر موجود ہے۔ لہٰذا ان مثالوں ہی میں عملِ تعلیل کو جاری کر کے قاعدہ کو بہتر انداز سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ ان شاء اللہ۔

۱۰ حروفِ مدّہ اور مدِّ اصلی Long Vowels. A.E.U.

قاعدہ: الف مدہ : ـَا ☆ یاءمدہ: ـِی ☆ واومدہ : ـُو۔

مدّ کا لغوی معنیٰ کھینچنا اور لمبا کرنا کے ہیں۔ علم تجوید میں حروفِ مدّہ سے ایسے حروف مراد ہیں جو کھینچ کر پڑھے جاتے ہوں یا جن پر مزید مدّ ہو سکے اور یہ تین ہیں: و۔ا۔ی۔ اُختین کے اصول کے حوالے سے حروفِ علت ہی ایک طرح سے حروف مدہ ہیں۔ کیونکہ زبر اور الف، زیر اور یاءِ ساکن پیش اور واؤ ساکن جب ساتھ ساتھ آئیں تو ان کی آواز زبر، زیر اور پیش کے مقابلہ میں دوگنی یا دو حرکات کے برابر ہو جاتی ہے، جسے ایک الف کی مقدار کہا جاتا ہے۔ اس بناوٹ پر یہ حروفِ مدّہ بن جاتے ہیں اور ان کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنا ان کی اصل ہے اس لیے ان کو مدّ اصلی کہتے ہیں۔ ان کا تیسرا نام مدّ ذاتی بھی ہے کیونکہ ان کو ایک الف کے برابر کھینچنے سے ان کی ذات برقرار رہتی ہے جبکہ کم کرنے سے یہ دوبارہ حرکات میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ اس سے معانی ہی نہیں بدلے بلکہ متن قرآنی میں تین حروف ''و۔ا۔ی'' کم ہو جاتے ہیں۔ ایک الف سے زیادہ کھینچ کر پڑھنے سے بے موقع اور قاعدہ کے خلاف مدّات فرعی پیدا ہو جاتی ہیں۔ جن کی تفصیل سبق نمبر۲۳ پر موجود ہے۔ حروفِ مدّہ کو ایک الف کی مقدار سے کم یا زیادہ کرنے کی یہ دونوں صورتیں لحن جلی یعنی بڑی غلطیاں ہیں ان سے بچنا چاہیے۔

حروفِ مدّہ کی بناوٹ: حروف مدہ کی بناوٹ تین طرح سے بیان کی جا سکتی ہے:

ا۔ **الف مدّہ:** اَلِف: الف سے پہلے والے حرف پر زبر ہو اور اگلے حرف پر جزم بھی نہ ہو تو یہ الف مدہ ہو جاتا ہے۔ ـَا

ب۔ الف مدہ میں الف سے پہلے اس کے موافق حرکت زبر آتا ہے: ـَا

ج۔ الف مدہ میں الف ماقبل مفتوح ہوتا ہے: ـَا

☆ الف آنے سے زبر کی آواز دوگنی ہو جاتی ہے اس لیے یہ الف مدّہ کہلاتا ہے۔

۲: یاءِ مدّہ کی بناوٹ تین طرح سے بیان ہو سکتی ہے:

الف: یاءِ ساکن سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو یہ یاءِ مدّہ کہلاتی ہے: ـِ یْ

ب: یاءِ مدّہ میں یاءِ ساکن سے پہلے اس کے موافق حرکت، زیر ہوتی ہے: ـِ یْ

ج: یاءِ مدّہ میں یاءِ ساکن ماقبل مکسور ہوتی ہے: ـِ یْ

☆ یاءِ ساکن آنے سے زیر کی آواز دوگنی ہو جاتی ہے اس لیے یہ یاءِ مدّہ کہلاتی ہے۔

۳: واؤ مدّہ: واؤ مدّہ کی درج ذیل تین تعریفیں ہو سکتی ہیں:

الف: واؤ ساکن سے پہلے حرف پر پیش ہو تو یہ واؤ مدّہ کہلاتی ہے: ـُ وْ

ب: واؤ مدّہ میں واؤ ساکن سے پہلے اس کے موافق حرکت، پیش ہوتا ہے: ـُ وْ

ج: واؤ مدّہ میں واؤ ساکن ماقبل مضموم ہوتی ہے: ـُ وْ

☆ واؤ ساکن آنے سے پیش کی آواز دوگنی ہو جاتی ہے اس لیے یہ واؤ مدّہ کہلاتی ہے۔

قرآنِ حکیم میں تینوں حروف مدّہ کثیر الاستعمال ہیں اور علمِ تجوید کے کئی دوسرے قواعد سے بھی ان کا گہرا تعلق ہے اس لیے حروفِ مدّہ کے قواعد کو مختلف انداز اور زیادہ سے زیادہ مثالوں کے ذریعے واضح کیا گیا ہے۔ لہٰذا مبتدی طلباء و طالبات کو ان کی اہمیت کے پیش نظر ان حروف کی بناوٹ، پہچان اور ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کے انداز کو بذریعہ مشق پختہ کرنا ضروری ہے۔

حروفِ مدّہ کا قاعدہ: حروفِ مدّہ کا قاعدہ بیان کرنے میں حرکاتِ ثلاثہ ـَ ـِ ـُ کی ترتیب کو پیش نظر رکھا گیا ہے:

ءَ ا اِیْ اُوْا ☆ دَا دِیْ دُوْا ☆ ذَا ذِیْ ذُوْا ☆ رَا رِیْ رُوْا۔

قَا قِیْ قُوْا ☆ لَا لِیْ لُوْا ☆ مَا مِیْ مُوْا ☆ وَا وِیْ وُوْا۔

نوٹ:(i) واؤ مدّہ کے آخر میں الف زائد ہے جو ماضی کے صیغہ جمع کی پہچان اور کلمات کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کی غرض سے لکھا جاتا ہے لیکن یہ پڑھنے میں نہیں آتا۔

(ii) ''ن اور م'' جب الف مدّہ ہوتے ہیں''نَا ۔مَا''تو ان کی ادائیگی کے دوران میں نون غنہ کی آواز شامل ہو جاتی ہے:''نان ۔ مان'' بلکہ بعض حضرات ناک میں بولنے کے بھی عادی ہوتے ہیں ایسا پڑھنے کو اصطلاحاً تطنین کہتے ہیں۔ یہ لحنِ جلی ہے اس سے بچنا ضروری ہے:

الف: اَلِف مدّہ: خَافَ ۔ تَابَ ۔ فَازَ ☆ خَلَاقَ ۔ جَوَابَ ۔ ثَوَابَ۔

بَدَا ۔ اَبَا ۔ دَعَا ☆ مَحْيَایَ ۔ مَثْوَایَ ۔ هُدَايَ ☆ قَالَ ۔ مَالَ ۔ بَالَ۔

اَلْخَالِقُ ۔ اَلْقَادِرُ ۔ اَلْوَارِثُ ☆ ظَلَمْنَا ۔ تَغْفِرْلَنَا ۔ تَرْحَمْنَا۔

خِفَافًا ۔ ثِقَالًا ۔ جِهَادًا ☆ عَابِدٌ ۔ شَاهِدٌ ۔ صَادِقٌ ☆ مَتَابًا ۔ اِمَامًا ۔ مُقَامًا۔

تِجَارَةً ۔ وَاسِعَةً ۔ عَاقِبَةً ☆ كَانَا ۔ قَالَا ۔ مَالَا۔

زِلْزَالَهَا ۔ اَثْقَالَهَا ۔ اَخْبَارَهَا۔

☆ الف مدہ کی بناوٹ میں د ۔ ذ ۔ ر ۔ ز ۔ و ۔ ء کے پیچھے حروف میں الف مدہ کا ''ا'' علیحدہ سے لکھا ہوا ہوتا ہے۔ اکثر دھیان نہ کرنے سے پہچان میں غلطی ہو جاتی ہے۔ اس ابتدائی مرحلہ پر ایسے کلمات کو احتیاط سے صحیح پڑھنے کی مشق کریں۔

د: دَارَ ☆ ذ: ذَاهِبٌ ☆ ر: رَاضِيَةٌ ☆ ز: زَادِ ☆ و: وَاسِعَةٌ ☆ ء: تُؤَاخِذْنَا۔

۲: يَا ءِ مدّہ: دِيْنِ ۔ حِيْنَ ۔ فِيْهِ ☆ يَهْدِيْ ۔ ذِكْرِيْ ۔ يُغْنِيْ۔

اَلْكَبِيْرُ ۔ اَلْحَفِيْظُ ۔ اَلْكَرِيْمُ ☆ سَبِيْلِ ۔ مَكِيْنِ ۔ جَبِيْنِ۔

بَعْهِدِيْ ۔ اِرْكَعِيْ ۔ اُسْجُدِيْ ☆ دِيْنًا ۔ رِيْشًا ۔ شِيْبًا۔

رَفِيْقًا. حَنِيْفًا. خَلِيْلًا ☆ كَفِيْلًا. وَكِيْلٍ. زَعِيْمٌ۔

سَكِيْنَةً. فَرِيْضَةً. مَدِيْنَةً ☆ مُرْسِلِيْنَ. مُحْسِنِيْنَ. مُخْلِصِيْنَ۔

بِدِيْنِكُمْ. اَهْدِيْكُمْ. يَكْفِيْكُمْ ☆ فِيْ دِيْنٍ. فِيْ جِيْدِ. فِيْ سَبِيْلِ۔

۳: واؤمدّہ: نُوْحُ. هُوْدُ. لُوْطُ ☆ اَبُوْا. اَخُوْا. رَضُوْا۔

يَتْلُوْا. اَصْلِحُوْا. اَخْلَصُوْا ☆ شَكُوْرٌ. غَفُوْرٌ. وَدُوْدٌ۔

رَسُوْلٌ. مَحْمُوْدٌ. مَشْهُوْدٌ ☆ وَاعْبُدُوْا. تُصْلِحُوْا. تَغْفِرُوْا۔

مَثُوْبَةً. بِسُوْرَةٍ. مَرْفُوْعَةً ☆ مُفْتَرُوْنَ. مُفْسِدُوْنَ. يُهْلِكُوْنَ۔

قُتِلُوْا. ظَلَمُوْا. لُعِنُوْا ☆ جُلُوْدُهُمْ. قُلُوْبُهُمْ. وُجُوْهُهُمْ۔

قُوْلُوْا. تُوْبُوْا. تَصُوْمُوْا۔

مخلوط مثالیں: قَالَ. قِيْلَ. يَقُوْلُ ☆ اِلْيَاسَ. مَسِيْحَ. يَعْقُوْبَ۔

صَادِقٌ. اَمِيْنٌ. مَشْهُوْدٌ ☆ حِسَابًا. يَسِيْرًا. مَسْرُوْرًا۔

اَسَاوِرَ. سَرَابِيْلَ. يَاقُوْتُ ☆ نَافِلَةً. مُنِيْبٌ. يَفْرَحُوْنَ۔

اَكْوَابٌ. رَحِيْقٌ. مَخْتُوْمٌ ☆ جِهَادًا. جَمِيْعًا. جُنُوْدٌ۔

اَعْمَالَهُمْ. يَزِيْدُهُمْ. اُجُوْرَهُمْ ☆ اَعْنَابًا. نَخِيْلٍ. طَهُوْرٌ۔

اَمْوَالَ. بَنِيْنَ. تُرْحَمُوْنَ ☆ اِمَامًا. نَصِيْحًا. نُوْرًا۔

دو حروفِ مدہ ساتھ ساتھ: کسی کلمہ میں دو یا تین حروف مدہ ساتھ ساتھ آئیں تو ان کو ایک الف کی مقدار سے برابر برابر پڑھیں کسی ایک کو کم یا زیادہ ہرگز نہ کریں:

الف: نُوْحِيْهَا. اُوْتِيْنَا. تُدِيْرُوْنَهَا ☆ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ. لَا تُكْرِمُوْنَ الْيَتِيْمَ۔

ب: اٰ بَآنَا. مُنِيْبِيْنَ. يَتُوْبُوْنَ ☆ مَالَهَا. مُقِيْمِيْنَ. تُوْصُوْنَ۔

مَحَارِيْبَ. تَمَاثِيْلَ. اَحَادِيْثَ ☆ اِيْمَانَ. مِيْثَاقَ. مِيْزَانَ۔

سِيْرُوْا. يُرِيْدُوْا. يُقِيْمُوْا ☆ فِيْهَا. فِيْمَا. فِيْنَا۔

قَالُوْا. قَامُوْا. تَابُوْا ☆ هَاجَرُوْا. تَعَاوَنُوْا. جَاهَدُوْا۔

عِبَادِيْ. صَلَاتِيْ. مَمَاتِيْ ☆ تُرِيْدُوْنَ. اَطِيْعُوْنَ. يُبَيِّتُوْنَ۔

ج: حرکات ثلاثہ اور حروف مدہ کی آوازوں میں فرق کرنا سیکھیں اور اس تعلق کو اس طرح بھی یاد رکھیں:

☆ زبر کو کھینچ کر نہیں پڑھتے مگر زبر کے بعد الف آجائے تو زبر کی آواز دوگنی ہو جاتی ہے۔

☆ زیر کو کھینچ کر نہیں پڑھتے مگر زیر کے بعد یاءِ ساکن آجائے تو زیر کی آواز دوگنی ہو جاتی ہے۔

☆ پیش کو کھینچ کر نہیں پڑھتے مگر پیش کے بعد واؤ ساکن آجائے تو پیش کی آواز دوگنی ہو جاتی ہے:

(i) زبر اور الفِ مدہ: بَسَطَ. بَابٌ ☆ خَلَقَ. خَالِقٌ. وَلَدَ. وَالِدٌ۔

طَلَبًا. طَالِبٌ ☆ حَسَنَ. حِسَانٍ ☆ نَصَرَ. نَاصِرًا۔

عَمَلَ. عَامِلٌ ☆ شَهِدَ. شَاهِدٌ۔

(ii) زیر اور یاء مدہ: اَمِنَ. اَمِيْنٌ ☆ جُمِعَ. جَمِيْعٌ ☆ شَهِدَ. شَهِيْدٌ۔

اَحْسَنِ. مُحْسِنِيْنَ ☆ حَفِظَ. حَفِيْظٌ۔

(iii) پیش اور واؤ مدہ: رُسُلٌ. رَسُوْلٌ ☆ اُتْلُ. اُتْلُوْا ☆ اَكْرَمُ. مُكْرِمُوْنَ۔

(۱۷) حرکات اور حروفِ مدہ کی مخلوط مثالیں

نَاصِرٍ. نَصِیْرًا☆ حَافِظٌ. حَفِیْظٌ ☆ وَالِدًا. وَلِیْدًا.

الف مدّہ اور حروفِ مستعلیہ: حروف مستعلیہ، خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات حروف جب الف مدّہ ہوتے ہیں تو زبر کے مقابلے میں واضح انداز سے موٹے پڑھے جاتے ہیں:

الف: قَالَ. ضَاقَ. غَارَ. خَافَ. طَافَ. ظَاهِرَ. صَادِقٌ۔

ب: خَالِدًا. طَالِبُ. صَالِحًا. ضَاحِكًا ☆ قَاتِلٌ. ظَالِمٌ. غَافِلٌ. خَارِجٌ۔

اَلِف اور واوَ مدّہ کے ساتھ "رَا" کو پُر پڑھنا۔

الف مدّہ اور واؤ مدہ کے ساتھ "رَا" نمایاں طور پر پُر ادا ہوتی ہے

الف: صِرَاطًا. سِرَاجًا. كِرَامًا☆ سَرَاحًا. تَرَاضٍ. سَرَابًا۔

رَاكِعًا. رَاضِيَةٍ. رَاغِبٌ☆ اِسْرَافًا. اِعْرَاضًا. اِخْرَاجًا۔

رَاجِفَةُ. رَادِفَةُ. رَابِيَةُ ☆فُرَاتًا. شَرَابًا. فِرَاشًا۔

سَرَابِيْلَ. قَرَاطِيْسَ. غَرَابِيْبَ ☆ ضِرَارًا. فِرَارًا. اِسْرَارًا۔

ب: مَسْرُوْرًا. مَعْرُوْفًا. مَصْرُوْفًا☆اِصْبِرُوْا. تَشْكُرُوْا. وَاذْكُرُوْا۔

خُرُوْرٌ. غُرُوْرٌ. خُرُوْجٌ☆ اِسْتَكْبِرُوْا. خَسِرُوْا. تَفْتَرُوْا۔

"رَا" کا پُر پڑھنا اور صفتِ قلقلہ ساتھ ساتھ

تَبْذِيْرًا. تَدْمِيْرًا. تَقْدِيْرًا☆ هَجْرًا. اَطْوَارًا۔

حروف مدہ اور حروفِ قلقلہ ساتھ ساتھ

الف: اَطْفَالَ. اَقْدَامَ. اَبْصَارَ. اَدْبَارَ. اَجْسَامَ۔

ب: اِدْرِيْسَ. جِبْرِيْلَ. تَطْهِيْرًا. مُقْرِنِيْنَ. اَجْمَعِيْنَ۔

يُدْهِنُوْنَ. يَطْمَعُوْنَ. يَقْنَطُوْنَ. اَجْمَعُوْنَ. مُبْصِرُوْنَ۔

حروف مدہ اور متحرک وساکن ہمزہ کی مشق

فُؤَادُ. رُءُوْس☆ بِسُؤَالِ. بِئْسِ☆ اَلْبَارِئُ. رَءُوْف☆ سُئِلُوْا. يُؤْتِيْ۔

تَجْئَرُوْنَ. يَدْرَءُوْنَ. يَسْتَهْزِءُوْنَ۔

الف اور ہمزہ میں فرق: حروف مدہ کے سبق میں الفِ مدّہ کی علمی حوالے سے ذات کا تعین ہونے کے بعد الف اور ہمزہ کے لکھنے اور پڑھنے کے فرق کی تفصیل بیان کی جاتی ہے:

۱: الف لکھنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ یہ عموداً ایک لکیر سے ظاہر کیا جاتا ہے: ا

ہمزہ لکھنے کے چار مختلف طریقے ہیں جن کی تفصیل حرکات اور سکون کے اسباق میں بیان ہو چکی ہے۔

۲: الف ہمیشہ کلمات کے درمیان اور آخر میں لکھا جاتا ہے یہ کلمات کے شروع میں کبھی نہیں آتا۔

ہمزہ کلمات کے شروع، درمیان اور آخر تینوں صورتوں میں لکھا جاتا ہے۔

۳: الف کا مخرج مقدر ہے اور یہ جوفِ دہن سے نرمی سے ادا ہوتا ہے اور اس کی آواز خلاءِ دہن سے گزرتی ہوئی ہوا پر ختم ہو جاتی ہے یہ ایک ضعیف حرف ہے اور منہ کے کسی جز سے کوئی تعلق نہیں۔

ہمزہ کا مخرج محقق ہے اور یہ حلق کے آخری حصہ (منہ کی جانب سے) ادا ہوتا ہے اور اس کی آواز مخرج میں ٹھہر جاتی ہے اور یہ ایک قوی حرف ہے۔

۴: الف ہمیشہ ماقبل مفتوح ہوتا ہے یعنی یہ الف مدہ ہوتا ہے اور اس کے پڑھنے کی صرف ایک حالت ہے کہ اس کے شروع میں زبر آتا ہے جو کبھی تبدیل نہیں ہوتا بلکہ دوسری دو حرکات، زیر اور پیش کو قبول نہیں کرتا۔ ہمزہ متحرک، ساکن اور منوّن سب حالتوں میں پڑھا جاتا ہے۔

۵: الف ہمیشہ خالی ہوتا ہے یعنی یہ اعراب کے بغیر اور اس حالت میں بھی اسے ساکن الف سے تعبیر کیا جاتا ہے حالانکہ اس کے اوپر علامتِ سکون لکھی نہیں جاتی۔ یہ اتنا کمزور اور نرم حرف ہے کہ علامتِ سکون لکھنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ ہمزہ ساکن بھی ہوتا ہے اور اس پر علامت سکون لکھی جاتی ہے یہ اپنی صفت کے اعتبار سے سخت حرف ہے۔

۶: الف کلمات کی بناوٹ اور درمیانِ عبارت اکثر لکھا ہوا تو ہوتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا۔

ہمزہ کلمات میں جہاں کہیں بھی لکھا ہوا ہوتا ہے پڑھا جاتا ہے۔

۷: دوزبر کی تنوین کے بعد اکثر الف لکھا ہوتا ہے اور بعض کلمات میں نہیں بھی لکھا جاتا لیکن ان دو صورتوں میں دوزبر کی تنوین وقف پر الف مدہ سے بدل جاتی ہے۔ ہمزہ، دوزیر اور دوپیش کے منون کلمات کے آخر میں آنے کی صورت میں وقف کرنے سے ساکن ہو جاتا ہے۔ وقف کے قواعد سبق نمبر ۲۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔

11 حرکاتِ مدّہ یا کھڑی حرکات

قاعدہ: کھڑا زبر: ــٰ ☆ کھڑی زیر: ــٖ ☆ اُلٹا پیش: ــٗ

حرکاتِ مدّہ سے ایسی حرکات مراد ہیں جو کھینچ کر پڑھی جاتی ہوں۔ اردو میں پڑی حرکات کے مقابلہ میں کھڑے رخ لکھے جانے کی وجہ سے یہ کھڑی حرکات کہلاتی ہیں۔ حرکاتِ مدّہ درحقیقت حروفِ مدّہ ہی کی تبدیل شدہ شکل ہیں کہ الف مدّہ کے الف کو گرا کر حرف کے اوپر کھڑے رخ ایک چھوٹی سی لکیر لکھ دی جاتی ہے۔ یاءِ مدّہ کی یاءِ ساکن اور واؤ مدہ کے واؤ ساکن کو گرا کر یاء کے نیچے چھوٹی سی لکیر لکھ دی جاتی ہے اور واؤ کے اوپر ایک الٹا پیش لکھ دیا جاتا ہے۔ کھڑی حرکات کے لکھنے کا یہی انداز اُردو میں کھڑا زبر، کھڑی زیر اور اُلٹا پیش کہلاتا ہے۔ حرکاتِ مدّہ یا کھڑی حرکات چونکہ بنیادی طور پر حروفِ مدّہ ہیں، ان میں لکھنے کا فرق ہے پڑھنے کا نہیں لہٰذا تلفظ کی یکسانیت کی بناء پر حروفِ مدّہ اور کھڑی حرکات آپس میں ایک دوسرے کے قائم مقام تصور ہوتے ہیں۔ بنا بریں کھڑی حرکات بھی ایک الف کی مقدار کھینچ کر ادا ہوتی ہیں۔ الف مدّہ = کھڑا زبر، یاءِ مدّہ = کھڑی زیر، واؤ مدّہ = الٹا پیش: ـَا = ــٰ ☆ ـِیْ = ــٖ ☆ ـُوْ = ــٗ

یاد رہے کہ جس طرح متحرک الف (اَ۔اِ۔اُ) ساکن الف (اْ) اور منوّن الف (اً۔اٍ۔اٌ) یہ تمام الفات ہمزہ کہلاتے ہیں۔ اسی طرح کھڑی حرکات والے الف (اٰ۔اٖ) کو بھی ہمزہ کہتے ہیں الف نہیں۔ قرآن کریم میں الٹے پیش (اٗ) کے ساتھ یہ ہمزہ لکھنے میں نہیں آیا ہے۔ حرکاتِ مدہ کا تیسرا نام حرکاتِ اشباعی ہے اور ان کے عربی نام فتحہ اشباعی، کسرہ اشباعی۔ ضمہ اشباعی ہیں۔ لُغت میں اشباع کا معنیٰ کھینچنے ہی کے ہیں۔ ان کا چوتھا نام صِلہ بھی ہے۔ جو بالخصوص یاءِ ضمیر کی کھڑی زیر اور اُلٹے پیش کے لیے مستعمل ہے۔ یہ تمام نام ہم معانی ہیں لیکن عام فہم ہونے کے لحاظ سے کھڑی حرکات ہی زیادہ مشہور و معروف ہیں۔

کھڑی حرکات کا قاعدہ: قرآنِ حمید میں کھڑی حرکات لکھنے کا طریقہ تمام حروف ہجا پر لاگو نہیں ہوا۔ کھڑے زبر کا استعمال تو اکثر کلمات میں ہوا ہے لیکن کھڑی زیر صرف "ا. ہ اور ی" کے نیچے اور الٹا پیش فقط "و. ء. ہ" پر ہی پڑھا گیا ہے۔ البتہ آخر میں ملتی جلتی آوازوں والے پندرہ حروف دیئے گئے ہیں کیونکہ کھڑی حرکات کے ساتھ پڑھنے سے ان حروف کا باہمی فرق نمایاں ہو جاتا ہے۔

کھڑی حرکات کو پڑھنے کے حوالے سے یہ مشاہدہ بھی ہوا کہ کھڑے زبر کی ادائیگی تو بالعموم صحیح ہوتی ہے جبکہ کھڑی زیر اور الٹے پیش کو ادا کرنے میں غفلت اور کوتاہی کی بنا پر ایک الف سے کم پڑھنے کی عادت اور رواج زیادہ ہے۔ لہٰذا تینوں کھڑی حرکات کو درست اور متوازن ادائیگی جو ایک الف ہے، کی مشق کرنا نہایت ضروری ہے:

قاعدة: اٰ. اٖ ☆ وٰ. وٖ. وٗ☆ یٰ. یٖ. یٗ☆ تٰ. تٖ. تٗ☆ طٰ. طٖ. طٗ۔

ثٰ. ثٖ. ثٗ☆ سٰ. سٖ. سٗ☆ صٰ. صٖ. صٗ☆ ذٰ. ذٖ. ذٗ☆ زٰ. زٖ. زٗ

ظٰ. ظٖ. ظٗ☆ ضٰ. ضٖ. ضٗ☆ دٰ. دٖ. دٗ۔

حٰ. حٖ. حٗ☆ ہٰ. ہٖ. ہٗ☆ عٰ. عٖ. عٗ☆ ءٰ. ءٖ. ءٗ☆ قٰ. قٖ. قٗ☆ كٰ. كٖ. كٗ۔

۱: کھڑا زبر: اَتٰى. بَلٰى. سَجٰى ☆ اَحْدٰى. اَزْكٰى. اَغْنٰى۔

حُسْنٰى. مُثْلٰى. وُثْقٰى ☆ اِلٰهُ. كِتٰبُ. سَلٰمُ ☆ اِسْحٰقَ. اِسْمٰعِيْلَ. هٰرُوْنَ۔

نَهٰكُمْ. اٰتٰكُمْ. هَدٰكُمْ ☆ يَحْيٰ. عِيْسٰى. مُوْسٰى ☆ صَلٰوةً. زَكٰوةً. حَيٰوةً۔

۲: کھڑی زیر: اُحْيٖ. نُحْيٖ. تُحْيٖ ☆ اَهْلِهٖ. سَعْيِهٖ. فَضْلِهٖ۔

سَمْعِهٖ. قَلْبِهٖ. حَمْدِهٖ ☆ رِزْقِهٖ. نَفْسِهٖ. نِعْمَتِهٖ۔

اَجَلِهٖ. عَمَلِهٖ. بَصَرِهٖ ☆ حُكْمِهٖ. رُسُلِهٖ. كُتُبِهٖ۔

۳: الٹا پیش: اَهْلَهٗ. يَرَهٗ. مَعَهٗ ☆ اَمْرُهٗ. نَفْسُهٗ. رِزْقُهٗ۔

اُرْسِلَهٗ. اَكْرَمَهٗ. رَحْمَتَهٗ ☆ غَاوٗنَ. تَلْوٗنَ. يَلْوٗنَ۔

مخلوط مثالیں: اِلٰهَهٗ. كُتُبِهٖ. رَسُوْلَهٗ ☆ فِتْيٰنِهٖ. تُرْزَقٰنِهٖ. يُضٰعِفَهٗ۔

اِسْمُهٗ. سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى ☆ اٰيٰتِهٖ. رِسٰلٰتِهٖ۔

دو کھڑی حرکات جب ایک کلمہ میں ساتھ ساتھ آئیں تو دونوں کو ایک الف کی مقدار برابر برابر کھینچ کر پڑھنا چاہیے۔ کم یا زیادہ کرنا لحنِ جلی یعنی بڑی غلطی ہے:

سَمٰوٰتِ. شَهٰدٰتِ. رِسٰلٰتِ ☆ اٰثٰرِ. اٰيٰتِ. اٰتٰكِ۔

قٰنِتٰتِ. عٰبِدٰتِ. حٰفِظٰتِ ☆ اٰسٰى. يَتٰمٰى. فَاٰوٰى۔

کھڑی حرکات اور حروف مدہ ایک کلمہ میں ساتھ ساتھ ہوں تو دونوں کی طرزِ ادا میں فرق کرنا غلط ہے۔ ان کو پڑھتے ہوئے ایک الف کی مقدار کو یکساں رکھنا ضروری ہے:

اٰصَالِ. اٰفَاقِ. اٰذَانِ ☆ بَنٰهَا. طَحٰهَا. مَرْعٰهَا ☆ هٰذَا. نَادٰى. ذَاقُرْبٰى۔

دِيْنِهٖ. شِيْعَتِهٖ. زِيْنَتِهٖ ☆ قِيْلِهٖ. سَبِيْلِهٖ. يَمِيْنِهٖ ☆ عِبَادِهٖ. حَصَادِهٖ. صَاحِبِهٖ۔

رَسُوْلُهٗ. يَتْلُوْنَهٗ. يَدْعُوْنَهٗ ☆ يَعْرِفُوْنَهٗ. يَحْفَظُوْنَهٗ. يَكْفُلُوْنَهٗ۔

حرکات، حروفِ مدہ اور کھڑی حرکات کی تقابلی مشق

الف: زبر کو نہ کھینچنا جبکہ الف مدہ اور کھڑے زبر کو ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھنے کا انداز واضح فرق کے ساتھ ہونا چاہئے:

بَ. بَا. بٰ: بَطَنَ. بَاغٍ. بٰطِلٌ ☆ دَ. دَا. دٰ: دَخَلَ. دَارِ. دٰخِلِيْنَ۔

لَ. لَا. لٰ: لَبِثَ. لَا جَرَمَ. لٰبِثِیْنَ ☆ مَ. مَا. مٰ: مَکَرَ. مَالِ. مٰکِرِیْنَ۔

ب: زیر کو نہ کھینچنا جبکہ یاءِ مدہ اور کھڑی زیر کو ایک الف کی مقدار لمبا کر کے پڑھنے کے فرق کو بذریعہ مشق پختہ کریں:

اِ. اِیْ. اٖ: اِبْنِ. اِیْلٰفِ. اٖلٰفِهِمْ ☆ هِ. هِیْ. هٖ: هِیَ. هِیْمِ. بِهٖ۔

یِ. یِیْ. یٖ: یُحْیِ. یُحْیِیْنَ. یَسْتَحْیٖ ☆ نُحْیِ. یَقِیْنِ. نُحْیٖ۔

ج: پیش کو نہ کھینچنا جبکہ واؤ مدہ اور الٹے پیش کو ایک الف کھینچ کر پڑھتے ہوئے باہمی فرق کی کیفیت ادا کو بذریعہ مشق پختہ کریں:

وُ. وُوْا. وٗ: وُجِدَ. ذُوْوْا. وٗرِیَ ☆ هُ. هُوَ. هٗ:

هُدًی. هُوْدٌ. مَعَهٗ ☆ ءُ. ءُوْ. ءٗ: ءُاْوٗا (قرآن میں فَاْوٗا ہے ۱۸۔۱۶) یَقْرَءُوْنَ۔

کھڑی حرکات اور حروفِ مستعلیہ: خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات حروف کھڑے زبر کے ساتھ بڑے نمایاں طور پر موٹے پڑھے جاتے ہیں:

الف: عَصٰی. طَغٰی. لَظٰی ☆ اَعْطٰی. تَرْضٰی. تَرَقّٰی. یَخَفُ۔

زبر، حروف مدہ اور کھڑے زبر کی تقابلی مشق

طلبا یاد رکھیں کہ حروفِ مستعلیہ زبر کے ساتھ نسبتاً کم، حروفِ مدّہ اور کھڑی حرکات کے ساتھ زیادہ موٹا پڑھے جاتے ہیں:

ب: خَ. خَا. خٰ: خَلَقَ. خَالِقُ. خٰلِقُوْنَ۔

صَ. صَا. صٰ: صَلَحَ. صَادِقًا. صٰلِحٰتِ۔

ضَ. ضَا. ضٰ: ضَرَرٍ. ضَاقَ. یَرْضٰی۔

غَ. غَا. غٰ: غَفَرَ. غَافِرِ۔ غٰفِرِیْنَ ☆ طَ. طَا. طٰ: طَبَقًا. طَارِدِ. طٰغِیْنَ۔

قَ. قَا. قٰ: قَدَرَ. قَادِرٌ. قٰدِرُوْنَ ☆ ظَ. ظَا. ظٰ: ظَلَمْتُ. ظَالِمٌ. ظٰلِمُوْنَ۔

ج: حروفِ مستعلیہ کے علاوہ حروف کو موٹا پڑھنے سے بچیں اور باریک پڑھنے کی مشق کریں:

لَلْهُدٰى. بِالْحُسْنٰى. وَالْاُوْلٰى. فَاْوٰى. يُؤْتٰى۔

کھڑے زبر کے ساتھ ''رَا'' کا پُر پڑھنا:

کھڑے زبر کے ساتھ ''رَا'' زبر کے مقابلے میں زیادہ پُر ادا ہوتی ہے:

عُسْرٰى. يُسْرٰى. بُشْرٰى ☆ رٰجِعُوْنَ. رٰكِعُوْنَ. رٰسِخُوْنَ۔

اُسٰرٰى. سُكٰرٰى. نَصٰرٰى ☆ مَقْصُوْرٰتٌ. قٰصِرٰتُ. مُهٰجِرٰتٍ۔

کھڑی حرکات اور صفتِ قلقلہ ساتھ ساتھ

اِبْرٰهِيْمَ. لُقْمٰنَ ☆ اَدْرٰكَ. سُبْحٰنَكَ ☆ عَبْدِهٖ. اِجْتَبٰهُ۔

رَجْعِهٖ. قَدْرِهٖ ☆ وَجْهَهٗ. صَدْرَهٗ ☆ اَطْغٰى. اَبْكٰى۔

کھڑی حرکات اور متحرک و ساکن ہمزہ کی مشق:

قُرْءٰنًا. اٰمَنَّا. اٰتِ. اٰنِفًا ☆ مُؤْمِنٰتٌ. فَاْوٗا۔

کھڑے زبر کا رسم الخط: جیسا کہ آپ نے پچھلے اسباق میں پڑھا کہ اکثر مواقع میں عربی کلمات میں کھڑے زبر کے بعد آخر میں ''ی'' لکھی جاتی ہے لیکن یہ پڑھنے میں نہیں آتی۔ ایسے کلمات جب عربی گرامر کے لحاظ سے دوسری ترکیب اور بناوٹ پر لکھے جاتے ہیں تو اس ''ی'' کو شوشے یا کنارے سے ظاہر کیا جاتا ہے اور اس کے نیچے یاء کے نقطے بھی درج نہیں ہوتے:

هَدٰى : هَدٰىهُ . هَدٰىكُمْ☆مَثْوٰى: مَثْوٰىهُ. مَثْوٰىكُمْ۔

اَرٰى: اَرٰىهُ. يَرٰىكَ☆نَادٰى: نَادٰىهُ. نَادٰىهَا۔

کھڑی حرکات اور خالی حروف : جیسا کہ پچھلے تمام اسباق کے تحت بیان ہوا کہ کلمات کے درمیان خالی حروف نہیں پڑھے جاتے۔ آپ کے پیش نظر سبق میں بھی یہ حروف نہیں پڑھے جائیں گے:

وَاِذَا تُتْلٰى. مَاابْتَلٰهُ . مَنِ اعْتَدٰى. مُوْسَى الْكِتٰبِ۔

اٰتَى الْمَالَ .اُولِى الْقُرْبٰى.فَاَرٰىهُ الْاٰيَةَ الْكُبْرٰى۔

۱۲ حروفِ لین قاعدہ: واؤ لین: ـَ وْ ☆ یاءِ لین: ـَ یْ۔

لین کا لغوی معنی نرمی کے ہیں۔ چونکہ یہ حروف نرمی سے بغیر کھینچے پڑھے جاتے ہیں اس لیے یہ حروفِ لین کہلاتے ہیں۔ یہ دو ہیں: واؤ اور یاء: و۔ ی۔

حروفِ لین کی بناوٹ: حروفِ لین کی بناوٹ کو تین مختلف صورتوں سے بیان کیا جا سکتا ہے:

۱: **واؤ لین:** الف: واؤ ساکن سے پہلے والے حرف پر زبر ہو تو اس صورت میں یہ واؤ لین کہلاتی ہے: ـَ وْ۔

ب: واؤ ساکن سے پہلے حرف پر غیر موافق حرکت، زبر ہوتا ہے: ـَ وْ۔

ج: واؤ ساکن ماقبل مفتوح ہوتی ہے: ـَ وْ۔

۲: **یاءِ لین:** الف: یاءِ ساکن سے پہلے حرف پر زبر ہو تو یہ یاءِ لین کہلاتی ہے: ـَ یْ۔

ب: یاءِ ساکن سے پہلے حرف پر غیرِ مُوافق حرکت، زبر ہوتا ہے: ـَ یْ۔

ج: یاءِ ساکن ماقبل مفتوح ہوتی ہے: ـَ یْ۔

واؤ لین اور یاءِ لین دونوں نرمی سے بغیر کھینچے ادا ہوتی ہیں۔ تاہم واضح رہے کہ ان دونوں کی طرزِ ادا اردو کے الفاظ ذوق اور سیر (WALK) جیسی نہیں ہوتی۔ عربی میں واؤ لین کی ادائیگی میں واؤ معروف کی اصل آواز کا اثر شامل ہوتا ہے اور یہ کیفیت ادا لفظ "لکھنوَ" (شہر کا نام) کے تلفظ سے ملتی جلتی ہے۔

یاءِ لین کو ادا کرتے ہوئے یاءِ معروف کی اصل آواز کا اثر شامل ہوتا ہے اور یہ کیفیتِ ادا مئی (مہینے کا نام) کے تلفظ سے ملتی جلتی ہے۔ ان دو حروف کو مجہول پڑھنا غلط ہے۔ طلباء و طالبات کو از خود مشق کرنے کی بجائے استاد کی راہنمائی میں بذریعہ نقل حروفِ لین کی آواز کو درست کرنا ضروری ہے کیونکہ ہمارے یہاں اردو میں جو آواز رائج ہے وہ عربی سے قدرے مختلف ہے:

حروف لین کا قاعدہ: بَوْ. بَیْ ☆ تَوْ. تَیْ ☆ ثَوْ.ثَیْ ☆ جَوْ. جَیْ ☆ حَوْ.حَیْ۔

خَوْ. خَیْ ☆ دَوْ.دَیْ ☆ ذَوْ. ذَیْ ☆ رَوْ. رَیْ ☆ زَوْ. زَیْ ☆ سَوْ. سَیْ۔

شَوْ. شَیْ ☆ صَوْ. صَیْ ☆ ضَوْ. ضَیْ ☆ طَوْ.طَیْ ☆ فَوْ. فَیْ۔

قَوْ. قَیْ ☆ کَوْ. کَیْ ☆ مَوْ. مَیْ ☆ لَوْ. لَیْ ☆ وَوْ. وَیْ ☆ اَوْ.اَیْ ☆ یَوْ. یَیْ۔

واؤلین جب کلمات کے آخر میں آئے تو ایک زائد الف، اگلے کلمہ سے جدا اور جمع کا صیغہ

ظاہر کرنے کی غرض سے لکھا جاتا ہے لیکن یہ پڑھا نہیں جاتا: بَوْا. تَوْا. ثَوْا۔

۱: واؤلین: قَوْمَ. تَوْبَ. فَوْزَ ☆ سَوْفَ. صَوْتَ.سَوْطَ۔

صَوْمًا. هَوْنًا. خَوْفًا ☆ دَعَوْا. اَتَوْا.وَاخْشَوْا۔

طَغَوْا۔ عَصَوْا. تَعْثَوْا ☆ اَوْحٰی۔اَوْعٰی۔اَوْفٰی۔

تَرْضَوْنَ. تَخْشَوْنَ.اَعْلَوْنَ ☆ تَوْرٰىةَ.تَلَوْتَهٗ. مَوْعِظَةً۔

تَخْشَوْهُمْ.يَرَوْنَهُم.دَعْوَتُكُمْ۔

۲: یاءِلین: كَيْفَ. قَضَيْتَ. بَيْتَ ☆ صَيْفَ. غَيْثَ. لَيْلَ۔

غَيْرَ.سَيْرَ.خَيْرَ ☆ صَيْدِ. طَيْرِ. ضَيْفِ ☆ يَدَيْ. ذَوَيْ.اِثْنَيْ۔

نَيْلًا. شَيْخًا.زَيْدٌ ☆ كَيْدٌ.زَيْغٌ. وَيْلٌ ☆ شَيْبَةً. عَيْلَةً. مَيْلَةً۔

هَدَيْنٰهُ. نَادَيْنٰهُ. فَدَيْنٰهُ ☆ اُخْتَيْنِ.مُؤْمِنَيْنِ. حُسْنَيَيْنِ۔

لَدَيْهِمْ. اِلَيْهِمْ. عَلَيْهِمْ ☆ عَيْنَيْنِ. شَفَتَيْنِ. قَلْبَيْنِ۔

مخلوط مثالیں: زَوْجَيْنِ.حَوْلَيْنِ ☆ اَوْ حَيْثُ.اَوْحَيْتُ۔

قَوْسَیْنِ. یَوْمَیْنِ۔

حروف لین اور حروفِ مدہ کی مخلوط مثالیں: حروفِ لین اور حروفِ مدہ کی آوازوں میں فرق کرنا ضروری ہے۔ حروفِ لین کو نرمی سے بغیر کھینچے اور حروفِ مدہ کو ایک الف کھینچ کر پڑھنے کے فرق کو واضح کرتے ہوئے مشق کریں:

الف: تَنَاجَوْا. تَنَادَوْا. وَتَوَاصَوْا ☆ اَوْحَیْنَا. فَعَفَوْنَا۔

وَالِدَیْنِ. کَامِلَیْنِ. صٰلِحَیْنِ ☆ عَیْنِیْ. بَیْنِیْ. اَیْدِیْ۔

کَانُوْا. اَوْفُوْا ☆ قَوْلُ. رَسُوْلٌ ☆ مَوْزُوْنٍ. زَیْتُوْنًا۔

مَوْضُوْعَةٌ. مَوْضُوْنَةٌ ☆ مَوْعُوْدُ. مَوْلُوْدُ ☆ یٰلَیْتَنِیْ. یَسْتَوْفُوْنَ۔

ب: اَعُوْذُ. فِرْعَوْنَ ☆ یَقُوْلُوْنَ. یُسْقَوْنَ ☆ یَقُوْلُ. قَوْلُ۔

طَرِیْقٍ. قُرَیْشٍ ☆ عِیْنٌ. عَیْنٌ ☆ بِیْضٌ. بَیْضٌ ☆ اَکِیْدُ. کَیْدًا۔

تَسِیْرُ. سَیْرًا ☆ تَمُوْرُ. مَوْرًا ☆ فَاعْدِلُوْا. تَعَالَوْا ☆ نُهُوْا. نَهَوْا۔

وَاَوْفُوا الْکَیْلَ اِذَا کِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ۔

حروفِ لین میں "رَا" کو پُر پڑھنا: رَوْحٌ. رَوْضَةٌ ☆ تَرَوْا. شَرَوْا۔

☆ شَهْرَیْنِ. بَحْرَیْنِ. جَرَیْنِ. رَیْحَانَ. اَرَیْنٰكَ. اَرَیْنٰهُ۔

حروفِ لین اور صفتِ قلقلہ: عَبْدَیْنِ. نَجْدَیْنِ. اَطْفَیْتَهٗ۔

یَدْعَوْنَ. یُجْزَوْنَ. تَطْغَوْا۔

حروفِ لین اور متحرک وساکن ہمزہ:

مَوْئِلًا . يَوْمَئِذٍ. مَوْءُدَةُ. يَنْئَوْنَ۔

اَرَءَيْتَ .هَيْئَةِ . شَيْءً. اَصْحٰبُ الْئَيْكَةِ. يَايْئَسْ. تَايْئَسُوْا. يُوْذِيْنَ۔

"و. ا. ی" کی خصوصیات: آپ پچھلے اسباق میں پڑھ چکے ہیں کہ عربی کلمات کی بناوٹ میں حروف متحرک، ساکن اور منوّن ہوتے ہیں۔ جبکہ "و. ا. ی" ان اعراب کے ساتھ پڑھے جانے کے علاوہ مدّہ اور لین بھی ہوتے ہیں۔ خصوصاً "و. ی" کے پڑھنے کی چار چار حالتیں بن جاتی ہیں: متحرک، منوّن، مدّہ اور لین: وَ. وِ. وُ ☆ یَ. یِ. یُ ☆ وًا. وٍ. وٌ ☆ یًا. یٍ. یٌ ☆ بَا. بِیْ. بُوْا. بَوْا . بَیْ۔ البتہ الف ہمیشہ مدّہ ہوتا ہے یہ کبھی متحرک اور لین نہیں ہوتا۔ اس کے پڑھنے کی صرف ایک ہی حالت ہے کہ اس سے پہلے حرف پر زبر ہوتا ہے۔ اگر اس سے پہلے حرف پر زیر یا پیش آجائے تو یہ پڑھا نہیں جا سکتا۔ ـِـ ا. ـُـ ا: مِا ئَةٌ۔ اسی طرح واؤ ساکن سے پہلے والے حرف پر کبھی زیر نہیں آتی: ـِـ وْ اور یاءِ ساکن سے پہلے حرف پر کبھی پیش نہیں آتا: ـُـ یْ۔

قرآنِ حکیم میں خصوصاً واؤ اور یاء ساکن کی درج بالا ان دو آوازوں کے نہ پڑھنے کی وجہ ان دو حروف سے پہلے غیر موافق حرکات زبر اور پیش کا ہونا ہے۔ فنی اعتبار سے زیر اور پیش اپنی ادا میں تندرے ثقیل حرکات ہیں اور ان کی ثقالت یعنی بوجھ اور گرانی کو خفیف یعنی ہلکا کرنے کے قاعدے ہیں جن کی تفصیل تعلیل کے قاعدہ کے تحت قبل ازیں بیان ہو چکی ہے۔ البتہ زیر اور پیش کے بالمقابل زبر بڑی ہی آسانی سے ادا ہونے والی حرکت ہے اسی وجہ سے واؤ لین اور یاءِ لین کے شروع میں زبر، بظاہر غیر موافق حرکت ہونے کے یہ بڑی آسانی سے پڑھی جاتی ہے۔

قرآن حکیم میں پڑھی جانے والی کل پانچ آوازیں

حروفِ مدّہ اور لین کے قواعد کی وضاحت و تکمیل کے بعد قرآنِ حکیم میں پڑھی جانے والی

کل پانچ آوازیں مکمل ہوگئی ہیں۔ یعنی حرکاتِ ثلاثہ کی تین (بَ. بِ. بُ) یا حروف مدہ کی تین آوازیں بَا. بِی. بُو اور حروفِ لین کی دو آوازیں بَوْ. بَیْ تاہم آوازوں کے شمار کے لیے بالعموم حرکاتِ ثلاثہ کی بجائے حروفِ مدہ کی تین اور حروفِ لین کی دو آوازیں ہی شمار کر لی جاتی ہیں کہ یہ دونوں حروف اپنی بناوٹ کے لحاظ سے قدرے ملتے جلتے ہیں۔ حرکاتِ ثلاثہ اور تینوں حروفِ مدہ کی طرزِ ادا چونکہ ایک جیسی ہے۔ ان میں نہ کھینچنے اور ایک الف کھینچ کر پڑھنے ہی کا فرق ہے اس لئے حرکات کی آوازوں کو شمار نہ کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

علمِ تجوید کے طلبا و طالبات کو ان پانچ آوازوں کی کیفیتِ ادا کے اصول کو یاد رکھنا ضروری ہے تا کہ ان پانچ مخصوص آوازوں کے علاوہ کوئی اور آواز، مثلاً مجہول آواز کو غیر قرآنی اور غلط سمجھ کر اعتماد کے ساتھ رد کر سکیں۔ آخر میں یاددھانی کے لیے تحریر ہے کہ حرکات کو نہ کھینچنا اور معروف پڑھنا، حروفِ مدہ کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنا اور حروفِ لین کو نرمی سے بغیر کھینچے معروف ادا کرنا، کتاب اللہ کو رسول اللہ ﷺ کے طریقۂ ادا کی ایک اہم اور مضبوط بنیاد ہے۔

۱۳ ملتی جُلتی آوازوں والے حروف میں فرق کرنے کا طریقہ

جاننا چاہیے کہ علمِ تجوید کا ایک اہم مقصد ملتی جُلتی آوازوں والے حروف میں فرق کرنا ہے۔

حروف کی آوازوں میں فرق نہ کرنے سے حرف غلط ادا ہوتا ہے۔ حرف کی غلط ادائیگی سے لفظ کا تلفظ بگڑ جاتا ہے اور تلفظ کے بگاڑ سے معانی کا فساد ہوتا ہے۔ الغرض ان حروف کی ادا میں فرق کی اہمیّت ،غلطیوں کی اصلاح اور طلبا و طالبات کی آسانی اور رہنمائی کے لیے علماءِ تجوید نے ایسے پندرہ حروف کو چھے مختلف درجات میں تقسیم کر دیا ہے۔ علمی اور فنّی لحاظ سے ان حروف کے باہمی فرق کی وضاحت مخارج اور صفات کے ذریعے سے ہوتی ہے۔ صفات کا بیان سبق نمبر ۱۷ پر موجود ہے۔ لیکن اس ابتدائی مرحلے پر فرق کو آسان اور عام فہم انداز میں سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ تعلیم یافتہ بالغ مبتدیوں کو شروع ہی سے بتدریج ان حروف کی آوازوں میں امتیاز کرنے کی مشق کی طرف توجہ دلائی جا سکے۔ اساتذہ صاحبان سے بھی گزارش ہے کہ حروف کو موٹا، باریک، نرم، سخت، قلقلہ، بغیر قلقلہ ،سیٹی اور بغیر سیٹی کی آواز سے پڑھنے کی مسلسل مشق کروائیں اور حروف کے باہمی فرق کو خود ادا کر کے روشناس کروائیں تاکہ نو آموز مبتدی حضرات کے کان ان جدا جدا آوازوں کو سن کر مانوس ہو جائیں اور بذریعہ نقل صحیح ادا پر قدرت حاصل کر لیں۔ ملتی جلتی آوازوں والے پندرہ حروف کی درجہ بندی، فرق کرنے کا عام فہم طریقہ اور مشق کے لیے مناسب مقدار میں مثالیں درج ہیں:

درجہ بندی: ۱: ت. ط ۲: ث. س. ص۔

۳: ح. ہ. ۴: ذ. ز. ظ. ض. ۵: ع. ء. ۶: ق. ک۔

فرق کرنے کا طریقہ: ۱ : ت: تَا باریک، سخت اور بغیر قلقلہ کے ادا ہوتی ہے یعنی اس کی آواز ملتی نہیں ٹھہر جاتی ہے۔

ط: طَا خوب موٹی، سخت اور صفتِ قلقلہ کے ساتھ ادا ہوتی ہے اس کی آواز سختی سے ہل جاتی ہے۔

اَتْ. اِتْ. اُتْ ☆ اَتْمَمْتُ. فِتْيَةٌ. اُتْلُ ☆ تَابَ. تٰبِعِيْنَ۔

اَطْ. اِطْ. اُطْ ☆ بَطْشَ. اِهْبِطْ. نُطْفَةً ☆ طَارِدِ. طٰغِيْنَ۔

۲: ث: ثَا نرم اور باریک پڑھی جاتی ہے اس کی ادا میں سیٹی کی ''سی'' کی آواز نہیں ہوتی۔

س: سِيْنْ نرم، باریک اور اس کی ادا میں سیٹی کی ''سی'' آواز قدرے نمایاں ہوتی ہے۔

ص: صَادْ نرم، خوب موٹا اور اس کی ادا میں سیٹی کی آواز ہوتی ہے لیکن سین سے نسبتاً کم۔

اَثْ. اِثْ. اُثْ ☆ اَثْمَرَ. مِثْلُ. يُثْبِتُ ☆ ثَابِتٌ. اٰثِرِ۔

اَسْ. اِسْ. اُسْ ☆ اَسْلَمَ. اِسْئَلْ. مُسْلِمًا ☆ مَسٰجِدُ. سٰبِقِيْنَ۔

اَصْ. اِصْ. اُصْ ☆ اَصْدَقُ. اِصْبِرْ. عُصْبَةٌ ☆ صَادِقٌ. صٰبِرُوْنَ۔

۳: ح: حَا باریک، نرمی اور لطافت سے حلق کے درمیان سے ادا ہوتی ہے۔

ہ: هَا باریک اور نرمی سے حلق کے آخر (منہ کی جانب سے) ادا ہوتی ہے۔ ''ح اور ہ'' اپنی صفات میں ایک جیسے لیکن اپنے مخرج کی وجہ سے دو جدا حروف ہیں۔

نوٹ: حَا کی مخرج سے صحیح ادائیگی کے لیے استاد کی راہنمائی میں قدرے مشق درکار ہوتی ہے۔

اَحْ. اِحْ. اُحْ ☆ اَحْسَنَ. نِحْلَةً. مُحْسِنٌ ☆ حَاجَةً. حٰكِمِيْنَ۔

اَهْ. اِهْ. اُهْ ☆ اَهْلِ. صِهْرًا. مُهْتَدِ ☆ مُهَاجِرًا. هَادِيًا۔

۴ ذ: ذَالْ، نرم اور باریک پڑھی جاتی ہے۔

ز: زَا قدرے سخت، باریک اور آواز میں سیٹی کی ''سی'' آواز ہوتی ہے لیکن بہت کم۔

ظ: ظَا نرم اور خوب موٹی پڑھی جاتی ہے۔

ض: ضَادْ نرم، خوب موٹا اور جماؤ سے ادا ہوتا ہے اور اپنے مخرج کے اعتبار سے بھی یہ ایک منفرد

حرف ہے۔

نوٹ: خصوصی طور پر استاد کی راہنمائی میں بتدریج مشق سے ضَادْ کی صحیح ادائیگی کی کوشش کرنا چاہیے۔

اَذْ. اِذْ. اُذْ ☆ اَذْهَبَ. اِذْنِ. اُذْكُرْ ☆ ذٰلِكَ. ذٰكِرِيْنَ۔

اَزْ. اِزْ. اُزْ ☆ وَزْنَ رِزْقٍ. مُزْنِ ☆ زَادَهُمْ. زٰرِعُوْنَ۔

اَظْ. اِظْ. اُظْ ☆ اَظْلَمَ. عِظْهُمْ. يُظْهِرُ ☆ ظَاهِرًا. ظٰهِرِيْنَ۔

اَضْ. اِضْ. اُضْ ☆ يَضْرِبَ. اِضْرِبْ. يُضْلِلْ ☆ ضَاقَ. ضَامِرٍ

۵: ع: عَيْنْ کی آواز باریک، قدرے سخت، بغیر جھٹکے اور لطافت سے حلق کے درمیان سے ادا ہوتا ہے۔ لطافت کا مطلب گلا گھونٹے بغیر ادا ہونا ہے "ع اور ء" اپنے مخارج کے اعتبار سے بھی دو جدا جدا حروف ہیں۔

ء: ہمزہ باریک، سخت اور جھٹکے سے ادا ہوتا ہے۔

نوٹ: عَيْنْ کو اپنے مخرج سے صحیح ادائیگی کے لیے استاد کی راہنمائی میں مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔

اَعْ. اِعْ. اُعْ ☆ اَعْبُدُ. اِعْلَمْ. اُعْفُ ☆ عَلَيْهِ. عٰلِمِيْنَ۔

اَاْ. اِاْ. اُاْ ☆ اَءْ. اِءْ. اُءْ ☆ تَاْتِ. اِئْتِ. تُؤْمِنَ ☆ اِلَيْهِ. اٰخِرِيْنَ۔

۶: ق: قَافْ سخت، موٹا اور صفتِ قلقلہ کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔

ك: كَافْ سخت، باریک اور بغیر صفتِ قلقلہ کے ادا ہوتا ہے۔

نوٹ: قَافْ کی مخرج سے صحیح ادائیگی کے لیے استاد کی راہنمائی میں قدرے مشق درکار ہوگی۔

اَقْ. اِقْ. اُقْ ☆ اَقْبَلَ. اِقْرَاْ. اُقْسِمُ ☆ قَابِلِ. قٰدِرُوْنَ۔

اَكْ. اِكْ. اُكْ ☆ اَكْبَرُ. اِكْرَمْ. شُكْرًا ☆ كَاشِفَ. كٰتِبُوْنَ۔

ملتی جلتی آوازوں والے حروف کی مخلوط مشق

ملتی جلتی آوازوں والے حروف میں اصولی طور پر فرق ضروری ہے۔ تاہم خصوصاً ہمزہ کے بعد ساکن حرف آئے یا ہمزہ ''ع۔ح'' کے ساتھ جمع ہو اور ''ع۔ہ'' یا ''ح۔ع'' جمع ہوں تو ہر ایک حرف کو خوب صاف طور پر ادا کریں۔

تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ. ثُلُثُ. سُدُسُ. خَلَقَكَ. عَهْدَ. اُضِيْعُ عَمَلَ. شِرْكِكُمْ.

فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا. تَابَ. طَابَ. مَبْسُوْطَتٰنِ. صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ. اَوْحٰى لَهَا.

وَاسِعٌ عَلِيْمٌ. اَعُوْذُ. كُشِطَتْ. اَحَاطَتْ. عَهْدَ اِلَيْنَا. اَعْهَدَ۔

فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ. فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ. اَعْيُنِهِمْ. وَرِثَ سُلَيْمٰنُ۔

تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ. فَاصْفَحْ عَنْهُمْ۔

۱۴ علامتِ شدّہ اور عملِ تشدید

قاعدہ: ـَـــّـا ☆ ـِـــّـا ☆ ـُـــّـا ☆ ـَـــّـا ☆ ـِـــّـا ☆ ـُـــّـا

عربی کلمات کی بناوٹ میں جب ایک ہی طرح کے دو حروف ساتھ ساتھ آ جائیں تو ایسے دو حروف کو دو بار لکھنے کی بجائے ایک بار لکھ کر اُن کے اوپر یہ علامت (ــّـ)لکھ دی جاتی ہے۔ اس علامت کو شدّہ کہتے ہیں۔ جس حرف پر علامتِ شدّہ ہو وہ مُشدّد کہلاتا ہے۔ مشدّد حرف ہمیشہ دو مرتبہ جماؤ سے ذرا رُک کر پڑھا جاتا ہے۔ پہلی مرتبہ ساکن ہو کر پچھلے متحرک حرف سے مل کر اور دوسری مرتبہ خود اپنی حرکت کے مطابق ادا ہوتا ہے بلکہ بعض کلمات میں اگلے ساکن یا مشدّد حرف سے مل کر بھی پڑھا جاتا ہے۔ علامتِ شدہ دو حروف کو ظاہر کرتی ہے اور اس کی اپنی کوئی آواز نہیں ہوتی اس لیے علامتِ شدّہ کبھی اکیلی نہیں آتی اس پر حرکاتِ ثلاثہ، تنوین، اور کھڑی حرکات میں سے کوئی ایک حرکت ضرور ہوتی ہے اور اس سے پہلے بھی متحرک حرف ہوتا ہے۔ نتیجتاً ان دو حروف کی آواز پیدا ہو جاتی ہے اور مشدد حرف کو پڑھتے ہوئے دو حروف جتنا وقت لگتا ہے بلکہ واضح طور پر دو مرتبہ پڑھنا ان کی اصل پہچان ہے۔

درج بالا تعریف وتشریح کی فنی تحلیل (ANALYSIS) کچھ اس طرح سے ہے:

دو حروف ساتھ ساتھ = س س ☆ ایک بار لکھنے کی صورت: سّ۔

ایک بار پڑھنے کی صورت : سَّ ☆ دو بار پڑھنے کی صورت: اَسَّ۔

پڑھنے کی اصل حالت: اَسْ سَ۔

ایک جیسے دو حروف کو اوپر بیان کردہ طریقہ کے مطابق پڑھنے کا پورا عمل تشدید کہلاتا ہے تشدید کا لغوی معنیٰ سختی اور مضبوط کر دینا کے ہیں۔ اصطلاحاً مشدّد حروف کو مضبوطی اور سختی سے پڑھنے کا مطلب دو حروف جتنی دیر لگانا ہے بظاہر سخت ادا کرنا نہیں۔ حروف سخت یا نرم اپنی صفات کے لحاظ سے ہوتے ہیں۔ چنانچہ سخت حروف بلا شبہ سخت ہی پڑھے جاتے ہیں البتہ نرم حروف مشدد حالت

میں بھی نرم ادا ہوتے ہیں۔ مثلاً حرف تَا سخت حرف ہے مشدد حالت میں سختی ہی سے پڑھا جاتا ہے:
اَتَّ: اَتْ تَ: ثَا نرم حرف ہے مشدد حالت میں دوبار نرمی سے ہی ادا ہوتا ہے: اَثَّ : اَثْ ثَ۔

مشدد حروف کے حوالے سے مبتدی طلبا و طالبات بطور اصول دو باتیں یاد رکھیں:

الف: مشدّد حروف کو دوبار مضبوطی اور جماؤ سے پڑھتے ہوئے دو حروف پڑھنے جتنا وقت لگتا ہے۔

ب: فنی اعتبار سے مشدّد حرف، ساکن اور متحرک حروف کا مرکب اور مجموعہ ہوتا ہے: اَسَّ: اَسْ سَ۔

تشدید کا قاعدہ بالعموم مشکل تصور کیا جاتا ہے۔ اس مشکل کے حل اور تفہیم و تعلیم کی آسانی کے پیشِ نظر اس قاعدہ کو کیفیّتِ ادا کی بنیاد پر چار مختلف قواعد میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اکثر کلمات کی فنی تحلیل کر کے تلفظ کو آسان بنانے کی امکانی کوشش کی گئی ہے۔ قواعد کی تقسیم یہ ہے:

۱: مشدّد حروف کا معروف قاعدہ ۲: مشدّد حروف کی صفتِ غُنّہ۔

۳: مشدّد حروف کی صفت قلقلہ ۴: مشدّد ''رّا'' کو پُر ادا کرنا۔

۱: **مشدّد حروف کا معروف قاعدہ:** اس قاعدہ میں مشدد حرف دو مرتبہ جماؤ سے ذرا رُک کر پڑھا جاتا ہے ایک مرتبہ ساکن ہو کر پچھلے متحرک حرف سے ملتا ہے اور دوبارہ اپنی حرکت کے مطابق ادا ہوتا ہے۔ ایسے حروف کی تعداد اٹھارہ ہے:

اَتَّ. اِتَّ. اُتَّ ☆ اَثَّ. اِثَّ. اُثَّ ☆ اَحَّ. اِحَّ. اُحَّ ☆ اَخَّ. اِخَّ. اُخَّ
اَضَّ. اِضَّ. اُضَّ ☆ اَعَّ. اِعَّ. اُعَّ ☆ اَلَّ. اِلَّ. اُلَّ ☆ اَوَّ. اِوَّ. اُوَّ ☆ اَیَّ. اِیَّ. اُیَّ۔

پڑھنے کا طریقہ: اَتَّ: اَتْ تَ ☆ اِتَّ: اِتْ تَ ☆ اُتَّ: اُتْ تَ۔

نوٹ: مشدد ''غ اور ء'' کلمات کی بناوٹ میں مستعمل نہیں ہیں۔

نَزَّلَ. يَسَّرَ. فَضَّلَ ☆ بُشِّرَ. حُصِّلَ. زُيِّنَ ☆ فَصِّلْ. سَوِّ. نُوَقِّ۔
تُعِزُّ. تُحِسُّ. يُصِرُّ ☆ يُبَيِّنُ. اُفَوِّضُ. يُفَصِّلُ ☆ اَلْحَيُّ. اَلْقَوِيُّ. اَلْغَنِيُّ۔

كُوِّرَتْ. سُيِّرَتْ. سُعِّرَتْ ☆ لَيِّنًا. طَيِّبًا. هَيِّنًا ☆ سَيِّدٌ. طَيِّبُ. مُذَكِّرٌ۔
مُوَدَّةً. طَيِّبَةً. تَحِيَّةً۔

پڑھنے کا طریقہ: نَزَّلَ: نَ زْ زَلَ ☆ تَحِيَّةً: تَ حِ يْ يَ ةً۔

مشدد حروف کو دوسری مرتبہ پڑھنے کی مختلف حالتیں اور پڑھنے کا طریقہ:

الف: دوسری مرتبہ تنوین سے پڑھنے کی حالت: رَبًّا. رَبْ بًا۔

رَبًّا. وَلِيًّا. حَقًّا ☆ غُزًّى. مُصَلًّى. مُصَفًّى ☆ غَيًّا. مُضِلٍّ. عَدُوٌّ۔

ب: مشدد حرف کا دوبارہ کھڑی حرکات سے پڑھنے کی حالت: تَجَلّٰى: تَجَلْ لٰى۔

تَجَلّٰى. فَصَلّٰى. تَزَكّٰى ☆ وَلِيّٖ. نَبِيّٖنَ. حَوَارِيّٖنَ ☆ تَلَهّٰى. تَوَلّٰى. تَصَدّٰى۔

ج: دوسری بار آگے ساکن حرف سے ملا کر پڑھنے کی حالت: بَلِّغْ: بَلْ لِغْ۔

بَلِّغْ. اَذِّنْ. ذُكِّرْ ☆ تَوَكَّلْ. يُنَزِّلْ. فَطَهِّرْ۔

د: دوسری مرتبہ آگے علامتِ شدّہ سے ملا کر پڑھنے کی حالت: يَذَّكَّرُ: يَذْذَكْ كَرُ۔

يَذَّكَّرُ. ذُرِّيَّةً. اِزَّيَّنَتْ ☆ لِلطَّيِّبِيْنَ. عِلِّيّٖنَ. مَطَّوِّعِيْنَ۔

ہ: مشدّد حرف کو حروف مدہ اور لین کے ساتھ پڑھنے کی حالتیں: اَوَّابٌ: اَوْ وَابٌ۔

اَوَّابٌ. مُصَلِّيْنَ. حَوَارِيُّوْنَ ☆ غَفَّارَ. نَبِيّٖنَ. صَلُّوْا۔

لَوَلَّوْا. تَمَنَّوْا. تَلَقَّوْنَهٗ ☆ وَالَّيْلِ. وَالصَّيْفِ. وَالطَّيْرِ۔

۲: ''ن. م'' مشدّد میں صفت غُنّہ: غُنّہ ناک کی جڑ میں پیدا ہونے والی گُنگُنی آواز کو کہتے ہیں۔

اصطلاحاً ''ن. م'' مشدد کی گُنگُناہٹ کو ایک الف کی مقدار ناک کی جڑ میں چھپانا یا روک لینا اخفا مع

غنہ کہلاتا ہے۔ غنہ ان دو حروف کی صفتِ لازمہ ہے یہ ہر حال میں ادا ہوتی ہے۔ ان کی ادائیگی کے لیے کسی قسم کی شرط نہیں اسی لیے ان کو حروفِ غنہ کہتے ہیں۔ "ن۔م" مشدد میں غنہ کی یہ صفت ان کی شناخت اور ادا کی زینت ہے۔ تاہم ان دو حروف کے علاوہ کسی دوسرے حرف کی آواز کو ناک میں لے جانا یا گنگناہٹ پیدا کرنا جائز نہیں۔ غنہ کی مقدار کو ایک الف سے کم یا زیادہ کرنا اور پُر ادا کرنا تلاوت کا عیب اور لحنِ جلی ہے اس سے بچنا چاہیے:

"ن۔م" مشدد میں غنہ کا قاعدہ: الف: اَنَّ۔ اِنَّ۔ اُنَّ ب: اَمَّ۔ اِمَّ۔ اُمَّ۔

الف: اَنَّ۔ مَنَّ۔ جَنَّ ☆ اِنَّكَ۔ اِنَّهٗ۔ اِنَّكُمْ ☆ مَنِّ۔ ظَنِّ۔ سِنِّ۔

يَمُنُّ۔ يَظُنُّ۔ تَكِنُّ ☆ جَنَّةً۔ جِنَّةٍ۔ جُنَّةٌ ☆ اَسْتَغْفِرَنَّ۔ لِتَطْمَئِنَّ۔ لَاَغْلِبَنَّ۔

ب: ثَمَّ۔ تَمَّ۔ هَمَّ ☆ سَمِّ۔ يَمِّ۔ غَمِّ ☆ مُتِمُّ۔ يُتِمُّ۔ صُمُّ۔

مُحَمَّدٌ۔ اُمِّيَّ۔ مُزَّمِّلُ ☆ ثُمَّ السَّبِيْلَ۔ اَتِمُّوا الْحَجَّ۔

ج: "ن۔م" مشدد میں غنہ کرتے ہوئے حروفِ مدہ اور کھڑی حرکات کو غائب نہ ہونے دیں بلکہ حروفِ مدہ، کھڑی حرکات اور غنہ کو ایک ایک الف کی مقدار پڑھتے ہوئے دو الف کی مقدار پوری کریں (ایک الف غنہ + ایک الف حرفِ مدہ یا کھڑی حرکات) کم یا زیادہ کرنا لحنِ جلی ہے:

اِنَّا۔ اِنِّيْ۔ ظَنُّوْا ☆ اٰمَنَّا۔ لَدُنِّيْ۔ تَمُنُّوْا ☆ تَمَنّٰى۔ جَنّٰتٍ۔ مَكَّنّٰكُمْ۔

مَنَنَّا۔ فَتَنَّا۔ ظَنَنَّا ☆ وَالنّٰشِرٰتِ۔ وَالنّٰشِطٰتِ۔ وَالنّٰزِعٰتِ۔

لَمَّا۔ اُمِّيْ۔ صَمُّوْا ☆ تُسَمّٰى۔ سَمّٰعُوْنَ۔ عَمّٰتِكَ۔ اَمَّارَةٌ۔ تَيَمَّمُوْا۔

"ن۔م" مشدد میں غنہ کی مخلوط مثالیں: اَتَمَّهُنَّ۔ ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ۔ ثُمَّ ادْعُهُنَّ۔

اَلنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ☆ ثُمَّ اِنَّ ☆ اِنَّا لَمَّا۔

''ن. م'' مشدد میں غنہ ادا کرتے ہوئے بعض مرتبہ کلمہ کے شروع میں حروف مدہ کی مانند کسی قدر آواز لمبی ہو جاتی ہے یہ خطا اور لحنِ جلی ہے اس سے بچنا چاہیے:

صحیح ادا: اَنَّ . اِنَّ . اُنَّ غلط ادا: 'انَّ . اِینَّ . اُونَّ۔

صحیح ادا: اَمَّ . اِمَّ . اُمَّ غلط ادا: 'امَّ . اِیمَّ . اُومَّ۔

۳: **مشدّد حروف کی صفتِ قلقلہ**: جیسا کہ آپ نے قبل ازیں پڑھا کہ **قُطْبُ جَدٍّ** کے پانچ حروف جب ساکن ہوتے ہیں تو ان میں صفتِ قلقلہ ادا ہوتی ہے۔ مشدد حالت میں بھی ان پانچ حروف میں قلقلہ ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ ان دو قاعدوں میں قلقلہ کی ادائیگی کا یہ فرق ملحوظ رکھنا چاہیے کہ مشدد حروف قلقلہ کی ادائیگی میں دو حروف پڑھنے کی دیر اور ٹھہراؤ ہوتا ہے جبکہ ساکن حروف کی صفتِ قلقلہ فوراً ادا ہو جاتی ہے:

مشدد حروف کی صفتِ قلقلہ کا قاعدہ: اَبَّ . اِبَّ . اُبَّ ☆ اَجَّ . اِجَّ . اُجَّ۔

اَدَّ ۔ اِدَّ . اُدَّ ☆ اَطَّ . اِطَّ . اُطَّ ☆ اَقَّ . اِقَّ . اُقَّ۔

يُسَبِّحُ . نُقَدِّسُ . يَتَرَقَّبُ . يَتَفَجَّرُ . يَطَّوَّفَ۔

۴: **مشدد ''رَا'' کا پُر ادا ہونا**: مشدد ''رَا'' زبر اور پیش کے ساتھ پُر ادا ہوتی ہے:

الف: اَلرَّحْمٰنُ . اَلرَّفِيْعُ ☆ اَلرَّسُوْلُ . اَلرَّحْمَةُ۔

ب: اَلرُّسُلُ ۔ اَلرُّشْدُ ☆ اَلرُّوْحَ ۔ اَلسِّرَّ۔

ج: دو زبر اور دو پیش کی منون ''رَا'' مشدد حالت میں پُر ادا ہوتی ہے:

مُسْتَقَرًّا . مُصْفَرًّا ☆ مُسْتَمِرٌّ . مُسْتَقَرٌّ۔

مشدد حروفِ مستعلیہ: **خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ** میں جمع سات حروف مشدد حالت میں بھی موٹے

پڑھے جاتے ہیں۔عربی کلمات میں ''غ'' مشدد مستعمل نہیں:

يَتَمَطّٰى . تَلَظّٰى. فَخَّارٍ ☆ وَصّٰى. تَلَقّٰى. نَضَّاخَتٰنِ۔

مشدد کلمات میں متحرک اور ساکن ہمزہ:

يُؤَلِّفُ. تُبَوِّئُ. يُنَشَّؤُا ☆ .يُوَدِّهٖ . يُؤَخِّرُكُمْ تُوَدُّوْا. يُؤْمِنَنَّ۔

مشدّد حروف کی مشکل مثالیں: مشکل مشدّد کلمات کو تشدید کے اصولی قاعدہ کے تحت ساکن اور متحرک حروف میں بانٹ کر پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔طلبا و طالبات کو چاہیے کہ ایسے مشکل الفاظ کی تحلیل کرنے کے بعد چند مرتبہ دہرانے سے یہ الفاظ زبان پر آسانی سے رواں ہو جاتے ہیں:

يَصَّعَّدُ. بِالسَّيِّئَةِ. لَتُبَيِّنُنَّهٗ ☆ اَصَّدَّقَ. اِطَّهَّرُوْا. اَلْمُدَّثِّرُ۔

مُطَّهِّرِيْنَ. مُصَّدِّقِيْنَ ☆لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ ☆ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ۔

مِنَ التَّعَفُّفِ. مَدَّالظِّلَّ ☆ كَطَيِّ السِّجِلِّ ☆اِلَّا اللَّمَمَ۔

اُزَيِّنَنَّ۔نُبَيِّتَنَّ. لَنَصَّدَّقَنَّ ☆شَرِّالنَّفّٰثٰتِ . تَسُرُّالنّٰظِرِيْنَ۔

تحلیل اور پڑھنے کا طریقہ: يَصَّعَّدُ = يَ صْ صَ عْ عَ دُ۔

كَطَيِّ السِّجِلِّ = كَ طَ يْ يِ سْ سِ جِ لْ لِ۔

مشدّد کلمات کے درمیان خالی حروف: قبل ازیں ساکن کلمات کے درمیان خالی حروف کے ذیلی عنوان سے وضاحت کی جا چکی ہے کہ جب ساکن حرف، پچھلے متحرک حرف سے مل کر ادا ہوتا ہے تو درمیان کے خالی حروف نہیں پڑھے جاتے۔مشدد حرف بھی جب ساکن ہو کر، پچھلے متحرک حرف سے ملتا ہے اور دوبارہ اپنی حرکت کے مطابق ادا ہوتا ہے تو درمیان کے خالی حروف پڑھے نہیں جاتے۔تاہم ساکن اور مشدد حروف کے پڑھنے میں دو فرق ہیں۔اولاً ساکن حرف ایک مرتبہ پڑھا

جاتا ہے جبکہ مشدد حرف دو مرتبہ ادا ہوتا ہے۔ ثانیاً ساکن حرف کی آواز پیچھے ملانے کے بعد بند ہو جاتی ہے، ہلتی نہیں (سوائے حروفِ قلقلہ) لیکن مشدد حرف کی آواز ملانے کے بعد اپنی حرکت کے مطابق جاری رہتی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ هُوَالتَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ☆ لَفِى الصُّحُفِ الْاُوْلٰى. ذُو الرَّحْمَةِ۔
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا ☆ عَمِلُو االصّٰلِحٰتِ ☆ فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ ۔
اَلْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ☆ وَمَا يَسْتَوِى الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ۔
اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ وَاَصْحٰبُ الشِّمَالِ ☆ اِنَّ هٰذَالَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ.

عربی کلمات کی بناوٹ کے قواعد کا خلاصہ: حروفِ ہجا اور حرکات کے اسباق سے لے کر علامتِ شدہ اور عملِ تشدید کے سبق تک بالخصوص عربی کلمات کی بناوٹ جسے وضع بھی کہتے ہیں، کے قاعدے اور اصول بیان کیے گئے ہیں۔ عربی کلمہ یا لفظ کی وضع میں حرکاتِ ثلاثہ، تنوین اور کھڑی حرکات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے کیونکہ ان سے مختلف آوازیں بنتی ہیں جبکہ علامتِ سکون اور شدہ کی اپنی کوئی آواز نہیں ہوتی لیکن یہ کلمات کی بناوٹ اور تلفظ میں ان کے معاون ہوتے ہیں۔ عربی حروفِ ہجا کو آپس میں جوڑنے اور حرکات وسکنات اور تنوینات وتشدیدات کے عمل دخل سے چھیاسی ہزار چار سو تیس (۸۶۴۳۰) چھوٹے بڑے قرآنی کلمات وجود میں آئے ہیں۔ طلبا و طالبات کو چاہیے کہ مثالوں میں دیئے گئے ان کلمات کے مخارج کی تصحیح اور قواعد کے مطابق بار بار دہرا کر روانی پیدا کریں۔ جہاں کہیں تلفظ میں مشکل پیش آئے تو ہجے کریں یا استاد کی راہنمائی میں دو چار مرتبہ دہرا کر درست کرلیں۔ اس مرحلہ پر الفاظ کا زبان پر رواں ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ آئندہ آنے والے قواعدِ تجوید انھی کلمات کے باہمی تعلق سے تشکیل پائیں گے جس سے آپ کے لیے قرآنِ حکیم کو صحیح پڑھنے کی منزل آسان ہو سکے گی۔ ان شاء اللہ۔

۱۵ مخارجِ حروف کی مشق اور طریقہ کار: ا

مخارجِ حروف علمِ تجوید کا جزوِ اعظم اور ایک اہم سبق ہے۔ حرکات، سکون، تنوین حروف مدہ ولین کھڑی حرکات اور عملِ تشدید کے اسباق کے بعد چونکہ عربی کلمات کی بناوٹ کے قواعد مکمل ہو گئے ہیں اور مثالوں کے لیے الفاظ کی مناسب تعداد میّسر ہے اس لیے پہلے مرحلہ کے طور پر مخارج کی باقاعدہ مشق کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے۔ تاہم واضح رہے کہ بچوں اور بالغ مُبتدی طلبا کی مشق کے طریقہ کار میں دوطرح کا فرق ہے پہلا یہ کہ بچوں کی ذہنی استعداد کے پیشِ نظر مخارج کی علمی بحث کی بجائے مخارج کے مواقع کی نشاندہی کر کے بذریعہ نقل مشق کرانا بہتر ہے۔ کیونکہ بچوں میں فطری طور پر نقل کرنے کا مادہ اور صلاحیت زیادہ ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ بچوں کے اعضاءِ صوت (VOCAL ORGANS) مثلاً حلق اور زبان کے غدودا اور رگوں میں نرمی اور لچک کی وجہ سے حروف والفاظ کی درست ادائیگی کے لیے ان اعضاءِ تکلم کو استعمال کرنا اور ان پر قابو پانا نسبتاً آسان ہوتا ہے۔ چنانچہ مسلسل مشق سے حروف کی صحیح ادا پر انھیں بڑی آسانی سے قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔

تعلیم یافتہ بالغ خواتین وحضرات کو بچوں کے برعکس مخارج کے علمی پہلوؤں کا بغور مطالعہ کے بعد ان مُعیّن اور مقرر مواقع کی تفصیل کو یاد رکھنا ضروری ہے۔ چونکہ آپ کے اعضاءِ صوت میں نرمی اور لچک کی کمی کی وجہ سے حروف والفاظ کی صحیح ادا پر کنٹرول حاصل کرنا قدرے مشکل مرحلہ ہے لیکن ایک ایک مخرج کو بتدریج (GRADUALLY) محنت اور مشق سے پختہ کرنے کی کوشش جاری رکھنا عملاً زیادہ سودمند ہے۔ اُصولی طور پر تمام حروف ہجاء کو اُن کے متعیّن مخارج سے ادا کرنا ایک طے شدہ امر ہے لیکن ہماری قومی زبان اردو کی وجہ سے مخارج کی صورتِ حال کافی حوصلہ افزا ہے کیونکہ عربی زبان کے اکثر حروف ہجا کا تلفّظ بہت بہتر ہے: ا. ب. ج. خ. د. ش. ف. ک. ل ن. و. ء. ہ. ی۔ چند ایک حروف کی ادائیگی چند دنوں کی مشق سے ٹھیک ہو جاتی ہے: ث. ذ. ر. ز. س ص. ط. ظ. غ۔ البتہ ق. ع. ح اور ض چونکہ خاص اور فصیح عربی حروف ہیں ان کی درستی کا معاملہ قدرے مشقت طلب ہے اور ان کے لیے زیادہ محنت درکار ہے۔ اس موقع پر یہ بات بھی قابلِ غور

ہے کہ ان پانچ حروف کی عمدہ اور درست ادائیگی کے بغیر کتاب اللہ کا عربی میں پڑھنے کا تاثر قائم نہیں ہوتا بلکہ سُننے والوں کو قرآنِ پاک اردو لہجہ میں پڑھنے کا احساس وگمان ہوتا ہے۔ الحاصل عربی کے اُنتیس حروف میں سے صرف پانچ حروف کی اصلاح اور تصحیح قرآن مجید کو عربی انداز سے پڑھنے کے لحاظ سے کسی صورت بھی گھاٹے کا سودا نہیں ہوسکتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی، رسول اللہ ﷺ کی طرزِ ادا کی پیروی اور سعادتِ دارین کا ذریعہ ہے۔ لہٰذا آپ کو پختہ عزم، لگن اور مستقل مزاجی سے عملی اقدام کی دعوت دی جاتی ہے۔ ع ہمّتِ مرداں مددِ خدا

مخارج حروف کی اہمیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے حروف کی مشق کے لیے حرکاتِ ثلاثہ کی ترتیب سے ہر مخرج کی تین تین مثالوں کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ آپ کو حروف والفاظ کی درست ادا کی مشق میں کسی قسم کی تشنگی محسوس نہ ہو اور مثالوں کی کثرت آپ میں اعتماد اور الفاظ کی ادائیگی میں پورا پورا کنٹرول حاصل کرنے کا ذریعہ ثابت ہو۔ البتہ مخارج کی درستی کے ساتھ ساتھ قواعد کی پہچان اور رعایت رکھتے ہوئے کلمات کی صحیح ادائیگی کا اہتمام کرنا ضروری ہے۔ آپ کی یاددھانی کے لیے اب تک بیان ہونے والے اہم قواعد کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

۱: تمام مخارج کی درستی کا خیال رکھیں لیکن "ق. ع. ح" کی تصحیح کے لیے خصوصی توجہ دیں۔

۲: حرکاتِ ثلاثہ کو ہرگز نہ کھینچیں، زیر اور پیش کو معروف پڑھیں ان کا مجہول پڑھنا لحنِ جلی ہے۔

۳: تینوں حروفِ مدّہ اور کھڑی حرکات کو حرکاتِ ثلاثہ کے مقابلہ میں دوگنی آواز یعنی ایک الف کی مقدار کھینچ کر ادا کریں۔ ان کو ایک الف سے کم یا زیادہ ہرگز نہ کریں کیونکہ ان کی ادا میں کمی بیشی کرنا لحنِ جلی ہے۔

۴: دونوں حروفِ لین کو نرمی سے بغیر کھینچیں معروف پڑھیں۔ حروفِ مدّہ اور لین کی آوازوں میں فرق کو بذریعہ مشق پختہ کریں۔

۵: حروفِ مستعلیہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات حروف کو موٹا پڑھنے کے انداز کو ہر حال میں برقرار رکھیں ان کو باریک پڑھنا لحنِ خفی ہے۔

۶: ''رَا'' پر زبر یا پیش ہو یا دوزبر اور دو پیش کی تنوین یا مشدد ہو اور ''رَا'' خود ساکن ہو مگر اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھیں۔ ان قواعد کے تحت ''رَا'' کا باریک ادا کرنا لحنِ خفی ہے۔

۷: مکسور ''رَا'' اور ''رَا'' ماقبل یاءِ ساکن کو باریک پڑھیں باریک ''رَا'' کو موٹا اور موٹی ''رَا'' کو باریک پڑھنا تلاوت کا عیب اور لحنِ خفی ہے۔

۸: حروفِ قلقلہ قُطْبُ جَدٍّ کے پانچ حروف میں صفتِ قلقلہ ظاہر کریں۔ ان پانچ حروف کے علاوہ دوسرے تئیس (۲۳) حروف میں قلقلہ کی ادائیگی سے گریز کریں کہ ایسے حروف کی آواز کو ہلانا لحنِ جلی ہے البتہ قلقلہ کی صفت ادا نہ کرنا لحنِ خفی ہے۔

۹: ساکن ہمزہ کو ہمیشہ جھٹکے سے ادا کریں اس کا نرم اور بے جھٹکے پڑھنا لحنِ جلی ہے۔

۱۰: مشدد حرف کو دو مرتبہ جماؤ سے اور دو حروف جتنی دیر لگا کر ادا کریں۔ فنی اعتبار سے پہلے ساکن کر کے پیچھے ملائیں اور دوبارہ اس حرف کی اپنی حرکت کے مطابق یا اگلے ساکن یا مشدد حرف سے ملا کر پڑھیں۔ مشدد حرف کا دو حروف کی بجائے ایک حرف ادا کرنا لحنِ جلی ہے۔

۱۱: ''ن م'' مشدد کو ہر حال میں ایک الف کے برابر غُنّہ سے ادا کرنا ضروری ہے۔ حروفِ مدّہ اور کھڑی حرکات کے ساتھ ''ن م'' مشدد میں غُنّہ کرتے ہوئے دو الف کی مقدار پوری کریں اور حروفِ مدّہ اور کھڑی حرکات کو غائب نہ ہونے دیں۔ ان کا غائب ہونا لحنِ جلی ہے۔

۱۲: شروع میں آنے والے دو ہمزوں میں پہلے ہمزہ کو خصوصی طور پر جھٹکے سے ادا کریں:

مخارج کی مشق: ۱: الف مدّہ: وَالِلّٰهِ. اِنَاثًا. اَزْوَاجَ. اَسْبَاطَ. اَوَّابٌ۔

یاءِ مدّہ: قِيْلَ. دِيْنَ. تَلِيْنُ. مُنِيْبٌ. حُيِّيْتُمْ۔

واوِ مدّہ: قُوْلُوْا. تُوْبُوْا. تُوْصُوْنَ. يَرْجُوْنَ. مُنَجُّوْكَ۔

۲: ء: اَءْ. اِءْ. اُءْ☆ اَاْ. اِاْ. اُاْ: تَاْتِ. اِئْتِ. اُوْتُمِنَ. يَقْرَءُوْنَ۔

نوٹ: عربی کلمات کی بناوٹ میں مشدد "ء" مستعمل نہیں۔

ہ: اَہْ. اِہْ. اُہْ: جَهْدَ. اِهْتَدٰى. يُهَاجِرُوْا. مُطَهَّرَةٌ۔

۳: ع: اَعْ. اِعْ. اُعْ: اَعْرَضَ. اِعْتَدٰى. ضُعْفٍ. بِعَادٍ. يَدَّعُوْنَ۔

ح: اَحْ. اِحْ. اُحْ: رَحْمَةً. نِحْلَةً. مُحْسِنٌ. تُحْسِنُوْا. يُمَحِّصَ۔

۴: غ: اَغْ. اِغْ. اُغْ: اَغْنٰى. اِغْفِرْ. تُغْنِ. غَيْثَ۔ مشدد "غ" مستعمل نہیں۔

خ: اَخْ. اِخْ. اُخْ: يَخْشَ. اِخْوَةً. اُخْتِ. يَخْشَوْنَ. تَاَخَّرَ۔

۵: ق: اَقْ. اِقْ. اُقْ: اَقْبَلَ. اِقْرَاْ. اُقْسِمُ. مُسْتَقِيْمٌ. اَحَقُّ۔

۶: ك: اَكْ. اِكْ. اُكْ: اَكْمَلْتُ. اِكْتَسَبَتْ. اُكْتُبْ. مُكْرَمُوْنَ. ذُكِّرَ۔

۷: ج: اَجْ. اِجْ. اُجْ: اَجْرًا. حِجْرٍ. يُجْزَ. مُجِيْبٌ. حَجَّ۔

ش: اَشْ. اِشْ. اُشْ: تَشْهَدُ. اِشْهَدْ. يُشْهِدُ. خُشُوْعًا. خُشَّعًا۔

ی: یَ. یِ. یُ: يَرِثُ. يَدَىَ. يُحْيِ. يُؤْمِنْ. تَحِيَّةً۔

اَیْ. حُسْنَيَيْنِ. جَنَّتَيْنِ۔

نوٹ: چونکہ "ی" کا مخرج یا متحرک اور یا لین کا ہے لہٰذا اس کے مخرج میں متحرک جزم نہیں لایا گیا ہے۔ صرف یا متحرک اور یا لین کی مثالیں درج ہیں۔

۸: ض: اَضْ۔ اِضْ۔ اُضْ: يَضْرِبَ. اِضْرِبْ. اُضْطُرِرْتُمْ. تَرَاضَوْا. يَحُضُّ

۹: ل: اَلْ. اِلْ. اُلْ: اَلْقٰى. سِلْمِ. خُلْدِ. سَلْمَ. اَلَّفَ۔

۱۰: ن: اَنْ. اِنْ. اُنْ: تَنْهَرْ. اِنَّهُ. نُهْلِكَ. تَنْكُثُوْنَ. حَيْنَهُمْ۔

۱۱: ر: اَرْ. اِرْ. اُرْ: اَرْسَلَ. اِرْبَةِ. اُرْسِلَ. ذٰكِرِيْنَ. تَضَرُّعًا۔

۱۲: ط: اَطْ. اِطْ. اُطْ: رَطْبٍ. اِطْعَمْ. نُطْعِمُ. يُطِيْعُوْنَ. اِطَّهَّرُوْا۔

د: اَدْ. اِدْ. اُدْ: اَدْرِ. رِدْاً. اُدْخِلَ. مُهْتَدُوْنَ. مُدَّكِرٍ۔

ت: اَتْ. اِتْ. اُتْ: اَتْقٰى. فِتْيَةٌ. تُتْلٰى. يَتُوْبُ. رَتَّلْنٰهُ۔

۱۳: ظ: اَظْ. اِظْ. اُظْ: اَظْلَمَ. عِظْهُمْ. يُظْهِرُ. يَحْفَظُوْا. حَظًّا۔

ذ: اَذْ. اِذْ. اُذْ: اَذْهَبَ. اِذْنِ. اُذْكُرْ. اٰذَانَ. اَذَّنَ۔

ث: اَثْ. اِثْ. اُثْ: اَثْمَرَ. مِثْلِ. مُثْلٰى. مَثُوْبَةً. كَثَّرَكُمْ۔

۱۴: ص: اَصْ. اِصْ. اُصْ: اَصْبُ. اِصْبِرْ. تُصْنَعَ. تَوَاصَوْا. يَخْتَصُّ۔

س: اَسْ. اِسْ. اُسْ: اَسْلَمَ. اِسْئَلْ. اُسْكُنْ. سِيْرُوْا. اَسَّسَ۔

ز: اَزْ. اِزْ. اُزْ: وَزْنَ. رِزْقٍ. مُزْنِ. زَيْتُوْنَ. رَزَّاقُ۔

۱۵: ف: اَفْ. اِفْ. اُفْ: اَفْلَحَ. رِفْدُ. يُفْلِحُ. كَفِيْلًا. خَفَّفَ۔

۱۶: ب: اَبْ. اِبْ. اُبْ: اَبْصِرْ. اِبْنَ. تُبْتُمْ. بَيْتَ. حَبَّبَ۔

م: اَمْ. اِمْ. اُمْ: اَمْرًا. اِمْرَاَةٌ. جُمْلَةً. جَمِيْعٌ. هَمُّوْا۔

و: وَ. وِ. وُ: وَرِثَ. وِرْدُ. وُجِدَ. تُوْتُوْنَ. عَفُوٌّ۔

اَوْ. وَاخْشَوْا. تَلَوْتَهٗ. مَوْعِظَةٌ۔

نوٹ چونکہ ''و'' کا یہ مخرج واؤ متحرک اور واو لین کا ہے لہذا اس سے پہلے متحرک ہمزہ نہیں لایا گیا اور صرف واو متحرک اور واو لین کی مثالیں درج ہیں:

۱۷: ''ن'' مشدد کا غنہ: ذَاالنُّوْنِ. نَصْبِرَنَّ۔ مَكَّنَّا۔

''م'' مشدد کا غنہ: سَمُّوْهُمْ. نِعِمَّا. اُمَّ الْقُرٰی. اُمُّ الْكِتٰبِ۔

خصوصی توجہ اور تاکیدِ مزید کے لیے ''ق. ع. ح. ض'' کی صحت لفظی اور مخارج کی مشق کا اِعادہ کریں۔ واضح رہے کہ اعادہ اور بار بار کی تاکید کا مقصد آپ کو یہ طریقہ کار ذہن نشین کرانا ہے کہ علمِ تجوید، فنِ تجوید ہے اور فن اپنی زبان سے ادائیگی ہی کا نام ہے:

ق: اَقْرَبَ. اَقْسَطُ. مَقْرَبَةٍ. قَبْلُ. رَزَقَ۔

ع: نَعْبُدُ. وَعْدُ. بُعْثِرَ. عَبِيْدِ. رَفَعَ۔

ح: اَحْمَدُ. مُحْسِنُ. اَلْحَمْدُ. حَكَمَ. اَفْلَحَ۔

ض: اَضْحَكَ. فَضْلٍ. خُضْرٍ. ضَرَبَ. وَاخْفِضْ۔

۱۶ مخارجِ حروف اور الفاظ کی مشق: ۲

فنِ تجوید درحقیقت حروف و الفاظ کی درست، خوبصورت اور قواعد کے مطابق ادائیگی کا نام ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مختلف تراکیب اور انداز میں زیادہ سے زیادہ کلمات کو بار بار دہرانا ضروری ہے۔ آپ کے پیشِ نظر اس سبق میں مشق کے لائحہ عمل کے تحت ایک دلچسپ اور منفرد اسلوب اختیار کرتے ہوئے ایسے الفاظ کا انتخاب کیا گیا ہے جن کی بناوٹ میں ایک ہی طرح کے دو، دو یا دو، دو لیکن مختلف حروف آئے ہیں۔ مشق کے دوران ممکن ہو سکے تو ان الفاظ کو استاد کی راہنمائی میں رواں پڑھنے کی کوشش کریں تاکہ غلطی کی بروقت اصلاح سے بہتر نتائج حاصل ہو سکیں۔ لیکن اگر آپ میں بذاتِ خود مخارج اور قواعد کو سمجھنے میں پختگی اور قدرے اعتماد پیدا ہو چکا ہے تو مخارجِ حروف اور قواعدِ تجوید کو ملحوظ رکھتے ہوئے کلمات کو دہرائیں تاآنکہ مخارج کے ساتھ ساتھ کلمات کی درست ادائیگی میں آسانی اور روانی بھی پیدا ہو جائے:

ء: ءَ اَلِدُ. ءَ اَسْجُدُ. ءَ اَشْكُرُ ☆ ہ: هٰذِهٖ اَهْلِهَا. هُدٰىهُمْ۔

ع: وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ. نِعْمَ الْعَبْدُ ☆ ح: كَصَاحِبِ الْحُوْتِ۔

غ: يَبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا ☆ خ: خَطِفَ الْخَطْفَةَ۔

ق: حَقِيْقٌ. شَقَقْنَا ☆ ك: كَذِكْرِكُمْ. مَنَاسِكَكُمْ۔

ض: وَ اغْضُضْ ☆ ج: زُجَاجَةٍ. فِجَاجًا۔

ش: يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً ☆ ی: يُحْيِ. يُحْيِيْنَ. يُبَايِعُوْنَ۔

ل: كَلٰلَةً. اُولُوا الْاَرْحَامِ ☆ ن: اُمْنُنْ. حُنَيْنٍ. اَفْنَانٍ۔

ر: سُرُرٌ. حَرِيْرًا ☆ ط: شَطَطًا. تُشْطِطْ ☆ د: تَدَدْنَا۔

ت: تُتْلٰى۔ تَلِيْتٍ ☆ ظ: لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ ☆ ذ: مَجْذُوْذٍ۔

ث: اَثَاثًا۔ مَبْثُوْثَةٌ ☆ص: قَصَصِ. قِصَاصٌ ☆س: سَلْسَبِيْلًا۔

ز: فَعَزَّزْنَا. عَزِيْزًا ☆ف: فَافْتَحْ۔ لِلْمُطَفِّفِيْنَ ☆ ب: سَبَبًا. اَ بَابِيْلَ۔

م: نَمِيْمٍ۔ مَذْمُوْمٌ ☆ و: بِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ۔

"ن۔م" مشدد کا غنہ: وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ ☆ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ۔

الف مدّہ: وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَ تُبْ عَلَيْنَا. نَادٰئنَا۔ بِاٰيٰتِنَا۔

یاءِ مدّہ: بِقَمِيْصِيْ. سَاُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ۔

واؤ مدّہ: وَقَالُوْا كُوْنُوْا هُوْدًا۔

واؤ لین: يَوْمَ يَرَوْنَ۔

یاءِ لین: زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ۔

☆ دو، دو لیکن دو مختلف حروف کی مثالیں

ء: ءَاَسْلَمْتُمْ. ءَاَقْرَرْتُمْ ☆ہ: هُدْهُدْ. هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ۔

ع: عَسْعَسَ ☆ح: حَصْحَصَ ☆ غ: فَغَشّٰهَا مَا غَشّٰى۔

خ: خَصْمٰنِ اخْتَصَمُوْا ☆ ق: يُحِقَّ الْحَقَّ ☆ك: فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ۔

نوٹ: اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ذاتی نام "اَللّٰهُ" کے لام کو موٹا پڑھتے ہیں۔ تفصیل آگے آرہی ہے۔

ج: وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ☆ ش: شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ۔

ی: يٰمَرْيَمُ. لَفِيْ عِلِّيِّيْنَ ☆ ض: يَغْضُضْ ☆ل: صَلْصَالٍ۔

ن: نُسْكِنَنَّكُمْ ☆ ر: رَفْرَفٍ ☆ ط: يُبْطِلَ الْبَاطِلَ۔

ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ ☆د: دَمْدَمَ. بِئْسَ الرِّفْدُالْمَرْفُوْدُ۔

ت: تَتْبِيْبٍ ☆ظ: فَنَظَرَنَظْرَةً ☆ذ: مُذَبْذَبِيْنَ ☆ ث: ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۔

ص: صَرْصَرًا. صَيَاصِيْهِمْ ☆ز: زُلْزِلَتِ ☆ س: سِلْسِلَةٍ۔

☆ف: صَفْصَفًا ☆ب: كُبْكِبُوْا ☆ م: مَمْنُوْنٍ ☆ و: وُدُوْدٌ۔

"ن" مشدد کا غنہ : اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ۔

"م" مشدد کا غنہ : ثُمَّ دَمَّرْنَا۔

الف مدہ: اَمْرُنَا جَعَلْنَاعَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَاحِجَارَةً۔

یاء مدہ: بِمَا غَفَرَلِیْ رَبِّیْ وَجَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ۔

واو مدہ: وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ. اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ ۔

یاء لین: بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ. شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ۔

واو لین: يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ ۔ ۳۳-۳۹



تَجْوِیْدُ الْحُرُوْفْ کا دوسرا جز

۲ : صفات حروف

حروف والفاظ کی ادا میں کمال و جمال پیدا کرنا۔

صفاتِ حروف کی دو قسمیں:

۱ : **صفاتِ لازمہ:** حروف والفاظ کی ذات میں کمال پیدا کرنا۔

۲ : **صفاتِ عارضہ:** حروف والفاظ کی ادا میں جمال پیدا کرنا۔

صفاتِ لازمہ کی دو اقسام:

(i) صفاتِ لازمہ متضادہ:

ہمس. جہر☆شدت. رِخوت☆[توسُّط]☆اِستعلاء. اِستفال۔

اِطباق. اِنفتاح☆اِذلاق. اِصمات۔کل تعداد=۱۰

(ii) صفاتِ لازمہ غیر متضادہ:

صفیر. قلقلہ. لین. اِنحراف. تکریر. تفشی. اِستطالت۔

کل تعداد=۷ مجموعی تعداد=۱۰+۷=۱۷

صفاتِ لازمہ کا ادا نہ ہونا لحنِ جلی ہے۔

۱۷ صفاتِ لازمہ اور عارضہ کا بیان

صفات، صفت کی جمع ہے اور صفت کا لغوی معنی خوبی اور خاصیت کے ہیں۔ صفت رکھنے والا یا جس کے ساتھ کوئی وصف مخصوص ہو وہ مُتَّصِفْ کہلاتا ہے، اور جس میں کوئی صفت پائی جائے وہ موصوف کہلاتی ہے۔ اصطلاحاً صِفت اُس حالت اور کیفیّت کا نام ہے جو مخرج میں سانس، آواز اور زبان کے عمل و دخل سے حرف کی ادا پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر حرف کا نرم یا سخت اور موٹا یا باریک ہونا ہے۔

صفاتِ حروف فنِ تجوید کا دوسرا اہم جز ہیں۔ بلکہ اصولی طور پر علم تجوید میں مخارج و صفات حروف کے جملہ مسائل ہی زیرِ بحث آتے ہیں۔ مخرج سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حرف کس مقام سے ادا ہونا چاہیے اور صفت سے یہ آگاہی ہوتی ہے کہ حرف کیسا ہونا چاہیے۔ مخارج، حروف کے لیے میزان کا درجہ رکھتے ہیں کہ اس سے کمیّت و وزن کا اندازہ ہوتا ہے یعنی تول میں کمی یا زیادتی سے حرف اپنی ذات کے لحاظ سے کتنا عمدہ یا ناقص ہے۔ صفاتِ حروف بمنزلہ کسوٹی کے ہیں کہ حرف کا اپنی کیفیت کے اعتبار سے کھرے یا کھوٹے ہونے کا پتہ چلتا ہے یعنی حرف کتنا خالص یا عیب دار ہے۔ الغرض فنی لحاظ سے صفات سے ایک ہی مخرج کے دو، دو یا تین، تین حروف آپس میں ایک دوسرے سے ممتاز ہو جاتے ہیں۔ بطور قاعدہ کلیہ کے یاد رکھنا چاہیے کہ عربی میں دو ایسے حروف نہیں پائے جاتے جو مخرج اور صفات میں متحد ہوں بلکہ اگر مخرج ایک ہے تو صفات میں الگ اور صفات میں متحد ہیں تو مخرج سے جدا ہوں گے اور یوں تمام حروف کی آوازوں میں واضح فرق ہو جاتا ہے۔ فنِ تجوید کی اہمیّت و ضرورت بھی اسی حوالہ سے ہے کہ ملتی جلتی آواز والے حروف میں بالفعل فرق کرنا آسان ہو جائے اور حروف اپنی ذات اور کیفیت ادا کے اعتبار سے کمال و جمال کا آئینہ دار ہو جائیں۔

صفات کی قسمیں: صفات کی دو اقسام ہیں: ۱ صفاتِ لازمہ ۲ صفاتِ عارضہ

صفاتِ لازمہ مزید دو حصوں میں تقسیم ہیں: **الف:** صفاتِ لازمہ متضادہ **ب:** صفات لازمہ غیر متضادہ

ا: **صفاتِ لازمہ**: جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ یہ ایسی صفات ہیں جو حروف میں لازمی پائی جائیں اور کبھی جدا نہ ہوں۔ان کے ادا نہ ہونے سے حرف کی ذات متاثر ہوتی ہو یعنی حرف کسی دوسرے حرف سے بدل جاتا ہے یا ناقص ادا ہوتا ہے۔حرف کی ذات سے متعلق ہونے سے ان کو صفات ذاتیہ بھی کہتے ہیں۔ صفاتِ لازمہ کے مفہوم کو واضح کرنے کے لیے ان کو صفاتِ **مُمَيِّزَهْ** اچھے بُرے میں تمیز کرنے والی اور **مُقَوِّمَهْ** صحیح ادا پر قائم رہنے والی بھی کہتے ہیں۔

۲: **صفاتِ عارضہ**: عارضی اور وقتی طور پر پائی جانے والی صفات۔ یہ ایسی صفات ہیں جو کسی حرف میں کبھی ہوں اور کبھی نہ بھی ہوں اور یہ تمام حروف میں بھی نہ پائی جائیں۔اسی وجہ سے ان کا ایک نام **مُحَلِّيَهْ** ہے کہ موقع ومحل کے مطابق پائی جانے والی صفات۔صفاتِ عارضہ کا تعلق حروف کی ذات کی بجائے حروف کی ادا کے حسن وزینت سے ہے۔اسی نسبت سے ان کے مزید تین نام تجویز کیے گئے ہیں: (i) **مُزَيِّنَهْ**، زینت اور خوبصورتی میں اضافہ کرنی والی (ii) **مُحَسِّنَهْ**، حسین وخوبصورت بنانے والی (iii) **مُحَلِّيَهْ**، **حِلْيَةٌ** سے بنا ہے جس کا معنی زیور کے ہیں۔آرائش دینے والی۔صفاتِ عارضہ صرف آٹھ حروف میں پائی جاتی ہیں جو بیان وکلام کی آسانی کے لیے **اَوْ يَرْمَلَانْ** میں جمع ہیں۔ لیکن ان کے ترکیبی قواعد چونکہ تفصیل طلب ہیں اس لیے یہ تمام قاعدے علیٰحدہ علیٰحدہ اپنے مخصوص عنوانات کے تحت زیرِ بحث آئیں گے ان شاء اللہ۔صفاتِ لازمہ اور عارضہ کے اس تعارف کے بعد صفاتِ لازمہ کی دو اقسام کی مزید تشریح کی جاتی ہے۔

الف: **صفاتِ لازمہ متضادہ**: متضاد کا لغوی معنی ایک دوسرے کی ضد والی یا ایک دوسرے کے مخالف ہونا ہے۔اصطلاحاً ایسی دو صفات جو آپس میں مخالف تو ہوں لیکن بیک وقت حرف میں ایک ضد والی صفت ضرور پائی جائے مثلاً حرف کا نرم یا سخت ہونا دو متضاد صفات ہیں۔ظاہر ہے کہ ایک وقت میں حرف کبھی نرم اور سخت نہیں ہوسکتا بلکہ حرف نرم ہوگا یا سخت۔صفاتِ لازمہ متضادہ کی بس یہی تعریف وحقیقت ہے۔

صفاتِ لازمہ متضادہ کی تعداد دس ہے اور ایک دوسرے کی ضد ہونے کی بنا پر ان کے پانچ جوڑے (PAIRS) بنتے ہیں:

پہلا جوڑا: ہمس۔جہر۔ دوسرا جوڑا: شدت۔رِخوت [توسط]

تیسرا جوڑا: استعلاء۔استفال۔چوتھا جوڑا: اطباق۔انفتاح۔پانچواں جوڑا: اذلاق۔اصمات

صفاتِ متضادہ کے جوڑوں کی مزید وضاحت حسبِ ذیل ہے۔

پہلا جوڑا: ہَمس: ہمس کا لغوی معنی پست آواز کے ہیں۔اصطلاحاً ایسے حروف جن کی ادائیگی میں آواز مخرج میں کمزوری کے ساتھ ٹھہرتی، سانس جاری رہتا اور آواز پست ہوتی ہے۔اس صفت سے متصف دس حروف بیان وکلام اور یادداشت کی آسانی کے لیے **فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ** میں جمع ہیں۔ان حروف کا نام **مَهْمُوْسَهْ** ہے۔

جَہر: جہر کا لغوی معنی بلند آواز کے ہیں۔اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں آواز مخرج میں قوت کے ساتھ ٹھہرتی، سانس بند ہو جاتا اور آواز میں بلندی ہوتی ہے۔یہ صفت حروفِ مہموسہ کے علاوہ اُنیس حروف میں پائی جاتی ہے اور ان کا نام **مَجْهُوْرَهْ** ہے۔

صفت ہمس میں آواز کی کمزوری اور پستی سانس کے جاری رہنے کی وجہ سے ہے۔کیونکہ اس طرح سے کچھ طاقت سانس کے ساتھ ضائع ہو جاتی ہے۔

صفتِ جہر میں آواز بلند اور سانس بند ہو جاتا ہے۔جس سے پوری طاقت آواز پر لگتی ہے اور حرف میں قوّت اور بلندی آ جاتی ہے۔خیال رہے کہ ان دو صفات کی پہچان اور احساس کا تعلق اونچی آواز سے پڑھنے سے ہے، دھیمی آواز سے نہیں۔

دوسرا جوڑا: شِدَّت: شدت کا لغوی معنی سختی کے ہیں۔اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں آواز مخرج میں قوت کے ساتھ ٹھہرتی اور بند ہو جاتی ہے جس سے آواز میں سختی نمایاں ہوتی ہے۔اس صفت کے حامل حروف **اَجِدُ قِطٍ بَكَتْ** کے آٹھ حروف میں جمع ہیں اور یہ شدیدہ کہلاتے ہیں۔

رِخْوَت : رخوت کا لغوی معنی نرمی کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں آواز مخرج میں کمزوری سے ٹھہرتی اور جاری رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے آواز میں نرمی نمایاں ہو جاتی ہے۔ ان کا نام حروف رخوہ ہے۔ شدّت کے آٹھ اور توسط کے پانچ حروف کے علاوہ سولہ حروف **رِخْوَہ** کہلاتے ہیں

تَوَسُّطْ: توسط کا لغوی معنی درمیان میں ہونا کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں آواز مخرج میں کچھ بند اور کچھ جاری ہوتی ہے۔ اس صفت کے متعلقہ حروف **لِنْ عُمَرُ** کے پانچ حروف میں جمع ہیں۔ ان کا نام **مُتَوَسِّطَهْ** ہے۔ متوسطہ حروف میں کچھ صفات شدّت اور کچھ رخوت کی ہوتی ہیں بدیں وجہ اسے بطور صفت علیٰحدہ سے شمار نہیں کیا جاتا۔ البتہ یہ تینوں صفات آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں کیونکہ اگر حروف متوسطہ کو شدیدہ میں شمار کریں تو اس کی ضد رِخوہ اور اگر ان کو رِخوہ میں شمار کریں تو ان کی ضد شدّت ہے۔

تیسرا جوڑا: اِسْتِعْلَآء: استعلاء کا لغوی معنی اوپر اٹھنا اور بلندی چاہنا کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں زبان کی جڑ اوپر تالو کی جانب اٹھ جاتی ہے۔ اس صفت سے متصف سات حروف بیان وکلام اور یادداشت کی آسانی کے لیے **خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ** میں جمع ہیں اور ان کو حروفِ **مُسْتَعْلِيَهْ** کہتے ہیں۔

اِسْتِفَالْ: استفال کا لغوی معنی نیچے رہنا کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں زبان کی جڑ اوپر نرم تالو کی جانب نہیں اٹھتی بلکہ نیچے رہتی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ حروف باریک پڑھے جاتے ہیں۔ حروف مستعلیہ کے سات حروف کے علاوہ باقی بائیس حروف **مُسْتَفِلَهْ** ہیں۔

چوتھا جوڑا: اِطْبَاقْ: اطباق کا لغوی معنی لپٹنا اور ڈھانپ لینا کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے حروف کی ادائیگی میں زبان کے درمیان کا اکثر حصہ تالو سے لپٹ جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے آواز منہ بھر کر نکلتی ہے اور حروف خوب موٹے ہو جاتے ہیں۔ یہ صفت ’’ ص. ض. ط. ظ‘‘ کے چار حروف میں پائی جاتی ہے اور ان کا نام **مُطْبَقَهْ** ہے۔ حروف مستعلیہ اور مطبقہ ہر حال میں موٹے پڑھے جاتے ہیں۔ جس

سے ''ص. ض. ط. ظ'' کے چاروں حروف ان دو صفات میں مشترک اور جمع ہو جانے کی وجہ سے دو گنے موٹے ہو جاتے ہیں یعنی ان چار حروف میں پُر پڑھنے کا انداز دوسرے تین حروفِ مستعلیہ ''خ. غ. ق'' کے مقابلے میں دو گنا ہے۔

اِنْفِتَاحْ: اِنفتاح کا لغوی معنی جُدا ہونا اور کھلنا کے ہیں۔ اصطلاحًا ایسے حروف کی ادائیگی میں زبان کا درمیانی حصہ تالو سے جدا رہتا ہے لپٹتا نہیں جس سے زبان اور تالو کا درمیان کھلا رہتا ہے اور کشادگی سے آواز کھل کر نکلتی ہے جس سے یہ حروف خوب باریک ہو جاتے ہیں۔ مُطبقہ کے چار حروف کے علاوہ باقی پچیس حروف مُنْفَتِحَہ کہلاتے ہیں۔

پانچواں جوڑا: اِذْلَاقْ: اِذلاق، ذلق سے نکلا ہے جس کا لغوی معنی کنارہ اور پھسلنا کے ہیں۔ اصطلاحًا ایسے حروف زبان اور ہونٹوں کے کناروں سے سہولت اور جلدی سے ادا ہو جاتے ہیں جس طرح کنارے پر پڑی ہوئی کوئی چیز جلدی گر جاتی ہے۔ ان حروف کی ادائیگی میں سُرعت اور تیزی ہوتی ہے۔ یہ صفت **فَرَّمِنْ لُبِّ** کے چھ حروف میں جمع ہیں۔ ان حروف کا نام **مُذْلِقَهْ** ہے۔ ''ف. ب. م'' ہونٹوں کے کناروں سے ''ل. م. ر'' زبان کے کناروں سے ادا ہوتے ہیں۔

اِصْمَاتْ: اِصمات کا لغوی معنی خاموش کرنا یا کسی چیز کا ٹھوس ہونا کے ہیں۔ اصطلاحًا ایسے حروف اپنے مخرج میں مضبوطی اور جماؤ سے ادا ہوتے ہیں یہ جلدی اور آسانی سے ادا نہیں ہوتے۔ گویا وہ قاری کو منع اور خاموش کر دیتے ہیں کہ ہمیں جلدی اور تیزی سے ادا نہ کیجئے بلکہ جماؤ اور مضبوطی سے پڑھیں۔ مُذلِقَہ کے چھ حروف کے علاوہ باقی بائیس حروف **مُصْمَتَہْ** کہلاتے ہیں۔

صفاتِ متضادہ کے پانچ جوڑوں کو علمی لحاظ سے سمجھنے کی آسانی کے لیے تین باتیں ذہن نشین رہنا چاہیے۔ پہلی یہ کہ ان پانچ جوڑوں کے مختلف حروف کی دس صفات کا مخرج میں پیدا ہونے کا تعلق سانس، آواز اور زبان کے عمل سے ہے۔ دوسری یہ کہ صفاتِ متضادہ کی باہمی پہچان بیان و کلام اور یادداشت کی آسانی کے لیے ہر جوڑے کی پہلی صفتِ متضادہ کے تمام حروف کو کلمات

میں جمع کر دیا گیا ہے۔طلبا و طالبات کلمات کے ان مجموعہ جات کو زبانی یاد رکھیں۔تیسری یہ کہ ان پانچ جوڑوں کی دس متضادہ صفات میں سے ہر حرف میں ایک ایک صفت لازمی پائی جائے گی یعنی ہر حرف میں پانچ صفات سے کم نہیں ہوسکتیں۔

ب: **صِفات لازمہ غیر مُتضادہ**: یہ صفات غیر متضادہ اس لیے کہلاتی ہیں کہ ان کی کوئی ضد والی صفت مقرر نہیں جب ضد والی صفت نہیں تو ان کا کوئی ضد والا نام بھی نہیں ہے۔البتہ صفاتِ غیر متضادہ کے اپنے مخصوص نام ہیں اور یہی نام صفاتِ حروف کی وضاحت کے لیے معروف ہیں۔ صفاتِ لازمہ غیر متضادہ تمام حروف میں نہیں پائی جاتیں بلکہ چودہ مخصوص حروف میں پائی جاتی ہیں۔ ان صفات کی تعداد سات ہے۔اس طرح صفاتِ لازمہ کی مجموعی تعداد سترہ ہو جاتی ہے۔الحاصل صفاتِ لازمہ متضادہ حروف کی ذات کوئی نفسہٖ مکمل کرتی ہیں اور ملتی جلتی آوازوں والے حُروف کو جدا جدا کر دیتی ہیں۔صفاتِ غیر مُتضادہ حروف کی پہچان اور ان کی ادا کو کمال تک پہنچانے میں مزید نکھار پیدا کرنے کا سبب بنتی ہیں۔صفاتِ غیر متضادہ اور ان سے مُتصف حروف درج ذیل ہیں:

۱ صفتِ صفیر: ''س. ز. ص'' ۲ صفتِ قلقلہ: **قُطْبُ جَدٍّ** ۳ صفتِ لین: ''و. ی''

۴ صفتِ اِنحراف: ''ر. ل'' ۵ صفتِ تکریر: ''ر'' ۶ صفتِ تفشّی: ''ش''

۷ صفتِ استطالت: ''ض''

۱: **صفتِ صفیر**: صفیر کا لغوی معنی باریک اور تیز آواز کے ہیں۔ایسی آواز جو چڑیا اور بعض پرندوں کی بھی ہوتی ہے اسی لیے عربی میں چڑیا کو صفیر کہتے ہیں۔ان حروف کی ادائیگی میں سیٹی کی مانند ایک تیز آواز نکلتی ہے یہ صفت تین حروف ''س. ز. ص'' میں پائی جاتی ہے اور ان کو حروف **صَفِیْرِیَہ** کہتے ہیں۔ان حروف میں صفتِ صفیر کے اِظہار کے مراتب کچھ اس طرح سے ہیں:

الف: سب سے زیادہ صفتِ صفیر حرف ''س'' میں ظاہر ہوتی ہے۔اور اس کی وجہ ''س'' میں صفت ہمس کا ہونا ہے کہ ہمس میں سانس جاری رہتا ہے اور صفتِ صفیر نمایاں ہو جاتی ہے۔

ب: حرف ''ز'' میں یہ صفت ''س'' سے کم ہے اور یہ کمی ''ز'' کی صفتِ جہر کی وجہ سے ہے کہ جہر میں سانس بند ہو جاتا ہے جس کا اثر صفتِ صفیر کی کمی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

ج: اور سب سے کم صفتِ صفیر حرف ''ص'' میں ہے اور یہ کمی صفتِ اِسْتِعْلَآء اور اِطْبَاق کی وجہ سے ہے کہ ''ص'' کو پُر پڑھنے کی صفت، صفیر پر اثر انداز ہو کر اس کو کم تر درجہ پر لے آتی ہے۔ تاہم اس صفت کا احساس اور اظہار حالتِ سکون میں واضح طور پر ہوتا ہے۔

۲: **صفتِ قلقلہ**: قلقلہ کا لغوی معنی ہلانا، جُنبش یا لوٹانا کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جائے وہ حروف قلقلہ کہلاتے ہیں۔ پانچ حروفِ قلقلہ **قُطْبُ جَدٍّ** میں جمع ہیں۔ صفتِ قلقلہ ان پانچ حروف کی پہچان اور ادائیگی کی شان ہے۔ اس صفت کی وجہ سے یہ دوسرے ساکن حروف سے بڑے نمایاں ہو جاتے ہیں۔

۳: **صفتِ لین**: عربی کلمات کی بناوٹ کے تحت حروفِ لین کی تعریف اور وضاحت ہو چکی ہے۔ یہاں صفاتِ غیر متضادہ کے ضمن میں تکمیلِ بیان کے لیے چند باتیں درج ہیں۔ صفات کے اعتبار سے یہ حروف رِخوہ ہیں یعنی ان کی ادائیگی میں آواز نرم اور جاری رہتی ہے۔ یہ صفت ''و۔ی'' میں پائی جاتی ہے۔ ایسے حروف جن میں یہ صفت پائی جائے وہ حروف لَیِّنَۃٌ کہلاتے ہیں۔ حروفِ لَیِّنَہ اپنے مخرج میں ایسی نرمی اور لطافت سے ادا ہوتے ہیں کہ ان پر اگر مدّ کرنا چاہیں تو مد ہو سکے کیونکہ اُصولی طور پر مدات فرعی حروف مدّہ پر ہی آتی ہیں۔ مدات فرعی کا بیان سبق نمبر ۲۳ پر موجود ہے۔

۴: **صفتِ اِنحراف**: اِنحراف کا لغوی معنی پھرنا اور مائل ہونا کے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت ہو وہ مُنْحَرِفَہْ کہلاتے ہیں۔ یہ صفت صرف دو حروف ''ر. ل'' میں پائی جاتی ہے۔ چونکہ یہ دونوں حروف مخرج کے اعتبار سے آپس میں قریب تر ہیں اس لیے ادائیگی کے دوران میں ایک دوسرے کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تُوتلہ بچہ بالعموم ''ر. ل'' میں تمیز نہیں کر سکتا جس سے ''ر'' کی بجائے ''ل'' یا اس کا برعکس بولتا ہے مثلاً روٹی کو لوتی کہتا ہے۔

۵: **صفتِ تکریر**: اس کو تکرار بھی کہتے ہیں جس کا لغوی معنی کسی کام کو بار بار لوٹانے کے ہیں۔ جس حرف میں یہ صفت ہو وہ **مُکَرَّرَہْ** کہلاتا ہے۔ یہ صفت حرف ''رَا'' کی ہے کہ مخرج میں ادائیگی کے وقت زبان میں لرزش اور کپکپی سی طاری ہو جاتی ہے جو حرف ''ر'' میں بطور صفت کے نہیں بلکہ فطری طور پر موجود ہے۔ دراصل یہ صفتِ تکریر سے قدرے مشابہت رکھتی ہے لیکن اس سے حقیقی تکرار پیدا کرنا مراد نہیں۔ بلکہ صفاتِ غیر متضادہ میں ''ر'' کی صفتِ تکریر کو بیان کرنے کا مقصد اس سے بچنا ہے، دوسری صفات کی طرح لازماً ادا کرنا نہیں۔ لہٰذا ادائیگی کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ زبان کے کنارے تالو سے مضبوطی سے لگائیں کہ اس میں ارتعاش سے مشابہت تو ہو لیکن دوہری آواز یا دو ''راءات'' پیدا نہ ہوں۔ مشدّد ''رَا'' کی ادائیگی میں صفتِ تکریر سے بچنے کی خصوصی کوشش کرنا چاہیے۔

۶: **صفتِ تَفَشّی**: تفشّی کا لغوی معنی پھیل جانا اور منتشر ہونا کے ہیں۔ جس حرف میں یہ صفت ہو وہ **مُتَفَشِّی** کہلاتا ہے۔ یہ صفت حرف ''ش'' میں پائی جاتی ہے۔ مخرج میں ادائیگی کے وقت اس کی آواز سارے منہ کے اندر پھیل جاتی ہے۔ جب حرف ''ش'' مشدّد ہو تو اس میں تفشّی کی صفت کو قدرے دراز کرنا چاہیے تاکہ مشدّد ''ش'' کے دو شین پڑھنے والی شرط بھی پوری ہو جائے۔

۷: **صفتِ اِستِطَالت**: اِستطالت کا لغوی معنی دراز کرنا اور لمبائی چاہنا کے ہیں۔ جس حرف میں یہ صفت ہو وہ **مُسْتَطِیلَہْ** کہلاتا ہے۔ یہ صفت حرف ''ض'' میں پائی جاتی ہے۔ اس حرف کی ادائیگی میں شروع مخرج سے آخر مخرج تک زبان کی کروٹ اوپر کی پانچ داڑھوں کی جڑ سے لگتی ہے اور آواز جاری رہتی ہے۔ مخرج کے طویل ہونے اور آواز کے جاری رہنے سے ادا میں قدرے درازی ہے۔ البتہ آواز کی اس درازی کو حروفِ مدّہ کی درازی پر قیاس کرنا بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ حرف ''ض'' کی درازی مخرج میں ہے اور حروفِ مدّہ کی درازی ذات میں ہوتی ہے۔ حرف ''ض'' کو ''ظ'' سے صفتِ استطالت اور اپنے اپنے مخرج کی وجہ سے جدا کرنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ ''ظ'' فوراً ادا ہوتا ہے جبکہ ''ض'' کی ادا میں ٹھہراؤ اور قدرے کھنچاؤ ہوتا ہے۔ ''ض'' کی ادائیگی میں صفتِ

رِخوہ کو خصوصی طور پر برقرار رکھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ صفتِ رِخوہ کے بغیر یہ عموماً غلط ادا ہوتا ہے۔

صفاتِ حروف کی مشق: قبل ازیں مخارجِ حروف کی مشق کے لیے دو مختلف اسلوب اور کثیر تعداد میں مثالیں دی جا چکی ہیں کم وبیش یہی مثالیں صفاتِ لازمہ کی مشق کے لیے کافی ہیں۔ فرق یہ ہوگا کہ مخارجِ حروف میں مخرج کی مشق پیشِ نظر تھی اب مخارج کے ساتھ ساتھ صفاتِ حروف کو خصوصی طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے مشق کو جاری کیا جائے گا۔ بلکہ بعض حروف اپنی مخصوص صفات کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں اوران میں فرق مخارج سے ہوتا ہے۔ مثلاً ''ہ۔ ح''۔ صفات حروف کی مشق کے حوالے سے یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ بعض صفات ساکن حالت میں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں اوران کی شناخت بھی نسبتاً آسان ہوجاتی ہے۔ مثلاً حروفِ قلقلہ اور صفیریہ۔ بعض صفات حروف متحرک حالت میں زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ مثلاً حروفِ مستعلیہ اور ''رَا'' کا پُر پڑھنا۔ مخارج کی مشق کے تحت یہ ہدایات بیان ہوچکی ہیں کہ بالغ طلباو طالبات کے لیے مخارج وصفات دونوں کی مشق کا طریقہ تدریجی عمل کے ذریعے شروع سے آخر تک کورس کے پورے دورانیہ میں جاری رکھنا زیادہ فائدہ مند ہے۔ صِفاتِ لازمہ کا تعلق حروف کی کیفیّت ادا سے ہے اس لیے صفات کی مشق کے لیے استاد کی راہنمائی ضروری ہے۔ ان صفات کی طرزِ ادا کو استاد سے سن کر بذریعہ نقل دہرانے سے آپ خود بڑی آسانی سے صحیح ادا پر قدرت حاصل کرسکیں گے ان شاءاللہ۔

صفاتِ لازمہ کا مقصد حروف میں چونکہ امتیاز کرنا ہوتا ہے اس لیے الفاظ کی ادائیگی میں مزید نکھار اور آپس کے فرق کو نمایاں کرنے کے لیے اختصار کے پیش نظر برائے مشق متشابہ الصوت یعنی ملتی جلتی آوازوں والے حروف میں فرق کے لیے ''ء۔ ع'' اور ''ق۔ ك'' کو منتخب کیا گیا ہے:

ا: ء: جہر۔ شدّت۔ استفال۔ انفتاح۔ اصمات: اَءْ۔ اِءْ۔ اُءْ۔

ع: جہر۔ توسط۔ استفال۔ انفتاح۔ اِصمات: اَعْ۔ اِعْ۔ اُعْ۔

ھَمزَہ اور عَیْنْ اپنے اپنے مخرج میں جدا ہونے کے علاوہ ھمزہ اپنی صفتِ شدت اور عَیْنْ توسط سے ممتاز ہے۔ھمزہ میں صفتِ شِدّت کی وجہ سے آواز میں سختی ہے اور یہ جاری نہیں رہتی۔ عَیْنْ اپنی صفتِ توسط کی وجہ سے درمیانی حالت پر ہے کہ آواز میں نہ تو سختی ہے اور نہ ہی یہ بند ہوتی ہے اور یہ لطافت سے ادا ہوتا ہے۔ باقی تمام صفات میں یہ دونوں حروف متحد ہیں۔

ہماری قومی زبان اردو میں روزمرّہ کی بول چال کے دوران حرف عَیْنْ کی جگہ الف یا متحرک ہمزہ (ءَ. ءِ. ءُ) پڑھا جاتا ہے بلکہ ان آوازوں میں پڑھنے کی عادت اتنی عام ہے کہ عَیْنْ کی صحیح طرزِ ادا بالکل اجنبی اور غیر مانوس ہو کر رہ گئی ہے۔ بالفرض اگر کوئی قاری یا صاحبِ علم عام گفتگو کے دوران عین کو اپنے عمدہ اور صحیح تلفظ سے ادا کرے تو اہلِ مجلس میں ایسا تلفظ باعثِ حیرت اور اچنبھا ہو سکتا ہے۔تاہم غور طلب بات یہ ہے کہ ہم اپنی پانچ وقتہ نمازوں میں سورت فاتحہ کو بار بار پڑھتے اور سنتے ہیں۔لیکن اس سورت کے درج ذیل کلمات کی صحیح اور فصیح طرزِ ادا کی طرف توجہ اور دھیان نہیں دیتے اور نہ ہی کبھی سیکھنے کی کوشش کرتے ہیں درانحالانکہ "ع" کی جگہ "ء یا الف" پڑھنے سے معانی بدل جاتے ہیں اور یہ لحنِ جلی ہے:

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ. نَعْبُدُ. نَسْتَعِیْنُ. اَنْعَمْتَ. عَلَیْھِمْ۔ (دومرتبہ)

زندگی کے عام معمولات میں بھی گفتگو کے دوران درج ذیل الفاظ میں عَیْنْ کے تلفظ کی آواز مفقود ہوتی ہے۔بَیْعَتْ. عَمَلْ. فِعْلْ. اِتَّبِعْ. نِعْمَتْ. اَنْعَامْ. بَیْعْ نَامَہْ۔

ہم اپنے بچوں کے مندرجہ ذیل نام بڑے شوق ومحبت سے رکھتے ہیں لیکن ان ناموں کی صحیح ادائیگی کا کسی کو شعور نہیں ہوتا۔تاہم یہ غلط رجحان والدین کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔

عَبْدُاللّٰہ. اِنْعَامُ الْحَقْ. عَابِدْ. عَبْدُالنَّافِعْ. عَبْدُالسَّمِیْعْ۔

حرف عَیْنْ عربی زبان کے خاص لفظ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔لیکن ہم نے اپنی غفلت اور لاپروائی سے اس فصیح حرف کی صحیح ادا سے کلیتاً دستبردار ہو گئے ہیں۔

۲: ق: جہر۔شدت۔استعلاء۔انفتاح۔اصمات۔قلقلہ: اَقْ۔اِقْ۔اُقْ۔

ك: ہمس۔شدت۔استفال۔انفتاح۔اصمات: اَكْ۔اِكْ۔اُكْ۔

یہ دونوں حروف اپنے اپنے مخرج میں جدا ہونے کے علاوہ صفات میں بھی واضح طور پر الگ الگ حروف ہیں۔قاف، حرف کاف سے جہر۔استعلاء اور قلقلہ کی وجہ سے ممتاز ہے۔جہر کی وجہ سے آواز بلند اور صفت استعلاء سے یہ پُر ادا ہوتا ہے۔صفت قلقلہ اس کو کاف سے مزید نمایاں کر دیتی ہے۔کاف میں ہمس کی وجہ سے سانس جاری اور آواز میں پستی ہوتی ہے اور استفال سے یہ باریک پڑھا جاتا ہے۔تین صفات شدّت، انفتاح اور اصمات میں یہ دونوں شریک ہیں۔

حرف عَیْنْ کی طرح قَافْ کی صحیح ادائیگی کا ہمارے ملک میں کوئی تصوّر نہیں۔قاف اور کاف دونوں اپنے مخرج اور صفات میں جدا جدا حروف ہونے کی بنیاد پر اپنی طرزِ ادا اور آوازوں میں بھی جدا ہیں۔ہمارے یہاں طرفہ تماشا یہ ہے کہ بچپن ہی سے ان دو حروف کو چھوٹا اور بڑا کاف پڑھانے کا رواج اتنا حاوی اور جاری ہے کہ قاف کا صحیح تلفظ گم ہو گیا ہے اور صحیح ادائیگی لطیفہ بن کر رہ گئی ہے۔اردو زبان کے معلّمین حضرات کو بالخصوص، محکمہ تعلیم کے ذمہ داران اور ریڈیو، ٹی۔وی کے پروڈیوسرز حضرات کو بالعموم ان دو حروف کے صحیح تلفظ کے ابلاغ و اشاعت کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔تاکہ ان دو حروف کا غلط تلفظ قرآن پڑھنے کے دوران اثر انداز نہ ہو سکے۔

قوّت وضُعف کے اعتبار سے صفاتِ لازمہ کی تقسیم

سترہ صفاتِ لازمہ میں بعض صفات قوی اور بعض ضعیف ہوتی ہیں۔

الف: صفاتِ قوی: جہر۔شدت۔اِستعلاء۔اِطباق۔اِصمات۔صفیر۔قلقلہ۔اِنحراف۔تکریر۔تفشّی اور اِستطالت، کل تعداد گیارہ ہے۔قوی صفات میں پہلا درجہ صفتِ قلقلہ کا ہے اس لئے یہ اَقویٰ (بہت زیادہ قوی) کہلاتی ہے۔اس کے بعد شدّت، جہر وغیرہ قوی درجہ میں ہیں۔

ب: **صفات ضعیف**: ہمس ۔ رخوت ۔ اِستفال ۔ اِنفتاح ۔ اِذلاق اور لین ،کل تعداد چھ ہے۔ توسط کو درمیانی صفت میں شمار کیا جاتا ہے۔ ضعیف صفات میں پہلا درجہ ہمس اور رخوت کا ہے اس لیے یہ اَضعَف (بہت ضعیف) کہلاتی ہیں۔ باقی صفات کا درجہ ضعیف کا ہے۔ قُوّت وضعف کے اعتبار سے حروف کی نشاندہی صفاتِ حروف کے نقشہ میں بھی موجود ہے۔

صفاتِ حروف کا نقشہ: صِفاتِ لازمہ کی علمی پہلوؤں کی وضاحت کے بعد سترہ صفات اور سترہ مخارجِ حروف کی ترتیب سے نقشہ میں درج ہیں۔ اس طرح مخارج وصفاتِ حروف ایک ساتھ آپ کے سامنے ہیں جس سے خصوصاً صفاتِ حروف کا ایک خاکہ ذہن نشین ہونے اور دو، دو یا تین، تین حروف کی صفاتِ لازمہ کا موازنہ آسانی سے ہو سکے گا۔ ان شاء اللہ

صفاتِ حروف کا نقشہ

مخارج	صفاتِ لازمہ متضاد	صفاتِ لازمہ غیر متضادہ	تعداد	قوی یا ضعیف
الف	جَہر ۔ رِخوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات	مدّیہ	٦	ضعیف
ء	جَہر ۔ شدت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات	۔	۵	متوسط
ہ	ہمس ۔ رخوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات	۔	۵	اضعف
ع	جہر ۔ توسط ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات	۔	٦	اقوی
ح	ہمس ۔ رِخوت ۔ استفال ۔ انفتاح ۔ اصمات	۔	۵	اضعف
غ	جہر ۔ رخوت ۔ استعلاء ۔ انفتاح ۔ اصمات	۔	۵	قوی
خ	ہمس ۔ رخوت ۔ استعلاء انفتاح ۔ اصمات	۔	۵	متوسط
ق	جہر ۔ شدت ۔ استعلاء ۔ انفتاح ۔ اصمات	قلقلہ	۵	اقوی

ک	ہمس۔شدت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	۔	۵	متوسط
ج	جہر۔شدت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	قلقلہ	۵	قوی
ش	ہمس۔رِخوت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	تفشی	۶	ضعیف
ی	جہر۔رِخوت۔استنال۔انفتاح۔اصمات	مدیہ۔لینہ	۶	ضعیف
ض	جہر۔رِخوت۔استعلاء۔اطباق۔اصمات	استطالت	۶	اقوی
ل	جہر۔توسط۔استفال۔انفتاح۔اذلاق	انحراف	۶	ضعیف
ن	جہر۔توسط۔استفال۔انفتاح۔اذلاق	۔	۵	اضعف
ر	جہر۔توسط۔استفال۔انفتاح۔اذلاق	انحراف،تکریر	۷	قوی
ط	جہر۔شدّت۔استعلاء۔اطباق۔اصمات	قلقلہ	۶	اقوی
د	جہر۔شدّت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	قلقلہ	۶	قوی
ت	ہمس۔شدت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	۔	۵	متوسط،قوی
ظ	جہر۔رخوت۔استعلاء۔اطباق۔اصمات	۔	۵	اقویٰ
ذ	جہر۔رخوت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	۔	۵	متوسط
ث	ہمس۔رخوت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	۔	۶	اضعف
ص	ہمس۔رخوت۔استعلاء۔اطباق۔اصمات	صفیر	۶	قوی
س	ہمس۔رخوت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	صفیر	۶	ضعیف
ز	جہر۔رخوت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	صفیر	۵	قوی
ف	ہمس۔رخوت۔استفال۔انفتاح۔اذلاق	۔	۵	اضعف
ب	جہر۔شدت۔استفال۔انفتاح۔اذلاق	قلقلہ	۶	قوی،متوسط

م	جہر۔توسط ،استفال۔انفتاح۔اِذلاق	۔	۵	اضعف
و	جہر۔رخوت۔استفال۔انفتاح۔اصمات	مدیہ۔لینہ	٦	ضعیف

☆ پانچ صفات والے حروف کی تعداد:۱۵، چھے صفات والے حروف کی تعداد:۱۳

سات حروف والا حرف: ۱

صفاتِ حروف کے مجموعہ جات کے معانی اور ترتیب وار خلاصہ

اکثر طلبا و طالبات صفاتِ حروف کے مجموعہ جات کے اردو ترجمہ کی جستجو اور خواہش کیا کرتے ہیں۔ان مجموعہ جات کا عام فہم اور سلیس ترجمہ درج ہے:

۱: فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ: پس اس کو ایک شخص نے (بات کرنے پر) ابھارا اگر وہ خاموش رہا۔

۲: الف: اَجِدُ قِطٍ بَكَتْ: میں نے پایا "قِطْ" کو کہ وہ رو رہی تھی (قط عورت کا نام ہے)

ب: اَجِدُكَ قَطَبْتَ: میں تجھے ترش رویا تا ہوں۔

۳: لِنْ عُمَرْ: اے عمر! نرمی کر ۴: خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ: لفظی ترجمہ: گرمی کی شدت کے موقع پر بانس کے تنگ مکان میں ٹھہر کر پناہ حاصل کر ۔سلیس ترجمہ: دنیا کے تفاخر کے درپے ہو کر وقت ضائع نہ کر۔ ۵: فَرَّ مَنْ لَبَّ۔ فَرَّ مِنْ لُبِّ (جاہل) عقل مند سے بھاگ گیا۔

سلیس ترجمہ: اللہ تعالٰی کی جانب رجوع کرنے والا شخص عقل مند ہے۔

۶: قُطْبُ جَدٍّ: بزرگی اور خوش نصیبی کا مدار و مرکز۔قُطْبُ:لوہے کی اس میخ کو کہتے ہیں جس پر چکی گھومتی ہے۔جَدٍّ:بزرگی۔

یاد رہے کہ ان مجموعہ جات میں ایسا کوئی حرف نہیں جو ان سب میں موجود ہو البتہ بعض حروف دو اور تین بار آئے ہیں جبکہ "ا۔ذ۔ز۔و۔ی" یہ پانچ حروف ان مجموعہ جات میں شامل نہیں ہیں۔اس کی وجہ یہ ہے کہ ان حروف میں چھے مجموعہ جات والے حروف کی صفات نہیں ہوتیں بلکہ ان کے بالمقابل ضد والی صفات پائی گئی ہیں۔

ملتی جلتی آوازوں والے حروف کی مشق

ملتی جلتی آوازوں والے حروف کی ایک مشق سبق نمبر ۱۳ پر بیان ہو چکی ہے۔ یہاں مشدد کلمات میں باہمی فرق کو نمایاں کرنے اور ''ع ۔ ہ'' مشدد کی خصوصی مشق کریں:

اَللّٰهُ اَحَدٌ ۔ ثُمَّ اسْتَوٰی ۔ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ ۔ مُتَطَهِّرِيْنَ ۔

اَ لَيْسَ الصُّبْحُ ۔ رَبِّ ارْحَمْهُمَا ۔ كَذَّ بَتْ ثَمُوْدَ ۔ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی ۔ ذُبِحَ عَلَی النُّصُبِ ۔ يَدُ عُّ ۔ يُدَعُّوْنَ ۔ سَبِّحْهُ ۔



صفاتِ عارضہ

۲: صفاتِ عارضہ کے مختلف قواعد

حروف والفاظ کی ادا میں جمال پیدا کرنا۔

صفاتِ عارضہ

مشہور صفاتِ عارضہ: تفخیم۔ ترقیق۔ اِظہارِ حلقی۔ اِخفاءِ حقیقی۔ اِقلاب۔ اِدغام۔ غنّہ۔ اِخفاءِ شفوی۔ اِدغام شفوی۔ اِظہارِ شفوی۔ مدّات فرعی۔ ہمزہ سے متعلقہ قواعد اور صفاتِ عارضہ: اِبدال۔ تسہیل اور حذف۔

صفاتِ عارضی کی تفصیل میں چونکہ وسعت ہے اس لیے ان سے متعلقہ قواعد علیحدہ علیحدہ اسباق کے تحت بیان ہوں گے۔ ان شاء اللہ۔

☆ صفاتِ عارضہ کا ادا نہ ہونا لحنِ خفی ہے۔

۱۸ ''لَامْ اور رَا'' کے قواعد

پچھلے صفحات میں صفاتِ عارضہ کی تعریف میں یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حروف میں یہ صفات بعض شرائط کے تحت، آٹھ مخصوص حروف جو اَوْ یَرْمَلَانْ میں جمع ہیں، میں پائی جاتی ہیں۔ ان صفات سے حروف کی ادائیگی کا حُسن دوبالا ہوتا ہے۔

اَوْ یَرْ مَلَانْ میں پہلا حرف ہمزہ ہے۔ اس کی بعض صفات کا تعلق مدّات فرعی سے بھی ہے، جن کا بیان ہونا ابھی باقی ہے۔ لہٰذا ہمزہ سے متعلقہ قواعد مدّاتِ فرعی کے قواعد کے بعد ہی بیان ہوں گے ان شاء اللہ۔ بقیہ حروف ل. ر. ن. م☆ و. ا. ی کی صفاتِ عارضہ کی تفصیل اسی ترتیب سے بیان کی جارہی ہے:

''لَامْ'' کے قواعد: حرف ''ل'' کی صفاتِ عارضہ دو ہیں: ۱: تَفْخِیْمْ ۲: تَرْقِیْقْ

۱: تفخیمِ لَامْ: تفخیم کا لغوی معنیٰ کسی چیز کا گاڑھا یا موٹا کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً اللہ کے ''ل'' کو موٹی آواز سے یا پُر پڑھنے کو کہتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نامِ مبارک اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ سے پہلے حرف پر زبر یا پیش ہو۔ اس صفت سے متصف ''ل'' مُفَخَّمْ کہلاتا ہے۔

۲: ترقیقِ لَامْ: ترقیق کا لغوی معنیٰ کسی چیز کا پتلا یا باریک کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً اللہ کے ''ل'' کو باریک آواز یا باریک پڑھنے کو کہتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نامِ مبارک اَللّٰهُ اور اَللّٰهُمَّ سے پہلے زیر ہو۔ اس صفت کا حامل ''ل'' مُرَقَّقْ کہلاتا ہے البتہ اسمِ جلالہ، اَللّٰهُ کے سوا باقی تمام ''لَامَاتْ'' باریک پڑھے جاتے ہیں۔ خصوصی طور پر اللہ کے ''ل'' میں تفخیم، اللہ سبحانہٗ تعالیٰ کی عظمت وجلالت اور تفخیمِ شان کو نمایاں کرنے کے لیے ہے اسی نسبت سے ''اَللّٰهُ'' کو اِسْمُ الْجَلَالَةِ کہا جاتا ہے۔

تفخیمِ لَامْ: الف: اسم الجلالۃ سے پہلے حرف پر زبر: ـَ اللّٰهُ۔

اَللّٰهُ. اَنْعَمَ اللّٰهُ. مِنَ اللّٰهِ ☆ كَلَامَ اللّٰهِ. هَدٰىنَا اللّٰهُ. سُبْحٰنَ اللّٰهِ۔

صَدَقَ اللّٰہُ ۔ صِبْغَۃَ اللّٰہِ ۔ نِعْمَۃَ اللّٰہِ ☆ اِنَّ اللّٰہَ ۔ مَنَّ اللّٰہُ ۔ سُنَّۃَ اللّٰہِ۔

ب: اسم الجلالہ سے پہلے حرف پر پیش: ـُ اللّٰہُ۔

عِبَادُ اللّٰہِ ۔ اَخَافُ اللّٰہَ ۔ فَاٰتٰھُمُ اللّٰہُ ☆ حُکْمُ اللّٰہِ ۔ فَضْلُ اللّٰہِ ۔ نَصْرُ اللّٰہِ۔

اٰیٰتُ اللّٰہِ ۔ یُرِیْدُ اللّٰہُ ۔ یَتُوْبُ اللّٰہُ ☆ یُحِبُّ اللّٰہُ ۔ وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ ۔ یَتَقَبَّلُ اللّٰہُ۔

ج: اَللّٰھُمَّ سے پہلے حرف پر زبر یا پیش: ـَ ـُ اَللّٰھُمَّ۔

سُبْحٰنَکَ اللّٰھُمَّ ۔ قَالُوا اللّٰھُمَّ ۔ سَیَرْحَمُھُمُ اللّٰہُ۔

۲: ترقیق "لَامْ": الف: اسم الجلالہ سے پہلے حرف پر زیر ہو: ـِ اللّٰہُ۔

لِلّٰہِ ۔ بِاللّٰہِ ۔ بِذِکْرِ اللّٰہِ ☆ بِسْمِ اللّٰہِ ۔ بِاَمْرِ اللّٰہِ ۔ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ۔

یَسْتَغْفِرِ اللّٰہَ ۔ خَشْیَۃِ اللّٰہِ ۔ رِضْوَانِ اللّٰہِ۔

ب: اَللّٰھُمَّ سے پہلے حرف پر زیر ہو: ـِ اَللّٰھُمَّ ۔ قُلِ اللّٰھُمَّ۔

تفخیم و ترقیقِ "لَامْ" کی مخلوط مثالیں

قَالَ اللّٰہِ ۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ☆ حِزْبَ اللّٰہِ ۔ نَصْرُ اللّٰہِ ۔ فَضْلِ اللّٰہِ۔

حُدُوْدَ اللّٰہِ ۔ حُدُوْدُ اللّٰہِ ۔ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ☆ شَرَحَ اللّٰہِ ۔ اَمْرُ اللّٰہِ ۔ ذِکْرِ اللّٰہِ۔

ج: اسم الجلالہ، اَللّٰہُ کے سوا باقی تمام "لَامَاتْ" باریک پڑھیں:

اَلْوَاحِ ۔ فَصَلّٰی ۔ وَالَّیْلِ ☆ کَلَّا ۔ اَلَّا ۔ تَوَلّٰی ☆ اَلَّذِیْنَ ۔ اَلَّذِیْ ۔ اَلَّتِیْ۔

درج ذیل کلمات میں "ل" کو باریک اور موٹا ادا کرنے میں فرق کرتے ہوئے مشق کریں:

دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ ☆ لَقَدْ سَمِعَ اللّٰہُ ☆ یُؤْتِیَہُ اللّٰہُ الْکِتٰبَ ۔ اَللّٰہُ

سُبۡحٰنَہٗ وَ تَعٰلٰی ☆فَقَالَ لَھُمۡ رَسُوۡلُ اللّٰہِ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقۡیٰھَا. کَلَّمَ اللّٰہُ۔

☆ درج ذیل کلمات میں ''لَامۡ'' باریک ادا ہوتا ہے لیکن بعض مرتبہ بے دھیانی میں موٹا پڑھا جاتا ہے اس سے بچنا چاہیے:

اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ۔فَاِنَّ الۡعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا .قُلۡ فَلِلّٰہِ الۡحُجَّۃُ الۡبَالِغَۃُ۔

فَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ. اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ.بَلۡ لِلّٰہِ الۡاَمۡرُ جَمِیۡعًا ۔

لِلّٰہِ الۡوَاحِدِ الۡقَھَّارِ۔

''رَا'' کے قواعد: تفخیم وترقیق کی تعریف ''لَامۡ'' کے قاعدہ کے ذیل میں بیان ہو چکی ہے۔اس لیے ان کی تعریفات سے صرف نظر کرتے ہوئے ''رَا'' کی تفخیم وترقیق کے قواعد بیان کیے جاتے ہیں۔ ''رَا'' کی صفاتِ عارضہ دو ہیں: ۱: تَفۡخِیۡم ۲: تَرۡقِیۡق

۱: تَفۡخِیۡمِ ''رَا'': مندرجہ ذیل حالتوں میں ''رَا'' مُفَخَّم یعنی پُر ادا ہوتی ہے:

الف: ''رَا'' پر زبر یا دو زبر کی تنوین ہو تو ''رَا'' پُر ادا ہوتی ہے:

رَزَقَ.شَکَرَ.تَذۡکِرَۃٌ. مَغۡفِرَۃٌ☆عُسۡرًا .یُسۡرًا. شُکۡرًا.مَطَرًا۔

''رَا'' الف مدہ یا اس پر کھڑا زبر ہو تو ان دو حالتوں میں تفخیم ''رَا'' نمایاں ہو جاتی ہے:

غُرَابًا. تُرَابٍ . فُرَاتٍ☆مُسَخَّرٰتٍ .مُتَجٰوِرٰتٌ .مُعۡصِرٰتِ۔

☆ ''رَا'' ساکن ماقبل مفتوح: اَرۡسَلۡنَا. اَمۡطَرۡنَا.وَارۡحَمۡنَا۔

ب: ''رَا'' پر پیش یا دو پیش کی تنوین ہو: ذِکۡرُ. رُشۡدُ.ذِکۡرُکُمۡ☆ ذِکۡرٌ . اَمۡرٌ۔

☆ ''رَا'' واو مدہ ہو تو تفخیم نمایاں ہو جاتی ہے: عَزَّرُوۡہُ .بَشَّرُوۡہُ۔تُعَزِّرُوۡہُ.تُوَقِّرُوۡہُ۔

☆ ''رَا'' خود تو ساکن ہو اور اس سے پہلے پیش ہو: قُرْاٰنْ. فُرْقَانَ. بُرْهَانْ۔

ج: مشدد ''رَا'' پر زبر یا دو زبر کی تنوین ہو: بِرَّ. كَرَّمْتَ ☆ مُسْتَقَرًّا. مُصْفَرًّا ۔

د: مشدد ''رَا'' پر پیش یا دو پیش کی تنوین ہو: نُقِرُّ. تَمُرُّ. تَقْشَعِرُّ ☆ اَشَرٌّ. مُسْتَمِرٌّ۔

کھڑا زبر اور واو مدہ میں ''رَا'' مشدد ہو: خَرّٰصُوْنَ. تَفِرُّوْنَ .اَسَرُّوْا. اَصَرُّوْا۔

۲: ترقیقِ ''رَا'': مندرجہ ذیل حالتوں میں ''رَا'' مرقق یعنی باریک پڑھی جاتی ہے:

الف: ''رَا'' پر زیر یا دو زیر کی تنوین ہو:

رِجْسَ. سِحْرٍ. مُجْرِمْ ☆ نُكُرٍ. مُسْتَمِرٍّ۔

ب: ''رَا'' ساکن سے پہلے زیر ہو: ''رَا'' ساکن سے پہلے زیر ہو تو اس صورت میں تین شرائط کا ہونا ضروری ہے: پہلی یہ کہ ''رَا'' ساکن سے پہلے زیر اصلی یعنی کلمہ کی بناوٹ کی ہو جو ہر حال میں پڑھی جاتی ہو اور کسی قاعدہ کے تحت بدل کر نہ آئی ہو۔ دوسری یہ کہ ''رَا'' ساکن اسی کلمہ میں ہو۔ تیسری یہ کہ ''رَا'' ساکن کے بعد حروفِ مستعلیہ میں سے کوئی حرف نہ ہو۔ ان تین شرائط کے پائے جانے سے ''رَا'' ساکن باریک، ورنہ پُر ادا ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے:

شِرْعَةً. مِرْفَقًا. اِصْبِرْ . تَغْفِرْ ☆ فِرْعَونَ. شِرْكٍ. مِرْيَةٍ۔

ج: مشدد ''رَا'' پر زیر یا دو زیر کی تنوین ہو: بِالْحُرِّ. بِالْبِرِّ ☆ مُسْتَقَرٍّ۔

مخلوط مثالیں: اَكْثَرَ. اَكْثَرُ. اَكْثَرْتَ. اَكْثَرِهِمْ. اَشْكُرَ. اَشْكُرُ۔

شَهْرُ رَمَضَانَ .ثُمَّ اَقْرَرْتُمْ. فَلَا تَنْهَرْ. فَلَا تَكْفُرْ. رَابِطُوْا. لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ ۔

اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ۔

وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ. شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا. وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ۔ فَفِرُّوْا. اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ. يَبْسُطُ الرِّزْقَ. وَ هُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ۔

''رَا'' ساکن کی تفخیم کی بعض مخصوص حالتیں: ''رَا'' ساکن کو باریک پڑھنے کے حوالے سے تین شرائط کا ضروری ہونا پہلے بیان ہو چکا ہے۔لیکن اگر ان تین شرائط کے برعکس صورت پیدا ہو جائے مثلاً زیر اصلی کی بجائے عارضی ہو اور حرف مستعلیہ آ جائے تو ایسی تمام راءات (رَا کی جمع) پر زیر ہونے کے باوجود یہ پُر ادا ہوتی ہیں۔تاہم تالین کو چاہیے کہ وہ ان مخصوص راءات کو اپنے زیر تلاوت ذاتی قرآن میں نشان زد کر لیں تاکہ پڑھنے میں غلطی کا امکان نہ رہے۔مثالوں کے ساتھ سورت اور آیت نمبر آپ کی راہنمائی کے لیے درج ہے:

(i) ''رَا'' ساکن سے پہلے زیر عارضی اسی کلمہ میں ہو تو ''رَا'' پُر ادا ہوتی ہے:

اِرْجِعْ: ۲۷۔ ۳۷ اِرْجِعِيْ: ۸۹۔ ۲۸ اِرْجِعُوْا: ۱۲۔ ۸۱۔

(ii) ''رَا'' ساکن سے پہلے زیر اصلی یا عارضی میں سے کوئی ''رَا'' دو کلمات میں ساتھ ساتھ آئیں تو ایسی راءات پُر ادا ہوتی ہیں: اصلی زیر دو کلمات میں: رَبِّ ارْحَمْهُمَا: ۱۷۔ ۲۴۔

رَبِّ ارْجِعُوْنَ: ۲۳۔ ۹۹ الَّذِی ارْتَضٰی: ۲۴۔ ۵۵۔

عارضی زیر دو کلمات میں: اَمِ ارْتَابُوْا: ۲۴۔ ۵۰ اِنِ ارْتَبْتُمْ: ۵۔ ۱۰۶

مَنِ ارْتَضٰی: ۷۲۔ ۲۷ لِمَنِ ارْتَضٰی: ۲۱۔ ۲۸

ان کلمات میں عارضی زیر اجتماع ساکنین کی وجہ سے آئی ہے۔اجتماع ساکنین کا قاعدہ سبق نمبر ۲۵ پر بیان ہوا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

(iii) ''رَا'' ساکن کے بعد حرف مستعلیہ ہو تو یہ پُر ادا ہوتی ہے:

اِرْصَادًا: ۹۔۱۰۷ لَبِالْمِرْصَادِ: ۸۹۔۱۴ مِرْصَادًا: ۷۸۔۲۱ قِرْطَاسٍ ۶۔۷ فِرْقَةٍ: ۹۔۱۲۲

☆ كُلُّ فِرْقٍ : ۲۶۔۶۳۔ اس کلمہ میں "رَا" کو پُر اور باریک ادا کرنے میں قراء کرامؒ کا اختلاف ہے۔ "رَا" کو پُر ادا کرنا پچھلے نمبر (iii) قاعدہ کے مطابق ہے اور باریک پڑھنا حرفِ استعلاء "قِ" کے نیچے زیر کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا پُر اور باریک دونوں طرح سے وقفًا اور وصلًا پڑھنا جائز ہے۔

الف کی تفخیم و ترقیق: الف سے پہلے خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ میں جمع موٹے حروف میں سے کوئی حرف آئے تو یہ پُر ادا ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ باریک حرف آنے سے باریک پڑھا جاتا ہے۔ اصولی طور پر چونکہ الف اپنی ادائیگی میں بھی اپنے سے پہلے والے حرف کی حرکت یعنی زبر کے تابع ہوتا ہے اسی طرح تفخیم اور ترقیق میں بھی یہ اپنے سے پہلے والے حرف کے تابع ہے:

تفخیمِ اَلِفْ: خَافَ. صَابِرًا ☆ ضَاقَ ۔ ظَالِمٌ ☆ طَابَ. غَالِبَ. قَادِرٌ

ترقیقِ اَلِفْ: تَنَادِ. دَعَانِ ☆ فَاسِقًا۔ مُهَانًا ☆ وَادٍ. جِبَالٍ۔

مخلوط مثالیں: طَالُوْتَ. جَالُوْتَ ☆ خَابَ. حَاسِدًا ☆ قَالَ. كَانَ۔

غَاشِيَةٌ. نَاصِبَةٌ ☆ ظَاهِرَ. نَاجٍ . ضَاقَتْ۔ تَابَ ☆ صَالَ. مَارِجٍ۔

"لَامْ اور رَا" کی تفخیم ساتھ ساتھ:

اَرَادَ اللّٰهُ. رَفَعَهُ اللّٰهُ. حَرَّمَ اللّٰهُ. اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ.

رَحْمَتَ اللّٰهِ. وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ. وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

تفخیم حروف کے مراتب: موٹے پڑھے جانے والے حروف کی کل تعداد دس ہے۔ جن میں خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات اور "لَامْ. اَلِفْ. رَا" کے تین حروف شامل ہیں۔ ان حروف کے زیادہ یا کم موٹا ہونے کے اعتبار سے ترتیب مراتب حسب ذیل ہے:

اسم الجلالہ اللّٰہ کا لَآمْ پُر ادا ہونے میں پہلے درجہ پر ہے۔ بقیہ حروف کی درجہ بندی یہ ہے:

طَا ۔ صَآدْ ۔ ضَآدْ ۔ ظَا ۔ قَآفْ ۔ غَیْنْ ۔ خَا ہیں۔ پُر ادا ہونے کا آخری درجہ "رَا" کا ہے

الف کا پُر ہونا ان حروف کے تابع ہے۔ یعنی ان کے بعد میں آنے کی وجہ سے موٹا یا باریک ادا ہوتا ہے

طلبا و طالبات موٹے پڑھے جانے والے حروف کے ناموں کا باہمی فرق یاد رکھیں کہ ہر

حال میں موٹے پڑھے جانے والے حروف کو مستعلیہ اور بعض شرائط کے تحت کبھی پُر اور کبھی باریک ادا

ہونے والے تین حروف "ل ۔ ا ۔ ر" مُفَخَّمْ اور مُرَقَّقْ کہلاتے ہیں۔

مراتبِ حروف کے اعتبار سے مشق: اَللّٰہُ ۔ طَاعَۃٌ ۔ صَاحِبَۃٌ ۔ ضَاحِکَۃٌ ۔

ظَالِمَۃٌ ۔ قَارِعَۃٌ ۔ غَاشِیَۃٌ ☆ خَاشِعَۃٌ ۔ رَاضِیَۃٌ ۔

19 نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدے

نون ساکن اور تنوین کی صفاتِ محسنہ کے چار قاعدے ہیں جن سے الفاظ و حروف کی ادائیگی کا حسن نمایاں ہوتا ہے۔ ان کا مقصد پڑھنے کی آسانی اور روانی ہے۔ ان قاعدوں کی ترکیب و تشکیل کی فنی وجہ نون ساکن اور تنوین میں چھپے ہوئے نون ساکن کا دوسرے متعلقہ حروف کے مخارج سے قریب یا دور ہونا ہے۔ چار قاعدے اور ان کی تفصیل:

۱: اِظہارِ حلقی ۲: اِدغام ۳: اِقلاب ۴: اِخفاءِ حقیقی۔

۱: **اِظہارِ حلقی:** اِظہار کا لغوی معنی ظاہر کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً نون ساکن اور تنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے کوئی حرف آ جائے خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلمات میں تو نون ساکن کو اس کے اپنے مخرج سے بلا غُنہ یعنی ناک کی جڑ میں چھپائے بغیر ادا کرنا اِظہار کہلاتا ہے۔ اسے اظہارِ حلقی یا اظہارِ حقیقی بھی کہتے ہیں۔ حروفِ حلقی چھے ہیں: ء. ہ. ع. ح. غ. خ۔ اِظہار کی وجہ نون ساکن یا تنوین میں چھپے ہوئے نون ساکن اور حروفِ حلقی کے مخارج کا آپس میں ایک دوسرے سے دور ہونا ہے جس سے پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ لہٰذا پڑھنے کی آسانی کے لیے اِظہار کیا جاتا ہے۔

قاعدہ: ایک کلمہ: اَنْهَ. اِنْهَ. اُنْهَ ☆ اَنْعَ. اِنْعَ. اُنْعَ ☆ اَنْحَ. اِنْحَ. اُنْحَ۔

دو کلمات: اَنْ ءَ. اِنْ ءَ. اُنْ ءَ. اَنْ اَ. اِنْ اَ. اُنْ اَ ☆ اَنْ عَ. اِنْ عَ. اُنْ عَ۔

تنوین: ـًا ءَ. ـٍ ءَ. ـٌ ءَ ☆ ـًا هَ. ـٍ هَ. ـٌ هَ ☆ ـًا خَ. ـٍ خَ. ـٌ خَ۔

حروف حلقی	نون ساکن: ایک کلمہ	نون ساکن: دو کلمات	تنوین: دو زبر کی تنوین	تنوین: دو زیر کی تنوین	تنوین: دو پیش کی تنوین
ء	يَنْئَوْنَ	مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ	كُفُوًا اَحَدٌ	جَنّٰتٍ اَلْفَافًا	رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ
ه	مِنْهَاجًا	مَنْ هَاجَرَ	كُلًّا هَدَيْنَا	قَوْمٍ هَادٍ	اَحَقٌّ هُوَ

ع	اَنْعَمْتَ	مَنْ عَمِلَ	فَوْزًا عَظِيْمًا	جَنَّةٍ عَالِيَةٍ	نُوْرٌعَلٰى نُوْرٍ
ح	وَانْحَرْ	مِنْ حِكْمَةٍ	قَرْضًاحَسَنًا	بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ	اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ
غ	فَسَيُنْغِضُوْنَ	مِنْ غَضَبٍ	قَوْمًا غَيْرَكُمْ	سَفِيْنَةٍ غَصْبًا	عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ
خ	اَلْمُنْخَنِقَةُ	مِنْ خَوْفٍ	فَلَا نَا خَلِيْلًا	كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ	عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

مخلوط مثالیں: مِنْ عَيْنٍ اٰنِيَةٍ. مِنْ اَيِّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ. مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ .مِنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ۔

۲: اِدغام: اِدغام کا لغوی معنی دو چیزوں کو آپس میں ملانا یا ایک چیز کا دوسری چیز میں داخل کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً دو حروف کو آپس میں اس طرح ملانا کہ وہ ایک حرف مشدد بن کر ادا ہو، اِدغام کہلاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ پہلا حرف ساکن اور دوسرا متحرک ہو۔ تاہم ساکن حرف کی وجہ سے پڑھنے میں دشواری پیش آتی ہے لہٰذا متحرک حرف کو مشدد کر کے پڑھنے سے چونکہ حروف کی ادائیگی میں زبان کا عمل ایک ہی مرتبہ ہوتا ہے جس سے کلمات کو پڑھنا آسان ہو جاتا ہے اور کلمات اپنی اصل بناوٹ پر برقرار رہتے ہیں۔ پہلا حرف ساکن جس کا اِدغام ہوتا ہے **مُدْغَمْ**، دوسرا متحرک جس میں اِدغام ہوتا ہے **مُدْغَمْ فِيْهْ** کہلاتا ہے۔ اِدغام کی وجہ مدغم اور مدغم فیہ حروف کا مخارج کے اعتبار سے قریب ہونا ہے۔ مُدغم اور مُدغم فیہ حروف کے اعتبار سے اِدغام کی دو صورتیں ہیں:

الف: اِدغامِ تام ب: اِدغامِ ناقص

الف: اِدغامِ تام: تام کا لغوی معنی مکمل کے ہیں۔ حرفِ ساکن (مدغم) کو حرفِ متحرک (مدغم فیہ) میں ملاتے ہوئے مدغم کی کوئی صفت باقی نہ رہے یعنی یہ پڑھا نہ جائے تو یہ اِدغامِ تام ہوتا ہے۔

ب: اِدغامِ ناقص: ناقص کا لغوی معنی نامکمل کے ہیں۔ حرفِ ساکن (مدغم) کو حرفِ متحرک

(مدغم فیہ) میں ملاتے ہوئے حرفِ ساکن کی صفت باقی رہے یعنی پڑھا جائے تو یہ اِدغامِ ناقص ہے۔

کیفیتِ ادا کے لحاظ سے بھی اِدغام دو طرح سے ہوتا ہے: (i) اِدغام بلاغُنہ۔ (ii) اِدغام مع غُنّہ۔

علمِ تجوید میں اِدغام سے متعلقہ چار قاعدے ہیں:

۱: نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملون میں اِدغام ۲: اِدغام باعتبارِ مخارجِ حروف

۳: لام تعریف کا حروفِ شمسی میں اِدغام ۴: اِدغامِ کبیر

نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدوں کے بیان کو جاری رکھتے ہوئے پہلے انھی کی وضاحت کی جاتی ہے اِدغام کے باقی تین قاعدے آخر میں بیان کیے جائیں گے ان شاء اللہ۔

۱: نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملون میں اِدغام (i)

اِدغام کے شروع میں بیان کردہ شرائط کے مطابق نون ساکن اور تنوین (میں بھی نون ساکن چھپا ہوتا ہے) کا چھے متحرک حروف ''ی۔ ر۔ م۔ ل۔ و۔ ن'' میں سے کوئی حرف آئے تو ان دو حروف کو پڑھنے میں دشواری ہوتی ہے۔ اِدغام کے قاعدہ کے تحت متحرک حرف کو مشدد کر لینے سے پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔ البتہ اس میں ایک دوسری شرط یہ ہے کہ نون ساکن اور حروفِ یرملون دو کلمات میں ہوں ایک کلمہ میں ہونے کی صورت میں اِدغام نہیں ہوتا۔ اوپر درج چھے حروف کو بیان و کلام اور یادداشت کی آسانی کے لیے یَرْمَلُوْنُ کے مجموعہ میں جوڑ دیا گیا ہے۔ نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملون میں اِدغام تام اور اِدغامِ ناقص کے علاوہ بلا غنہ اور مع غنہ دونوں طرح سے ہوتا ہے اِدغام کے اس قاعدہ کو بہتر انداز سے سمجھنے کے لیے حروفِ یرملون کو دو، دو حروف کے تین جوڑوں (PAIRS) میں تقسیم کر دیا گیا ہے کیونکہ ان تین مخصوص جوڑوں کی کیفیتِ ادا قدرے مختلف ہے۔ یہ تین جوڑے حسبِ ذیل ہیں:

پہلا جوڑا: ''ر۔ل'' متحرک میں اِدغام تام بلاغُنّہ دوسرا جوڑا: ''ن۔م'' متحرک میں اِدغامِ تام مع غُنّہ۔

تیسرا جوڑا: ''و۔ی'' متحرک میں اِدغامِ ناقص مع غنہ یعنی نون ساکن اور تنوین کے نون ساکن کی

آواز کو "و. ی" کی آواز کے ساتھ ناک میں چھپاتے ہوئے فوراً "و. ی" بھی ادا ہوتے ہیں۔

پہلا جوڑا: نون ساکن اور تنوین کا "ر. ل" متحرک میں اِدغام تام بلا غُنہ

☆ اِدغام کی شرط: اَنْ رَ. اِنْ رَ. اُنْ رَ. اِدغام کا قاعدہ: اَنْ رَّ. اِنْ رَّ. اُنْ رَّ۔

مِنْ رَّبِّكَ. مِنْ رِّزْقٍ. مِنْ رَّحْمَةٍ☆ مِنْ رَّسُوْلٍ. مَنْ رَّحِمَ. مِنْ رُّوْحٍ۔

☆ اِدغام کی شرط: ـً ا رَ. ـٍ رَ. ـٌ رَ. اِدغام کا قاعدہ: ـً ا رَّ. ـٍ رَّ. ـٌ رَّ۔

غَفُوْرًا رَّحِيْمًا. رَبٍّ رَّحِيْمٍ. مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

اِخْوَةً رِّجَالًا. عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ. رَجُلٌ رَّشِيْدٌ۔

☆ اِدغام کی شرط: اَنْ لَ. اِنْ لَ. اُنْ لَ☆ اِدغام کا قاعدہ: اَنْ لَّ. اِنْ لَّ. اُنْ لَّ۔

اَنْ لَّا. مَنْ لَّمْ. وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ ☆ مِنْ لَّدُنْهُ. مِنْ لَّبَنٍ. اِنْ لَّبِثْتُمْ۔

☆ اِدغام کی شرط: ـً ا لَ. ـٍ لَ. ـٌ لَ☆ اِدغام کا قاعدہ: ـً ا لَّ. ـٍ لَّ. ـٌ لَّ۔

رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ. مَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ۔

عَبْدًا لِّلّٰهِ. يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٍ. خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ۔

پہلے جوڑے میں نون ساکن اور تنوین کا "ر. ل" میں اِدغام تام ہوا ہے۔ اس کی وجہ ان دو حروف کا نون کے مخرج سے زیادہ قریب ہونا ہے۔ اِدغام تام کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ نون ساکن پڑھا نہیں جاتا اور تنوین حرکات میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ اس لیے یہ اِدغام بلا غُنہ کہلاتا ہے:

اصل کلمہ: مِنْ رَبِّكَ۔ اِدغام کی صورت: مِنْ رَّبِّكَ۔ بلا غنہ پڑھنا: مِرَّبِّكَ۔

اصل کلمہ: غَفُوْرًارَحِيْمًا. اِدغام کی صورت: غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

بلا غنہ پڑھنے کی حالت: غَفُوْرًا رَّحِيْمًا.

مبتدی طلبا نون ساکن اور تنوین کا ''ل'' میں اِدغام تام کی مثالوں کو ''ر'' کی مثالوں پر قیاس کر کے بطورِ مشق خود سمجھنے کی کوشش کریں۔

دوسرا جوڑا: نون ساکن اور تنوین کا ''ن۔ م'' متحرک میں اِدغام تام مع غُنّہ

☆ اِدغام کی شرط: اَنْ نَ. اِنْ نَ. اُنْ نَ ☆ اِدغام کا قاعدہ: اَنْ نَّ. اِنْ نَّ. اُنْ نَّ۔

مِنْ نَّبِيٍّ. مِنْ نُّوْحٍ. مِنْ نَّذِيْرٍ ☆ مِنْ نِّعْمَةٍ. مِنْ نُّوْرٍ. مِنْ نَّصِيْرٍ۔

☆ اِدغام کی شرط: ـًا نَ. ـٍ نَ. ـٌ نَ ☆ اِدغام کا قاعدہ: ـًا نَّ. ـٍ نَّ. ـٌ نَّ۔

سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا. يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ. طَلْعٌ نَّضِيْدٌ۔

كُلًّا نَّقُصُّ. اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ. عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ۔

☆ اِدغام کی شرط: اَنْ مَ. اِنْ مَ. اُنْ مَ ☆ اِدغام کا قاعدہ: اَنْ مَّ. اِنْ مَّ. اُنْ مَّ۔

مِنْ مَّنْ. مِنْ مَّقَامٍ. مِنْ مُّدَّكِرٍ ☆ مِنْ مَّالٍ. مِنْ مِّثْلِهٖ. مِنْ مُّوْصٍ۔

☆ اِدغام کی شرط: ـًا مَ. ـٍ مَ. ـٌ مَ ☆ اِدغام کا قاعدہ: ـًا مَّ. ـٍ مَّ. ـٌ مَّ۔

مَقَامًا مَّحْمُوْدًا. عَبْدٍ مُّنِيْبٍ. رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

هُدًى مِّنَ اللّٰهِ. لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ. قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ۔

دوسرے جوڑے میں نون ساکن اور تنوین کا ''ن. م'' میں اِدغام تام ہوا ہے۔ اس کی وجہ ان دو حروف کا نون کے مخرج سے زیادہ قریب ہونا ہے۔ اِدغام تام کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ نون ساکن پڑھا نہیں جاتا اور تنوین حرکات میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن اِدغام کا قاعدہ لاگو ہونے سے ''ن.م'' چونکہ مشدّد ہو جاتے ہیں اور ''ن.م'' مشدد میں غُنّہ ان کی صفتِ لازمہ ہے جو ہر حال میں ادا

ہوتی ہے اس لیے یہ اِدغام مع غنہ کہلاتا ہے: اصل کلمہ: مِنْ مُوْصٍ۔

اِدغام کی صورت: مِنْ مُّوْصٍ۔ اِدغام مع غُنّہ پڑھنے کی حالت: مِمُّوْصٍ۔

اصل کلمہ: قُرْاٰنٌ مَجِیْدٌ اِدغام کی صورت: قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ۔

اِدغام مع غنہ پڑھنے کی حالت: قُرْاٰنُمَّجِیْدٌ۔

مُبتدی طلبا نون ساکن اور تنوین کا ''ن'' میں اِدغام تام مع غنہ کی مثالوں کو ''م'' کی مثالوں پر قیاس کر کے بطور مشق خود سمجھنے کی کوشش کریں۔

نوٹ: اِدغام کے درج بالا دو جوڑوں کو آسان انداز میں یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ علامتِ شدہ سے پہلے ساکن حرف نہیں پڑھا جاتا اور علامتِ شدہ سے پہلے تنوین حرکات میں بدل جاتی ہے۔

تیسرا جوڑا: نون ساکن اور تنوین کا ''و. ی'' متحرک میں اِدغامِ ناقص مع غنہ

''و. ی'' میں اِدغام ناقص کی وجہ ان دو حروف کا نون کے مخرج سے نسبتاً کم قریب ہونا ہے۔ اس کا عام فہم مطلب یہ ہے کہ نون ساکن اور تنوین کی آواز کو ''و. ی'' مشدد میں ملا کر ایک الف کی مقدار غُنّہ سے پڑھنا ہے۔ تاہم غُنّہ کی اس کیفیتِ ادا کو استاد سے بذریعہ نقل سیکھنا نہایت ضروری ہے۔

☆ اِدغام کی شرط: اَنْ وَ. اِنْ وَ. اُنْ وَ ☆ اِدغام کا قاعدہ: اَنْ وَّ. اِنْ وَّ. اُنْ وَّ۔

مِنْ وَّلِیٍّ. مِنْ وَّالٍ. مِنْ وَّلَدٍ ☆ عَنْ وُّجُوْهِهِمْ. مَنْ وُّجِدَ. مِنْ وَّاقٍ۔

☆ اِدغام کی شرط: ــً ا وَ. ــٍ وَ. ــٌ وَ۔ اِدغام کا قاعدہ: ــً ا وَّ. ــٍ وَّ. ــٌ وَّ۔

هُدًى وَّ بُشْرٰى. جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ. خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔

اِحْسَانًا وَّ تَوْفِيْقًا. مُحَمَّدٍ وَّ هُوَالْحَقُّ. خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا۔

☆ اِدغام کی شرط: اَنْ يَ. اِنْ يَ. اُنْ يَ ☆ اِدغام کا قاعدہ: اَنْ يَّ. اِنْ يَّ. اُنْ يَّ۔

اَنْ یُّنَزِّلَ. مَنْ یَّفْعَلْ. اَنْ یُّؤْمِنُوْا ☆اِنْ یَّشَاْ. اِنْ یُّوْحٰی. اِنْ یَّکَادُ۔

☆ اِدغام کی شرط: ـً ا یَ. ـٍ یَ. ـْ یَ۔ اِدغام کا قاعدہ: ـً ا یَّ. ـٍ یَّ. ـْ یَّ۔

خَیْرًا یَّرَهٗ. لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ. شَاْنٌ یُّغْنِیْهِ۔

شَرًّا یَّرَهٗ. یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ. رِجَالٌ یَّعْرِفُوْنَ۔

اِدغام کی مخلوط اور مشکل مثالیں: بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ. سِرَاجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا.

لَهٗ قَوْلًا لَّیِّنًا لَّعَلَّهٗ یَتَذَکَّرُ. سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗ. اَیَحْسَبُ اَنْ

لَّنْ یَّقْدِرَ عَلَیْهِ اَحَدٌ. فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰهُ. مِنْ مَّنِیٍّ یُّمْنٰی۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ یَّخْشٰی. اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ. بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ۔

طلبا و طالبات مندرجہ بالا کلمات کو آہستہ آہستہ قواعد کے مطابق صحیح تلفظ سے بار بار دہرا کر پختہ کریں اور پڑھنے میں اگر دشواری ہو تو خصوصی طور پر مشدد حروف کو ساکن اور متحرک حرف میں تحلیل کر کے آسانی پیدا کرنے کی کوشش کریں: اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَکَ: اُ مَ مِ مْ مِ مْ مَ مْ مَ عَ کَ۔

ان کلمات میں ''اُمَمٍ'' کی تنوین، اِدغام کے قاعدہ سے زیر میں بدل گئی ہے اور ''مِّمَّنْ'' کا نون ساکن، اِدغام تام کی وجہ سے درمیان میں پڑھا نہیں گیا اور تین میمات مشدد ''مِّمَّنْ مَّعَکَ'' کی ساکن اور متحرک ''م'' میں تحلیل کے بعد کل آٹھ میم لکھنے میں آئے ہیں۔

نون ساکن کا ''نْ'' میں اِظہارِ مطلق: ازیں پیشتر آپ نے اِدغام کی شرائط کے تحت پڑھا کہ نون ساکن اور تنوین (مُدغم) اور حروف یرملون (مُدغم فیہ) میں اِدغام اسی صورت میں ہوتا ہے جب مدغم اور مدغم فیہ دو کلمات میں آئیں۔ ایک کلمہ میں آنے کی صورت میں اِدغام نہیں بلکہ اظہار ہوتا ہے اور اسے اظہارِ مطلق کہتے ہیں۔ تاہم نون ساکن کے بعد حروفِ یرملون میں سے صرف ''و۔ ی'' ہی ایک کلمہ میں آئے ہیں اور قرآنِ حکیم میں یہ قاعدہ درج ذیل چار کلمات میں لاگو ہوا ہے

قِنْوَانٌ: ۶۔۹۹ صِنْوَانٌ: ۱۳۔۴ بُنْيَانٌ: ۶۱۔۴ اَلدُّنْيَا: جہاں بھی آئے۔

''بُنْيَانٌ'' کی بعض دوسری تراکیب بھی ہیں: بُنْيَانًا . بُنْيَانَهُمْ . بُنْيَانَهُ۔

مطلق کی مزید وضاحت یہ ہے کہ کسی قاعدہ یا مسئلہ میں دو پہلو ہوں کہ دونوں پہلوؤں میں سے اپنی مرضی سے کسی ایک پہلو کا اختیار کرنا جائز نہ ہو بلکہ ایک ہی پہلو قابلِ ترجیح ہو اور اسی ایک پر عمل کرنا ضروری ہو۔ آپ کے پیشِ نظر درج بالا مثالوں میں اظہارِ مطلق ہی جائز ہے۔ ان میں ادغام اور اِخفاء کی گنجائش نہیں۔

علامتِ شدّہ کی دو اقسام: آپ ادغام کی شرط کے تحت پڑھ چکے ہیں کہ اِدغام کے دو حروف میں پہلا ساکن اور دوسرا حرف متحرک اور متحرک کو مشدد کر کے پڑھا جاتا ہے۔ اِدغام کے قاعدہ کی وجہ سے آنے والی علامتِ شدہ کو اِدغامی شدّہ کہتے ہیں۔ نتیجتاً علامتِ شدہ کی دو اقسام بن جاتی ہیں:

الف: علامتِ شدّہ وضعی ب: علامتِ شدّہ اِدغامی۔

الف: علامتِ شدّہ وضعی: ایسی علامتِ شدہ ہے جو کلمات کی بناوٹ کی ہو:

رَبَّنَا . هُوَ الْخَلّٰقُ . اِيَّاكَ نَعْبُدُ . نَبِيًّا . نَزَّلَ . ذُكِّرَ۔

ب: علامتِ شدّہ اِدغامی: ایسی علامتِ شدہ ہے جو اصل کلمات میں اِدغام کے قاعدہ کی بناء پر آئی ہو۔ تاہم واضح رہے کہ قرآنِ حکیم میں ایسی شدّات کلماتِ قرآنی پر قاعدہ کے مطابق پہلے ہی سے لگی ہوئی ہیں۔ درجِ ذیل کلمات میں بالترتیب ''ر . ن . م . و . ی'' پر اِدغامی شدات ہیں:

مِنْ رَّبِّكَ . مِنْ نَّبِيٍّ . قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ . هُدًى وَّ بُشْرٰى . اَنْ يُّنَزِّلَ۔

۳: اِقلاب کا قاعدہ: اقلاب کا لغوی معنی بدلنا کے ہیں۔ اصطلاحاً نون ساکن اور تنوین کے بعد حرف ''ب'' خواہ ایک کلمہ میں آئے یا دو کلمات میں تو نون ساکن ''نْ'' کو میم ساکن ''مْ'' سے بدل کر میم ساکن کو ایک الف کی مقدار اِخفاء مع غنّہ سے پڑھنا اِقلاب کہلاتا ہے۔ اِقلاب کے قاعدہ کا

مقصد پڑھنے کی آسانی ہے چونکہ اصل کلمہ میں نون ساکن کے بعد "ب" اپنے مخرج کے اعتبار سے نون سے دور ہے جس سے پڑھنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ اس دشواری کو دور کرنے کے لیے نون ساکن کو میم ساکن سے بدل دیا گیا ہے اور بدلنے کی اصل وجہ اسے "ب" کے قریب کرنا ہے۔ "م اور ب" چونکہ ہم مخرج ہیں نتیجتاً کلمات کو پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔ قاعدہ کی پہچان کے لیے نون ساکن اور تنوین کے قریب ایک چھوٹی سی میم (م) لکھ دی جاتی ہے۔ اردو میں مستعمل الفاظ انب اور انبار کی آواز اقلاب سے مشابہت رکھتی ہے۔

اِقلاب کا قاعدہ: اَنْ بَ. اِنْ بَ. اُنْ بَ ☆ ــً اب. ــٍ بَ. ــٌ بَ۔

نون ساکن: ایک کلمہ: اَنْبَتَتْ. يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ. اَنْۢبِئْهُمْ. غَافِرِ الذَّنْۢبِ۔

دو کلمات: مِنْۢ بَقْلِهَا. فَمَنْۢ بَدَّلَهٗ. مِنْۢ بَابٍ. يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ۔

تنوین:	دو زبر کی تنوین	دو زیر کی تنوین	دو پیش کی تنوین
	قَوْلًاۢ بَلِيْغًا	اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ	حِكْمَةٌۢ بَالِغَةٌ
	قَوْمًاۢ بُوْرًا	بِعَذَابٍۢ بَئِيْسٍ	مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ
	كُلًّاۢ بِسِيْمٰهُمْ	اُمَّةٍۢ بِشَهِيْدٍ	سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ
	مُصَدِّقًاۢ بِكَلِمَةٍ	اِصْلَاحٍۢ بَيْنَ النَّاسِ	حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ

۴: اخفاءِ حقیقی: اِخفاء کا لغوی معنی چھپانا کے ہیں۔ اصطلاحاً نون ساکن اور تنوین کے بعد حرف حلقی نہ ہو اور یہ حالت خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلمات میں، تو نون کی آواز کو ایک الف کی مقدار ناک کی جڑ میں چھپا کر غنہ سے پڑھنا اِخفاء مع غنہ کہلاتا ہے۔ اسے اِخفاءِ حقیقی کہتے ہیں۔ اِخفاء والا نون، نُوْنْ مُخْفَاةٌ کہلاتا ہے۔ نون مُخْفَاةٌ کے پندرہ حروف جو نون کے مخرج سے حروفِ اِظہار کی طرح نہ تو دور ہیں اور نہ ہی اِدغام کی مانند قریب بلکہ فنی اعتبار سے یہ اِظہار اور اِدغام کے درمیان کی ایک

حالت ہے۔ البتہ اِظہار و اِخفاء کا قاعدہ اس لحاظ سے ایک دوسرے کی ضد ہیں کہ ان میں حروفِ حلقی کے ہونے یا نہ ہونے کے علاوہ یہ اپنی کیفیتِ ادا کی وجہ سے بھی ایک دوسرے کا برعکس ہیں۔

اِخفاء حقیقی کا قاعدہ: ایک کلمہ: اَنْتَ . اِنْتَ . اُنْتَ ☆ اَنْثَ . اِنْثَ . اُنْثَ۔

اَنْجَ . اِنْجَ . اُنْجَ ☆ اَنْدَ . اِنْدَ . اُنْدَ ☆ اَنْذَ . اِنْذَ . اُنْذَ ☆ اَنْسَ . اِنْسَ . اُنْسَ۔

دو کلمات: اَنْ شَ . اِنْ شَ . اُنْ شَ ☆ اَنْ صَ . اِنْ صَ . اُنْ صَ۔

اَنْ ضَ . اِنْ ضَ . اُنْ ضَ ☆ اَنْ طَ . اِنْ طَ . اُنْ طَ ☆ اَنْ ظَ . اِنْ ظَ . اُنْ ظَ۔

تنوین: ـً اف . ـٍ ف . ـٌ ف ☆ ـً اق . ـٍ ق . ـٌ ق ☆ ـً اك . ـٍ ك . ـٌ ك۔

نون ساکن اور تنوین کے بعد پندرہ حروف اخفاء میں اخفاء حقیقی کی مثالیں ہیں:

حروفِ اِخفا	ایک کلمہ	دو کلمے
ت	اِنْتَهٰى	فَمَنْ تَطَوَّعَ
ث	مَنْثُوْرًا	مَنْ ثَقُلَتْ
ج	اَنْجٰهُ	مِنْ جُوْعٍ
د	اَنْدَادًا	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
ذ	اَنْذِرْ	مِنْ ذُنُوْبِكُمْ
ز	كَنْزٌ	مِنْ زُخْرُفٍ
س	اِنْسَانَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
ش	اِنْشَاْنَا	فَاِنْ شَهِدُوْا
ص	يُنْصَرُوْنَ	عَنْ صَلَاتِهِمْ

ض	مَنْضُوْدٍ	بِمَنْ ضَلَّ
ط	يَنْطِقُ	فَاِنْ طِبْنَ
ظ	يَنْظُرُوْنَ	اِنْ ظَنَّا
ف	اَنْفُسِكُمْ	كُنْ فَيَكُوْنَ
ق	مُنْقَلِبُوْنَ	مِنْ قَرْيَتِكَ
ك	مِنْكُمْ	عَنْ كَثِيْرٍ

حروف اخفا	دوزبر کی تنوین	دوزیر کی تنوین	دوپیش کی تنوین
ت	صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ	وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ	جَنّٰتٌ تَجْرِىْ
ث	يَوْمًا ثَقِيْلًا	يَوْمَئِذٍ ثَمٰنِيَةٌ	شِهَابٌ ثَاقِبٌ
ج	سَرَاحًا جَمِيْلًا	خَلْقٍ جَدِيْدٍ	فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ
د	كَاْسًا دِهَاقًا	فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ	قِنْوَانٌ دَانِيَةٌ
ذ	يَتِيْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ	فِىْ يَوْمٍ ذِىْ مَسْغَبَةٍ	بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ
ز	نَفْسًا زَكِيَّةً	مُبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ	فَاكِهَةٌ زَوْجٰنِ
س	قَوْلًا سَدِيْدًا	بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ	كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
ش	عَبْدًا شَكُوْرًا	شَىْءٍ شَهِيْدٍ	غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ
ص	عَمَلًا صَالِحًا	رِجَالٍ صَدَقُوْا	مِائَةٌ صَابِرَةٌ
ض	مَعِيْشَةً ضَنْكًا	لِكُلٍّ ضِعْفٌ	قِسْمَةٌ ضِيْزٰى

ط	صَعِيْدًا طَيِّبًا	سَمٰوٰتٍ طِبَاقًا	بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ
ظ	قُرًى ظَاهِرَةً	لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا	سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ
ف	سُبُلًا فِجَاجًا	شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ	وَابِلٌ فَطَلٌّ
ق	عَلِيْمًا قَدِيْرًا	شَيْءٍ قَدِيْرٌ	فَتْحٌ قَرِيْبٌ
ك	كِرَامًا كَاتِبِيْنَ	رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ	اَجْرٌ كَبِيْرٌ

کلمات میں اِظہار اور اِخفاء ساتھ ساتھ: مِنْ عِنْدِهٖ ☆ طَبَقًا عَنْ طَبَقٍ۔

مَنْ ثَقُلَتْ مَنْ خَفَّتْ ☆ مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ ☆ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهَارُ۔

فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ ☆ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ☆ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ۔

ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ☆ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ ☆ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ۔

مخلوط مثالیں: طلبا و طالبات نون ساکن اور تنوین سے متعلقہ چار قواعد کی نشاندہی کرتے ہوئے صحیح ادا کی مشق کریں: خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ☆ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ يَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِيْهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ ☆ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّثِقَالًا وَّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ☆ فَمَنْ عُفِيَ مِنْ اَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ ☆ يَوْمَ لَا تَمْلِكُ نَفْسٌ لِّنَفْسٍ شَيْئًا. وَ الْاَمْرُ يَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَ ارْحَمْ وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ۔

پندرہ حروفِ اِخفاء معلوم کرنے کا طریقہ: مبتدی طلبا کی آسانی اور راہنمائی کے لیے نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدوں کی تشکیل میں مختلف حروف کی تعداد کا ایک نظر میں جائزہ پیش ہے۔

حروف کے اس تجزیہ سے خصوصاً حروفِ اخفاء کی تعداد کو یاد رکھنا نسبتاً آسان ہوتا ہے:

اِظہار کے حروفِ حلقی: ء (اَ۔ اِ۔ اُ) ہ۔ ع ح۔ غ خ کل تعداد=۶

ادغام کے حروفِ یرملون: ر ل۔ م ن۔ و ی کل تعداد=۶

حرفِ اِقلاب: ب تعداد=۱ کل میزان=۱۳

جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ حروفِ ہجاء کی کل تعداد انتیس (۲۹) ہے جس میں زیرِ بحث قواعد میں الف کا شمار نہیں ہوا کیونکہ اصولی طور پر یہ الفاظ کے شروع میں آتا ہی نہیں۔ لہٰذا اس کے علاوہ باقی اٹھائیس حروف میں سے حروفِ اِخفاء کی تعداد، ۲۸-۱۳=۱۵ رہ جاتی ہے جو حسبِ ذیل ہے:

ت۔ ث۔ ج۔ د۔ ذ۔ ز۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ف۔ ق۔ ک۔

یہاں نون ساکن اور تنوین کے چار قاعدوں کی تفصیل اختتام پذیر ہوتی ہے اور ادغام کے باقی دو قاعدوں کا بیان شروع ہوتا ہے۔

(ii) اِدغام باعتبارِ مخرج: اِدغام کے پہلے قاعدہ کے تحت اس کی تعریف، شرائط اور قواعد بیان ہو چکے ہیں تاہم ان قواعد میں معمولی فرق کی نسبت سے اس قاعدہ کی دو باتیں تحریر ہیں: پہلی یہ کہ یہاں مخارج وصفات کے اعتبار سے دو حروف میں اِدغام کی تفصیل بیان کی جارہی ہے۔ دوسری یہ کہ اس قاعدہ میں دو کلمات کی شرط نہیں۔ یہ اِدغام دو کلمات میں بھی ہوتا ہے اور ایک کلمہ میں بھی۔ اس قاعدہ میں بھی اِدغام کا مقصد پڑھنے کی سہولت ہے جب کہ کلمات اپنی اصل بناوٹ پر برقرار رہتے ہیں۔ مخارج وصفات کے لحاظ سے اِدغام کی درج ذیل تین مختلف صورتیں ہیں:

۱: اِدْغَامِ مِثْلَيْنْ ۲: اِدْغَامِ مُتَجَانِسَيْنْ ۳: اِدْغَامِ مُتَقَارِبَيْنْ

۱: اِدْغَامِ مِثْلَيْنْ: مثلین، مثل سے بنا ہے اور مثل کا لغوی معنیٰ "کی مانند" یا ایک طرح کی دو چیزیں ہیں۔ مثل سے مثلین، یاءِ لین کا قاعدہ لاگو ہونے سے عربی اصطلاح ہے جس سے اکثر دو عدد کا صیغہ ظاہر ہوتا ہے۔ یہاں مثلین سے ایک ہی طرح کے دو حروف مراد ہیں۔ اصطلاحاً ایک جیسے دو حروف،

جن میں پہلا ساکن، دوسرا متحرک ہو اور متحرک کو مشدد کر لینا ادغامِ مثلین کہلاتا ہے۔ مثلین میں ادغام ہمیشہ تام ہوتا ہے: ادغام کی شرط ایک کلمہ میں: اَ ہْ ہَ ☆ اَ کْ کَ ☆ اَ یْ یَ۔

ادغام کا قاعدہ ایک کلمہ میں: اَ ہْ ہَّ ☆ اَ کْ کَّ ☆ اَ یْ یَّ

ایک کلمہ: يُوَجِّهْهُ. يُدْرِكْكُّمْ. يُكْرِهْهُّنَّ. يٰبُنَیَّ۔

ادغام کی شرط دو کلمات میں: اَ دْ دَ. اَ ذْ ذَ. اَ لْ لَ. اَ مْ مَ. اَ نْ نَ. اَ وْ وَ۔

اِدغام کا قاعدہ دو کلمات میں: اَ دْ دَّ. اَ ذْ ذَّ. اَ لْ لَّ. اَ مْ مَّ. اَ نْ نَّ. اَ وْ وَّ۔

دو کلمات: قَدْ دَّخَلُوْا. اِذْ ذَّهَبَ. بَلْ لَّا. لَهُمْ مَّا. اَنْ نَّمُنَّ۔

اٰوَوْا وَّ نَصَرُوْا. اِذْهَبْ بِّكِتٰبِیْ. وَاذْكُرْ رَّبَّكَ. يُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ۔

اَوْ وَّزَنُوْهُمْ. فَمَارَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ. تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ. قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُيَوْمٍ۔

فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔

☆ مثلین میں اِدغام تام ہوتا ہے جس کی وجہ سے مدغم حرف پڑھا نہیں جاتا۔

اصل کلمہ: يُوَجِّهْهُ۔ ادغام کا قاعدہ: يُوَجِّهْهُّ۔ پڑھنے کی حالت: يُوَجِّهُّ۔

☆ اصل کلمہ: قَدْ دَخَلُوْا۔ اِدغام کا قاعدہ: قَدْ دَّخَلُوْا۔ پڑھنے کی حالت: قَدَّخَلُوْا۔

۲: اِدغام متجانسین: متجانسین کا لغوی معنیٰ ہم جنس ہونا ہے۔ اصطلاحاً ایک ہی مخرج لیکن صفات میں مختلف دو حروف میں ادغام، اِدغام متجانسین کہلاتا ہے۔ مثلاً ''د. ت'' ''ذ. ظ'' ''ب. م'' کے مخارج ایک اور قریب بھی ہیں لیکن ان دو حروف کی صفات جدا جدا ہیں:

اِدغام کی شرط: اَدْ تَ. اَذْ ظَ. اَبْ مَ۔ اِدغام کا قاعدہ: اَدْ تَّ. اَذْ ظَّ. اَبْ مَّ۔

ایک کلمہ: وَجَدْتُّ. اَرَدْتَّ. مَهَدْتُّ. رُدِدْتَّ. اَيَّدْتُّكَ. عَبَدْتُّمْ ـ

دو کلمات: قَدْ تَّبَيَّنَ. اِذْ ظَّلَمُوْا. يٰبُنَىَّ ارْكَبْ مَّعَنَا. لَقَدْ تَّقَطَّعَ۔

لَقَدْ تَّابَ. اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ. قَدْ تَّعْلَمُوْنَ۔

☆ متجانسین میں اِدغام تام ہوتا ہے جس کی وجہ سے مدغم حرف پڑھا نہیں جاتا۔

اصل کلمہ: عَبَدْتُمْ ۔ اِدغام کا قاعدہ: عَبَدْ تُّمْ ۔ پڑھنے کی حالت: عَبَتُّمْ ۔

متجانسین میں اِدغامِ ناقص بھی ہوتا ہے جس میں مدغم حرف کی صفات کو برقرار رکھتے ہوئے اِدغام کیا جاتا ہے۔ ان مثالوں میں ''ط'' میں صفتِ استعلاء اور اِطباق کی وجہ سے خوب موٹا پڑھنے کے بعد ''ت'' مشدد ادا ہوتی ہے۔: اَحَطْتُّ: ۲۷۔۲۲ بَسَطْتَّ: ۵۔۲۸

مَا فَرَّطْتُّ: ۳۹۔۵۶ مَا فَرَّطْتُّمْ: ۱۲۔۸۰

قرآنِ حکیم میں متجانسین کا اِدغامِ ناقص ان چار کلمات میں ہوا ہے۔

۴: اِدغامِ متقاربین: متقاربین، تقارب سے ہے جس کا لغوی معنیٰ قریب ہونا ہے۔ اصطلاحاً دو قریب المخرج حروف میں اِدغام کو متقاربین کہتے ہیں۔ ''ل. ر'' اور ''ق. ك'' کے مخارج آپس میں قریب قریب ہیں: اِدغام کی شرط: اَلْ رَ. اَقْ كَ. اِدغام کا قاعدہ: اَلْ رَّ. اَقْ كَّ ۔

قُلْ رَّبِّ. بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ. اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ۔

☆ متقاربین میں اِدغام تام کی وجہ سے مدغم حروف ''ل. ق'' پڑھے نہیں جاتے۔

اس کو عام فہم انداز میں یوں بھی بیان کر سکتے ہیں: کہ علامتِ شدّہ سے پہلے جزم والا حرف نہیں پڑھتے: اصل کلمہ: قُلْ رَبِّ ۔ اِدغام کا قاعدہ: قُلْ رَّبِّ ۔ پڑھنے کی حالت: قُرَّبِّ ۔

موانع اِدغام: موانع، مانع کی جمع ہے جس کا معنی رکاوٹ پیدا کرنے والی چیزیں اور ممانعت کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے دو حروف جن میں شرطِ ادغام تو پائی جائے لیکن کسی دوسرے سبب کی وجہ سے اِدغام نہ کیا جائے تو اسے موانع اِدغام کہتے ہیں۔ ان کلمات میں ادغام کرنا تلاوت کا عیب ہے۔

الف: **اِدغامِ مثلین کے موانع:** (i) مثلین میں اگر پہلا حرف (مدغم) حرف مدہ ہے تو اِدغام نہیں ہوتا اور اِدغام نہ ہونے کی وجہ حروف مدہ کی ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کی حالت برقرار رکھنا ہے۔ اگر اِدغام کیا جاتا تو یہ اپنی اصل سے ہٹ جاتے جو جائز نہیں۔ بظاہر متذکرہ صورت میں ادغام نہ کرنے سے پڑھنے میں دشواری بھی نہیں بلکہ آسانی ہے۔

(i) قَالُوْا وَ هُمْ. اٰمِنُوْا وَ عَمِلُوْا. اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا۔

(ii) فِيْ يَوْمٍ. قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ. اَلَّذِيْ يُوَسْوِسُ۔

ب: **اِدغامِ متجانسین اور متقاربین کے موانع:** متجانسین اور متقاربین کا پہلا حرف اگر حروفِ حلقی میں سے ہو تو اِدغام نہیں ہوتا: فَاصْفَحْ عَنْهُمْ. رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر اس صورت میں اِدغام کیا جاتا تو پڑھنے کی آسانی کی بجائے دشواری ہوتی۔ البتہ حروفِ حلقی کا ادغام صرف مثلین میں ہوتا ہے: يُوَجِّهْهُّ۔

ج: لامِ فعل (VERB) کا نون ساکن (نْ) میں خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلمات میں اِدغام نہیں ہوتا:

اَنْزَلْنَا (ہم نے نازل کیا۔ اَرْسَلْنَا (ہم نے ارسال کیا) قُلْ نَعَمْ (کہو! جی ہاں)

۲۰ لامِ تعریف کا حروفِ شمسی میں اِدغام (iii)

ادغام کے اس تیسرے قاعدے کی وضاحت سے پہلے لام تعریف کی تشریح ضروری ہے۔عربی میں اسمِ نکرہ یا عام اسم (COMMON NOUN) کے شروع میں الف لام (اَلْ) لگا کر اسم معرفہ یا خاص اسم (PROPER NOUN) بنالیا جاتا ہے۔اسم معرفہ کی اس قسم کو لام ا ل اور لام تعریف یعنی اسم معرفہ بنانے والا لام کہتے ہیں ۔ وہ اسم جس پر لامِ تعریف داخل ہو مُعَرَّفْ بِا للَّامْ کہلاتا ہے لیکن الف لام کے الف پر جب زبر آتا ہے تو یہ هَمْزَةُ الْوَصْلْ کہلاتا ہے۔جس کا ذکر آگے رہا ہے اور مزید تفصیل سبق نمبر ۲۴ پر بھی موجود ہے: اسمِ نکرہ: كِتٰبٌ۔اسمِ معرفہ: اَلْكِتٰبُ۔

انگریزی زبان میں لام تعریف کے بالمقابل لفظ ''THE'' استعمال ہوتا ہے۔

انگریزی میں اسم نکرہ: A BOOK ۔ اسمِ معرفہ: THE BOOK

الف کو چھوڑ کو باقی اٹھائیس حروف کے شروع میں لامِ تعریف کے حوالے سے ان کی دو اقسام ہیں:

۱: حروفِ قمری ۲: حروفِ شمسی

حروف کے یہ دو نام بھی قرآنی الفاظ وَالْقَمَرُ معنی چانداور وَالشَّمْسُ معنی سورج سے ماخوذ ہیں۔ حروفِ قمری اور شمسی کے ناموں کی ایک دوسری وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جیسے رات کو چاند کے نکلنے سے ستارے ظاہر ہو جاتے ہیں اسی طرح قمری حروف میں لامِ تعریف بھی ظاہر ہو جاتا ہے یعنی یہ پڑھا جاتا ہے۔اسی مناسبت سے اس کو لامِ تعریف کا اظہار قمری کہتے ہیں۔جن کی تعداد چودہ ہے:

ب.ج.ح.خ.ع.غ.ف.ق.ك.م.و.ء.ہ.ی۔ان حروف کو بیان و کلام اور یاد کرنے کی آسانی کے لیے ان کلمات میں جمع کر دیا گیا ہے: اِبْغِ حَجَّكَ وَخَفْ عَقِيمَهٗ۔

سلیس ترجمہ: تو اپنے حج بیت اللہ کی خوبی تلاش کر اور اس کے بے ثواب ہونے سے ڈر۔

لامِ تعریف کا اظہارِ قمری: و: وَهُوَ الْوَاحِدُ ☆ ك.ح: نَزَّلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ۔
ك.م: اَلْكَبِيْرُ الْمُتَعَالِ ☆ ہ: هُوَ الْهُدٰى ☆ ب: هُوَ الْبَرُّ ☆ ق: يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

ع۔غ: اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ☆ ی۔م: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ۔

۲: حروفِ شمسی: جس طرح سورج طلوع ہوتے ہی ستارے غائب ہو جاتے ہیں اسی طرح شمسی حروف میں لامِ تعریف بھی غائب ہو جاتا ہے یعنی پڑھا نہیں جاتا۔ اور ادغام کا قاعدہ لاگو ہونے سے حرفِ شمسی پر علامتِ شدہ آجاتی ہے جس کی وجہ سے اسے لامِ تعریف کا ادغام شمسی کہتے ہیں۔ حروفِ قمری کے علاوہ باقی چودہ حروف، حروفِ شمسی ہیں:

ت۔ث۔د۔ ذ ۔ر۔ز۔س۔ش۔ص۔ض۔ط۔ ظ ۔ل۔ ن۔

لامِ تعریف کا اِدغامِ شمسی: ل: اَللّٰهُ (اسم الجلالہ) اَللّٰهُ: اصل میں اِلٰهٌ ہے جس کے شروع میں لامِ تعریف ''اَلْ'' لگانے اور ادغام مثلین کے قاعدہ کے مطابق: اَلْ اِلٰهُ سے اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام اَللّٰهُ بنا ہے۔

ر: هُوَ الرَّحْمٰنُ ☆ ص: اَلصَّمَدُ ☆ ش: وَالشَّمْسُ ☆ ض: وَالضُّحٰى۔

ن: خَاتَمَ النَّبِيّنَ ☆ ت: لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ☆ ز: وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ۔

س: وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ☆ ث: وَالثَّمَرٰتِ۔ وَحُسْنُ الثَّوَابِ۔

یاد رہے کہ حروفِ قمری اور شمسی قرآنِ حکیم میں کثرت سے پڑھے جانے والے حروف ہیں۔ ان کو پڑھتے ہوئے تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے: پہلی یہ کہ حروفِ قمری کی پہچان لامِ تعریف پہ جزم سے ہوتی ہے جبکہ شمسی حروف میں الف اور لامِ تعریف دونوں خالی ''ال'' ہوتے ہیں اور حرفِ شمسی مشدد ہوتا ہے۔ دوسری یہ کہ حروفِ قمری کی بناوٹ والے کلمات کو بین السطور ملا کر رواں پڑھتے ہوئے درمیان میں الف پڑھا نہیں جاتا اور لامِ تعریف'' اَلْ'' کا لَامْ ساکن ہونے کی وجہ سے پچھلے متحرک سے مل کر ادا ہوتا ہے: وَالْقَمَرُ۔ حروفِ شمسی کو کلمات سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں ''اَل'' تعریف دونوں نہیں پڑھے جاتے اور حروفِ شمسی مشدد ہونے کی وجہ سے پچھلے متحرک حرف

سے سے مل کر دو مرتبہ ادا ہوتے ہیں: وَالشَّمْسُ۔ تیسری یہ کہ حروفِ قمری اور شمسی کی بناوٹ والے کلمات اگر شروع میں آئیں تو ہمیشہ ''اَلْ'' کا خالی الف مفتوح ہو کر ہمزہ وصلی کے نام سے ادا ہوتا ہے حروفِ قمری اور شمسی کے شروع میں بطور مشق زبر لگا کر پڑھیں:

حروفِ قمری: اَلْخَالِقُ. اَلْحَمْدُ. اَلْكِتٰبُ. اَلْمُؤْمِنُ. اَلْوَارِثُ. اَلْفِرْدَوْسُ۔

حروفِ شمسی: اَللّٰهُ. اَلرَّحْمٰنُ. اَلنَّافِعُ. اَلرَّسُوْلُ. اَلذّٰكِرٰتِ۔ اَلصّٰدِقٰتِ. اَلتّٰلِيٰتِ. اَلنَّعِيْمِ۔

حروفِ قمری اور حروفِ شمسی کی درج ذیل عبارت میں دونوں حروف کے باہمی فرق کی شناخت کرتے ہوئے پڑھیں۔ نون و میم مشدد میں غنہ، اللہ کے لام کو موٹا۔ ''را'' کو پُر، اِخفاء، ادغام ناقص اور اقلاب جیسے قواعد کی پہچان کرتے ہوئے مشق جاری رکھیں:

مخلوط مثالیں: هُوَالْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ
اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ. يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍ بِاَمْرِهٖ. وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ.
اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ. فَسَتَعْلَمُوْنَ مَنْ اَصْحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِيِّ وَمَنِ اهْتَدٰى۔

اَسْمَاءُ الْحُسْنٰى پڑھنے کا طریقہ: اللہ تعالیٰ کے مشہور ننانوے (۹۹) صفاتی ناموں کو پڑھتے ہوئے شروع سے آخر تک ہر اسم مبارک کے آخری حرف کو پیش سے اگلے اسم مبارک سے ملا کر آخر تک پڑھیں: هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ

اَلْقُدُّوْسُ... درمیان میں سانس لینے کے لیے اگر ٹھہریں تو آخری حرف کو ساکن کر دیں اور دم لے کر اگلے اسم مبارک کے شروع میں الف پر زبر لگا کر آگے پڑھتے چلے جائیں:

اَلْوَارِثُ الرَّشِیْدُ الصَّبُوْرُ۔

ادغام کبیر: پچھلے صفحات میں بیان کردہ ادغام کے تین قاعدے ادغامِ صغیر کہلاتے ہیں۔ ان قاعدوں میں مدغم حرف ساکن اور مدغم فیہ متحرک ہوتا ہے۔ لیکن اگر مدغم حرف ساکن کی بجائے متحرک ہو اور اسے ساکن کر کے مدغم فیہ میں ادغام کیا جائے تو یہ ادغام کبیر کہلاتا ہے۔ اس تبدیلی ہی کی وجہ سے اس کو ادغامِ کبیر کہتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ادغام کبیر پانچ کلمات میں ہوا ہے اور اس کا مقصد بھی پڑھنے کی آسانی ہے:

۱: اصل کلمہ: لَا تَاْمَنُنَا۔ ادغام کی صورت: لَا تَاْمَنَّا۔ ۱۲-۱۱

۲: اصل کلمہ: تَاْمُرُوْنَنِیْ۔ ادغام کی صورت: تَاْمُرُوْنِّیْ۔ ۳۹-۶۴

۳: اصل کلمہ: مَكَّنَنِیْ۔ ادغام کی صورت مَكَّنِّیْ۔ ۱۸-۹۵

۴: اصل کلمہ: اَتُحَاجُّوْنَنِیْ۔ ادغام کی صورت: اَتُحَاجُّوْنِّیْ۔ ۶-۸۰

۵: اصل کلمہ: نِعْمَ مَا۔ پہلے "م" کو ساکن کرنے اور "ع" کو زیر دینے کے بعد: نِعِمْ مَا۔ ادغام کی صورت: نِعِمَّا۔ ۲-۲۷۱

"تَاْمُرُوْنِّیْ اور اَتُحَاجُّوْنِّیْ" میں مدفرعی کے قاعدہ کا اطلاق بھی ہوا ہے۔ جس کی تفصیل سبق نمبر ۲۳ پر بیان ہوئی ہے اور کلمہ "تَاْمَنَّا" کی مزید تفصیل سبق نمبر ۲۸ پر دیکھیں۔

۲۱ میم ساکن کے قاعدے

اَوْ یَرْ مَلَانْ میں جمع حروف کی صفاتِ عارضہ جن کو صفاتِ مزینہ بھی کہتے ہیں، کے متعلقہ قواعد کا بیان جاری ہے۔ آپ کے پیش نظر اس سبق میں میم ساکن ''مْ'' سے متعلقہ تین قاعدوں کی تشریح کی جاتی ہے: ۱: اِدغامِ مثلین ۲: اِخفاءِ شفوی ۳: اِظہارِ شفوی۔

۱: اِدغامِ مثلین: میم ساکن ''مْ'' کے بعد اگر میم متحرک ''مَ'' آ جائے تو ان دو میموں (مِیْمَین) میں اِدغامِ مثلین تام مع غُنّہ ہوتا ہے۔ یہ قاعدہ آپ قبل ازیں ''اِدغام باعتبارِ مخرج'' کے تحت اِدغامِ مثلین ہی کی صورت میں پڑھ چکے ہیں۔ یہاں تکمیل بیان اور بطورِ اعادہ چند مثالیں دی جاتی ہیں:

وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ . وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ . لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ

اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ. سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا. اِنَّكُمْ مُّلٰقُوا اللّٰهِ۔

فکِّ اِدغام: فک کا لغوی معنی آزاد اور جدا کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً ساکن حرف کا متحرک حرف میں ادغام کرتے ہوئے ساکن حرف کو متحرک حرف سے جدا کر کے پڑھنا یعنی اِدغام کا قاعدہ لاگو نہ کرنا فکِ ادغام کہلاتا ہے۔ اِدغام کا قاعدہ چونکہ پڑھنے کی آسانی کے لیے ہے اسی لیے کلمہ کے متحرک حرف کو مشدد کرنے سے زبان ایک ہی مرتبہ تلفظ کرتی ہے اور اِدغام کی وجہ سے مشدد ہونے والے کلمہ کو پچھلے متحرک حرف سے ملا کر ایک ہی سانس میں پڑھنا چاہیے۔ درمیان میں سانس لینا یا ساکن حرف کو پڑھنا جائز نہیں۔ اسی حوالے سے اِدغامِ مثلین اور متجانسین کی مثالیں توجہ کے لائق ہیں۔ جن کا بیان پہلے گزر چکا ہے اس سبق میں ادغامِ مثلین کرتے ہوئے ''مْ'' ساکن کو گرانے کی بجائے پڑھنے کی کوشش کرنا فکِ ادغام ہے اس سے بچنا چاہیے: تَسْتَطِعْ عَّلَيْهِ صَبْرًا۔ ''ع'' کو گرا کر پڑھیں۔ البتہ وقف کی صورت میں فکِ ادغام جائز ہے۔ مزید تفصیل سبق نمبر ۲۸ پر دیکھیں۔

۲: اِخفاءِ شفوی: اِخفاء کا لغوی معنی چھپانا اور شفوی ''ہونٹوں سے تعلق'' کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً میم ساکن ''مْ'' کے بعد حرف ''ب'' آ جائے تو میم ساکن کو ناک کی جڑ میں ایک الف کی مقدار چھپا کر

غنہ سے پڑھنا، اخفاءِ شفوی مع غنہ کہلاتا ہے۔ ''م اور ب'' دونوں کا مخرج چونکہ ہونٹوں میں ہے اسی مناسبت اور اِخفاء حقیقی کے قاعدہ سے جدا کرنے کی غرض سے یہ نام دیا گیا ہے۔ تاہم اخفاءِ شفوی کی ادائیگی میں یہ احتیاط ملحوظ رہے کہ پہلے میم ساکن کو نرمی سے ادا کرتے ہوئے غنہ کی ایک الف کی مقدار پوری کریں اور بعد میں ''ب'' کو اس کے مخرج سے قدرے سختی سے ادا کریں۔

قاعدہ: اَمْ بَ. اِمْ بَ. اُمْ بَ:

رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ. رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ. اٰمَنْتُمْ بِهٖ. اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ.

اَمْدَدْنٰكُمْ بِاَمْوَالٍ. تَعْرِفُهُمْ بِسِيْمٰهُمْ۔

يَاْمُرُوْهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ. اِتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ. سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ۔

نَبَّاَهُمْ بِالْحَقِّ. بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ۔

۳: اظہارِ شفوی: میم ساکن ''مْ'' کے بعد میم متحرک ''مَ'' اور ''ب'' کے علاوہ کوئی حرف آئے تو میم ساکن کی آواز کو ناک کی جڑ میں چھپائے بغیر ظاہر کر کے ادا کرنا میم کا اظہارِ شفوی کہلاتا ہے۔ یہ قاعدہ بھی کثیر الاستعمال ہے۔ ''الف، ب اور م'' کو چھوڑ کر حروفِ ہجا میں سے میم ساکن کے بعد چھبیس (۲۶) حروف آتے ہیں۔ طوالت سے گریز کرتے ہوئے چند مثالیں دی جاتی ہیں تاکہ اخفاءِ شفوی کے بالمقابل بطور قاعدہ کے اظہارِ شفوی کو بھی یاد رکھنا آسان ہو جائے:

قاعدہ: اَمْ رَ ☆ اَمْ شَ ☆ اَمْ خَ ☆ اَمْ تَ. اَمْ صَ. اَمْ اَ۔

ر: فِيْكُمْ رَسُوْلًا. ش: عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا. خ: كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ۔

ت: كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ۔ ص: كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ا: فَلَهُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔

مخلوط مثالیں: وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ. يَهْدِيْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِيْمَانِهِمْ۔

اِنَّ رَبَّهُمْ بِهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّخَبِيْرٌ. اَلَمْ يَعْلَمْ بِاَنَّ اللّٰهَ يَرٰى ۔

اِخفاءِ حقیقی، اِخفاءِ شفوی، اِقلاب، غنہ، اِدغامِ ناقص، اظہار اور اظہارِ شفوی کی مخلوط مثالیں

مبتدی طلبا درج ذیل کلمات کے مختلف قواعد کو نشان زد کرنے کے صحیح ادائیگی کے لیے بار بار دہرا کر پختہ کریں۔

اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ☆ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ☆ وَجَزٰىهُمْ بِمَا صَبَرُوْا جَنَّةً وَّحَرِيْرًا ☆ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِاٰنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّاَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيْرًا. وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ . وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِيْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ۔

اقلاب اور اخفاءِ شفوی کی وضاحت: نون ساکن کے اقلاب اور میم ساکن کے اخفاءِ شفوی کے دو قاعدوں میں قدرے مماثلت پائی جاتی ہے۔ اقلاب میں نون ساکن کو میم ساکن سے بدل کر بظاہر اخفاءِ شفوی کا قاعدہ بنایا جاتا ہے اور اس کی پہچان کے لیے نون ساکن کے اوپر چھوٹی سی ''م'' لکھ دی جاتی ہے۔ جبکہ اِخفاءِ شفوی میں یہ قاعدہ بنا بنایا موجود ہے۔ یعنی ''مْ'' کے بعد ''ب'' کلمات میں فی ذاتہ ساتھ ساتھ لکھے ہوئے ہیں۔ اخفاءِ شفوی کے قاعدہ کی شناخت کے لیے چونکہ کوئی علامت مقرر نہیں اس لیے مبتدی طلبا کلمہ میں موجود ''مْ'' ساکن کے بعد ''ب'' کی موجودگی سے اخفاءِ شفوی کے قاعدہ کی پہچان کریں۔

۲۲ نون، میم ساکن اور مُشدّد کی صفت اِخفاء وغُنّہ کا خلاصہ

حروف کی صفاتِ مُزیّنہ کے تحت نون و میم کے اکثر قواعد بڑی تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔ اس سبق میں ان دو حروف کی دو اہم اور کثیر الاستعمال صفات محسنہ کی مزید وضاحت کے علاوہ طلبا و طالبات کو سمجھنے اور سمجھانے کی آسانی کے لیے ایک عنوان کے تحت ان سے متعلقہ تمام قاعدوں کو بطور اعادہ ایک سبق میں جمع کر دیا گیا ہے۔ یہاں اخفاء مع غنہ کی مزید تفصیل، اقسام اور خصوصاً اخفاء وغنہ میں فرق بیان کرنا بھی مقصود ہے۔ نون میم ساکن میں اخفاء وغنہ کی دو اقسام ہیں:

۱: غُنّہ اصلی یا آنی ۲: غُنہ فرعی

۱: **غُنّہ اصلی یا آنی:** غُنّہ اصلی یا آنی سے نون و میم کا وہ غُنہ مراد ہے جو ان دو حروف کی ذات سے وابستہ ہے کہ ان کی اصل ادائیگی کے وقت از خود بلا ارادہ آنِ واحد میں ناک کی جڑ میں چلے جانے کی وجہ سے فطری طور پر موجود ہے۔ بلکہ یہ صفت اگر ان حروف سے جدا ہو جائے تو یہ ناقص ادا ہوں گے۔ اس کو مثال سے یوں سمجھیں کہ ناک کو بند کر کے ادا کرنے کی کوشش میں یہ دو حروف ادا ہی نہیں ہو سکتے یا ناقص ادا ہوتے ہیں۔

۲: **غُنہ فَرعی:** اس سے نون و میم ساکن کا وہ غُنہ مراد ہے جو بعض شرائط اور مخصوص قواعد میں ظاہر ہوتا ہے اور اس کے لیے قاری کو ارادہ کرنا پڑتا ہے اور غنہ اصلی کے مقابلہ میں اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے۔ جس کی تفصیل موقع بموقع پیچھے گزر چکی ہے۔ غنہ فرعی ان دو حروف کی ساکن اور مشدد دو مختلف حالتوں میں ہی ہوتا ہے۔ لیکن ان دو مختلف تراکیب کی بنیاد پر اختصار کے طور پر ساکن حالت کو بالعموم اِخفاء، اور مشدّد حالت کو غنہ کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ فنی اعتبار سے اخفاء اور غنہ میں طرزِ ادا کا بھی معمولی فرق ہے:

اخفاء اور غُنّہ میں فرق: ۱: اخفاء کی ادائیگی کے وقت نون و میم کا اپنے اصلی مخرج سے تعلق کم ہوتا ہے اور ان کی ذات کو پوشیدہ کر کے غنہ ادا ہوتا ہے۔ غنہ کی ادائیگی میں نون و میم مشدد دونوں اپنے اصلی مخرج سے ادا ہوتے ہیں اور ان کی صفت غُنہ علیحدہ سے ناک کی جڑ میں پیدا ہوتی ہے۔

۲: اِخفاء کی ادائیگی کے دوران زبان کی نوک کا اوپر تالو سے تعلق بہت ہی کم ہوتا ہے، جس کی وجہ سے نون کا اِخفاء کامل تر ہوتا ہے اور جزم کی بناء پر ادا میں نرمی اور لطافت پائی جاتی ہے۔ غُنّہ میں زبان کی نوک تالو سے لگتی ہے اور عملِ تشدید کی وجہ سے ادائیگی میں قدرے سختی اور ثقالت ہوتی ہے تاہم غنہ اور خصوصاً اِخفاء کی صحیح ادائیگی کے لیے استاد کی رہنمائی میں بذریعہ نقل سیکھنا ضروری ہے

الف: نون و میم ساکن میں اِخفاء کی حالتیں

(i) نون ساکن اور تنوین میں اِخفاءِ حقیقی: اَنْزَلَ. اُنْذِرُوْا. مَنْ تَزَكّٰى. مِنْ فَضْلِهٖ۔

تنوین: حَلٰلًا طَيِّبًا. صَبَّارٍ شَكُوْرٍ. فَتْحٌ قَرِيْبٌ۔

(ii) میم ساکن میں اِخفاءِ شفوی: فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ. قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ۔

(iii) نون ساکن اور تنوین کا اقلاب: يَنْۢبَغِيْ. يُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَ يَعْمَلْ صَالِحًا۔

تنوین: مَرْحَبًاۢ بِكُمْ. هُوَ مُسْتَخْفٍۢ بِالَّيْلِ وَ سَارِبٌۢ بِالنَّهَارِ۔

(iv) نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملون کے تحت "و ی" میں اِدغامِ ناقص مع غُنّہ

نون ساکن: عَنْ وَّالِدِهٖ. مَنْ وَّجَدْنَا. مِنْ وَّاقٍ۔

اِنْ يَّتَوَلَّوْا. مَنْ يُّنِيْبُ۔ فَاِنْ يَّتُوْبُوْا. مَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ۔

تنوین: اِلٰهًا وَّاحِدًا. كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ. بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ۔

قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ. عُسْرٍ يُّسْرًا. اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ۔

ب: نون و میم مشدّد میں غُنّہ کی حالتیں: (i) کلمہ کی بناوٹ میں "ن. م" مشدّد کا غُنّہ:

مَنَّاعٍ. جَهَنَّمُ ★ هَمَّازٍ. غُمَّةً۔

(ii) نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملون کے تحت نون متحرک میں اِدغامِ تام مع غُنّہ:

مِنْ نَّفْسٍ. مِنْ نُّطْفَةٍ. اَنْ نُّسَوِّیَ ☆ كُلًّا نُّمِدُّ. يَوْمَئِذٍ نَّاعِمَةٌ. خَيْرٌ نُّزُلًا۔

(iii) نون ساکن کا نون متحرک میں اِدغامِ مثلین مع غنہ: مِنْ نَّذِيرٍ. مِنْ نَّفَقَةٍ۔

(iv) نون کا حروفِ شمسی میں اِدغام: اَلنَّاسِ . اِلَى النُّوْرِ. اِلَى النَّجٰوةِ۔

(v) نون ساکن اور تنوین کا حروفِ یرملون کے تحت میم متحرک میں اِدغامِ تام مع غنہ:

اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ. مِنْ مَّارَزَقْنٰكُمْ ☆ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ. طَرِيْقٍ مُّسْتَقِيْمٍ. مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ

(vi) میم ساکن کا میم متحرک میں اِدغامِ مثلین مع غنہ:

عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً. فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ. لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ۔

اِخفاءِ حقیقی، شفوی اور غنہ کی مخلوط اور ساتھ ساتھ مثالیں

اِنْ كُنْتُمْ. اِنْ كُنَّا. اِنَّا كُنَّا. اِنَّا لَمَّا. اِنَّ الظَّنَّ. اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ. ثُمَّ اِنَّهُمْ ۔

كُنْتُمْ بِهٖ وَاَنْۢبَتَتْ مِنْ كُلِّ زَوْجٍۢ بَهِيْجٍ. مِنْۢ بَعْدِ هِمْ مِّنْۢ بَعْدِ۔

لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰى. وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ. فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ

بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّ اَعْنَابٍ ۔

۲۳ مدّاتِ فرعی کا بیان

اس سبق میں اَوْ یَرْمَلُوْنْ میں جمع حروف کی صفات عارضہ جن کو صفاتِ مَحَلِّیَّۃْ بھی کہتے ہیں، کے تحت تین حروف "و . ا . ی" کی صفت مد کے قواعد بیان کئے جا رہے ہیں۔

مدّات، مد کی جمع ہے اور مد کا لغوی معنی کھینچنا اور لمبا کرنے کے ہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱: مداصلی ۲: مدّفرعی

۱: **مداصلی**: اصل کا لغوی معنی جڑ کے ہیں۔ اصطلاحاً حروفِ مدہ کو بغیر کسی سبب کے ان کی اصلی اور ذاتی آواز جو ایک الف ہے، کی مقدار سے کھینچ کر پڑھنے کو کہتے ہیں۔

۲: **مدّ فرعی**: فرعی، فرع سے ہے اور فرع، شاخ کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً مدّ اصلی یا حروف مدہ اور حروفِ لین کو ایک الف کی مقدار سے زیادہ لیکن ایک مقدارِ معیّن سے کھینچ کر پڑھنا مدِ فرعی کہلاتا ہے لیکن ایسی مدات کے بننے کے لیے محل مد اور سبب مد کا ہونا ضروری ہے۔

۱: **محلِ مَدّ**: مدِ اصلی بمعنی جڑ کو اصطلاحاً محل مد یا شرطِ مد کہتے ہیں۔ محلِ مد موقع اور مقام کا نام ہے۔

ان کی تعداد تین ہے: **الف**: حروفِ مدہ **ب**: کھڑی حرکات **ج**: حروفِ لین

۲: **سببِ مد**: سبب مد تین ہیں: (i) ہمزہ (ii) علامتِ سکون (iii) علامتِ شدّہ

تینوں محلِ مد کے بعد درج بالا تینوں سببِ مد میں سے کسی ایک سبب کے آنے سے مدّاتِ فرعی اسی بنیاد اور جڑ سے پھوٹنے والی شاخیں تصور ہوتی ہیں۔ نقشہ کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔

مداتِ فرعی کا مقصد: ایسے کلمات جن میں حروف مدہ و لین اور کھڑی حرکات کے بعد ہمزہ، ساکن یا مشدد حرف آئے تو پڑھنے میں قدرے دشواری ہوتی ہے۔ ایسی بناوٹ پر تشکیل پانے والے الفاظ کو پڑھتے ہوئے آواز کو ایک الف سے بڑھا کر پڑھنے میں آسانی و روانی پیدا ہونے کے علاوہ حُسنِ صَوت اور کلامِ الٰہی کی عظمت ظاہر ہوتی ہے۔ نیز اہلِ عرب کے ہاں دعا و التجا، فریاد خواہی اور حصولِ انصاف کے لیے کلمات میں مد کرنا معروف ہے۔ مداتِ فرعی کے اس تعارف کے بعد ان کی

تشریح کو آگے بڑھانے سے پہلے قصر، کھینچ کر پڑھنے کی مقداریں اور حروفِ **مُقَطَّعَاتْ** کی وضاحت ضروری ہے:

قَصْر: قصر کا لغوی معنی منع کرنا، باز رہنا اور رکنا کے ہیں۔ اصطلاحاً مدِ اصلی سے زائد مد کرنے سے رکنا ہے۔ فنی اعتبار سے قصر ایک الف کی مقدار کو کہتے ہیں اور یہاں قصر کا بیان مد کی ضد کے طور پر ہے قصر کے بالمقابل مد کا معنی آواز کو ایک الف سے زیادہ کرنا ہے اور قصر کے مفہوم میں ایک الف پڑھنا یا خصوصاً حروفِ لین کو نسبتاً کم کھینچنا دونوں شامل ہیں۔

مدّاتِ فرعی کی مقداریں: مدّاتِ فرعی کو کھینچ کر پڑھنے کی دو مقداریں ہیں: ۱: توسط ۲: طول۔

۱: **تَوَسُّطْ**: توسط درمیانی حالت کو کہتے ہیں۔ مداتِ فرعی کو دو، اڑھائی اور تین الف کے درمیان کھینچ کر پڑھنے کو کہتے ہیں۔

۲: **طُوْلْ**: طول، توسط سے زیادہ کھینچنے کے معنی میں ہے۔ مداتِ فرعی کو چار سے پانچ الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کا نام ہے۔ البتہ توسط اور طول کی ان مقداروں میں مدِ اصلی کی ایک الف کی مقدار بھی شامل ہے اور آواز کی ان مقداروں کو ظاہر کرنے کے لیے یہ دو علامات رائج ہیں: ـٓ . ــٓ .

حُرُوْفِ مُقَطَّعَاتْ: لفظ مقطعات کی اصل قطع ہے۔ قَطع کا لغوی معنی کاٹنا یا علیحدہ علیحدہ کرنے کے ہیں۔ قطع سے مقطع بمعنی کاٹا گیا اور مقطع کی جمع مقطعات ہے۔ یہ حروف قرآنِ حکیم کی بعض سورتوں کے شروع میں آئے ہیں اور اکثر ملا کر لکھے جاتے ہیں لیکن ان کو حروفِ ہجا کی طرح علیحدہ علیحدہ قطع کر کے ان کے ناموں سے پڑھا جاتا ہے اسی وجہ سے یہ حروفِ مقطعات کہلاتے ہیں۔ قرآنی سورتوں کے شروع میں آنے کی وجہ سے ان کا دوسرا نام حروف **فَوَاتِحُ السُّوَرْ** ہے۔ فواتح فتحہ کی جمع ہے جس کا معنی کھولنا کے ہیں اور سُوَرْ، سورت کی جمع ہے۔ حروفِ مقطعات کی اصل تعداد چودہ ہے۔ لیکن بعض حروف ایک سے زیادہ مرتبہ بھی پڑھنے میں آئے ہیں اس طرح ان کی مجموعی

تعداد انتیس ہو جاتی ہے۔ یہ تمام حروف ایک حرف سے لے کر پانچ مختلف حروف کا مجموعہ ہیں۔ حروف کے ان مجموعہ جات کو علیحدہ علیحدہ پڑھتے ہوئے چونکہ مداتِ فرعی کے قواعد کا اطلاق ہوا ہے لہٰذا اس تعارف کے بعد سببِ مد کی ترتیب سے مداتِ فرعی کی نو (۹) اقسام کی تشریح کی جاتی ہے:

الف: سببِ مد ہمزہ: محلِ مد حروفِ مدہ اور کھڑی حرکات کے بعد سببِ مد ہمزہ ہو تو اس سے دو مداتِ فرعی پیدا ہوتے ہیں: (i) مَدِّ مُتَّصِلْ (ii) مَدِّمُنْفَصِلْ۔

الف: مَدِّ مُتَّصِلْ: متصل کا لغوی معنی ملا ہوا کے ہیں۔ اصطلاحاً محلِ مدہ، حروفِ مدّہ یا کھڑی حرکات کے بعد ہمزہ (ء) اسی کلمہ سے ملا ہوا ہو تو یہ مدِّ متصل کہلاتا ہے۔ اسے اڑھائی سے تین الف کی مقدار کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ یہ مدِ واجب بھی کہلاتا ہے۔ اس میں توسط واجب اور ضروری ہے۔ قصر (ایک الف کی مقدار) سے پڑھنا جائز نہیں۔ تین الفی مقدار کو ظاہر کرنے کے لیے محلِ مد پر یہ علامت لکھ دی جاتی ہے: ٓ

(ii) مَدِّمُنْفَصِلْ: منفصل کا لغوی معنی علیحدہ کیا ہوا کے ہیں۔ اصطلاحاً محلِ مد یعنی حروفِ مدہ یا کھڑی حرکات کے بعد ہمزہ (اَ۔اِ۔اُ) دوسرے کلمہ کے شروع میں ہو تو یہ مدِ منفصل کہلاتا ہے۔ اس کی مقدار بھی مدِ متصل کے برابر اڑھائی سے تین الف ہے۔ لیکن اس کو ایک الف کی مقدار، قصر سے پڑھنا بھی جائز ہے اس لیے اس کو مدِ جائز بھی کہتے ہیں۔ البتہ مد منفصل کو متصل سے زیادہ کھینچنا جائز نہیں۔ دو سے تین الفی مقدار کو ظاہر کرنے کے لیے محلِ مد پر یہ علامت لکھ دی جاتی ہے: ٓ

نوٹ: ان دو مدات کی بناٹ اور ترکیب کے لیے حروف مدہ کے بعد ”ء یا اَ۔اِ۔اُ“ ہونا شرط ہے۔ اعراب کا اعتبار نہیں، ہمزہ پر حرکات یا تنوین کی تین تین حالتوں میں سے کوئی بھی ایک حالت ہو سکتی ہے۔ مدِ متصل کا ہمزہ بالعموم اس شکل (ء) کا اور مدِ منفصل کا ہمزہ بصورت الف (اُ) ہوتا ہے۔

مدِ متصل: قاعدہ: الفِ مدہ: ـَـآ ء ☆ یاءِ مدہ: ـِـيٓ ء ☆ واوِ مدہ: ـُـوٓ ء

کھڑی حرکات: ـٰـء. ـٖـء. ـٗـء

الفِ مدہ: دُعَآءَ. حُنَفَآءَ. خُلَفَآءَ ☆ اَخِلَّآءُ. اَحِبَّآؤُهٗ. اَشِدَّآءُ۔

کھڑا زبر: اُولٰٓئِكَ. مَلٰٓئِكَةَ. خَلٰٓئِفَ ☆ صٰٓئِمٰتٍ. سٰٓئِحٰتٍ. ثَيِّبٰتٍ۔

یاءِ مدہ: يُضِيْٓءُ. بَرِيْٓءٌ. تَفِيْٓءَ ☆ واوِ مدہ: لَتَنُوْٓاُ. لِيَسُوْٓءٗا. قُرُوْٓءٍ۔

مخلوط مثالیں: سَآءَ. سِيْٓءَ. سُوْٓءَ ☆ وَالْفَحْشَآءَ. وَلَا الْمُسِيْٓءُ. بِسُوْٓءٍ۔

شُرَكَآءُ. خَطِيْٓئَةً. تَبُوْٓءَ ☆ حَدَآئِقَ. هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا. تَشَآءُوْنَ۔

مدِ منفصل: قاعدہ: الفِ مدہ: ـَـآ ← اَ ☆ یاءِ مدہ: ـِـيْٓ ← اَ ☆ واوِ مدہ: ـُـوْٓ ← اَ۔

کھڑی حرکات: ـٰـ ← اَ. ـٖـ ← اَ. ـٗـ ← اَ۔

الفِ مدہ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. كَمَآ اَرْسَلْنَا. وَلَنَآ اَعْمَالُنَا۔

یاءِ مدہ: نُوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ. فِيْٓ اَمْرِيْ. فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ۔

واوِ مدہ: قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا. تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ. اَطِيْعُوْٓا اَمْرِيْ۔

کھڑی حرکات: اِلٰٓى اَهْلِهٖ. هٰذِهٖٓ اِيْمَانًا. فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ۔

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمَ. بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا. اِسْمُهٗٓ اَحْمَدُ ★ بَنِيْٓ اٰدَمَ. قَالُوْٓا اٰمَنَّا

فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ. رَبِّهٖٓ اَحَدًا. اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ۔

ب: سببِ مد علامتِ سکون: محلِ مد حروفِ مدہ، کھڑی حرکات یا حروفِ لین ہوں اور اس کے بعد سببِ مد علامتِ سکون ہو تو اس سے مداتِ فرعی پیدا ہونے میں سکون کی دو قسمیں ہیں:

(i): سکونِ اصلی (ii): سکونِ عارضی

(i) : سکونِ اصلی: سکونِ اصلی سے مراد وہ علامتِ سکون ہے جو کسی کلمہ کی بناوٹ یا اس کی اصل ہو۔ اس سے پیدا ہونے والی مدات فرعی کو مدِ لازم کہتے ہیں۔ اس کی تین اقسام ہیں:

۱: مدلازم کلمی مخفف ۲: مدلازم حرفی مخفف ۳: مدلازم لین

۱: **مدِّلَازِمْ کَلِمِیْ مُخَفَّفْ**: کلماتِ قرآنی میں سے سکونِ اصلی سے پیدا ہونے والی مد، مدِ لازم کلمی مخفف کہلاتا ہے۔ کلمی سے اس مد کا قرآنی کلمہ سے تعلق ہے۔ مخفف، جس کا معنی ہلکا کیا گیا کا ہے۔ یہ نام علامتِ سکون کی وجہ سے ہے۔ اس کو چار الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنا لازمی ہے اس میں توسط اور قصر جائز نہیں۔ قرآنِ حکیم میں اس مد کی ایک کلمہ کی مثال ہے جو سورہ یونس (۱۰) کی دو آیات (آیت ۵۱۔۹۱) میں آئی ہے:

قاعدہ: آلْ ☆ مثال: آلْئٰنَ۔: پڑھنے کا طریقہ: آ....لْ ءٰ.نَ ۔ ۱۰۔۵۱

نوٹ: ''آ'' کے بعد چار نقطے اور ''ءٰ'' کے بعد ایک نقطہ بالترتیب چار اور ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنے کو ظاہر کرتے ہیں۔ ''آ'' کو چار الف کھینچ کر لام ساکن (لْ) کو نرمی سے ملانے کے بعد ہمزہ (ءٰ) کے کھڑے زبر کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر اور نون مفتوح کو بغیر کھینچے ادا کرنے کی مشق کریں۔

۲: **مدّ لازم حرفی مخفف**: محلِ مد، حروفِ مدہ کے بعد سببِ مد سکونِ اصلی تین حرفی ناموں والے حروفِ مقطعات میں سے ہو تو یہ مدِ لازم حرفی مخفف کہلاتا ہے۔ حرفی سے مراد حروفِ مقطعات سے متعلق ہونا ہے اور مخفف (ہلکا کیا گیا) یہ نام علامتِ سکون کی وجہ سے ہے۔ اس کو چار الف کھینچنا لازمی ہے۔ اس میں توسط اور قصر جائز نہیں۔

قاعدہ: الفِ مدہ: ـَـآ ـْـ ☆ یاءِ مدہ: ـِـ یٓ ـْـ ☆ واو مدہ: ـُـوٓ ـْـ ۔

الف مدہ: صٓ: صَآدْ: پڑھنے کا طریقہ: صَآ....دْ۔ ''د'' پر قلقلہ ظاہر کریں۔

یاء مدہ: یٰسٓ: یَا سِیْٓنْ: پڑھنے کا طریقہ: یٰسِیْٓ....نْ

واو مدہ: نٓ : نُوْنْ : پڑھنے کا طریقہ: نُوْ....نْ

۳: مد لازم لین: محلِ مد حرف لین ہو تو اس سے پیدا ہونے والے مدِ فرعی کو مد لازم لین کہتے ہیں یہ فقط یاءِ لین اور صرف دو حروفِ مقطعات میں ہی پایا جاتا ہے جو دو سورتوں، مریم (۱۹) اور شوریٰ (۴۲) کے شروع میں آئے ہیں۔ یہ مد بھی چار الف کھینچ کر پڑھا جاتا ہے اور اس میں توسط اور قصر جائز نہیں۔ طلبا و طالبات یاد رکھیں کہ حروفِ لین پر مداتِ فرعی صرف سببِ مد، سکونِ اصلی اور عارضی دونوں سے پیدا ہوتی ہیں: قاعدہ: یاءِ لین: ـَ یْ ـْ (سکون اصلی)

الف: کٓهٰيٰعٓصٓ: کَافْ هَا يَا عَيْنْ صَادْ: شروع، آخر میں مد لازم حرفی اور درمیان میں لازم لین تینوں کو چار الف کھینچ کر، عَیْنْ کے نون میں اِخفاء اور صَادْ کے "دْ" پر قلقلہ ظاہر کریں

ب: حٰمٓ عٓسٓقٓ: حَا مِیْمْ عَیْنْ سِیْنْ قَافْ: ان دو حروفِ مقطعات میں مد لازم حرفی مخفف اور مد لازم لین کی مخلوط مثالیں ہیں۔ عَیْنْ سِیْنْ کے نونوں میں اِخفا کریں۔ طلبا و طالبات "عَیْنْ" میں محلِ مد یاءِ لین کی نسبت سے مد لازم لین کی نشاندہی کر کے مشق کریں۔

سکونِ عارضی: سکونِ عارضی سے مراد وہ علامتِ سکون ہے جو وقف یعنی معنی کے اعتبار سے ٹھہرنے کی وجہ سے کلمات کے آخری حرف کو ساکن کرنے سے عارضی طور پر آتی ہے۔ محل مد کے بعد سکونِ عارضی آنے سے مد فرعی پیدا ہونے والے مدات کی دو قسمیں ہیں: ۱: مد عارض وقفی یا مد عارض

۲: مد عارض لین

۱: مد عارض وقفی: محلِ مد حروفِ مدہ یا کھڑی حرکات کے بعد سبب مد سکونِ عارضی ہو تو ایسا مد، مد عارض وقفی کہلاتا ہے۔ اس میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں لیکن طول بہتر ہے۔

قاعدہ: الف مدہ: ـَ آ ـْ ☆ یاءِ مدہ: ـِ یْ ـْ ☆ واو مدہ: ـُ وْ ـْ (سکونِ عارضی)

کھڑی حرکات ـٰ ـٗ ☆ ـٖ ـٗ ☆ ـٰ ـٗ (سکونِ عارضی)

الف مدہ: وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ: وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارْ ۝ ۳-۱۷

یاءِ مدہ: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ: قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلْ ۝ ۴-۷۷

واو مدہ: لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ: لِمَا تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنْ ۝ ۶۱-۲

کھڑا زبر: اَلرَّحْمٰنُ ۝ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ: اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنْ ۝ ۵۵-۱/۲

۲: **مد عارض لین:** محلِ مد حروفِ لین کے بعد سبب مد سکونِ عارضی آ جائے تو ایسا مد، مدِ عارض لین کہلاتا ہے۔ اس میں طول، توسط اور قصر تینوں جائز ہیں۔ لیکن قصر سے پڑھنا بہتر ہے:

قاعدہ: واو لین: ـَ وْ ـْ ☆ یاءِ لین: ـَ يْ ـْ ۔

واو لین: وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ: وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفْ۔

قصر سے پڑھنے کی حالت: وَاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفْ۔

یاءِ لین: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتْ۔

قصر سے پڑھنے کی حالت: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتْ۔

نوٹ: مدات عارض وقفی اور لین کی حالت وقف پر مبتدی طلبا کی تعلیم اور آسانی کے لیے علامات مد ڈال دی گئی ہیں۔ قرآنِ حکیم میں مدات عارض کے لیے علامتِ مد نہیں لکھی جاتی۔ کیونکہ تالی دورانِ تلاوت کے دوران میں اکثر وقف کی بجائے وصل یعنی ملا کر پڑھنے کا بھی اختیار رہتا ہے۔

ج: **سببِ مد علامتِ شدہ:** محلِ مد حروفِ مدہ یا کھڑی حرکات کے بعد سببِ مد علامتِ شدہ کلمہ کی بناوٹ کی جگہ ادغامی شدہ تو اس سے دو قسم کے مدات فرعی پیدا ہوتے ہیں:

۱: مدلازم کلمی مثقل ۲: مدلازم حرفی مثقل

۱: مَدِّ لَازِمْ كَلِمِيْ مُثَقَّلْ: کلماتِ قرآنیہ میں سے محلِ مد کے بعد علامتِ شدہ سے پیدا ہونے والا مدِ فرعی، مدِ لازم کلمی مثقل کہلاتا ہے۔ ''کلمی'' سے کلمات قرآنیہ سے تعلق مراد ہے اور مثقل کا لغوی معنی بھاری اور بوجھل کیا گیا کے ہیں۔ یہ نام علامتِ سکون کے بالمقابل علامتِ شدہ کی وجہ سے ہے۔ اس مد کو چار الف کی مقدار پڑھا جاتا ہے اس میں توسط اور قصر جائز نہیں:

قاعدہ: الف مدہ: ـَآ ـّ ☆ یاءِ مدہ: ـِ یْ ـّ ☆ واو مدہ ـُ وْ ـّ۔

کھڑی حرکات: ـٰ ـّ ☆ ـٖ ـّ ☆ ـٗ ـّ

الف مدہ: حَآجِّ. كَآفَّةً. صَوَآفَّ۔

پڑھنے کا طریقہ: حَآجِّ: حَآ .... جْ جِ ☆ كَآفَّةً: كَآ .... فْ فَةً۔

کھڑا زبر: صٰٓفّٰتِ. آٰمِّيْنَ۔ پڑھنے کا طریقہ: آٰ .... غنہ مِّيْنَ

☆ محلِ مد یاءِ مدہ کے بعد سبب مدہ علامتِ شدہ کی مثال قرآنِ حکیم میں موجود نہیں ہے۔

واو مدہ: اَتُحَآجُّوْنِّيْ ۔ تَاْمُرُوْنِّيْ ۔

پڑھنے کا طریقہ: اَتُحَآجُّوْنِّيْ: اَتُحَآ .... جُّوْ .... غنہ نِّيْ ..☆

اس کلمہ میں دو محلِ مد جمع ہیں: پہلا محلِ مد الف مدہ اور سبب مد ''جّ'' کی علامتِ شدہ ہے دوسرا محلِ مدہ واو مدہ اور سببِ مد ''نّ'' کی علامتِ شدہ ہے۔ اس طرح اس کلمہ میں دو مدات کلمی مثقل پیدا ہوتی ہیں۔ نیز ان مثالوں میں نون مشدد میں ایک الف غنہ اور یاءِ مدہ (نِيْ) کی ایک الف یعنی کل دو الف مقدار پوری کرنا ضروری ہے۔ جس کی نشاندہی دو نقاط سے کی گئی ہے۔

۲: مدِ لازم حرفی مثقل: تین حرفی مقطعات میں سے محل مد کے بعد ادغامی شدہ سے پیدا ہونے

والا مد، مدِ لازم حرفی مثقل کہلاتا ہے۔ اس کو چار الف کی مقدار کھینچ کر پڑھا جاتا ہے۔ اس میں توسط اور قصر جائز نہیں: قاعدہ: الف مدہ: ـَ آ ـٓ ☆یا ءِ مد: ـِ ىٓ ـٓ ☆واو مدہ: ـُ وٓ ـٓ ۔

الٓمّٓ. طٰسٓمّٓ۔

(i) مداتِ فرعی کا تجزیہ: الٓمّٓ. اَلِفْ لَآمْ مِيْمْ: لام کے "مْ" ساکن اور میم کے "مِ" متحرک میں ادغامِ مثلین کی شرط کے تحت ادغام تام مع غنہ کی وجہ سے "مّ" مشدد ادا ہوا ہے:

اصل حروفِ مقطعات: اَلِفْ لَآ مْ مِيْمْ: اِدغام کی صورت: اَلِفْ لَآ مِّيْمْ۔

پڑھنے کا طریقہ: شروع کے الف کو نرمی سے بغیر کھینچے ادا کرنے، دونوں مدات فرعی کو چار الف لیکن برابر برابر کھینچنے اور مدات کے درمیان میں "مّ" مشدد کو ایک الف کی مقدار غنہ سے پڑھیں:

اَلِفْ لَآ ... غنہ مِّیْ.... مْ۔

(ii) تجزیہ: طٰسٓمّٓ: "طٰ" پر کھڑا زبر ہے جو مدِ اصلی کا قائم مقام ہونے کی بنا پر ہماری بحث سے خارج ہے۔ سین کے نون ساکن "نْ" اور "مِيْمْ" کے "مِ" متحرک کا حروفِ یرملون کے قاعدہ کے تحت ادغامِ تام مع غنہ ہوا ہے جس سے "نْ" ساکن گر گیا ہے اور میم مشدد ادا ہوا ہے: اصل حروفِ مقطعہ: طَا سِيْنْ مِيْمْ ادغام کی صورت: طَا سِيْمِّيْمْ: جو مدِ لازم مثقل اور مدِ لازم حرفی مخفف کا مجموعہ ہے۔

پڑھنے کا طریقہ: طَا. سِیْ.... غنہ مِّیْ.... مْ۔

طلبا و طالبات الٓمّٓرٰ . الٓمّٓصٓ کا تجزیہ بطور مشق خود کریں۔

مداتِ فرعی کی تعداد ایک نظر میں: ۱: مَدِّ مُتَّصِلْ ۲: مَدِّ مُنْفَصِلْ ۳: مَدِّ لَازِمْ كَلِمِيْ مُخَفَّفْ ۴: مَدِّ لَازِمْ حَرْفِيْ مُخَفَّفْ ۵: مَدِّ لَازِمْ كَلِمِيْ مُثَقَّلْ ۶: مَدِّ لَازِمْ حَرْفِيْ

مُثَقَّلْ ۷: مَدِّ لَازِمْ لِیْنْ مُخَفَّفْ ۸: مدِّ عَارِضْ وَقْفِیْ ۹: مدِّ عَارِضْ لِیْنْ۔

حروفِ مقطعات اوران کے پڑھنے کا طریقہ: چودہ حروف مقطعات کی ایک حرف سے لے کر پانچ حروف کے مجموعہ کی ترتیب یہ ہے: صٓ. قٓ. نٓ. طٰهٰ. یٰسٓ. طٰسٓ. حٰمٓ. الٓرٰ. الٓمٓ. الٓمٓرٰ. عٓسٓقٓ. طٰسٓمٓ. الٓمٓصٓ. کٓهٰیٰعٓصٓ۔

ایک ایک مستعمل حروف کی علیحدہ گنتی بھی چودہ ہے:

ص.ق.ن.ط.ہ.ی.س.ح.م.الف.ل.ر.ع.ك۔

حروفِ مقطعات میں چند حروف کا تعارف اور تفصیل، تجزیہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ بقیہ حروف کے پڑھنے کا طریقہ اور تلفظ درج ذیل ہے:

(i): طٰهٰ: طَا هَا: دونوں کھڑی حرکات کو ایک الف برابر کھینچ کر پڑھیں اور کسی کو کم یا زیادہ نہ کریں۔

(ii) حٰمٓ: حَا مِیْمْ: کھڑا زبر ایک الف، مدّ لازم حرفی مخفف چار الف کھینچ کر پڑھیں اور آخری ''م'' ساکن کی آواز کو ہلنے نہ دیں۔

(iii) صٓ: صَادْ: مدلازم حرفی مخفف چار الف کی مقدار کھینچ کر اور دال ساکن ''دْ'' پر قلقلہ ظاہر کریں۔

(iv) الٓرٰ: اَلِفْ لَآمْ رَا: الف (لام کے نیچے زیر) کو نرمی سے بغیر کھینچے، مدّ لازم حرفی مخفف کو چار الف اور ''رَا'' کو ایک الف کے برابر کھینچ کر پڑھیں۔

(v) الٓمٓ: اَلِفْ لَآ مِّیْمْ: الف کو نرمی سے بغیر کھینچے، دونوں مدات لازم حرفی مثقل کو چار چار الف اور برابر برابر کھینچ کر اوران دو مدات کے درمیان میم مشدد کو ایک الف غنہ سے ادا کریں۔

(vi) طٰسٓمٓ: طَا سِیْمِّیْمْ: کھڑا زبر ایک الف، دونوں مدات لازم حرفی مثقل اور مخفف کو چار

الف برابر برابر کھینچ کر لیکن سین کے نون ساکن کو پڑھے بغیر میم مشدد کو ایک الف غنہ سے ادا کریں۔

(vii) عٓسٓقٓ: عَيْنْ سِيْنْ قَافْ شروع میں مد لازم لین اور بعد کی دونوں مدات لازم حرفی مخفف کو چار الف برابر برابر کھینچ کر اور عین، سین کے دونوں کو ایک الف کی مقدار اخفاء سے ادا کریں

(viii) الٓمّٓرٰ: اَلِفْ لَآ مِّيْمْ رَا: الف کو نرمی سے بغیر کھینچے، مد لازم حرفی مثقل اور مخفف کو چار الف کی مقدار باری باری برابر کھینچتے ہوئے درمیان میں میم مشدد میں ایک الف کا غنہ اور آخر میں ''رَا'' کو ایک الف کھینچ کر پُر ادا کریں۔

(ix) كٓهٰيٰعٓصٓ: كَافْ هَا يَا عَيْنْ صَادْ: شروع کی مد لازم حرفی مخفف کو چار الف دونوں کھڑی حرکات کو ایک الف لیکن برابر برابر کھینچ کر ادا کریں۔ آخری دو مدات کو چار الف برابر برابر کھینچ کر، عَيْنْ کے نون ساکن میں اخفاء اور آخر میں صَادْ کے دال ساکن ''دْ'' پر قلقلہ ظاہر کریں۔ ان حروفِ مقطعات کو ایک سانس میں پڑھنا بھی ضروری ہے۔

حروف مقطعات کی تعداد: سورتوں کے شروع میں ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھے جانے والے چار حروفِ مقطعات کی تعداد کچھ اس طرح سے ہے: حٰمٓ سات سورتوں۔ الٓمّٓ چھے، الٓرٰ پانچ اور طٰسٓمّٓ دو سورتوں کے شروع میں آئے ہیں۔

(i) مدات فرعی کے ساتھ مخصوص قواعد کا اجراء: مداتِ فرعی کا تفصیلی بیان یہاں ختم ہوتا ہے لیکن مدات فرعی کی نسبت سے بعض دوسرے قواعد بطور اعادہ اور مشق بیان کئے جاتے ہیں:

ا: حروفِ مستعلیہ اور مدِ متصل ساتھ ساتھ

حروفِ مستعلیہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کو مدِ متصل کے ساتھ پڑھنے سے ان کا موٹا ہونا زیادہ واضح ہو جاتا ہے: عَطَآءً . بَصَآئِرُ . بَيْضَآءَ . رُخَآءً . تِلْقَآئِ . غَآئِطِ ۔

صَآىِٕمِيْنَ. طَآىِٕعِيْنَ. قَآىِٕمِيْنَ. خَآىِٕنِيْنَ. غَآىِٕبِيْنَ. ظَآنِّيْنَ. ضَآرِّيْنَ۔

۲: ''رَا'' کا پُر ہونا اور مدِ متصل: مداتِ متصل کے ساتھ ''رَا'' کا پر ہونا زیادہ نمایاں ہوتا ہے:

تَرَآىِٕبِ. سَرَآىِٕرُ. طَرَآىِٕق. بَرَآءَةٌ. اَلضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ. رَآدِّي۔

۳: حروفِ قلقلہ اور مدِ متصل: اَبْنَآءَ. اَدْعِيَآءَكُمْ. اَبْنَآؤُا. اَشِدَّآءُ۔

۴: مداتِ فرعی کے ساتھ بعض دوسری صفاتِ عارضہ کی مشق

مداتِ فرعی کے ساتھ بعض دوسری صفاتِ عارضہ محسنہ مثلاً اسم جلالہ اَللّٰہُ کی تفخیم لام، ''رَا'' کا پُر ہونا قلقلہ، اظہار، اخفاءِ شفوی، اخفاءِ حقیقی، غنہ، ادغام اور اقلاب ان سب کی بطورِ اعادہ مثالیں دی جاری ہیں مبتدی طلباء ان تمام قواعد کی پہچان کرتے ہوئے مدات کے ساتھ صحیح ادا کرنے کی مشق کریں۔

قَدْجَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ. تَتَّبِعٰنِّ. مُدْهَآمَّتٰنِ. قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ۔

اَلْاَخِلَّآءُ. رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ. مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ. دُعَآءً وَّ نِدَآءً. مِنْ وَّرَآئِ.

مِنْ لِّقَآىِٕهٖ. نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ. فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ وَلَا تَعْثَوْا فِي

الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ. دُعَآءٍ عَرِيْضٍ. خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ. مَآءً بِقَدَرٍ. اَنْبِئُوْا۔

وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ ۲۔۱۸۸

۰: کلمہ طیبہ میں شروع کے لامات کو مدِ منفصل اور باریک، اسم الجلالہ اللہ کے دونوں لامات کو موٹا پڑھنے کی مشق کریں: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

۵: مدِ منفصل کے ساتھ یاءِ ندائیہ اور ہاءِ تنبیہ کی وضاحت:

نداء کا لغوی معنی پکارنا اور آواز دینا کے ہیں اور پکارنے والا ''اے'' کہہ کر پکارتا ہے۔ تنبیہ

خبردار کرنا، جھڑکی اور نصیحت کو کہتے ہیں اور مخاطب بالعموم "آگاہ رہو" یا "خبردار ہو جاؤ" کہتا ہے۔ عربی زبان میں ان دو مواقع کے لیے بالترتیب حرف "یَا" اور "ھَا" مستعمل ہیں۔ یہ یاءِ ندائیہ اور ھاءِ تنبیہ کہلاتی ہیں۔ البتہ ان دونوں کو لکھنے میں الف کو گرا کر کھڑا زبر لکھنا رائج ہے۔ یاءِ ندائیہ اور ھاءِ تنبیہ عربی قواعد اور اپنے معانی کے اعتبار سے بھی دو جدا اور مستقل کلمات ہیں۔ ان کے بعد ہمزہ (آ) اگلے کلمے کا جز تصور ہوتا ہے جو اختصار کے پیشِ نظر ساتھ ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ لیکن بعض مبتدی طلبا کو "یَا اور ھَا" کے ساتھ ملا کر لکھنے سے مدِ متصل کا ہمزہ ہونے کا وہم ہوتا ہے۔ لیکن واضح رہے کہ یہ ہمزہ دراصل مدِ منفصل کا ہے اور کھڑی زبر پر اسی کی علامتِ مدہ درج ہے:

الف: یاءِ ندائیہ: اصل کلمہ: یَا+ بَنِیْ ☆ لکھنے کا طریقہ: یٰبَنِیْ. یٰنُوْحُ. یٰعِبَادِ۔

اگر اسم منادی (پکارنے والے) پر لامِ تعریف کا "اَلْ" داخل ہو جائے تو مذکر کے لیے اَیُّھَا اور مؤنث کے لئے اَیَّتُھَا بڑھا دیا جاتا ہے۔ تاکہ "یَا" کی آواز "اَلْ" میں گم نہ ہو جائے:

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ. یٰٓاَیُّھَا الْمُزَّمِّلُ. یٰٓاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ۔

اَسماءُالحُسنٰی: اللہ تعالیٰ کے مشہور ننانوے صفاتی ناموں میں سے کسی اسم مبارک کو بطور وظیفہ پڑھیں تو شروع میں حرفِ ندا "یَا" لگائیں: یَارَحْمٰنُ. یَا کَرِیْمُ. یَا رَزَّاقُ۔

ب: ھاءِ تنبیہ: اصل کلمہ: ھَا +اَنْتُمْ ☆ لکھنے کا طریقہ: ھٰٓاَنْتُمْ۔

ھٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَھُمْ وَلَا یُحِبُّوْنَکُمْ: ۳-۱۱۹

ج: اسم اشارہ بعید: اسم اشارہ بعید کی ترکیب ھَا + اُولَآءِ بھی اسی قاعدہ کے تحت آئی ہے: ھٰٓؤُلَآءِ۔ جو مدِ منفصل اور متصل کا مجموعہ ہے۔

د: کلمہ "اَلَا" بھی حرفِ تنبیہ کے طور پر اکثر کلام کو شروع کرنے کے لیے آتا ہے:

(i) اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ○ ۲-۱۲

ترجمہ: دیکھو! یہ بلاشبہ مفسد ہیں لیکن خبر نہیں رکھتے۔

(ii) اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ○ ۱۳-۲۸

ترجمہ: سن رکھو! کہ اللہ کی یاد ہی سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

سببِ مد کے لحاظ سے مدّاتِ فرعی کے مراتب: سببِ مد کے قوی اور ضعیف ہونے کی وجہ سے مدّاتِ فرعی کے تین مختلف مراتب ہیں اور ان کا جاننا اس لیے ضروری ہے کہ اگر کسی کلمہ میں قوی اور ضعیف دونوں سبب جمع ہو جائیں تو قوی سبب پر عمل کرنا ضروری ہوتا ہے:

۱: **قوی سببِ مد:** سب سے قوی سببِ مد سکونِ اصلی اور علامتِ شدّہ ہیں جن سے پیدا ہونے والی مد لازم کی پانچ مدات سب سے قوی ہیں۔ جیسا کہ آپ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ مشدد حرف ساکن اور متحرک حروف کا مجموعہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تشدید کے اسی اصول کی بناء پر اکثر علماءِ تجوید نے سببِ مد دو ہی بیان کئے ہیں: ہمزہ اور سکونِ اصلی۔ علامتِ شدہ کو سکونِ اصلی میں شمار کرتے ہوئے علیحدہ سے سبب مد بیان نہیں کیا۔ لیکن بعض دوسرے علماءِ تجوید نے مدات کے سبق میں مبتدی طلبا کی آسانی کے لیے علامتِ شدہ کے ظاہری طور پر کلمات میں لکھا ہونے کی وجہ سے علیحدہ سے سبب مد مانا ہے۔ آپ کے پیشِ نظر کتاب میں بھی علامتِ شدہ کو علیحدہ سبب مد کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

۲: **سببِ مد ہمزہ متصلہ:** ہمزہ متصلہ ''ء'' سے پیدا ہونے والا مدِ متصل دوسرے نمبر پر ہے۔

۳: **سببِ مد ہمزۂ منفصلہ اور سکونِ عارضی:** سب سے کمزور درجہ پر سببِ مد ہمزۂ منفصلہ سے مدِ منفصل اور سکونِ عارضی سے پیدا ہونے والی دو مدات مدِ عارض وقفی اور مدِ عارض لین ہیں۔ کیونکہ ان کو طول، توسط اور قصر تینوں میں سے کسی ایک مقدار سے پڑھنے کا قاری کو اختیار ہے۔

مدات فرعی کی اقسام اور قوی و ضعیف ہونے کے مراتب

علماءِ تجوید نے مدّات فرعی کی اہمیت کو اجاگر کرنے اور ان کو پڑھنے کی مختلف مقداروں میں توازن کو برقرار رکھنے کا تاکیدی حکم دیا ہے۔ علمی اور عملی اعتبار سے قوی اور ضعیف ہونے کا فرق واضح کر دیا ہے۔ نیز ان کی یہ تقسیم اور مراتب ان کے ناموں سے بھی ظاہر ہے:

۱: مدِ لازم ۲: مد واجب ۳: مدِ جائز ۴: مدِ عارض وقفی اور عارض لین۔

مدات فرعی کی مختلف مقداروں میں تناسب و توازن کی اہمیّت

طلبا و طالبات کو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ عملاً مدات کی مقداروں میں کمی بیشی فطری طور پر بھی ضروری ہے کہ تلاوت کرتے ہوئے ہر انسان میں سانس کو جاری رکھنے کی صلاحیت طبعاً کم یا زیادہ ہوتی ہے۔ لہٰذا اپنے سانس کے فطری دورانیہ کی مناسبت سے مدات کو کھینچ کر پڑھنے کا ایک ہی انداز پختہ کرنا چاہیے۔ مثلاً سانس کا دورانیہ کم ہے تو مد منفصل، مد عارض لین اور مدِ عارض وقفی کی مقداروں کو بالترتیب دو، اڑھائی اور تین الف میں سے کسی ایک کو اختیار کر لینے کی گنجائش ہے۔ لیکن ان اختیار کردہ مقداروں میں مساوات کا ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح دوسری مدات کو بھی تین اور چار الف کی متعینہ مقداروں کو بذریعہ مشق پختہ کریں۔ البتہ غفلت یا عادتاً اور بالخصوص ایک ہی نشست میں مدات کی مقداروں کو کہیں کم اور کہیں زیادہ کرنا تلاوت کا عیب ہونے کے علاوہ حسنِ قراءت کے بھی خلاف ہے۔ مدات میں آواز کو ہلانا جیسے کوئی شخص سردی میں کانپ رہا ہے، سے پرہیز کریں کیونکہ یہ لحنِ جلی ہے۔

تلاوت کے دوران مدات فرعی کی آوازوں میں ایک توازن و تناسب کے علاوہ ایک الف کی مقدار سے پڑھے جانے والے قاعدوں میں مساوات برقرار رکھنا اہم ہی نہیں بلکہ سلیم الطبع انسان کی طبیعت کا تقاضا اور تالی کے ذوقِ سلیم کا امتحان بھی ہے۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ آپ کی معمول کی تلاوت چھوٹی اور بڑی غلطیوں سے پاک، حسنِ قراءت کا بہترین نمونہ اور مقداروں کے توازن کے اعتبار سے مطلوب معیار کے مطابق ہونا ضروری ہے۔ ایک الف سے پڑھے جانے والے قاعدوں کا

خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

الف: تینوں حروف مدہ ب: تینوں کھڑی حرکات ج: ''ن.م'' مشدد کا غنہ۔

د: ''ن.م'' ساکن کا اخفاءِ حقیقی اور شفوی ہ: ''ن.م'' مشدد کا ادغامِ مثلین مع غنہ۔

و: نون ساکن کا ''و.ی'' میں ادغامِ ناقص مع غنہ۔

ز: اقلاب کے قاعدہ کے تحت نون ساکن کو میم ساکن سے بدل کر میم ساکن کا اخفاء مع غنہ۔

الف: آوازوں کو بتدریج بڑھانے کی مشق: حرکات کو بغیر کھینچے، حروف مدہ کو ایک الف، کھڑا زبر ایک الف، مدِ منفصل دو الف، مدِ متصل تین الف، مدِ لازم مثقل چار الف کی مقدار سے پڑھیں:

الف: اَمِيْنَ. اٰمِيْنَ. آٰمِّيْنَ ب: يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِ يْلَ۔ ۲-۴۰

ج: وَاِذَارَاَوْهُمْ قَالُوْٓا اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَضَآلُّوْنَ۔ ۸۳-۳۲

ب: مداتِ فرعی اور ایک الف کی مقداروں والے قواعد میں تناسب و توازن کی مزید مشق:

اٰبَآءِهِنَّ. اٰبَآءِ یْٓ اِبْرٰهِيْمَ. وَمَآ اَفَآءَ اللّٰهُ. قَالَ قَآئِلٌ. سَوَآءَ السَّبِيْلِ.

شَعَآئِرَاللّٰهِ. فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ. كُلًّا نُّمِدُّ

هٰٓؤُلَآءِ وَ هٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَ مَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا۔

ج: دو، دو، تین، تین اور ساتھ ساتھ مدات میں توازن و تناسب برقرار رکھیں:

قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ. وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ. رَبَّنَا لَا

تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا. فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ

مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ. فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى.

لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ۔ ۳۰-۱۳

☆سورت اَلْکٰافِرُوْنَ: ۹۴ کی چھے آیات میں سات مرتبہ مدمنفصل کو برابر برابر پڑھنے کی مشق کریں

د: **نمازِ تراویح میں مدات کی مقداریں:** نمازِ تراویح یا انفرادی طور پر قدرے تیز پڑھتے ہوئے جسے اصطلاحاً حدر کہتے ہیں تفصیل سبق نمبر ۳۱ پر موجود ہے) خصوصاً دو مختلف مدات اگر ساتھ ساتھ آئیں تو ان میں کمی بیشی کی کسی حد تک گنجائش ہے۔ مثلاً کلمہ "ھٰٓؤُلَآءِ" میں مدمتصل اور مدمنفصل کو مختلف مقداروں سے پڑھنے کی نو جائز اور تین ناجائز صورتوں کو ایک نقشہ سے سمجھنا آسان ہے:

نمبر شمار	مدمنفصل	مدمتصل	جائز و ناجائز
۱	ایک الف	دو الف	جائز
۲	دو الف	" "	" "
۳	ڈھائی الف	" "	ناجائز ☆
۴	تین الف	" "	ناجائز ☆
۵	ایک الف	ڈھائی الف	جائز
۶	دو الف	" "	" "
۷	ڈھائی الف	" "	" "
۸	تین الف	" "	ناجائز ☆
۹	ایک الف	تین الف	جائز
۱۰	دو الف	" "	" "
۱۱	ڈھائی الف	" "	" "
۱۲	تین الف	" "	" "

درج بالا نقشہ میں نو وجوہ کے جائز ہونے کی وجہ ان دو مدات میں مساوات اور قوی کو ضعیف مد پر ترجیح ہے اور تین وجوہ کے ناجائز ہونے کی وجہ ان میں عدم مساوات اور ضعیف مد کو قوی پر

ترجیح دینا ہے۔

حروفِ ہجاء اور مدِ متصل: حروفِ ہجا کے پڑھنے کا ہمارے یہاں جو طریقہ رائج ہے وہ یہ ہے کہ دو حرفی حروف کو مدِ اصلی کی مقدار، ایک الف اور تین حرفی حروف کو مدِ لازم حرفی مخفف کی مقدار، چار الف سے پڑھا جاتا ہے۔ پڑھنے کا یہ طریقہ اصلاً قرآنی حروفِ مقطعات پر آنے والی مداتِ فرعی ہی سے ماخوذ ہے۔ البتہ حروفِ ہجاء کو اس کے برعکس طریقہ سے پڑھنا بھی جائز اور رائج ہے۔ مثلاً دو حرفی حروف کو مدِ متصل کے مطابق اور تین حرفی حروف کو مدِ اصلی کی طرز پر پڑھنا۔ یہ تبدیلی حروفِ ہجا کے ناموں کے آخر میں تنوین کے آنے اور عام اسم کی صورت اختیار کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ چونکہ دو حرفی حروف کے ناموں کے بعد منون ہمزہ بطور سببِ مد آیا ہے جس سے مدِ متصل پیدا ہو جاتی ہے اور ان پر علامتِ مد آجاتی ہے: بَآءٌ۔ تین حرفی حروف کے آخر میں تنوین آنے سے چونکہ مدِ لازم حرفی مخفف کے پیدا ہونے کا سبب سکونِ اصلی باقی نہیں رہتا اور ان حروف پر علامتِ مد بھی ختم ہو گئی ہے: جِیْمٌ: اس طرح حروفِ ہجاء کے ناموں کو لکھنے کی دو حالتیں بن جاتی ہیں:

۱: اسمِ نکرہ ۲: اسمِ معرفہ

۱: اسمِ نکرہ: اَلِفٌ. بَآءٌ. تَآءٌ. ثَآءٌ. جِیْمٌ. حَآءٌ. خَآءٌ. دَالٌ. ذَالٌ. رَآءٌ. زَآءٌ سِیْنٌ. شِیْنٌ. صَادٌ. ضَادٌ. طَآءٌ. ظَآءٌ. عَیْنٌ. غَیْنٌ. فَآءٌ. قَافٌ. کَافٌ. لَامٌ. مِیْمٌ. نُوْنٌ. وَاوٌ. هَآءٌ. هَمْزَةٌ. یَآءٌ۔

۲: اسمِ معرفہ: اَلْاَلِفُ. اَلْبَآءُ. اَلتَّآءُ. اَلثَّآءُ. اَلْجِیْمُ. اَلْحَآءُ. اَلسِّیْنُ. اَلْعَیْنُ۔ اَلْکَافُ. اَللَّامُ. اَلْمِیْمُ. اَلْوَاوُ. اَلْیَآءُ۔

حروفِ ہجا کی جمع: علمِ تجوید میں چونکہ جمع و تثنیہ کے صیغے مستعمل ہیں اس لیے حروفِ ہجا کو ہمزہ اور تنوین کے ساتھ لکھنے کی صورت میں ان حروف کی چند مثالیں درج ہیں:

الف: ہمزہ کے ساتھ: بَاءَ اتٌ ۔ تَاءَ اتٌ ۔ رَا ءَ اتٌ ۔ هَمْزَءَ اتٌ ۔ يَاءَ اتٌ۔

ب: تنوین کے ساتھ: اَلِفَاتٌ ۔ جِيْمَاتٌ ۔ دَالَاتٌ ۔ لَامَاتٌ ۔ نُوْنَاتٌ ۔ مِيْمَاتٌ۔

ج: تثنیہ کے ساتھ: اَلِفَيْنِ ۔ بَابَيْنِ ۔ لَامَيْنِ ۔ مِيْمَيْنِ ۔ وَاوَيْنِ ۔ هَمْزَتَيْنِ ۔ يَايَيْنِ

اِعراب کی تعریف: اعراب کا عام فہم اور معروف معنی تینوں حرکات، تینوں تنوینات اور تینوں کھڑی حرکات کے ہیں۔ اصطلاحاً کلمات کے معانی تبدیل کیے بغیر کلمات کے آخر میں زبر، زیر، پیش، تنوین اور کھڑی حرکات کی تبدیلی کو اِعراب کہتے ہیں۔ ایسے کلمات مُعْرَبْ کہلاتے ہیں۔ جن کلمات کی آخری حرکات برقرار رہتی ہیں ان میں تبدیلی نہیں ہوتی وہ مبنی کہلاتے ہیں۔ ان نو اعراب کے علاوہ پانچ اعراب اور بھی ہیں جن سے ان کی مجموعی تعداد چودہ ہو جاتی ہے۔ اس تمام بحث کا بنیادی تعلق عربی گرامر سے ہے جسے علمِ نحو کہتے ہیں جو اعرابی تبدیلیوں کا علم ہے۔ البتہ علمِ تجوید کے طلبا و طالبات کو بھی علمی لحاظ سے اِعراب سے متعلق کم از کم ان دو باتوں کا جاننا ضروری ہے۔

۱: حرکاتِ ثلاثہ اور تنوین کے دو، دو نام ہیں مثلاً زبر اور دوزبر کی تنوین دونوں کو نصب، زبر اور دوزبر کی تنوین والے حرف کو منصوب کہتے ہیں۔ زیر اور دوزیر کی تنوین دونوں کو جر، زیر اور دوزیر کی تنوین والے حرف کو مجرور کہتے ہیں۔ پیش اور دو پیش کی تنوین دونوں کو رفع، پیش اور دو پیش کی تنوین والے حرف کو مرفوع کہتے ہیں۔ ان میں زبر، زیر، پیش یا فتحہ، کسرہ، ضمہ کو بنائی اور نصب، جر اور رفع کو اعرابی کہتے ہیں۔

۲: درج بالا اعراب کے علاوہ جزم (ْ) شدہ (ّ) اور مدات (ٓ ۔ ٰ) کو علامات کہتے ہیں۔

۲۴ ہمزہ کے قواعد

اَوْ یَرْ مَلَان میں جمع مخصوص حروف کی صفاتِ عارضہ کے بیان کا آخری حرف لیکن کلمہ اَوْ یَرْ مَلَان کے شروع میں آنے والے ہمزہ کی صفات وقواعد کی تشریح کی جاتی ہے:

بنیادی طور پر ہمزہ کی دو اہم قسمیں ۱: ہمزہ قطعی ۲: ہمزہ وصلی

۱: **ہمزہ قطعی**: وہ ہمزہ ہے جو کلمہ کے شروع میں آئے اور ہر حال میں پڑھا جائے بلکہ درمیانِ کلام ملا کر پڑھنے کی صورت میں بھی باقی رہے اور حذف نہ ہو۔ درج ذیل کلمات کے شروع کے ءات، ہمزہ قطعی ہیں: اِنْ ۔ اَنْعَمْتَ ۔ اَحْسَنَ ۔ اِلَّا ۔ اِلَيْهِ ۔

یہ تمام ہمزءات درمیانِ کلام ملا کر پڑھنے کی صورت میں ادا ہوتے ہیں:

فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى. اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ. لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا عَمِلُوْا. اَ تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهُ. وَاَدَآءٌ اِلَيْهِ بِاِحْسَانٍ۔

درج بالا مثالوں میں زبر، زیر، پیش والا الف ہمزہ قطعی ہے جبکہ درمیانِ کلام بغیر اعراب کے تین الفات جو خالی ہیں اصلاً ہمزہ وصلی ہیں جو کلمات کو ملا کر پڑھنے کی حالت میں گر گئے یعنی پڑھے نہیں گئے: الذِّكْرٰى. اللّٰهُ (دومرتبہ)

۲: **ہمزہ وصلی**: وہ ہمزہ ہے جو کلمہ کے شروع میں آئے اور فقط ابتداء کلام ہی پڑھا جائے لیکن کلمات کو ملا کر رواں پڑھنے کی حالت میں درمیانِ کلام گر جائے اور پڑھا نہ جائے ہمزہ وصلی کہلاتا ہے۔ درمیانِ کلام گر جانا اس کی اصل پہچان ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ میں ''**اَلْحَمْدُ**'' کے شروع کا ہمزہ وصلی ہے اور ادا ہوا ہے اور کلمہ الْعٰلَمِيْنَ، اصل میں: اَلْعٰلَمِيْنَ ہے جس کے شروع کا ہمزہ وصلی ''اَ'' ملا کر پڑھنے کی حالت میں درمیانِ کلام پڑھا نہیں گیا۔ ہمزہ وصلی کی پہچان کے لیے مزید مثالیں درج ذیل ہیں:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ ٱلْخَلّٰقُ ٱلْعَلِيْمُ ۔ بَعَثَ فِي ٱلْاُ مِّيّٖنَ ۔ ذٰلِكَ ٱلْكِتٰبُ ۔
وَٱعْبُدْ رَبَّكَ ۔ اَنِ ٱعْبُدُوا ٱللّٰهَ وَٱجْتَنِبُوا ٱلطَّاغُوْتَ ۔ وَٱسْتَغْفِرْهُ ۔
وَ عَلَيْهَا مَا ٱكْتَسَبَتْ ۔ اِلٰى يَوْمِ ٱلْوَقْتِ ٱلْمَعْلُوْمِ ۔ وَلَنِعْمَ دَارُ ٱلْمُتَّقِيْنَ ۔

درج بالا کلمات میں درمیانِ کلام چودہ ہمزءات ، ہمزہ وصلی ہیں اور اعراب کے بغیر ہونے کی وجہ سے الف کی صورت میں لکھے ہوئے ہیں۔ پہچان کی غرض سے ان پر مخصوص نشان ڈال دیا گیا ہے: ٱ ۔ ہمزہ قطعی اور ہمزہ وصلی کے اس تعارف کے بعد پہلے ہمزہ وصلی کے قواعد کی وضاحت ضروری ہے چونکہ اس کا تعلق ہمزہ سے متعلقہ دوسرے قاعدوں سے بھی ہے۔

کلمات کے شروع میں آنے کی صورت میں ہمزہ وصلی کی حرکات کے قواعد

یہ اصول آپ سکون کے سبق نمبر ے میں پڑھ چکے ہیں کہ عربی زبان میں ساکن حرف اگر کلمہ کے شروع میں آئے تو یہ پڑھا نہیں جا سکتا اور ایسے مواقع سے ابتدا نہیں ہو سکتی۔ اس دشواری کو دور کرنے کے لیے اہلِ زبان بطور قاعدہ ساکن حرف کے شروع میں متحرک ہمزہ (اَ۔اِ۔اُ) لاتے ہیں اور اس متحرک ہمزہ کو ساکن حرف سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔ ملا کر پڑھنے کی وجہ سے اس کا نام ہمزہ وصلی (ملانے والا) ہے اور اسے سُلَّمُ اللِّسَانْ (زبان کی سیڑھی) بھی کہتے ہیں چونکہ حرکات تین ہیں (ـَ۔ ـِ۔ ـُ) لہٰذا ہمزہ وصلی کے شروع کی حرکت کون سی ہوگی؟ اسی حوالہ سے ہمزہ وصلی کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں:

۱: **لام تعریف:** لام تعریف قمری یا شمسی ہو اس کے شروع کا ہمزہ وصلی ہمیشہ زبر والا ہوتا ہے:

اَللّٰهُ ۔ اَلرَّسُوْلُ ۔ اَلصُّحُفُ ۔ اَلسَّبِيْلُ ۔ اَلْبَلٰغُ ۔ اَلْمُبِيْنُ ۔ اَلْمُسْتَقِيْمُ ۔ اَلصّٰلِحِيْنَ
اَلْمُتَّقِيْنَ ۔ اَلْفَوْزُ ۔ اَلْكَبِيْرُ ۔

۲: **اِسمِ موصول:** (RELATIVE NOUN) ایسا اسم جو دو مختلف جملوں یا کلموں کو باہم ملانے کے

لیے استعمال ہو اسم موصول کہلاتا ہے۔اس کے شروع کا ہمزہ وصلی بھی مفتوح ہوتا ہے:

اَلَّذِیْ. اَلَّذِیْنَ. اَلَّتِیْ. اَلَّذٰنِ. اَلّٰتِیْ۔

۳: اسم: (NOUN) اسم کلمہ کے شروع کا ہمزہ وصلی ہمیشہ مکسور یعنی زیر والا ہوتا ہے:

اِسْمٌ. اِبْنٌ. اِبْنَتٌ. اِمْرَاَۃٌ. اِمْرُؤٌا. اِثْنَیْنِ. اِثْنَتَیْنِ۔

قرآنِ حکیم میں یہی سات اسم آئے ہیں۔ان تمام اسماء کا شروع کا ہمزہ درمیانِ کلام آنے کی وجہ سے پڑھا نہیں گیا ہے تاہم اوپر درج مثالوں میں شروع میں آنے کی وجہ سے اور اصل قاعدہ کی تفہیم و تشکیل کے لیے ان کے شروع میں زیر لگا دی گئی ہے۔البتہ طلبا و طالبات قرآنِ حکیم میں سورت اور آیت نمبر کے حوالے سے ان اسماء کے شروع میں آنے والے ہمزہ وصلی کے گر جانے کی پہچان بھی کریں: اِبْنٌ: ۳-۴۵۔ اِثْنَیْنِ: ۴-۱۱۔ اِمْرَاَۃٌ: ۴-۱۲۔اِمْرُؤٌ: ۴-۱۷۶۔

اِسْمٌ: ۶-۱۱۸۔ اِثْنَیْنِ: ۶-۱۴۴۔ اِبْنَتٌ: ۶۶-۱۲۔

۴: فعل: (VERB) فعل کلمہ کا ہمزہ وصلی فعل کے تیسرے حرف کی حرکت کے مطابق ہوتا ہے:

الف: فعل کے تیسرے حرف پر اگر ضمہ اصلی ہو تو ہمزہ وصلی مضموم یعنی پیش والا ہوتا ہے۔ضمہ اصلی سے مراد وہ ضمہ ہے جو کلمہ کی بناوٹ کا ہو: اصل کلمہ: اُدْخُلُوْا۔ قاعدہ: اُدْخُلُوْا۔

اصل کلمہ: اُكْتُبُوْا۔ قاعدہ: اُكْتُبُوْا. اُذْكُرُوْا. اُقْتُلُوْا. اُسْلُكْ. اُدْعُوْا۔ ۳۲-۲۸

اُنْظُرْ. اُتْلُ. اُحْشُرُوْا۔

ب: فعل کے تیسرے حرف پر اگر ضمہ عارضی ہو تو ہمزہ وصلی مکسور یعنی زیر والا ہوتا ہے:

اِمْشُوْا. اِيْتُوْا. اِقْضُوْا. اِبْنُوْا. اِتَّقُوْا۔

ان کلمات میں تیسرے حرف کا ضمہ تعلیل کے قاعدے سے بدل کر آیا ہوا ہے اس لیے یہ

عارضی کہلاتا ہے۔ تعلیل کا قاعدہ سبق نمبر ۹ پر بیان ہوا ہے۔ اعادہ کے طور پر ایک نظر دیکھ لینا چاہیے
تعلیل کا قاعدہ لاگو ہونے سے پہلے درج بالا کلمات کی اصل بناوٹ اس طرح سے تھی:

اِمْشِيُوْا. اِيْتِيُوْا. اِقْضِيُوْا. اِبْنِيُوْا. اِتَّقِيُوْا۔

اِمْشِيُوْا کی تعلیل: مذکورہ کلمہ کی حرکات اور حروفِ علت میں مطابقت کے لیے ''ش'' کی زیر
گرا کر (اسقاط حرکت) آخری یاء پر پیش ثقیل ہونے کی وجہ سے انتقالِ حرکت کے مطابق ''ش'' کو
دے دیا گیا ہے: اِمْشُيُوْا۔ اس تبدیلی ہی کی وجہ سے یہ پیش عارضی کہلاتا ہے۔ انتقالِ حرکت کی بناء
پر ''ی اور و'' دو ساکن اکٹھا ہونے سے پڑھنے میں مزید دشواری ہوئی: اِمْشُيْوْا۔ اس کی اصلاح
کے لیے ''ش'' کے پیش اور آخری ''و'' ساکن میں موافقت پیدا کرنے کے لیے درمیان میں ''ی''
کو گرانے کے بعد کلمہ ''اِمْشُوْا'' وجود میں آگیا اور پڑھنے میں سہولت پیدا ہوگئی۔ طلبا و طالبات باقی
کلمات میں بھی تعلیل کا یہ عمل دہرا کر مشق کریں۔

ج: فعل کا تیسرا حرف مفتوح یا مکسور ہو تو ہمزہ وصلی ہمیشہ مکسور ہوتا ہے:

اصل کلمہ: اقْرَاْ۔ قاعدہ: اِقْرَاْ. اِعْلَمْ. اِهْدِنَا۔

اِنْتَهُوْا. اِرْجِعُوْا. اِتَّبِعْ. اِعْمَلُوْا. اِصْبِرْ. اِسْتَغْفِرْ۔

سوال: فعل کا تیسرا حرف مفتوح ہو تو ہمزہ وصلی مفتوح کیوں نہیں ہوتا؟

جواب: ہمزہ قطعی اور بعض دوسرے صیغوں (TENSES) میں شروع کا ہمزہ ہمیشہ مفتوح ہوتا
ہے لہٰذا سوائے لام تعریف کے دوسرے کلمات کو مفتوح نہیں کیا جاتا بلکہ ہمزہ وصلی بھی اگر مفتوح ہوتا
تو ہمزہ قطعی اور ہمزہ وصلی کی پہچان مشکل ہو جاتی: اِقْرَاْ. اِعْلَمْ. اِصْبِرُوْا. اِتَّقُوْا میں ہمزہ وصلی مکسور
ہے اور اَعْلَمُ. اَكْرَمَ. اَرْسَلَ. اَنْصَحَ میں اسم تفضیل اور مضارع کے صیغے ہیں جن کا شروع کا
ہمزہ قطعی ہے اور یہ مفتوح ہے۔

ہمزہ وصلی کی بیان کردہ اس تفصیل سے یہ بات بڑے واضح انداز سے سامنے آئی کہ اس

کے قواعد کا تعلق عربی گرامر سے ہے۔ جس کا جاننا ہر آدمی کے لیے نسبتاً مشکل ہے۔ اس لیے ہمارے یہاں شائع ہونے والے مصاحف میں علماءِ کرام نے ہماری آسانی کے لیے اکثر ہمزءات وصلی کی حرکات قاعدہ کے مطابق پہلے سے لگا دی ہیں۔ ایسے ہمزءات وصلی کی تعداد تقریباً سو ہے لیکن کثیرالاستعمال کلمات: اَللّٰہُ. اَلَّذِی. اَلَّذِیْنَ کو ایک مرتبہ شمار کیا گیا ہے اور چند ایک کلمات میں یہ حرکات نہیں بھی لگائی ہیں۔ جن کی مثالیں آگے آ رہی ہیں۔ البتہ علمِ تجوید کے طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ ہمزہ وصلی کے اصولوں کو کسی حد تک جانتا ہو اور اسے ہمزہ وصلی کی پہچان بھی ہونا چاہیے تاکہ تلاوت کے دوران الفاظ کو غلط پڑھنے سے بچ سکے۔ خصوصاً کلمات کے درمیان یا آیات پر ٹھہرنے کے بعد اگلی آیت کے شروع میں اگر ہمزہ وصلی ہو تو ایسے مواقع پر غلطی کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ مزید تفصیل سبق نمبر ۲۸ پر دیکھیں۔

لامِ تعریف اور ہمزہ وصلی کا پڑھنا اور نہ پڑھنا دونوں ساتھ ساتھ:

(أ) لامِ تعریف کا ہمزہ وصلی: اَلْحَیُّ. اَلْقَیُّوْمُ۔ اَلْحَقُّ الْیَقِیْنِ. اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ. اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ. اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَةُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَالْبٰقِیٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَیْرٌ اَمَلًا۔ ۱۸۔۲۶

قرآنِ حکیم میں ہمزہ وصلی کی حرکات کے بغیر کلمات: الرَّحْمٰنِ ۱۔۲ اقْتُلُوْا: ۱۲۔۹ اشْدُدْ: ۲۰۔۳۱ اتَّبِعُوْا: ۳۶۔۲۱ الْجَوَارِ: ۸۱۔۱۶ النَّجْمِ ۸۶۔۳ ارْجِعِیْ: ۸۹۔۲۸ للّٰهِ، الَّذِیْ اور الَّذِیْنَ: یہ کلمات اکثر مقامات پر زبر کے بغیر بھی آتے ہیں۔

درج بالا مثالوں میں ہمزہ وصلی کی حرکات بالترتیب حسب ذیل ہیں

اَلرَّحْمٰنِ. اُشْدُدْ. اُقْتُلُوْا. اِتَّبِعُوْا. اَلْجَوَارِ. اَلنَّجْمِ. اِرْجِعِیْ. اَللّٰهُ. اَلَّذِیْ۔

نوٹ: غلطی سے بچنے کے لیے تالین کو چاہیے کہ اپنے ذاتی قرآنِ مجید میں ہمزہ وصلی کی یہ

حرکات خود لگالیں۔ آپ کی راہنمائی اور آسانی ہی کے لیے سورت اور آیت نمبر درج ہے۔

اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کے ساتھ "اَلْ" تعریف کا غلط استعمال

اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے صفاتی ناموں "رَحْمٰنْ. رَحِیْمْ" کے ساتھ "اَلْ" تعریف لگانے سے ان کے معانی وصفات کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہو جاتا ہے۔ لیکن اکثر لاعلمی کی بناء پر بعض کاروباری اداروں کے نام "اَلْ" تعریف کے ساتھ لکھے جاتے ہیں: الرحمٰن فوٹوسٹیٹ، الرحمٰن انٹر پرائزز، الرحیم، الکریم بک ڈپو وغیرہ۔ ان ناموں کی نسبت چونکہ ذات باری تعالیٰ کی طرف ہو جاتی ہے اس لیے ایسے نام لکھنا شرعاً جائز نہیں۔ اس کی اصلاح کرنی چاہیے۔ بلکہ بعض اشخاص کے نام اگر "اَلْ" کی بناوٹ پر ہوں تو ان کے ساتھ "عَبْدُ" کا سابقہ لگانا چاہیے:

عَبْدُالرَّحْمٰنْ . عَبْدُالرَّحِیْمْ. عَبْدُالْخَالِقْ. عَبْدُالْحَقْ۔

ہمزہ کے باقی چار قاعدے: واضح رہے کہ ہمزہ ثقیل ترین حرف ہے اس کی ثقالت (دشواری) دور کرنے کے لیے تخفیف کی جاتی ہے۔ البتہ اس کی اصل تحقیق ہے یعنی شدت وثقالت، اس لیے باقی تین قاعدے تخفیف (آسانی) کے لیے ہیں:

۱: تَحْقِیْقْ ۲: تَسْهِیْلْ ۳: اِبْدَالْ ۴: حَذْفْ

۱: **تحقیق:** تحقیق کا لغوی معنی کسی شے کی اصل اور اس کی حقیقت واضح کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً جب دو ہمزۂ قطعی ایک کلمہ میں ساتھ ساتھ آئیں تو دونوں کو ان کے مخرج وصفات کے ساتھ خوب صاف اور واضح طور پر ادا کرنا کے ہیں خصوصاً پہلے ہمزہ میں شدت اور جہر سے پڑھنے کا انداز (جھٹکا) بڑا واضح ہونا چاہیے: الف: دونوں ہمزہ مفتوح ءَ اَنْتُمْ . ءَ اَقْرَرْتُمْ . ءَ اَسْلَمْتُمْ ۔

ب: پہلا ہمزہ مفتوح، دوسرا مکسور: ءَ اِذَا . ءَ اِنَّا . ءَ اِنَّكَ ۔

ج: پہلا ہمزہ مفتوح، دوسرا مضموم: ءَ اُنْزِلَ . ءَ اُنَبِّئُكُمْ . ءَ اُلْقِیَ۔

۲: تسہیل: تسہیل کا لغوی معنی نرم اور آسان کرنا کے ہیں۔ تسہیل، تحقیق کی ضد ہے۔ اس کی دو صورتیں ہیں: الف: تسہیلِ وجوبی ب: تسہیلِ جوازی

الف: تسہیل وجوبی: وجوبی کا مطلب ضروری کے ہیں۔ اصطلاحاً دو ہمزہ (ہمزتین) قطعی ایک کلمہ میں ساتھ ساتھ آئیں تو دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حروفِ علت الف و ہمزہ کے درمیان (آدھا الف اور آدھا ہمزہ) نرمی سے پڑھنے کو کہتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں اس ہمزہ کو تسہیل سے پڑھنے کی ایک ہی مثال ہے اور اس کلمہ میں تسہیل سے پڑھنا ضروری ہے تحقیق سے پڑھنا جائز نہیں: ءَ اَعْجَمِیٌّ: ۴۱۔۴۴ کلمہ مذکورہ کے شروع میں یکے بعد دیگرے تین حروف حلقی جمع ہیں جس کی وجہ سے پڑھنے میں قدرے دشواری ہوتی ہے اور تسہیل سے پڑھنا آسان ہو جاتا ہے تسہیل جوازی کی تشریح آگے آرہی ہے۔

۳: ابدال: ابدال کا لغوی معنی بدلنا کے ہیں اور اس کی دو صورتیں ہیں:

الف: ابدالِ جوازی ب: ابدالِ وجوبی

الف: اِبدال جوازی: جوازی سے مراد پڑھنے کا جواز اور اجازت ہے۔ اصطلاحاً ایک کلمہ میں ہمزتین ساتھ ساتھ آئیں جن میں پہلا ہمزہ استفہام کا اور دوسرا ہمزہ وصلی مفتوح ہو تو اس صورت میں ہمزہ وصلی کو گرانے کی بجائے الف سے بدل کر مد سے پڑھنا کے ہیں۔ ان کلمات کو ابدال جوازی کے تحت پڑھنا بہتر ہے لیکن تسہیل سے پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ لیکن پہلے ہمزہ استفہام کا تعارف ضروری ہے چونکہ زیرِ بحث قاعدہ میں ہمزہ استفہام کا تعلق ہے۔

ہمزہ اِستفہام: استفہام کا معنی کوئی بات پوچھنے اور سوال کرنا کے ہیں مثلاً کیا؟ اور کیا چیز؟ عربی میں اکثر ہمزہ مفتوح (ءَ، اَ) اور مَا، اَلَمْ، هَلْ جیسے تیرہ حروف بطور استفہام مستعمل ہیں۔ جو بالعموم استفہامی مفہوم کی وضاحت کے لیے کلمات کے شروع میں آتے ہیں:

ءَ اِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُ هُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ: تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ ان میں اکثر جانتے نہیں۔ ۲۷-۶۱

هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ "کیا تم تک چھا جانے والی (آفت) کی بات پہنچی ہے؟" ۸۸-۱

قرآنِ حکیم میں ابدالِ جوازی کا قاعدہ صرف تین کلمات میں لاگو ہوا ہے جو تین سورتوں میں دو، دو کلمات لیکن چھے مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ ان کلمات میں شروع کا ہمزہ، ہمزہ استفہام ہے:

الف: اصل کلمہ: ءَ اَلذَّكَرَيْنِ ۔ ابدال کی صورت: ءٓالذّٰكَرَيْنِ ۔ ۶-۱۴۳/۱۴۴

پڑھنے کی حالت: ءٓ.... الذَّكَرَيْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَيَيْنِ۔

ب: اصل کلمہ: ءَ اَللّٰهُ۔ ابدال کی صورت: ءٓ للّٰهُ پڑھنے کی حالت: ءٓ .... للّٰهُ۔ ۲۷-۵۹

ج: اصل کلمہ: ءَ اَلْئٰنَ۔ ابدال کی صورت: آٰلْئٰنَ۔ پڑھنے کی حالت: آٓ.... لْئٰنَ ۔ ۱۰-۵۱

ب: **تسہیلِ جوازی**: تسہیلِ جوازی سے مراد تسہیل سے پڑھنے کا جواز اور اجازت ہے۔ ابدالِ جوازی کے درج بالا تین کلمات میں ابدال بہتر لیکن تسہیل سے پڑھنے کی بھی اجازت ہے اور یہ مد کی بجائے قصر اور نرمی سے بھی پڑھے جا سکتے ہیں: ءَ اَلذَّكَرَيْنِ. ءَ اَللّٰهُ. ءَ اَلْئٰنَ۔ ان کلمات میں دوسرے ہمزہ کو الف اور ہمزہ کے درمیان نرمی سے ادا کریں۔

ب: **ابدالِ وجوبی**: جب ہمزتین ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ متحرک اور دوسرا ساکن ہو تو اس صورت میں ساکن ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے مطابق حرفِ مدہ سے بدلنا ضروری ہو تو یہ ابدالِ وجوبی کہلاتا ہے۔ ابدالِ وجوبی میں پہلا ہمزہ قطعی اور وصلی دونوں آ سکتے ہیں لیکن دوسرا ہمزہ ہمیشہ قطعی ہوتا ہے۔ پہلا ہمزہ وصلی ہو تو ابدال کی مزید دو حالتیں بن جاتی ہیں۔

الف: دونوں ہمزہ قطعی ہوں تو قاعدہ حسب ذیل ہے:

الف مدہ: اصل کلمہ: اَءْ مَنُوْا ۔ ابدال کی صورت: اٰمَنُوْا ☆ اٰنَسَ ۔ اٰمَنَ ۔

یاءمدہ: اصل کلمہ: اِءْ مَانًا ۔ ابدال کی صورت: اِیْمَانًا ☆ اِیْتِ ۔ لِاِیْلٰفِ ۔

واو مدہ: اصل کلمہ: اُءْ تُمِنَ ۔ ابدال کی صورت: اُوْتُمِنَ ۔ اُوْذِیْ ۔

ب: پہلا ہمزہ وصلی ہو تو ابدال کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: پہلا ہمزہ وصلی ہو اور پچھلے حرف سے ملا کر پڑھنے کی حالت پیدا ہو جائے تو ہمزہ وصلی کو گرا دیا جاتا ہے۔ چونکہ درمیان کلام اس کا گر جانا ہی اس کی اصل پہچان ہے:

(i) فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ۔ ۲۔۲۸۳ (ii) وَ قَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِىْ بِهٖ۔

دوسری حالت: ہمزہ وصلی کے شروع میں آنے کی صورت میں حرف مدہ سے بدلنے کی مثال:

اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِى السَّمٰوٰتِ ط اِيْتُوْنِىْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَا۔ ۴۶۔۴

اس آیت کریمہ میں "اَلسَّمٰوٰتِ ط" پر وقف کی صورت میں "اِیْتُوْنِیْ" کے شروع کا ہمزہ وصلی ابتداء کلام پڑھا جاتا ہے اس لیے ہمزہ وصلی کو برقرار رکھتے ہوئے دوسرے ہمزہ قطعی ساکن کو پہلے ہمزہ کی حرکت زیر کی وجہ سے یاء مدہ سے ابدال ہوا ہے۔ درج ذیل دو آیات بھی ابدال وجوبی کے تحت توجہ کے لائق ہیں: الف: ہمزہ وصلی کے گرنے کی صورت:

وَ قَالُوْا يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ ۷۔۷۷

ب: ہمزہ وصلی کا الف مدہ سے ابدال: قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ۝ ۱۸۔۹۶

۴: حذف: حذف کا لغوی معنی گرانا کے ہیں۔ اصطلاحاً جب دو ہمزہ ایک کلمہ میں اس طرح جمع ہوں کہ پہلا ہمزہ قطعی مفتوح (ہمزہ استفہام) اور دوسرا ہمزہ وصلی مکسور ہو تو دوسرے ہمزہ کو درمیان میں گرا کر پڑھنا حذف کہلاتا ہے۔ اس کا مقصد پڑھنے کی آسانی اور روانی ہے۔ قرآن حکیم میں

حذف سے متعلقہ سات کلمات آئے ہیں:

(i) اصل کلمہ: اَ ءَ تَّخَذْتُمْ ۔ پڑھنے کی حالت: اَ تَّخَذْتُمْ ۔ ۲۔۸۰

(ii) اصل کلمہ: اَ ءَ طَّلَعَ ۔ پڑھنے کی حالت: اَ طَّلَعَ الْغَيْبَ ۔ ۱۹۔۷۸

(iii) اصل کلمہ: اَ ءَ فْتَرٰی ۔ پڑھنے کی حالت: اَفْتَرٰی ۔ ۳۴۔۸

(iv) اصل کلمہ: اَ ءَ صْطَفٰی ۔ پڑھنے کی حالت: اَصْطَفَى الْبَنَاتِ ۔ ۳۷۔۱۵۳

(v) اصل کلمہ: اَ ءَ تَّخَذْنٰهُمْ ۔ پڑھنے کی حالت: اَتَّخَذْنٰهُمْ ۔ ۳۸۔۶۳

(vi) اصل کلمہ: اَ ءَ سْتَكْبَرْتَ ۔ پڑھنے کی حالت: اَسْتَكْبَرْتَ ۔ ۳۸۔۷۵

(vii) اصل کلمہ: اَ ءَ سْتَغْفَرْتَ ۔ پڑھنے کی حالت: سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ اَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۔ ۶۳۔۶

اِقلاب اور ابدال میں فرق: لغوی اعتبار سے اقلاب اور ابدال ہم معنی الفاظ ہیں کہ ان دونوں کا لغوی معنی بدلنا ہی کے ہیں۔ لیکن اصطلاحاً نون ساکن اور تنوین کے بعد حرف ''ب'' آئے تو نون ساکن کو میم ساکن سے بدل کر اخفاء مع غنہ سے پڑھنا اقلاب اور ہمزہ وصلی کو حروفِ مدہ سے بدلنے کو ابدال کہتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ! حروف کی مشہور صفاتِ عارضہ جنھیں محسنہ بھی کہتے ہیں، کے قواعد کی وضاحت یہاں ختم ہوتی ہے۔ اگلے باب میں صفاتِ عارضہ کی بعض مخصوص اور منفرد صفات کا بیان ہوگا۔ ان شاء اللہ۔



صفاتِ عارضہ کے مخصوص اور منفرد قواعد

۱ : اِجتماعِ ساکنین

بعض حروف پر اعراب لگانے اور بعض کو اعراب سے خالی کرنے کی تشریح

۲ : ہاءِ ضمیر

صلہ اور ہاءِ سکتہ کے قواعد۔

۳ : اِمالہ

زبر کو زیر اور الف کو بڑی ''ے'' کی طرف جھکا کر پڑھنا: اہل نجد۔ قبیلہ تمیم اور قیس کے پڑھنے کا مخصوص لہجہ۔ ہمارے یہاں شائع قرآنِ حکیم میں یہ صفتِ عارضہ ایک ہی کلمہ میں بیان ہوئی ہے جو سورت ہود: ۱۱ اور آیت نمبر ۴۱ میں آیا ہے۔ البتہ سبعہ وعشرہ قراءات کے دوسرے قرأ کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین بعض دوسرے کلمات میں بھی اِمالہ کرتے ہیں۔

۲۵ اِجْتِمَاعِ سَاکِنَیْن کے قاعدے

اجتماع کا لغوی معنی جمع ہونے کے ہیں۔ ساکنین عربی اصطلاح ہے جو ساکن سے بنی ہے جس کا معنی ''دو ساکن'' کے ہیں۔ اصطلاحاً اجتماع ساکنین ایک کلمہ یا دو کلمات میں دو ساکن حروف کے ساتھ ساتھ جمع ہونے کو کہتے ہیں۔ اس کا قدرے تعارف سکون کے سبق نمبرے کے تحت ہو چکا ہے عربی کلمات میں دو ساکن حروف کے ایک ساتھ جمع ہونے کی درج ذیل دو صورتیں ہیں:

۱: اِجْتِمَاعِ سَاکِنَیْنْ عَلٰی حَدِّہٖ ۲: اِجْتِمَاعِ سَاکِنَیْنْ عَلٰی غَیْرِ حَدِّہٖ

۱: اجتماعِ ساکنین علیٰ حدہٖ: علیٰ حدہٖ کا لغوی معنی اپنے حال یا حد میں رہنا کے ہیں۔ اصطلاحاً اگر ایک ہی کلمہ میں دو ساکن حروف ساتھ ساتھ جمع ہو جائیں اور حالتِ سکون پر رہتے ہوئے پڑھے جا سکتے ہوں یعنی ان میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے تو یہ اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ کہلاتے ہیں۔ البتہ شرط یہ ہے کہ پہلا حرف مدہ اور دوسرا ساکن اصلی یا عارضی ہو۔ اجتماع ساکنین کی اس صورت میں درج ذیل تین حالتیں ہیں: الف: پہلا ساکن حرفِ مدہ اور دوسرا ساکن اصلی یعنی کلمہ کی بناوٹ کا ہو:

آٰلْئٰنَ ۔ آٰللّٰهُ ۔ كَآٰفَّةً ۔ خَآٰصَّةً ۔

اصل کلمہ: آٰلْئٰنَ ۔ اجتماع ساکنین اور پڑھنے کی حالت: آٰ.... لْئٰنَ :۱۰۔۵۱

وضاحت: الف مدہ اور کھڑا زبر ایک دوسرے کے قائم مقام ہوتے ہیں اور اصولی طور الف کو ساکن تصور کیا جاتا ہے۔ نتیجتاً کھڑے زبر کے بعد ''لْ'' ساکن ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین کی صورت پیدا ہوئی ہے اور ایسے کلمات میں باوجودیکہ اجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ ہوا ہے۔ مد لازم کی وجہ سے پڑھنا آسان ہو جاتا ہے:

اصل کلمہ: آٰللّٰهُ :اجتماع ساکنین اور پڑھنے کی حالت: آٰ.... للّٰهُ :۲۷۔۵۹

وضاحت: کھڑا زبر الف مدہ کا قائم مقام اور ساکن کہلاتا ہے اور لام مشدد کی حسبِ قاعدہ تحلیل کی

جائے تو یہ ''ل'' پہلے ساکن اور پھر متحرک ہوتا ہے: ''لْ لُ''۔ کھڑے زبر کے بعد ''لْ'' ساکن ہونے سے اجتماع ساکنین کی صورت پیدا ہوئی ہے: الٓ لہٗ۔

کَآفَّةً اور **خَآصَّةً** : طلبا ان دو کلمات کی اِجتماع ساکنین کے قاعدہ کے تحت بطور مشق تحلیل کریں۔

ب: پہلا ساکن حرف مدہ ہو اور دوسرا ساکن اصلی حروفِ مقطعات میں سے ہو تو اِجتماع ساکنین علیٰ حدہٖ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے لیکن مدِ لازم حرفی مخفف کی وجہ سے پڑھنے میں آسانی ہے۔ ایسے تین حروف مقطعات جن میں حروف مدہ موجود ہیں، کی وضاحت حسب ذیل ہے:

(i) قٓ: اصل حرفِ مُقطع میں اِجتماع ساکنین اور پڑھنے کی حالت: قَاْفْ پہلا ساکن الف مدہ ''قَا'' کا الف ساکن ''ا'' اور دوسرا ''فْ'' ساکن ہے۔

(ii) حٰمٓ: اصل حروفِ مُقطعہ میں اجتماع ساکنین اور پڑھنے کی حالت:

حَا مِیْمْ: ''حَا'' کے بعد پہلا ساکن ''مِیْمْ'' کی یاءِ ساکن ''یْ'' اور دوسرا ساکن آخری ''مْ'' ہے۔

(iii) نٓ: اصل حرفِ مُقطع میں اِجتماع ساکنین اور پڑھنے کی حالت:

نُوْنْ: پہلا ساکن واو مدہ کی واؤ ساکن ''وْ'' اور دوسرا ساکن آخری ''نْ'' ہے۔

ج: پہلا ساکن حرفِ مدہ ہو اور دوسرا ساکن عارضی، وقف کی وجہ سے عارضی طور پر ساکن ہوا ہو: وقف کے قاعدوں کی تفصیل سبق نمبر ۲۷ پر دیکھیں۔

پہلا ساکن الفِ مدہ: اصل کلمات: وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ۔

اِجتماع ساکنین اور وقف سے پڑھنے کی حالت: وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارْ۔

پہلا ساکن یاءِ مدہ: اصل کلمات: عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمٌ۔

اجتماع ساکنین اور وقف سے پڑھنے کی حالت: عِنْدَہٗ اَجْرٌ عَظِیْمْ۔

پہلا ساکن واوِ مدہ: وَاشْکُرُوْا لِلّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ۔

اِجتماعِ ساکنین اور وقف سے پڑھنے کی حالت: اِنْ کُنْتُمْ اِیَّاہُ تَعْبُدُوْنْ۔

ان تمام مثالوں میں مدِ عارض وقفی کی وجہ سے پڑھنے میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔

۲: اِجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدہٖ: علیٰ غیر حدہٖ کا لغوی معنی اپنے حال اور حد پر برقرار نہ رہنا کے ہیں۔ اصطلاحاً دو ساکن حروف دو کلمات میں ساتھ ساتھ اکٹھا ہو جائیں تو اپنے حال پر برقرار رہتے ہوئے نہ پڑھے جا سکتے ہوں۔ ایسے مواقع پر پڑھنے کی آسانی کے لیے مختلف اور مخصوص تبدیلیاں کی جائیں تو یہ اجتماع ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کہلاتا ہے۔ لہٰذا پڑھنے کی دشواری کو دور کرنے کے لیے اِجتماعِ ساکنین کے قاعدوں کے تحت ان مخصوص تبدیلیوں کی تفصیل حسب ذیل ہے:

الف: پہلا ساکن حرفِ مدہ ہو اور دوسرا ساکن اگلے کلمہ کے شروع میں آئے تو پڑھنے کی آسانی اور روانی کے لیے الفِ مدہ کا الف پڑھا نہیں جاتا، یاءِ مدہ اور واوِ مدہ میں بالترتیب ''یْ اور وْ'' کی علاماتِ سکون ختم کر دی جاتی ہیں۔ جبکہ تینوں حروفِ علت ''و۔ا۔ی'' کلمات میں بین السطور لکھے ہوئے تو ہوتے ہیں تاکہ معانی میں فرق نہ آئے لیکن اِعراب سے خالی ہونے کی وجہ سے پڑھے نہیں جاتے۔ علاوہ ازیں لام تعریف کا ''ال'' کے شروع کا الف بھی درمیانِ کلام پڑھا نہیں جاتا:

الفِ مدہ: خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ. قَالَا الْحَمْدُ. تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ۔

وضاحت: اوپر دی گئی تین مثالوں میں الف مدہ کا الف ساکن تصور ہوا ہے: خَلَقْنَا. قَالَا. تَحْتِهَا لام تعریف کے شروع کا الف درحقیقت ہمزہ وصلی ہونے کی وجہ سے درمیان میں گر گیا ہے۔ الف اور ''لْ'' ساکن میں اجتماع ساکنین ہوا ہے۔

☆ اصل کلمہ: اِذَا الشَّمْسُ: اجتماع ساکنین اور پڑھنے کی حالت: اِذَال شْ شَ مْسُ۔

وضاحت: ''اِذَا'' کا آخری الف ساکن، لام تعریف کا الف پڑھا نہیں گیا اور ''شّ'' مشدد کی تحلیل سے اجتماع ساکنین کی صورت پیدا ہوئی ہے۔

یاءِ مدہ: اصل کلمات اور اجتماع ساکنین کی صورت:

فِیْ الْاَرْضِ. یُؤْتِیْ الْحِکْمَۃَ. ذِیْ الْعَرْشِ مَکِیْنٍ۔

پڑھنے کی حالت: فِی الْاَرْض. یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ. ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ۔

☆ اصل کلمات: فِیْ الدِّیْنِ ۔ اجتماع ساکنین کی صورت: فِیْ ال دْدِیْنِ۔

پڑھنے کی حالت: فِی الدِّیْنِ ۔ ان تمام مثالوں میں یاءِ مدہ کی علامت سکون گر گئی ہے۔

واو مدہ: اصل کلمات اور اجتماع ساکنین: یَرْجُوْا اللّٰہَ. اَقِیْمُوْا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ

پڑھنے کی حالت: یَرْجُوا اللّٰہَ ۔ اَقِیْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ۔

☆ اصل کلمات: اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ ۔ اجتماع ساکنین: اَقِیْمُوْا ا ل صْ صَ لٰوۃَ۔

پڑھنے کی حالت: اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ ۔ ان تمام مثالوں میں واوِ مدہ کی علامتِ سکون گر گئی ہے۔

ب: اگر ''مِنْ'' حرفِ جر (PREPOSITION) کے بعد دوسرے کلمے کے شروع میں ساکن حرف آئے تو ''مِنْ'' کے نون ساکن ''نْ'' کو زبر دے کر آگے ملا کر پڑھا جاتا ہے:

اصل کلمات اور اجتماع ساکنین کی صورت: مِنْ الْعِلْمِ . مِنْ الْحَقِّ. مِنْ الْاُوْلٰی۔

پڑھنے کی حالت: مِنَ الْعِلْمِ .مِنَ الْحَقِّ. مِنَ الْاُوْلٰی۔

اصل کلمات: مِنْ الثَّمَرٰتِ: اجتماع ساکنین کی صورت: مِنْ ال ثْ ثَ مَرٰتِ۔

پڑھنے کی حالت: مِنَ الثَّمَرٰتِ۔

☆ سورت آل عمران (۳) کی پہلی آیت الٓمّٓ ۝ اللّٰہُ پر رکنے کی بجائے حروف مقطعہ کو اسمُ الجلالہ کی تفخیم کے لیے ملا کر پڑھنے کی صورت میں زبر سے پڑھنا: ا: حروف مقطعہ کی تحلیل: اَلِفْ لَامْ مِیْمْ

الٓ لٰہٗ ۲: لَآمْ اور مِیْمْ میں ادغامِ مثلین: لَآمِّیْمْ ۔ ۳: اجتماعِ ساکنین کی صورت: لَآمِّیْمْ الٓ لٰہٗ ۔

۴: پڑھنے کی حالت: الٓمّٓ اللّٰہُ: اَلِفْ لَآمِّیْمَ اللّٰہُ۔

پڑھنے کا طریقہ: اَلِفْ لَآ ... غنہ مِّیْ .. مَ اللّٰہُ ☆ "مّ" مشدد کو ایک الف غنہ اور "مِیْ" کی یا ء مدہ کو ایک الف کل مقدار دو الف سے پڑھیں۔ دو الف سے کم یا زیادہ نہ کریں۔

پڑھنے کی یہ حالت اجتماع ساکنین کی وجہ سے عارضی حرکت کے آنے سے پیدا ہوئی ہے۔ ان کلمات کو اس حالت میں پڑھنا بہتر ہے البتہ ان حروف کو اپنی اصل کے اعتبار سے مد سے پڑھنا بھی جائز ہے: اَلِفْ لَآ .... غنہ مِّیْ .... مَ اللّٰہُ۔

اگر آیت پر وقف کریں تو اسم جلالہ کے شروع میں لامِ تعریف "اَلْ" کے الف کو ہمزہ وصلی کے قاعدہ کے مطابق زبر دے کر پڑھیں: اَلِفْ لَآ .... غنہ مِّیْمْ .... مْ ٥ اَللّٰہُ۔

ج: اگر پہلا ساکن میم جمع کا ہو: ھُمْ۔ ھِمْ۔ کُمْ۔ تُمْ۔ تو پڑھنے کی آسانی کے لیے "مْ" ساکن کو پیش دے کر اگلے ساکن حرف سے ملا کر پڑھا جاتا ہے: اصل کلمات اور اجتماع ساکنین کی صورت:

لَکُمْ الْاٰیٰتِ۔ ھُمْ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اَنْتُمْ الْاَعْلَوْنَ ۔ بِھِمْ الْاَسْبَابُ۔

پڑھنے کی حالت: لَکُمُ الْاٰیٰتِ۔ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۔ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ۔ بِھِمُ الْاَسْبَابُ۔

☆ اگر پہلا ساکن واو لین جمع کا ہو تو یہ بھی پیش سے بدل کر پڑھا جاتا ہے:

اصل کلمات اور اجتماع ساکنین کی صورت: رَاَوْ اا لْعَذَابَ ۔ فَتَمَنَّوْ االْمَوْتَ ۔

پڑھنے کی حالت: رَاَوُ اا لْعَذَابَ ۔ فَتَمَنَّوُ االْمَوْتَ ۔

☆ اصل کلمات: اِشْتَرَوْا ا لضَّلٰلَۃَ ۔ اجتماع ساکنین: اِشْتَرَوْ اال ضْ ضَ لٰ لَۃَ۔

پڑھنے کی حالت: اِشْتَرَوُ اا لضَّلٰلَۃَ ۔

د: اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدہٖ سے متعلقہ اوپر بیان کردہ تین صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو پہلے ساکن حرف کو ہمیشہ زیر دے کر اگلے ساکن حرف سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔اس قاعدہ کے تحت بعض کلمات کے علاوہ اکثر مَنْ ۔اِنْ ۔ عَنْ ۔ لٰکِنْ۔ اَوْ۔ اَمْ ۔ قَدْ۔ بَلْ اور قُلْ جیسے حروف، جو اسم اور فعل کے ساتھ مل کر ادا ہوتے ہیں، سب شامل ہیں۔کیونکہ ان کا آخری حرف اپنی اصل کے اعتبار سے ہمیشہ ساکن ہوتا ہے اور درمیان کلام آنے کی صورت میں اجتماعِ ساکنین کے قاعدے کے مطابق زیر سے ہی پڑھے جاتے ہیں:

اصل کلمات اور اجتماعِ ساکنین کی صورت: یُذْکَرْ اسْمُ اللّٰہِ۔

پڑھنے کی حالت: یُذْکَرِ اسْمُ اللّٰہِ۔

اصل کلمات اور اجتماعِ ساکنین کی صورت: بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ:۴۹۔۱۱

وضاحت: اس جملہ میں کلمہ "اَلْاِسْمُ" توجہ طلب ہے۔اس کے شروع کا ہمزہ (اَ) لام تعریف اور "لْ" ساکن کے بعد "اِ سْمُ" کا ہمزہ (اِ) دونوں ہمزءات وصلی ہیں جو کلمات کو ملا کر پڑھنے کی حالت میں درمیانِ میں گر جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں "لْ اور سْ" ساکن میں اجتماعِ ساکنین ہوا اور پڑھنے میں دشواری ہوئی: بِئْسَ الْاسْمُ ۔قاعدہ زیرِ بحث کے تحت "لْ" ساکن کو زیر دے کر پڑھا جاتا ہے: پڑھنے کی حالت: بِئْسَ لِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ:۴۹۔۱۱

نوٹ: درج بالا کلمات کو طلبا و طالبات اپنے ذاتی قرآنِ مجید میں نشان زد کر کے صحیح پڑھیں۔

☆ اصل کلمہ: اَنْذِرْ النَّاسِ۔اجتماعِ ساکنین کی صورت: اَنْذِرْ ال نْ نَاسِ۔

پڑھنے کی حالت: اَنْذِرِ النَّاسِ۔

اِنْ. مَنْ .اَمْ جیسے حروف کے ساتھ اجتماعِ ساکنین کی صورت اور اصل کلمات: مَنْ اسْتَعْلٰی۔

پڑھنے کی حالت: مَنِ اسْتَعْلٰی۔اصل کلمات: اِنْ الْحُکْمُ=اِنِ الْحُکْمُ۔

عَنْ : عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .عَنِ النَّعِيمِ☆لٰكِنْ : لٰكِنِ الرَّسُوْلُ.

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ☆اَوْ : اَوِ الْخَوْفِ . اَوِ نْفِرُوْا☆اَمْ : اَمِ اللّٰهِ۔

قَدْ : قَدِ افْتَرَيْنَا۔فَقَدِ اهْتَدَوْا☆ قُلْ: قُلِ اللّٰهِ☆ بَلْ : بَلِ الْاِنْسَانَ۔

ز: نُونِ قُطنی : یہ نون درحقیقت تنوین میں چھپے ہوئے نون ساکن ہی کا دوسرا نام ہے۔اگر کسی تنوین والے کلمہ (منوّن) کے بعد دوسرے کلمہ کے شروع میں ساکن حرف آجائے تو دو ساکن حروف اکٹھا ہو جانے کی وجہ سے یہ پڑھے نہیں جا سکتے۔لہٰذا پڑھنے کی آسانی کے لیے تنوین کو حرکات میں بدل کر اس میں چھپے ہوئے نون ساکن کو ظاہر کرنے کے بعد اسی نون کو زیر دے کر اگلے ساکن حرف سے ملا کر پڑھا جاتا ہے۔یہی زیر والا نون ''نِ'' جو اپنی شکل کے لحاظ سے بھی چھوٹا سا ہوتا ہے نون قطنی کہلاتا ہے۔نونِ قطنی کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں ہو سکے۔تاہم علماء تجوید نے قطن بمعنی روئی سے استدلال کیا ہے۔جس طرح رضائی کے درمیان روئی بظاہر چھپی ہوئی ہوتی ہے اسی طرح نون قطنی بھی کلمات کے درمیان چھوٹا سا ہونے کی وجہ سے قدرے روئی سے مشابہت رکھتا ہے:

اصل کلمات: عَادًا الْاُوْلٰى۔ دوزبر کی تنوین کے نون ساکن کو ظاہر کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی صورت: عَادَنْ ا الْاُوْلٰى۔پڑھنے کی حالت: عَادَنِ الْاُوْلٰى۔۵۳-۵۰

اصل کلمات: بِغُلٰمٍ اسْمُهٗ يَحْيٰى: دوزیر کی تنوین کے نون ساکن کو ظاہر کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی صورت: بِغُلٰمِنْ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔پڑھنے کی حالت: بِغُلٰمِ نِ اسْمُهٗ يَحْيٰى۔

اصل کلمات: نُوْحٌ ابْنَهٗ : دوپیش کی تنوین کے نون ساکن کو ظاہر کرنے کے بعد اجتماع ساکنین کی صورت: نُوْحُنْ ابْنَهٗ۔پڑھنے کی حالت: نُوْحُ نِ ابْنَهٗ۔

☆ اصل کلمات: شَيْئًا اتَّخَذَ هَا: دوزبر کی تنوین اور مشدد ''تّ'' کی تحلیل کے بعد اجتماع ساکنین کی صورت: شَيْءَ نْ ا تْ تَ خَذَ هَا: پڑھنے کی حالت: شَيْءَ نِ اتَّخَذَ هَا۔

ح: اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کی ایک مخصوص صورت یہ بھی ہوتی ہے کہ دو ساکن حروف ایک کلمہ میں بھی جمع ہو جاتے ہیں لیکن شرط یہ ہے کہ پہلا ساکن، حرف مدہ نہ ہو۔ تاہم یہ صورت صرف وقف میں جائز ہے وصل یعنی ملا کر پڑھنے کی حالت میں جائز نہیں۔ اجتماعِ ساکنین علیٰ غیر حدہٖ کی اس صورت سے پڑھنے میں کوئی دشواری تو نہیں ہونی چاہیے لیکن اکثر اوقات دھیان نہ کرنے سے پہلا ساکن جو ساکن اصلی ہوتا ہے، ساکن ادا ہونے کی بجائے غلطی سے متحرک پڑھا جاتا ہے۔ ایسے کلمات پر وقف کرتے ہوئے احتیاط کی ضرورت ہے: اصل کلمات: لَيْلَةِ الْقَدْرِ۔ وقف پر اجتماع ساکنین کی صورت میں صحیح پڑھنے کی حالت: لَيْلَةِ الْقَدْرْ۔ پڑھنے کی غلط حالت: لَيْلَةِ الْقَدَرْ۔

اجتماعِ ساکنین کی مخلوط مثالیں: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا۔ لَهُمُ الْحَقِّ۔ فِي الصُّحُفِ۔ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ۔ وَاٰتُوا الْيَتٰمٰى۔ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ۔ لِمَنِ اتَّقٰى۔ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِنِ الْحَقُّ۔ جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔

اجتماعِ ساکنین علیٰ غیرِ حدہٖ کا خلاصہ: علماءِ تجوید نے اجتماع ساکنین علیٰ غیرِ حدہٖ کے قاعدوں میں مختلف اور مخصوص تبدیلیوں کو درج ذیل چار عنوانات کے تحت بھی بیان کیا ہے جو بطور خلاصہ درج ہیں:

۱: حذف کرنا: حروفِ مدہ میں علامات سکون کا گرانا۔ ۲: ضمہ دینا: میم جمع اور واوِ لین جمع کو پیش دینا

۳: فتحہ دینا: ''مِنْ'' حرف جر اور سورت آلِ عمران میں حروفِ مقطعہ الٓمّٓ کے ''مَ'' کو زبر دینا۔

۴: کسرہ دینا: درجِ بالا تین تبدیلیوں کے علاوہ کوئی صورت پیدا ہو جائے تو پہلے ساکن کو زیر دینا۔

امالہ: امالہ کا لغوی معنی مائل کرنا یا جھکانا کے ہیں۔ اصطلاحاً امالہ زبر کو زیر کی طرف اور الف کو بڑی ''ے'' کی طرف جھکا کر پڑھنے کا نام ہے۔ اس قاعدہ کا تعلق اصل کلمہ: مَجْرٖىهَا سے ہے اور اس

میں ''رَا'' کے کھڑے زبر کو ''سویرے'' کی ''رَا'' کی مانند پڑھا جاتا ہے: مَجْرےھَا۔ اس کیفیتِ ادا کو ظاہر کرنے کے لیے بطور علامت ''رَا'' کے نیچے کھڑی زیر لکھی ہوئی ہے: مَجْرِىٰهَا: ۱۱۔۴۱۔ تاہم اس کلمہ کو کھڑی زیر سے پڑھنا غلط ہے۔

کلمہ مذکورہ میں ''رَا'' کو بڑی ''ے'' کی مانند پڑھنے سے اکثر احباب کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے اور بقول ان کے قرآن میں بھی زیر کو یائے مجہول کی طرز ادا میں پڑھا جا سکتا ہے ان کی یہ دلیل صحیح نہیں۔ بلکہ پڑھنے کی یہ خصوصی صورت الف کو یائے مجہول کی آواز میں بدلنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ جبکہ ہمارے یہاں زیر کو ہر کلمہ میں بڑی ''ے'' کی آواز میں ادا کیا جاتا ہے جو غلط اور عربی قواعد سے بالکل خلاف ہے اور مزید یہ کہ عربی میں بڑی ''ے'' کا پڑھنا ثابت ہوتا تو اس کلمہ میں یہ لکھی ہوئی ہونی چاہیے تھی۔

خالی حروف کی توجیہ: اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ: ان کلمات میں چار حروف: و.ا.ا.ل اعراب و علامات سے خالی ہونے کی وجہ سے پڑھے نہیں جاتے۔ اور خالی حروف کے نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ واؤ مدہ: عُو میں ''و'' کی جزم اجتماعِ ساکنین کے قاعدہ سے ختم ہوئی ہے۔ پہلا ''ا'' واو مدہ ''عُو'' کا ہے جو جمع کا صیغہ ظاہر کرتا ہے دوسرا ''ا'' لامِ تعریف کا اور ہمزۂ وصلی ہے۔ ''رَا'' سے پہلے ''ل'' خالی اسم خاص کو ظاہر کرتا ہے۔ تاہم خیال رہے کہ ان خالی حروف کا لکھنا معنی کی تفہیم کے لیے ضروری ہے۔

۲۶ ھاءِ ضمیر کے قاعدے قاعدہ : ہٖ . ہٗ ہٗ ہٖ ہُ ہَ ہً

اسمِ ضمیر :(PERSONAL PRONOUN) کا لغوی معنی کسی چیز کا چھپا ہونا کے ہیں۔
اصطلاحاً اسمِ ضمیر وہ اسم ہے جو اسم معرفہ کی بجائے استعمال کیا جائے۔ یہ کسی خاص اسم کا قائم مقام ہوتا ہے اسی وجہ سے ایسے ضمائر (ضمیر کی جمع) کے ساتھ لام تعریف کبھی نہیں آتا۔ اس کا مقصد دورانِ کلام کسی موقع پر اسمِ ظاہر (NOUN) کا ذکر ہوا ہو اور دوبارہ اسی کا ذکر مقصود ہو تو اختصارِ کلام کے پیشِ نظر اسمِ ظاہر کی بجائے اَنَا (میں) نَحْنُ (ہم) اَنْتَ (تو) هُوَ (وہ) جیسی ضمیریں استعمال ہوتی ہیں۔
اس کو مثال سے یوں سمجھیں: ''عابد نے نماز کی تیاری کی، عابد نے وضو کیا، عابد مسجد گیا اور عابد نے نماز با جماعت ادا کی''۔ مذکورہ عبارت کا ضمیروں کیساتھ مختصر حسنِ بیان اس طرح سے ہے: ''عابد نے نماز کی تیاری کی، اس نے وضو کیا، وہ مسجد گیا اور نماز با جماعت ادا کی'' عربی زبان میں کم وبیش ستر ضمائر مستعمل ہیں۔ لیکن علم تجوید میں بالخصوص واحد مذکر غائب (THIRD PERSON MALE) کی ھاءِ ضمیر کے قاعدے بیان کیے جاتے ہیں۔ بنیادی طور پر ھاء کی دو قسمیں ہیں:

۱: ھاءِ اصلی ۲: ھاءِ زائدہ۔

۱: ھاءِ اصلی: کلمہ کی بناوٹ کی ھا کو ھاءِ اصلی کہتے ہیں۔ یعنی اگر یہ اپنی اصل سے ہٹ جائے تو کلمہ بگڑ جائے مثلاً اسم الجلالہ ''اَللّٰهُ'' کی آخری ''ہ'' اصلی ہے۔

۲: ھاءِ زائدہ: ایسی ھا جو کلمہ کی بناوٹ کی نہ ہو اس کی مزید تین قسمیں ہیں:

الف: هَاءِ ضَمِيْرٌ ب: هَاءِ سَكْتَهٗ ج: هَاءِ مُدَوَّرَهْ

الف: ھاءِ ضمیر: یہ ھا کلمہ کے آخر میں آتی ہے جس کا معنی اس کا، اس کی اور اس میں کے ہیں مختلف حروفِ جر (PREPOSITIONS) کے ساتھ ملا کر (متصل) لکھی جاتی ہے اور اس کو ھاءِ کنایہ بھی کہتے ہیں۔
ضمیرِ متصل کی سات حروفِ جر کے ساتھ حسب ذیل صورتیں ہوتی ہیں:

(i) لَ+هٗ: لَهٗ=اس کا (ii) فِیْ + هِ: فِیْهِ =اس میں (iii) مِنْ + هُ: مِنْهُ=اس میں سے

(iv) بِ+هٖ: بِهٖ=اس کے ساتھ (v) عَلٰی + هِ: عَلَیْهِ=اس پر

(vi) عَنْ +هُ: عَنْهُ=اس سے (vii) اِلٰی + هِ: اِلَیْهِ=اس کی طرف۔

ھاءِ ضمیر ہمیشہ مکسور، مضموم اور ساکن ہوتی ہے۔ یہ کبھی مفتوح نہیں ہوتی۔ مکسور و مضموم ھاءِ ضمیر کے درجِ ذیل دو قاعدے ہیں۔ ساکن حالت میں یہ ھاءِ سکتہ کہلاتی ہے جس کی تفصیل آگے بیان ہوگی ان شاء اللہ۔

الف: ھاءِ ضمیر مکسور و ھاءِ ضمیر مضموم کا قاعدہ ب: ھاءِ ضمیر مکسور و مضموم میں صلہ اور عدمِ صلہ کا قاعدہ

الف: ھاءِ ضمیر مکسور: ھاءِ ضمیر سے پہلے حرف (ماقبل حرف) پر زیر ہو یا یاءِ ساکن ہو تو ایسی ہاءِ ضمیر مکسور ہوتی ہے یہ ہمیشہ ساتھ لکھی جاتی اس لیے یہ مجرور متصل کہلاتی ہے: بِهٖ. فِیْهِ. اِلَیْهِ۔

ب: ھاءِ ضمیر مضموم: ھاءِ ضمیر سے ماقبل زیر اور یاءِ ساکن نہ ہو تو یہ ھاءِ ضمیر مرفوع کہلاتی ہے۔ یہ متصل (ملا کر لکھی ہوئی) اور منفصل (علیحدہ سے لکھی ہوئی) دونوں طرح سے ہوتی ہے۔ ضمیر متصل کی تین حالتیں ہیں: پہلی حالت: ماقبل فتحہ ہو: اَنْزَلْنٰهُ۔ ☆ دوسری حالت: ماقبل ضمہ ہو: رَسُوْلُهٗ۔

تیسری حالت: یاءِ ساکن کے علاوہ کوئی حرف ساکن ہو: عَنْهُ. نَصَرُوْهُ. اَنْزَلْنٰهُ۔

درج بالا مثالوں کے بعض کلمات میں ھاءِ ضمیر سے پہلے کھڑا زبر ہے جو الف مدہ کا قائم مقام ہوتا ہے اور ساکن تصور کیا جاتا ہے۔ ضمیر منفصل کی مثالیں: اَخَاهُ. تُبْدُوْهُ. تُخْفُوْهُ۔

ھاءِ ضمیر کی بعض استثنائی صورتیں: قرآنِ حکیم میں ھاءِ ضمیر کی درج ذیل استثنائی صورتیں (EXCEPTIONS) ہیں۔ اگرچہ یہ خلافِ قاعدہ اور قیاس ہیں مگر قراء کرامؒ سے اسی طرح منقول ہیں اور ادائیگی میں اسی تلفظ کو ترجیح دی جاتی ہے: ۱: اَرْجِهْ ۷۔۱۱۱ ۲: اَلْقِهْ: ۲۷۔۲۸

بیان کردہ ان دو صورتوں میں بطور قاعدہ ھاءِ مکسور ہونا چاہئے تھی لیکن یہ ساکن پڑھی جاتی ہیں:

۳: عَلَيْهُ اللّٰهَ: ۴۸۔۱۰ ۴: وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ: ۱۸۔۶۳ ۵: وَ يَتَّقْهِ: ۲۴۔۵۲

پہلی دو صورتیں مکسور ہونے کی بجائے مضموم اور آخری مثال مضموم کی بجائے مکسور پڑھی جاتی ہے۔

ب: ھاءِ ضمیر میں صِلہ اور عدمِ صِلہ کا قاعدہ

(i) **صلہ کا قاعدہ:** صلہ کا معنی کھینچنا کے ہیں۔ اصطلاحاً ھاء ضمیر کے ماقبل اور مابعد متحرک حرف آئے تو ھاءِ ضمیر مکسور کے بعد یاءِ ساکن زائد کرنے اور ھاءِ ضمیر مضموم کے بعد واو ساکن بڑھانے کو کہتے ہیں۔ گویا ھاءِ ضمیر کے بعد یاءِ مدہ اور واو مدہ کی صورت پیدا ہو جانے سے ہاءِ ضمیر کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنا صلہ کہلاتا ہے۔ ہمارے یہاں شائع قرآن مجید میں ھاءِ ضمیر مکسور پر کھڑی زیر اور مضموم پر الٹا پیش لکھا جاتا ہے: کُتُبِهٖ: کُتُبِهٖ ☆مَعَهٗ :مَعَهٗ .

كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ مَلٰٓئِكَتِهٖ وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ ۔۱۸

يَوْمَ لَا يُخْزِى اللّٰهُ النَّبِىَّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ: ۲۶۔۸

عالمِ عرب میں طبع مصاحف میں صلہ کے لیے ھاءِ ضمیر مکسور کے بعد اگلے رخ کھڑی زیر کی بجائے چھوٹی سی ''ے'' اور ھاءِ ضمیر مضموم کے بعد اگلے رخ چھوٹی سی ''و'' لکھ دی جاتی ہے:

بِهٖ=بِهِۦ ☆اٰيٰتِهٖ=اٰيٰتِهِۦ ☆لَهٗ = لَهُۥ ☆ مَعَهٗ =مَعَهُۥ۔

(ii) **عدمِ صلہ کا قاعدہ:** عدم کا لغوی معنی کسی چیز کا نہ ہونا ہے۔ یہاں عدمِ صلہ کا مطلب کھینچے بغیر پڑھنا ہے۔ ھاءِ ضمیر کے عدم صلہ سے پڑھنے کی تین حالتیں ہیں:

پہلی حالت: ھاءِ ضمیر کے شروع میں ساکن حرف ہو: اَرْسِلْهُ. هَدٰىهُ۔

دوسری حالت: ھاءِ ضمیر کے بعد حرف ساکن ہو: لَهُ الْحَقُّ۔

تیسری حالت: ھاءِ ضمیر کا ماقبل اور مابعد دونوں حروف ساکن ہوں: مِنْهُ الْاَنْهٰرُ۔

صلہ اور عدمِ صلہ کی استثنائی حالتیں: قرآنِ حکیم میں صلہ اور عدمِ صلہ کے ساتھ پڑھنے کی درج ذیل استثنائی حالتیں ہیں:

(i) يَرْضَهُ لَكُمْ: ۳۹۔۷ (عدمِ صلہ) (ii) وَ يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا: ۲۵۔۶۹ (صلہ)

ان کلمات میں ھاءِ ضمیر کو صلہ سے پڑھنا ضروری ہے۔ ان دو کلمات میں بھی استثنائی حالتیں قراء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی نقل اور روایت کی بنیاد پر ہیں۔ جن کی وضاحت بڑی کتب میں ہے۔

۲: **ھاءِ سکتہ:** لغوی اعتبار سے سکتہ، ساکت سے ہے جس کا معنی بے حس و حرکت ہونا ہے۔ اصطلاحاً ھاءِ سکتہ سے ایسی ''ھا'' مراد ہے جو کلمہ کے آخر میں، کلمہ کی آخری حرکت کو ظاہر کرنے کے لئے لکھی جاتی ہے اور ہر حال میں ساکن ادا ہوتی ہے۔ اس کے لکھنے کا مقصد پڑھنے کی آسانی ہے کلمہ کے معانی سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ قرآنِ حکیم میں ھاءِ سکتہ نو مختلف مقامات پر آئی ہے:

(i) لَمْ يَتَسَنَّهْ: ۲۔۲۵۹ (ii) فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ: ۶۔۹۰ (iii) كِتٰبِيَهْ: ۶۹۔۱۹ (iv) حِسَابِيَهْ: ۶۹۔۲۰/۲۶ (v) مَالِيَهْ: ۶۹۔۲۸ (vi) سُلْطٰنِيَهْ: ۶۹۔۲۹ (vii) مَاهِيَهْ: ۱۰۱۔۱۰

۳: **ھاءِ مدورہ:** یہ تاءِ تانیث کا دوسرا نام ہے۔ اردو میں یہ ''گول تے'' کہلاتی ہے۔ وقف کی حالت میں چونکہ یہ تاء، ھاءِ ساکن سے بدل جاتی ہے اس لیے اس کو ہاءِ تانیث بھی کہتے ہیں۔ ھا کی ہم شکل اور گول ہونے کی وجہ سے یہ ھاءِ مدورہ کہلاتی ہے۔ مدور عربی میں گول چیز کو کہتے ہیں:

حَيٰوةٌ. خَلِيْفَةٌ. فَرِيْضَةً. حُجَّةٌ. مَغْفِرَةٌ. جَنَّةٌ۔

مخلوط مثالیں: فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهِ ۝ وَ اُمِّهٖ وَاَبِيْهِ ۝ وَ صَاحِبَتِهٖ وَ بَنِيْهِ ۝ لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ يَوْمَئِذٍ شَاْنٌ يُّغْنِيْهِ ۝ ۸۰۔۳۳۔۳۷ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ فَيَقُوْلُ هَآؤُمُ اقْرَءُوْا

كِتٰبِيَهْ ۚ اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۚ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۙ فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ۙ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ ۶۹۔۱۹/۲۱

تعلیل، صفاتِ عارضہ، ہمزہ کے قواعد اور اجتماعِ ساکنین کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

تعلیم یافتہ بالغ اور ذہین مبتدی طلبا کو درج بالا تمام قواعد کے تحت بعض تبدیلیوں سے معنی کے تبدیل ہونے کا وہم ہوتا ہے۔ اس غلط فہمی کے ازالے کے لیے تین باتیں پیشِ نظر رہنی چاہییں۔ اول یہ کہ زبانیں گلی کوچوں میں از خود بن جاتی ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا اظہار ہے۔ زبانوں کے بننے کے بعد اس زبان کے ماہرینِ لغت اور علماء کرام اپنی زبان کو محفوظ کرنے کے لیے قواعد وضوابط کو کتابی صورت میں مرتب کرتے ہیں۔ جس میں الفاظ کے تلفظ کو آسان اور رواں بنانے کے قواعد بھی شامل ہیں تاکہ ان کی اپنی نسل اور غیر اہلِ زبان کو ایک اجنبی زبان کے سیکھنے میں سہولت ہو۔ دوسری یہ کہ ان تبدیلیوں سے معانی تبدیل نہیں ہوتے۔ خصوصاً عربی کلمات کی بناوٹ میں مادے کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اگر مادہ برقرار ہے تو اس کے معانی بھی معمولی فرق کے ساتھ برقرار رہتے ہیں۔ تیسری بات یہ کہ علماءِ لغت نے قرآنِ حکیم میں یہ تمام تبدیلیاں حسبِ قاعدہ پہلے ہی سے کر دی ہیں۔ لیکن علم تجوید کے طالب علموں کو ان کی علمی تشریح کا جاننا بھی ضروری ہے کیونکہ کسی موقع پر کسی قاعدہ میں تبدیلی کی ضرورت محسوس ہو تو وہ اعتماد سے مطلوبہ تبدیلی کر سکیں۔ مثلاً وقف کے بعد اگلے کلمہ کے ہمزہ وصلی کی شروع کی حرکت اور ابدالِ وجوبی میں ہمزہ وصلی کو حرفِ مدہ سے بدل کر پڑھنے کا قاعدہ خصوصی توجہ کا حامل ہے۔

آخر میں یہ بھی واضح رہے کہ دنیا میں رائج الوقت زبانیں عہد بہ عہد تبدیلیوں کی زد میں رہتی ہیں جن میں بعض الفاظ متروک ہو جاتے ہیں اور اکثر نئے الفاظ داخل ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن الحمد للہ! کلام اللہ ایسی تبدیلیوں سے مستثنیٰ ہے کہ نزولِ قرآن کے وقت سے لے کر قیامت تک اس میں کسی قسم کی تبدیلی ممکن نہیں۔ ان شاء اللہ۔

علمِ تجوید کے قواعد کا اختتام اور خلاصہ: الحمد للّٰہ! عربی کلمات کی بناوٹ کے اصول مخارج و صفات حروف اور علمِ تجوید سے متعلقہ قواعد کا بیان یہاں ختم ہوا۔ طلبا و طالبات کی سہولت کے لیے خلاصہ درج ہے:

الف: علمِ تجوید کے دو جز: ۱: مخارجِ حروف ۲: صفاتِ حروف **ب:** مخارجِ حروف کی دو قسمیں: ۱: مخارجِ محققہ ۲: مخارجِ مقدرہ **ج:** صفاتِ حروف کی دو قسمیں: ۱: صفاتِ لازمہ ۲: صفاتِ عارضہ صفاتِ لازمہ مزید دو حصوں میں تقسیم ہیں: i: صفاتِ لازمہ متضادہ ii: صفاتِ لازمہ غیر متضادہ

مخارجِ کی تعداد: ۱۷ صفات لازمہ کی تعداد: ۱۷

صفاتِ عارضہ کی تعداد میں علماءِ تجوید کا اختلاف ہے البتہ آپ کے پیشِ نظر کتاب میں ان کی تعداد بھی سترہ بیان ہوئی ہے۔

واضح رہے کہ درج ذیل تینوں علوم اپنی اہمیت کے لحاظ سے علمِ تجوید کا لازم و ملزوم باب تصور ہوتے ہیں:

۱: علمِ وقف ۲: علمِ رسم الخط ۳: علمِ قراءات۔

اس کے علاوہ علمِ رسم الخط کا عِلْمُ الضَّبْطُ سے قرآنی متن کے ساتھ براہِ راست جبکہ علمِ وقف کا عِلْمُ الْعَدُّ لِلْاٰیٰتِ سے بھی تعلق ہے اور یہ دو علوم بھی باقاعدہ کتابوں میں مرتب و محفوظ ہیں جن کا تعارف فہرست کتب پر موجود ہے۔

آئندہ ابواب میں ان علوم کا تعارف و تفصیل بیان ہوگی۔ ان شاء اللہ۔



۱ : **علم وقف: مَعْرِفَةُ الْوُقُوْف**

معرفۃ الوقوف کی دو صورتیں ___ ۱: محلِ وقف ۲: کیفیتِ وقف

۲ : علمِ وقف کی اہمیت کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں دو شخص آئے۔ ان میں سے ایک نے پڑھا: **مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا** پر وقف کیا۔ ''جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کی وہ بامراد ہوا اور جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ بھی بامراد ہوا (العیاذ باللہ)''

پس رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: یہاں سے اُٹھ جا تو برا خطیب ہے۔

آپ ﷺ کے پاس آنے والے شخص کو چاہیے تھا کہ وہ **وَمَنْ يَّعْصِهِمَا** کی بجائے **يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ۔** پر وقف کرتا یا پورا جملہ ایک سانس میں پڑھتا:

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ غَوٰى.

۳ : موقع ومحل کے اعتبار سے مناسب جگہ پر وقف کرنا، تلاوت کا زیور، قاری کی زینت، تالی کی فصاحت و بلاغت، سننے والے کے لیے معانی کے سمجھنے میں آسانی اور عالم کی شان ہے۔

معانی کے اعتبار سے عمدہ وقف کے ذریعہ دو مختلف معانی، دو متضاد باتوں اور جدا جدا حکموں میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔ امام فن ابوالقاسم یوسف بن علی الہذلی متوفی ۴۶۵ھ ۔

۴ : سبعہ وعشرہ قراء کرام میں سے امام قاری عاصم کوفی جن کی قراءت کے مطابق ہم قرآنِ حکیم کی تلاوت کرتے ہیں آپ اس جگہ وقف کرنا پسند فرماتے تھے یہاں معانی کے اعتبار سے کلام پورا ہو جاتا تھا۔

۲۷ مَحَلِّ وقف اور رُمُوزِ اَوْقَاف کی تفصیل

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ علم تجوید کے دو جز ہیں۔مخارجِ حروف اور صفاتِ حروف۔ مختصر طور پر تصحیح و تحسین حروف ہے۔اسی طرح علمِ وقف کے بھی دو اہم جز ہیں۔محلِ وقف اور کیفیّتِ وقف۔اختصار کے طور پر معانی کی تفہیم و تحسین ہے۔ان دو علوم کا بنیادی تعلق قرآنی حروف اور کلام اللہ کے معانی ہی سے ہے۔جس طرح حرف کی غلط ادائیگی سے معانی بدل جاتے ہیں اسی طرح بے موقع وقف کرنے سے کلام بے ربط ہو جانے سے معانی کا فساد ہوتا ہے۔لہٰذا تالی کا حق ہے کہ تلاوت کے دوران حروف و الفاظ اور ربطِ کلام کی تصحیح و تفہیم کا خیال رکھے۔اصطلاحاً علمِ وقف کا موضوع کلمہ و کلامِ قرآنی ہے کیونکہ علمِ وقف میں کلامِ قرآنی اور کلمہ کا آخری حرف زیرِ بحث آتے ہیں۔اس کی تشریح و تفصیل درج ذیل عنوانات کے تحت بیان کی جاتی ہے:

۱: مَعْرِفَتِ وَقْف ۲: اِبْتِدَاء ۳: اِعَادَہْ ۴: وَصْلْ ۵: سُکُوْتْ ۶: قَطْعْ

۱: **معرفتِ وقف** : معرفت کا معنی جاننا اور پہچاننا کے ہیں۔وقف کا لغوی معنی ٹھہرنے اور رکنے کے ہیں۔وقف کی جمع اوقاف اور اس کی ضد وصل ہے یعنی ملا کر پڑھنا۔اصطلاحاً قرآنی آیات یا درمیانِ آیات کلمات کے آخر میں ٹھہرتے ہوئے آواز بند کرنا، سانس توڑ دینا اور طبعی طور پر آرام کے لیے سانس لینا یہ سارا عمل وقف کہلاتا ہے۔بلکہ تلاوت کو جاری رکھنے کا ارادہ بھی اس عمل میں شامل ہے۔جس کلمہ کے آخر میں وقف کیا جائے اسے موقف علیہ کہتے ہیں۔معرفتِ وقف دو حصوں میں تقسیم ہے: **الف**: محلِ وقف **ب**: کیفیّتِ وقف

الف: محلِ وقف: درمیانِ کلام جس جگہ وقف ہوسکتا ہے وہ محلِ وقف ہے۔

ب: کیفیّتِ وقف: آخرِ کلمہ پر جس طرح وقف ہوتا ہے وہ کیفیت وقف ہے۔

الف: **محلِ وقف کی علمی وضاحت**: محل کا لغوی معنی موقع اور مقام کے ہیں۔اصطلاحاً معانی کے اعتبار سے طبعی طور پر سانس لینے کی غرض سے صحیح موقع پر ٹھہرنا کے ہیں۔علمی اعتبار سے اس کی چار

صورتیں ہیں: (i) وَقْفِ تَام (ii) وَقْفِ کَافِی (iii) وَقْفِ حَسَن (iv) وَقْفِ قَبِیح

(i) **وقفِ تام:** تام کا لغوی معنی پورا اور مکمل ہونا کے ہیں۔ اصطلاحاً اس سے ایسا محل وقف مراد ہے جہاں مضمون اور قصہ ہر لحاظ سے مکمل ہو گیا ہو یعنی کلمہ موقوف علیہ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے والے مضمون وقصہ سے لفظی ومعنوی تعلق نہ ہو۔ یہ اکثر آیات کے آخر پر ہوتا ہے۔ لہٰذا وقفِ تام پر آواز اور سانس توڑ کر طبعی طور پر سانس لینے کے لیے ٹھہر جانا ضروری ہے۔ لفظی تعلق کا مطلب گرامر کے حوالے سے اعرابی اور ترکیبی حالت ہے اور اعرابی حالت سے مراد کلمہ کے آخری حرف پر زبر، زیر، پیش اور تنوین کا ہونا ہے۔ معنوی تعلق سے مراد یہ ہے کہ کوئی قصہ بیان ہو رہا ہے یا کسی حکم کی تفصیل جاری ہے اور کلام کے تسلسل کی وجہ سے معنوی تعلق اس وقت تک برقرار رکھنا ضروری ہے جب تک قصہ اور بات مکمل نہ ہو جائے۔

(ii) **وقفِ کافی:** کافی کا لغوی معنی ضرورت کے مطابق ہونا کے ہیں۔ کلمہ موقوف علیہ کے بعد والے کلام کا اس سے پہلے والے کلام سے لفظی تعلق نہ ہو لیکن معنوی تعلق برقرار رہتا ہو۔ یعنی جملہ تو مکمل ہو گیا۔ لیکن مضمون ابھی ختم نہیں ہوا اور ٹھہرنے سے کلام، معانی کے اعتبار سے کافی اور مطلب واضح ہے۔ یہ وقف بھی بالعموم آیات کے آخر میں ہوتا ہے۔

(iii) **وقفِ حسن:** خوبصورت اور پسندیدہ وقف کو کہتے ہیں۔ وقفِ حسن میں کلمہ موقوف علیہ پر جملہ تو کسی حد تک پورا ہو جاتا ہے لیکن مابعد سے لفظی تعلق برقرار رہتا ہے۔ "بِسْمِ اللّٰهِ" شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے۔ یہاں جملہ تو پورا ہے لیکن "الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ" جو اللہ نہایت مہربان اور بہت رحم والا ہے، کے ملانے سے بات مکمل ہوتی ہے۔ لہٰذا مابعد سے معنوی تعلق کی بناء پر درمیان میں ٹھہرنے سے کلام بے ربط ہو جاتا ہے جس سے پوری بات سمجھنے میں دقت پیش آتی ہے اس۔ تے وقفِ حسن پر نہ ٹھہرنا ہی پسندیدہ ہے۔

(iV) **وقفِ قبیح:** قبیح برا، مذموم اور ناقص کو کہتے ہیں۔ وقفِ قبیح میں کلمہ موقوف علیہ کا بعد والے

اور اس سے پہلے والے مضمون سے لفظی و معنوی دونوں طرح کا گہرا تعلق ہوتا ہے جس کی وجہ سے جملہ یا مضمون پورا نہ ہونے سے معانی نامکمل و ناقص رہتے ہیں بلکہ مفہوم غلط بھی ہو جاتا ہے۔ اصولی طور پر وقف تین ہیں جو اوپر بیان ہوئے ہیں۔ وقفِ قبیح درحقیقت کوئی وقف نہیں بلکہ تلاوت کے دوران کسی اضطراری کیفیت کی وجہ سے ٹھہرنے کا نام ہے۔ اسے بیان کرنے کا مقصد اس کی پہچان اور اس سے بچنا ہے۔

محلِ وقف کے مراتب: معانی کے اعتبار سے محلِ وقف کی بیان کردہ ان چار صورتوں کا ایک ایک اونچا درجہ بھی ہے جو اکثر مستعمل ہے: تام کا اعلیٰ درجہ اَتَمّ ہے جو مفہوم کے اعتبار سے زیادہ بامعانی ہوتا ہے۔ کافی کا اعلیٰ درجہ اکفٰی ہے جو معانی کے اعتبار سے زیادہ کامل ہے۔ حسن کا اعلیٰ درجہ اَحْسَنُ، جو معانی کے اعتبار سے زیادہ پسندیدہ اور قابلِ قبول ہوتا ہے۔ قبیح کے بعد کا درجہ اَقْبَحُ، جو فساد اور ابہام کے اعتبار سے زیادہ ناقابلِ قبول ہوتا ہے۔

محلِ وقف باعتبار احوالِ قاری

تلاوت کے دوران قاری کی ضرورت کے اعتبار سے محل وقف کی چار صورتیں ہیں:

۱: وقفِ اختیاری ۲: وقفِ اضطراری ۳: وقفِ اختباری ۴: وقفِ انتظاری

۱: **وقفِ اختیاری:** وقفِ اختیاری سے مراد بغیر کسی عذر کے معانی کی رعایت رکھتے ہوئے اپنے اختیار و ارادہ سے طبعی طور پر سانس لینے اور آرام کے لیے وقف کرنا ہے۔ وقفِ اختیاری اکثر وقفِ تام اور کافی پر ہوتا ہے۔

۲: **وقفِ اضطراری:** وقفِ اضطراری کا لغوی معنی بے قراری اور بے اختیاری کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسی لاچاری جس میں ارادے کا دخل نہ ہو اور کسی مجبوری مثلاً سانس کی تنگی، کھانسی، چھینک ہچکی اور بھول جانے کی صورت میں وقف کرنا ہے۔

۳: **وقفِ اختباری:** اختبار کا لغوی معنی آزمائش اور امتحان کے ہیں۔ یہ ایسے وقف کو کہتے ہیں جو

مبتدی طلبا کو وقف کی اہمیت وضرورت کی تعلیم وتربیت اور سمجھنے، سمجھانے کی غرض سے کیا جائے۔

۴: **وقفِ اِنتظاری**: اس وقف کو کہتے ہیں جو سبعہ وعشرہ قراءات (سات اور دس قرآتوں) کو جمع کرنے کی غرض سے کیا جائے۔ اختلافِ قراءات کے قراء کرامؒ اور راویان کی ایک روایت کے بعد دوسری اور تیسری روایت کو ایک ایک کر کے پڑھتے ہوئے درمیان میں بار بار ایک سے زیادہ مرتبہ وقف کیا جائے اور اختلاف قراءات کے مکمل ہونے تک انتظار کرنے کے بعد تلاوت کو آگے جاری رکھنے کو کہتے ہیں۔ علمِ قراءات کی تفصیل سبق نمبر ۳۰ پر ملاحظہ فرمائیں۔

محلِ وقف کی نشاندہی اور رموزِ اوقاف (PUNCTUATION): محلِ وقف کی بیان کردہ علمی وضاحت تام، کافی، حسن اور قبیح سے محلِ وقف کی اہمیت تو واضح ہوتی ہے لیکن بظاہر ٹھہرنے کے صحیح موقع ومحل کی نشاندہی نہیں ہوسکتی۔ چونکہ معانی کی رعایت رکھتے ہوئے وقف کی صحیح پہچان عربی جانے بغیر ممکن نہیں اس لیے مفادِ عامہ اور بالخصوص عجمی مسلمانوں کی آسانی کے لیے علماءِ وقف نے محلِ وقف کے لیے معنوی مناسبت اور بے موقع ٹھہرنے سے بچنے کے لیے مختلف اشارات متعارف کروائے ہیں جن کو رموزِ اوقاف یا علاماتِ وقف کہتے ہیں۔ رموز، رمز کی جمع ہے (SYMBOLS) جس کا معنی اشارہ کے ہیں، اوقاف، وقف کی جمع ہے یعنی ٹھہرنے کے اشارات۔ یہ رموزِ وقف معانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات کے اوپر اور درمیانِ آیات باریک خط میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ تاریخی لحاظ سے ان کو تین مختلف ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ۱: آیاتِ قرآنی۔ ۲: علامہ سجاوندیؒ کے مقرر کردہ رموز اوقاف۔ ۳: علماءِ متاخرین کی وضع کردہ علاماتِ وقف۔

۱: **آیاتِ قرآنی**: آیات، آیت کی جمع ہے۔ قرآنِ حکیم میں یہ لفظ مختلف معانی کے ساتھ استعمال ہوا ہے اور اس کا لغوی معنی دلیل، نشانی اور علامت کے ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی عظمت وربوبیّت کا نشان ہے۔ ان معانی کے استعمال سے اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ وہ اپنی تعلیمات پر خود دلیل وحجت ہے کسی خارجی دلیل کی محتاج نہیں۔ اصطلاحاً الہامی کلام کے ایک ٹکڑے کو کہتے ہیں

یا یہ کسی قرآنی سورت کے اندر کی سب سے چھوٹی تقسیم کا نام ہے جس میں کوئی حکم ہو یا وہ ایک مستقل عبارت ہو۔ نزولِ وحی کے دوران جس ترتیب سے آیات نازل ہوئی ہیں اسے ترتیبِ نزولی کہتے ہیں۔ دوسری ترتیبِ آیات وہ ہے جس کے مطابق قرآن حکیم مرتب ہوا ہے اور جو آج ہمارے پاس کتابی صورت میں موجود ہے اس کو ترتیبِ توقیفی کہتے ہیں۔ توقیف کے لغوی معنی واقف کروانے کے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں آیات کی یہ ترتیب حضرت جبریل علیہ السّلام نے نبی اکرم ﷺ کو تلقین فرمائی۔ چنانچہ جبریل علیہ السّلام جب وحی لاتے تو ساتھ ہی اس کا موقع ومحل بھی بتاتے کہ اس کو فلاں سورت میں فلاں آیت کے تحت لکھا جائے۔ نبی اکرم ﷺ کاتبین وحی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس کی متعینہ جگہ کی نشاندہی فرما دیتے اور صحابہ کرامؓ کو یہاں ٹھہرنے کی تعلیم بھی فرماتے۔ سورتوں میں آیات کی اسی ترتیب پر اُمت کا اجماع ہے۔ اس ترتیب کے خلاف لکھنا یا مقدم ومؤخر کرنا جائز نہیں۔ آنحضور ﷺ کے دورِ مسعود میں آیات کی پہچان کے لیے کوئی علامت مقرر نہیں تھی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے طبعی محاورہ اور نقل وحفظ کی بنیاد پر تلاوت کے دوران وقف فرمایا کرتے تھے۔ البتہ صحابہؓ ہی کے دور میں آیات کے آخر میں تین نقطے (...) یا یہ مخصوص نشان (ဝဝဝ) لگایا جانے لگا۔ علاوہ ازیں صحابہؓ ہی کے دور میں ہر پانچ آیات کے بعد قرآنی حاشیہ پر لفظ **خُمُس** یا اس کا اختصار "خ" لکھنے کا رواج تھا اور اسی طرح ہر دس آیات کے بعد حاشیہ پر **عُشُر** یا بطور اختصار "ع" لکھا جاتا تھا۔ تاکہ آیات کی گنتی آسان ہو سکے۔ لکھنے کا یہ عمل **تَخمِیس** اور **تَعشِیر** کہلاتا تھا۔ (تحریر کا عکس کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں) تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے دور میں ہر آیت کے بعد رائج الوقت گول دائرہ لکھا جانے لگا۔ آج کل اکثر گول دائرہ کی بجائے بیل دار خوبصورت دائرے بھی رائج ہیں۔ دائرہ کے اندر ہر سورت کی آیات کے نمبر شمار کا عدد درج ہوتا ہے۔

رمزِ آیت: الف: O: یہ گول نشان وقفِ تام کا اشارہ ہے۔ تام کا معنی مکمل کے ہیں۔ یہاں جملہ مکمل اور بات پوری ہوگئی ہے۔ اس علامت کو آیت کہتے ہیں۔ گول نشان بھی درحقیقت عربی لفظ

"ایَۃٌ" کی گول "ۃ" (تاءِ مُدَوَّرہ) سے ماخوذ ہے۔آیت حروف مقطعات یا کلمات اور جملوں کے مجموعہ کا نام ہے جو کلمات کو ماقبل اور مابعد سے جدا اور ممتاز کرتی ہے اور کلمات کی تعداد کے لحاظ سے بھی چھوٹی بڑی ہوتی ہے بلکہ ایک کلمہ کی بھی ہے: طٰهٰ ۝ مُدْهَآمَّتٰنِ ۝ ان کو راسِ آیت کہتے ہیں رَاْس بمعنی سر یعنی آیات کے آخری سرے۔رُءُوْس اس کی جمع ہے اس کو فاصِلَۃٌ بھی کہتے ہیں۔ فاصلہ بمعنی جدا کرنا یعنی آیات کو علیٰحدہ کرنا،فواصِل اس کی جمع ہے۔ جہاں آیات پر غور وفکر کرنا اور معانی کو ظاہر کرنا مقصود ہو تو ہر آیت پر ٹھہرنا سنّت ہے۔سانس کے جاری رہ سکنے کی صورت میں چھوٹی چھوٹی آیات کو ملا کر پڑھنا بھی جائز ہے۔

اس وقت عالمِ اسلام میں رائج قرآن حکیم میں آیات کی نشاندہی علماءِ کوفہ کی تحقیق اور سند کے مطابق ہے اس لیے اس کو کوفی آیت کہتے ہیں۔جن کی تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس (۶۲۳۶) ہے۔لیکن دوسرے شہروں مَکَّۃُ الْمُکَرَّمَۃ ، مَدِیْنَۃُ الْمُنَوَّرَہ ،دمشق،بصرہ اور حمص کے آئمہ قراءات نے یہ تعداد تھوڑے فرق کے ساتھ بیان کی ہے۔ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منسوب ایک روایت میں یہ تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (۶۶۶۶) بیان ہوئی ہے یہی تعداد زیادہ مشہور ہے۔مگر اس روایت کی مصدقہ سند دستیاب نہیں ہوسکی۔مزید تفصیل سبق نمبر ۳۹ پر موجود ہے۔

ب: ۵: یہ علامت علماءِ کوفہ کے علاوہ دوسرے شہروں کے علماءِ کرامؒ جن کا ذکر اوپر ہوا،کی رائے میں آیت ہونے کی نشاندہی کرتی ہے اس کو مختلف فِیہِ یا اختلافی آیت کہتے ہیں۔یہاں آیت کی طرح ٹھہرنا چاہیں تو ٹھہر سکتے ہیں۔تاہم یہ علامت برِعظیم پاک وہند میں شائع ہونے والے مصاحف میں لکھی ہوئی ہے،عالم عرب اور افریقہ میں شائع قرآنِ حکیم میں اس کے لکھنے کا رواج نہیں ہے۔

۲: عَلَّامَہ سَجَاوَنْدِیؒ کے مقرر کردہ رموزِ اوقاف: محلِ وقف کے اصطلاحی ناموں تام کافی ،حسن اور قبیح کو رموز کی صورت میں متعارف کروانے کی پہلی کامیاب کوشش علامہ ابوعبداللہ محمد بن

طیفور غزنوی سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ (۵۶۰ ہجری) نے کی اور خصوصاً برعظیم پاک و ہند میں آپ ہی کے تجویز کردہ سات رموز رائج ہیں i: مـ ii: ط iii: ج iv: ز v: ص vi: لا vii: ○ لا

(i): مـ: یہ وقفِ لازم کی علامت ہے۔ یہاں معانی و مفہوم کے اعتبار سے وقف کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ ملا کر پڑھنے کی صورت میں عبارت کا مطلب منشاءِ الٰہی کے خلاف ہو جاتا ہے یا سننے والے شخص کو غلط معانی کا وہم ہوتا ہے۔اس کو مثال سے یوں سمجھنا چاہیے: ''روکومت جانے دو'' ان کلمات کی معانی کے اعتبار سے پہلی ترکیب یہ ہے: روکو، مت جانے دو۔ اس جملہ میں ''روکو'' پر ٹھہرنے سے کسی کو رکنے کا حکم ہے دوسری ترکیب میں: روکومت، جانے دو۔''روکومت'' پر ٹھہرنے کی صورت میں جانے کا حکم ہے۔ نتیجتاً کلمات کے درمیان بے موقع اور غلط جگہ پر ٹھہرنے سے معانی الٹ ہو گئے۔ وقف لازم کی اہمیّت اور تالی کی توجہ کے لیے قرآنِ حکیم کے حاشیہ پر **وقفِ لازم** بھی لکھ دیا گیا ہے۔

(ii): ط: یہ وقفِ مطلق کا مخفف ہے۔ مطلق سے مراد ضروری، بالکل، پورے طور پر اور مکمل کے ہیں۔ یہاں بات پوری ہوگئی اس لیے وقف بھی ضروری ہے۔ یہ علامت بھی آیت اور وقفِ تام کے ہم معنی ہے۔ وقفِ مطلق کی یہ تعریف بھی کی جاتی ہے کہ اس میں کسی قسم کی رخصت کی گنجائش نہیں ہوتی بلکہ ایک ہی حکم کی پابندی کرنا لازمی ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ وقفِ لازم کی رمز''مـ''اس موقع کے لیے متعین کی گئی ہے جہاں وصل کرنے سے کسی فسادِ معنی کا وہم ہوتا ہے اور وقفِ مطلق کی رمز''ط''اس موقع کے لیے ہے جہاں ملا کر پڑھنے اور دو کلمات کے آپس میں ملنے کی وجہ سے معانی کے گڈ مڈ ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اور اہلِ علم حضرات کو دو کلموں کے ملانے سے معانی کے مہمل ہونے یا ابہام کا شبہ ہوتا ہے۔

(iii): ج: یہ وقفِ جائز کی علامت ہے۔ یہاں مطلب و معانی کو بہتر طور پر سمجھنے اور حُسنِ قراءت کی بناء پر وقف کرنا مستحسن ہے جبکہ وصل بھی جائز ہے۔ یہ رمز وقفِ کافی کے ہم پلہ ہے۔

(iv): ز: یہ وقفِ مُجَوَّزْ کی علامت ہے۔ مجوّز کا لغوی معنی تجویز یا جائز کیا گیا کے ہیں۔ رموزِ اوقاف م، ط، ج اگر دور ہوں یا سانس کی تنگی حائل ہو جائے اور "ز" قریب میں موجود ہو تو وقف کی اجازت ہے۔ کسی وجہ یا معقول عذر کے بغیر عام حالت میں وقف نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

(v): ص: یہ وقفِ مُرَخَّصْ کی علامت ہے۔ مرخص کا لغوی معنی رخصت دیا گیا کے ہیں۔ یہاں بھی حالتِ اضطرار یعنی سانس کی تنگی اور کلام کے طویل ہونے کی وجہ سے ٹھہرنے کی رخصت ہے۔ اضطراری حالت کے علاوہ وصل کو ترجیح ہے۔

نوٹ: "ص پر وقف کا مرتبہ 'ز' سے کم تر ہے۔ لہٰذا "ص" پر وصل "ز" پر وقف کو ترجیح ہے۔

(vi): لَا: "لَا" کا معنی نہیں کے ہیں اور یہ لَا وَقْفَ عَلَيْهِ "یہاں وقف نہیں ہے" کا اختصار ہے اسے عَلَامَةُ الْوَقْفُ الْمَمْنُوْع بھی کہتے ہیں۔ شروع میں بیان کیے گئے علاماتِ وقف مثلاً وقف تام، لازم، مطلق اور جائز کے مقابلے میں یہ وقفِ قبیح کی علامت ہے جس کا معنی برا اور مذموم کے ہیں۔ یہاں وقف کرنا بھی قباحت کا باعث ہے اس لیے یہاں ٹھہرنا جائز نہیں۔ علامتِ "لا" بالعموم درمیانِ آیات وہاں دی جاتی ہے جہاں قاری کے ٹھہرنے کا احتمال ہو۔ تاہم اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ یہاں بالکل ہی نہ ٹھہریں بلکہ سانس کی تنگی کی وجہ سے ٹھہرنا پڑے تو ٹھہر بھی سکتے ہیں۔ البتہ وقفِ اختیاری منع اور اضطراری جائز ہے۔ لیکن وقفِ اضطراری کے بعد دم لے کر پیچھے سے دو تین کلمات لوٹا کر دوبارہ آگے سے پڑھنا شروع کرنا ضروری ہے تاکہ معانی کا ربط اور حسن برقرار رہے۔ اسے اصطلاحاً اعادہ کہتے ہیں، جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے۔

(vii): ۝لا ۔ ۵لا: یہ دو علامات آیت اور رمز "لَا" کا مجموعہ ہیں اور ان کو "آیاتِ لَا" کہتے ہیں۔ علامہ سجاوندیؒ نے یہ دو علامات وقف حسن کے لیے تجویز کی ہیں اور معانی کے اعتبار سے تالی کو جہاں ٹھہرنے یا ملا کر پڑھنے کا اختیار ہے وہاں آیت کے اوپر علامتِ "لَا" لکھ دی ہے۔ یہ علامت درحقیقت وہاں دی جاتی ہے جہاں سلسلہ کلام قدرے دراز ہوتا ہے اور کسی حکم، آفاقی دلائل

فصاحت و بلاغت اور قسم و تاکید کے لیے کئی باتیں یکے بعد دیگرے کہنا ہوتی ہیں۔ ''آیات لا'' کے بعد اکثر وقفِ مطلق ''ط'' کی علامت درج ہوتی ہے جو ان آیات کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں بات کے مکمل اور مضمون پورا ہونے کا اشارہ ہے۔ علامہ سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ نے ''آیاتِ لا'' کو ملا کر پڑھنے ہی کو مستحسن قرار دیا ہے۔ لیکن ایسی آیات پر سنّت کی پیروی اور معانی کی تفہیم و تعلیم کی غرض سے وقف کرنا بھی جائز ہے بلکہ جدا جدا پڑھنے سے بھی معانی کا تسلسل برقرار رہتا ہے۔

۳: **علماءِ متاخرین کی وضع کردہ علاماتِ وقف**: علامہ سجاوندی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ معانی کی بہتر تفہیم اور بے موقع وقف کرنے سے بچنے کے لیے علماءِ متاخرین نے بھی بعض مواقع پر مزید علامات کی نشاندہی فرمائی ہے۔ لیکن یہ رُموز پاک و ہند اور مشرقِ بعید میں رائج ہیں عالمِ عرب میں شائع مصاحف میں مروّج نہیں۔

(i): **وَقْفُ النَّبِيْ** ﷺ یہ کلمات قرآنِ حکیم کے حاشیے پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں اور مخصوص نشان (۔) کے ذریعے توجہ دلائی جاتی ہے۔ ایسے مواقع پر نبی اکرم ﷺ نے اہتمام کے ساتھ وقف فرمایا ہے اس لیے یہاں وقف کرنا مستحب ہے اور سنّت کی اتباع کرتے ہوئے وقف ہی کرنا چاہیے۔

(ii) **ق**: یہ علامت ''**قِيْلَ عَلَيْهِ الْوَقْف**'' کا مخفف ہے جس کا معنیٰ ''کہا گیا ہے کہ یہاں وقف ہے'' اس موقع پر ملا کر پڑھنے کی بجائے وقف کرنا زیادہ بہتر ہے۔

(iii) **ك**: یہ علامت ''**كَذٰلِكَ**'' کا اختصار ہے جس کا معنیٰ ''ایسے ہی اور اس طرح'' ہے۔ یہ علامت عربی عبارت کے درمیان میں رمزِ وقف کے بعد واقع ہو تو وقف کے حکم میں ہے اور رمزِ وصل کے بعد ہونے کی صورت میں وصل کے حکم میں ہے۔

(iv) **قِفْ**: ''**قَدْ يُوْقَفُ عَلَيْهِ**'' کا مخفف ہے جس کا معنیٰ ہے ''اس مقام پر ٹھہرا جاتا ہے'' یہ صیغہ امر ''قِفْ'' وقف کر یا ٹھہرو کے معانی میں نہیں ہے۔ البتہ حالتِ اضطرار میں یہاں وقف کی گنجائش ہے

(v) صَلْ: "قَدْ یُوْصَلُ" (کبھی کبھی ملا کر پڑھا جاتا ہے) کا مخفف ہے۔ یہ بھی صیغہ امر "صِلْ" وصل کر یا ملاؤ کے معنی میں نہیں ہے۔ البتہ یہاں وصل پسندیدہ ہے۔

(vi) صَلی / صَلے: جو "اَلْوَصْلُ اَوْلٰی" (یہاں ملا کر پڑھنا بہتر ہے) کا مخفف ہے۔ اس لیے یہاں وصل کرنا ہی اولیٰ اور بہتر ہے۔

(vii) قلا: "قِیْلَ لَا وَقْفَ عَلَیْه" (کہا گیا ہے کہ یہاں وقف نہیں ہے) کا اختصار ہے۔ بعض علماءِ وقف کی رائے میں یہاں وقف ہے اس لیے "قلا" وقفِ اختلافی کی علامت ہے۔ لہٰذا قاری کے لیے وقف یا وصل میں کسی ایک کا اختیار ہے۔

نوٹ: اوپر بیان کردہ تمام رموز میں سے اکثر آیات اور درمیانِ کلام بعض مقامات پر اوپر نیچے دو، دو یا تین، تین رموز بھی درج ہوتے ہیں ایسے مواقع پر اوپر والی رمز کا اعتبار ہوتا ہے۔

(viii) وَقْفِ مُنَزَّلْ: اس کو وَقْفُ جِبْرِیْلْ بھی کہتے ہیں۔ نزولِ قرآن کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام نے بڑے اہتمام کے ساتھ یہاں وقف کیا آنحضور ﷺ نے بھی یہاں وقف فرمایا

(ix) وَقْفِ غُفْرَانْ: جس کا لغوی معنی معافی اور بخشش چاہنا کے ہیں۔ ایسی جگہ اُمیدِ بخشش و معافی کی بناء پر وقف کرنے سے پڑھنے اور سننے والوں کو خوشی کا احساس ہوتا ہے۔ لہٰذا پڑھنے اور سننے والوں کو چاہیے کہ اس جگہ استغفار و دعاءِ مغفرت کریں اور اللہ تعالیٰ سے عذاب و وعید سے پناہ مانگیں۔ یہاں وقف کرنا ہی بہتر ہے۔ اس کی نشاندہی قرآن کے حاشیہ پر بھی کر دی گئی ہے۔

(x) وَقْفِ کُفْرَانْ: کفران کا لغوی معنی ناشکری ہے۔ اصطلاحاً ایسی جگہ وقف کرنا جہاں وقف کرنے سے غلط اور فاسد معانی پیدا ہو جاتے ہوں اور جن کا قصداً یقین و اعتقاد کر لینے سے کفر لازم آتا ہے۔ یہاں وقف کرنا جائز نہیں۔ سب سے پہلے یہ اصطلاح امام محمد بن محمود ابو منصور ماتُریدی رحمۃ اللہ علیہ (۳۳۳ھ) نے وقفِ اَقبح کے لیے استعمال فرمائی۔ البتہ علامتِ "لَا" جو معانی کے اعتبار سے وقف قبیح کو ظاہر کرتی ہے اسی پر قیاس کرتے ہوئے ایسے مواقع پر قصداً ٹھہرنے

سے وقفِ کُفْرَانْ کی صورت پیدا ہوسکتی ہے۔ وقفِ کفران کی نشاندہی حاشیہ پر کی جاتی ہے لیکن آج کل اس کے لکھنے کا رواج نہیں۔

☆ اوپر بیان کردہ علاماتِ وقف کے قوی اور ضعیف ہونے کے اعتبار سے درجہ بندی حسب ذیل ہے:

۱: کوفی یا غیر کوفی آیت: ۵۔۵ (جس پر رمز ''لا'' نہ ہو) قوی ۲: وقفِ لازم: ''م'' اَقویٰ۔ ۳ وقفِ مطلق: ''ط'' قوی ۴: وَقْفُ النَّبِیِّ ﷺ: اتباع سنت کے حوالے سے ٹھہرنا مسنون ہے۔ ۵: وقفِ جائز: ''ج'' مرتبہ میں احسن اور عمدہ تر ہے۔ ۶: وقفِ مجوز: ''ز'' ضعیف۔ ۷: وقفِ مرخص: ''ص'' اَضْعَفْ ۸: قِفْ ۹: صَلْ: یہ دونوں علامتیں بہت ضعیف ہیں۔ مگر ''قِفْ'' پر سانس کی تنگی کی وجہ سے وقف کر سکتے ہیں۔ ''صَلْ'' پر ملا کر پڑھنا چاہیے۔

۱۰: صَلیٰ / صَلے: وصل بہتر ہے: طلبا و طالبات دوران تلاوت نمبر ۱ سے نمبر ۴ تک کے رموز پر بطور دستور العمل کے وقف کی پابندی کا معمول بنائیں۔ نمبر ۵ پر سانس کے جاری نہ رہ سکنے کی صورت میں وقف مستحسن ہے بصورتِ دیگر ملا کر پڑھیں۔ نمبر ۶۔ ۷۔ ۸ پر ضرورت کے تحت اور بامر مجبوری وقف کی رخصت ہے ورنہ وصل ہی کو ترجیح دیں۔

(xi) ع: یہ رکوع کی علامت ہے اور اس کو رکوع اس لیے کہتے ہیں کہ رکعت نماز میں اتنی مقدار میں قراءت قرآن کے بعد رکوع ہوتا ہے۔ رکوع اس بات کی بھی علامت ہے کہ ایک سے دوسرے رکوع کے درمیان آیات کا تعین بالعموم قرآنی مضمون کے اعتبار سے کیا گیا ہے۔ جہاں ایک سلسلہ کلام ختم ہوا ہے وہاں آیت کے اوپر ''ع'' کی علامت لکھ دی جاتی ہے۔ آیات کو ۵۵۸ رکوعات میں تقسیم کرنے کا یہ طریقہ برعظیم پاک و ہند میں حفاظ کی سہولت کے لیے اختیار کیا گیا ہے۔

علامتِ رکوع کا تاریخی حوالہ اور تعداد: مشائخ فقہاء اور علماء بخارا نے شروع میں نماز تراویح کے لیے دس آیت کے بعد رکوع کرنے، بیس رکعت روزانہ پڑھنے اور پورے ماہ کے حساب سے چھ ہزار آیت کو بنیاد بنایا۔ آیات کی کل تعداد چونکہ ۶۲۳۶ ہے لہذا بعض رکعتوں میں چھوٹی آیات کو ملا کر

یہ تعداد پوری کر لی جاتی تھی۔ لیکن اس طرح پڑھنے سے معانی کا ربط برقرار رکھنا مشکل تھا۔ نیز ستائیسویں شب کو ختم کرنے کی فضیلت سے محرومی بھی ایک وجہ بنی۔ گو ستائیسویں کو ختم کا اِلتزام کسی طور مناسب نہیں۔ الغرض فتاویٰ عالمگیریہ کے مطابق: ''مشائخ نے (دس آیات کی بجائے معانی کے لحاظ سے) قرآنِ کریم کو پانچ سو چالیس رکوعوں میں تقسیم کیا اور مصاحف میں اس کی علامتیں بنادیں۔ تاکہ نمازِ تراویح میں قرآن کا ختم ستائیسویں شب کو ہو سکے۔'' روزانہ رکعتیں: ۲۰ اور ستائیسویں کو ختم: ۲۰×۲۷=۵۴۰

البتہ اس سلسلے میں یہ مسئلہ بھی تحقیق طلب ہے کہ رائج الوقت مصاحف میں رکوعات کی کل تعداد ۵۵۸ کب اور کیسے وجود میں آئی۔

☆ بعض علماءِ تجوید نے علامت ''ع'' کو مَقْطَعْ سے بھی تعبیر کیا ہے۔ مقطع کا لغوی معنی کاٹنے اور ختم ہونے کی جگہ کے ہیں۔ اصطلاحاً مقطع اس موقع و محل کو کہتے ہیں جہاں تلاوت کو ارادتاً ختم کرنا مقصود ہو یعنی حسبِ معمول تلاوت کرنے کے بعد آگے پڑھنے کا ارادہ نہیں تو بہتر ہے کہ علامت ''ع'' پر تلاوت منقطع کریں۔ اگر کسی اشد ضرورت کے تحت تلاوت منقطع کرنی ہو تو اس کا آخری اور کم تر درجہ ایسی آیت پر ہے جہاں بات معنی کے اعتبار سے مکمل ہو رہی ہو۔ درمیانِ آیات بے موقع جہاں بات ادھوری رہ جائے تلاوت ختم کرنا آدابِ تلاوت کے خلاف ہے۔

علامت ''ع'' کے اوپر، نیچے اور درمیان میں ہندسے لکھے ہوتے ہیں۔ اوپر والا ہندسہ سورت کے رکوع کا شمار، نیچے والا اس پارے کے رکوع کا نمبر شمار ظاہر کرتا ہے اور درمیان میں اس رکوع کی کل آیات درج ہوتی ہیں۔ مثلاً ۲ع۱۱ ۱۰ سورت آلِ عمران کا دوسرا رکوع، تیسرے پارے کا دسواں رکوع اور اس میں کل گیارہ آیات ہیں۔

(xii) مَنَازِلْ: قرآنِ حکیم کے نچلے حاشیہ پر سلسلہ وار نمبر شمار سے سات منازل کی نشاندہی کی گئی ہے۔ سات منازل کی یہ تقسیم درج ذیل حدیث کی بنیاد پر ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ قرآنِ حکیم کو

ایک ماہ میں ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اس سے زیادہ تلاوت کرسکتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر دس دن میں ختم کیا کرو، میں نے عرض کیا میرے اندر اس سے زیادہ کی طاقت ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا، سات دنوں میں ختم کرلیا کرو اس سے زیادہ تلاوت نہ کیا کرو۔ اکثر صحابہؓ خصوصاً نمازِ تہجد میں منازل کی ترتیب کے مطابق سات دنوں میں قرآن حکیم ختم کرنے کا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ پڑھنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ جمعۃ المبارک سے شروع کر کے جمعرات کو ختم کریں۔

سات منازل کی تقسیم اس طرح سے ہے:

منزل	سورت سے	سورت تک	پہلی سورت کا پہلا حرف
۱	اَلْفَاتِحَة: ۱	اَلنِّسَآء: ۴	ف
۲	اَلْمَآئِدَة: ۵	اَلتَّوْبَة: ۹	م
۳	يُوْنُس: ۱۰	اَلنَّحْل: ۱۶	ی
۴	بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْل: ۱۷	اَلْفُرْقَان: ۲۵	ب
۵	اَلشُّعَرَآء: ۲۶	یٰسٓ: ۳۶	ش
۶	وَالصّٰٓفّٰت: ۳۷	اَلْحُجُرٰت: ۴۹	و
۷	قٓ: ۵۰	اَلنَّاس: ۱۱۴	ق

منازل کی اس ترتیب میں پہلی سورتوں کے شروع کے حروف کو جوڑ کر فَمِیْ بِشَوْقٍ میں جمع کردیا گیا ہے تاکہ یاد رکھنا آسان ہو: فَمِیْ: میرا منہ۔ ب: کے ساتھ۔ شَوْقٍ: شوق

سلیس ترجمہ: میرا منہ مبتلائے شوق تلاوت ہے۔

تیس پاروں میں تقسیم: قرآن حکیم کی تیس پاروں میں تقسیم عہد صحابہؓ کے بعد کی ہے جو بچوں کی تعلیم اور تلاوت کی سہولت کے لیے کی گئی ہے۔ فارسی میں اسے سیپارہ کہتے ہیں۔ سی کے معنی تیس اور پارہ کا معنی حصہ ہے: تیس پارے۔ اور پاروں کی یہ تقسیم معانی کے اعتبار سے نہیں ہے بلکہ کلمات کی

تعداد کے موافق تیس مساوی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ بعض مرتبہ پارہ ختم ہو جاتا ہے اور مضمون ادھورارہ جاتا ہے۔ جہاں سے پارہ شروع ہوا ہے وہیں سے صفحہ کے شروع کلمات کو پاروں کا نام دے دیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تیس پاروں میں ہر پارے کو اَلرُّبُعُ (چوتھائی) اَلنِّصْفُ (آدھا) اور اَلثَّلٰثَۃُ (پون پارہ یعنی تین چوتھائی) میں تقسیم کیا گیا ہے۔

عالمِ عرب میں شائع قرآنِ حکیم کو پاروں کے ناموں کی بجائے تیس اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اَلْجُزْءُ الْاَوَّلُ (۱) اَلْجُزْءُ الْعَاشِرُ (۱۰) اَلْجُزْءُ الْعِشْرُوْنَ (۲۰) اَلْجُزْءُ الثَّلَاثُوْنَ (۳۰) اور ہر جز کو دو اَحزاب (حزب کی جمع) یعنی ساٹھ حزبوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر حزب کو رُبُعُ الْحِزْبِ نِصْفُ الْحِزْبِ اور ثَلٰثَۃُ اَرْبَاعُ الْحِزْبِ میں بانٹ دیا ہے۔

رموزِ اوقاف کی علمی بحث یہاں اختتام پذیر ہوتی ہے۔ اس کے دوسرے جز، کیفیت وقف کا تعلق چونکہ عملی طور پر قرآنی مثالوں سے ہے۔ اس لیے ان کی تفصیل علیحدہ سبق میں بیان کی جارہی ہے۔

۲۸ کیفیتِ وقف کی تفصیل اور مثالیں

کیفیتِ وقف کا لغوی معنی ٹھہرنے کی حالت کے ہیں۔ اصطلاحاً محلِ وقف پر کلمہ کے آخری حرف پر کس طرح ٹھہرنا کے ہیں۔ آخری کلمہ چونکہ اپنی اعرابی حالت اور ترکیب کے حوالے سے مختلف ہوتا ہے اس لیے کیفیتِ وقف میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کی نوعیت بھی کئی حوالوں سے مختلف ہوتی ہے لہذا ان کے قواعد بھی آخری حرف کی اعرابی حالت کی ترتیب سے بیان کئے جارہے ہیں مثلاً ان کا متحرک، ساکن، منوّن اور مشدد ہونا ہے۔ البتہ آگے بڑھنے سے پہلے بطور اعادہ اور یاددھانی تحریر ہے کہ وقف کرتے ہوئے درج ذیل پانچ باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

۱: وقفِ اختیاری، وقف کی معروف رموز اور معانی کے اعتبار سے جملہ اور کلام کے مکمل ہونے پر ہوتا ہے درمیانِ کلام بے موقع، بغیر رمزِ وقف، وقفِ اختیاری صحیح نہیں۔

۲: کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر دینا اور آواز کو ملنے نہ دینا (سوائے حروفِ قلقلہ)

۳: آواز کا بند کر دینا۔ ۴: طبعی طور پر آرام کے لیے سانس لینا یعنی دم لے کر تازہ دم ہونا۔

۵: قوی علامتِ وقف کو ضعیف علامت پر ترجیح دینا ہے۔

۶: وقف کا رسم الخط کے تابع ہونا (لکھے ہوئے طریقہ کے مطابق وقف کرنا ہے)

آخر میں یہ امر بھی توجہ طلب ہے کہ وقفِ اختیاری اور اضطراری کیفیت کے اعتبار سے ایک جیسے ہیں کہ وقفِ اضطراری کرتے ہوئے کیفیت وقف کے وہی قواعد لاگو ہوتے ہیں جو وقف اختیاری کے لیے ضروری ہیں۔ تاہم ان میں ابتداء اور اعادہ کا فرق ہے کہ وقفِ اختیاری کے بعد ابتداء ہوتی ہے جبکہ وقفِ اضطراری کے بعد اعادہ ضروری ہے۔ جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ان شاء اللہ۔

رموز اوقاف پر وقف اور کیفیتِ وقف کے قواعد اور مثالیں

محلِ وقف پر کلمہ کے آخری حرف پر وقف کرتے ہوئے کیفیت وقف کی سات اہم صورتیں ہیں:

۱: وَقْفُ بِالْإِسْكَانْ ۲: وَقْفُ بِالسُّكُوْنْ ۳: وَقْفُ بِالْإِبْدَالْ ۴: وَقْفُ بِالتَّشْدِيْدْ

۵: وَقْفُ بِالْإِلْحَاقْ ۶: وَقْفُ بِالرَّوْمْ ۷: وَقْفُ بِالْإِشْمَامْ۔

وقف کے اعتبار سے اصل وقف بالاسکان ہی ہے۔ کیونکہ وقف کا مقصد سکون اور راحت ہے جو حرف کو ساکن کرنے سے حاصل ہوتا ہے نیز ابتدا کے لیے حرکت ضروری ہے چونکہ حرکت وقف کی ضد ہے لہٰذا وقف پر حرکت کی ضد یعنی سکون ہی ہونا چاہیے۔

نوٹ: وقف کی اکثر آیات کے انتخاب میں قواعدِ تجوید کی مشق کے ساتھ ساتھ آپ کو غور و فکر کی دعوت اور عمل کا پیغام دینا بھی پیشِ نظر ہے۔ سورت اور آیت نمبر کا حوالہ اسی مقصد سے دیا گیا ہے کہ آپ کے لیے ترجمہ دیکھنا آسان ہو جائے۔

۱: وَقْفُ بِالْاِسْكَانْ: وقف بالاسکان کا لغوی معنی کلمہ کے آخری حرف کو ساکن کر دینا کے ہیں۔ اصطلاحاً کلمات کے آخری حرف پر حرکاتِ ثلاثہ، دو زیر، دو پیش کی تنوین، ہاء ضمیر کی کھڑی زیر اور اُلٹا پیش ہو تو یہ تمام اعراب پڑھے نہیں جاتے اور حرف کو ساکن کر کے ٹھہرنا چاہیے۔ ان حرکات کے ساتھ وقف کرنا لحنِ جلی ہے:

الف: حرکات: اِقْرَاْ كِتٰبَكَ: اِقْرَاْ كِتٰبَكْ ط ۱۷-۱۴: لو، پڑھ لو اپنا اعمال نامہ!

ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنِ: ذٰلِكَ يَوْمُ التَّغَابُنْ ط ۶۴-۹: وہی دن درحقیقت ہار جیت کا دن ہوگا۔

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ط ۴-۵۸

وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلْ۔

وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ: وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلْ ط ۱۷-۸۱

ب: تنوین: وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ط ۱۸-۵۴

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلْ۔

فَذَكِّرْ ط اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ: فَذَكِّرْ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرْ ۝ ۸۸-۲۱

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنٍ: كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَاْنْ ۝ ۵۵-۲۹

ج: کھڑی حرکات: اِعْدِلُوْا هُوَ قف اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی ز:۵-۸

وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ: وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٗ ط ۴-۳۲

وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ: وَذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَبَاطِنَهٗ ط ۶-۱۲۰

☆ متحرک اور منوّن ہمزہ: موقوف علیہ کلمہ کے آخر میں متحرک، دوزیر یا دو پیش کا منون ہمزہ ہو تو وقف بالاسکان کی وجہ سے ساکن ہو کر جھٹکا سے ادا ہوتا ہے اور ادا نہ کرنا بھی لحنِ جلی ہے: یَشَا۔

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ ...هُدًى وَّ شِفَآءْ ط ۴۱-۴۴

قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ...اَللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءْ ○ ۳-۴۰

اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ: اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءْ ○ ۳-۳۸

۲: وقف بالسکون: بالسکون سے مراد کلمہ کے آخری حرف کا پہلے ہی سے ساکن ہونا ہے اگر کلمہ کا آخری حرف پہلے ہی سے ساکن ہو تو وقف کرتے ہوئے کسی تبدیلی کے بغیر آواز بند کر دیں اور آرام کے لیے سانس لیں۔ اس قاعدہ میں حروف مدہ، واو لین اور کھڑا زبر تینوں شامل ہیں۔ تینوں حروف مدہ اور کھڑے زبر پر وقف بالسکون کرتے ہوئے ایک الف سے کم یا زیادہ کھینچنا لحنِ جلی ہے اور واو لین پر وقف بغیر کھینچے ہوتا ہے:

الف: ساکن حرف: اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ط ۴۹-۱۳

ب: الف مدہ: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ○ لا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا ○ ۹۱-۹/۱۰

ج: یاءِ مدہ: فَادْخُلِيْ فِيْ عِبٰدِيْ ○ لا وَادْخُلِيْ جَنَّتِيْ ○ ۸۹-۲۹/۳۰

د: واو مدہ: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ص ۳-۱۰۳

ہ: کھڑا زبر: وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص ۵-۲

ز: واو لین: فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ج ۳-۲۰

☆ بعض مواقع پر کلمہ کا آخری متحرک حرف، وقف کے قاعدہ سے ساکن ہو جائے تو واو اور یاءِ مدہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ ایسے مواقع پر حروف مدہ کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنا ضروری ہے کم یا زیادہ کرنا لحنِ جلی ہے: واو مدہ: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوْ ج ۲-۲۵۵

یاءِ مدہ: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ: اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيْ ج ۲-۲۷۱

۳: وقف بالابدال: ابدال کے لغوی معنی بدل دینا کے ہیں۔ اصطلاحاً وقف پر دو زبر کی تنوین کو الفِ مدہ سے اور گول تاء (ۃ) کو ساکن "ہْ" سے بدل کر پڑھنا ہے:

الف: وقف پر دو زبر کی تنوین الف مدہ سے بدل جاتی ہے بشرطیکہ وہ تاءِ تانیث یعنی گول تاء کے علاوہ کسی اور حرف پر ہو۔ دو زبر کی تنوین میں اکثر زائد الف لکھا ہوا ہوتا ہے ایسے مواقع پر وقف کرنے سے تنوین کو زبر سے بدل دینے سے الف مدہ کی صورت ازخود پیدا ہو جاتی ہے لیکن بعض مواقع پر "ی" لکھی ہوتی ہے اور بعض کلمات کے آخر میں دو زبر کا منون ہمزہ (ءً) بھی ہوتا ہے۔ ایسے کلمات پر وقف بالابدال کرتے ہوئے الف خود لگائیں۔ الف مدہ سے وقف کرتے ہوئے ایک الف کی مقدار سے کم یا زیادہ ہرگز نہ کریں:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا : وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلَا ۝ ۷۳-۴

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلَّا ط ۲-۱۲۵

اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدًى : اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَنْ يُّتْرَكَ سُدَا ۝ ۷۵-۳۶

وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً: وَهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءَا ج ۶-۹۹

ب: گول "ۃ" وقف بالابدال پر ہر حال میں ساکن "ہْ" سے بدل جاتی ہے۔ لیکن اکثر دھیان

نہ کرنے سے ساکن ہاء کی بجائے الف سے وقف ہو جاتا ہے۔ یہ کیفیتِ وقف غلط اور لحنِ جلی ہے:

مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَةِ ۝ ۹۰-۱۷

مِنَ الَّذِينَ اٰمَنُوْا وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ وَتَوَاصَوْا بِالْمَرْحَمَهْ ۝

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۙ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ ۱۰۱-۶/۷

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَهْ ۝

فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَةً : فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَ نِعْمَهْ ط ۴۹-۸

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَةٌ ط ۲-۱۷۸

ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ رَحْمَهْ۔

وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ: وَ رَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَهْ ط ۱۸-۵۸

نوٹ: وقف بالابدال کی تمام مثالیں وقف کے اس اصول کے تحت ہیں ''کہ وقف رسم الخط کے تابع ہوتا ہے'' یعنی کلمہ کے آخری حرف کے لکھنے کی شکل وصورت برقرار رہتی ہے۔

☆ گول ''ۃ'' کے برعکس لمبی ''ت'' وقف بالاسکان پر ادا ہوتی ہے:

لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط ۲-۲۸۶

۴: وقف بالتشدید: وقف بالتشدید کا مطلب وقف پر تشدید کو برقرار رکھنا کہیں۔ اصطلاحاً وقف کی صورت میں کلمہ کے آخر میں مشدد حرف ساکن ہو کر ادا ہوتا ہے یعنی پہلے ان دو ساکن حروف کی آواز کو دو حروف جتنی دیر لگا کر آواز کو جاری رکھتے ہوئے پڑھنا ہے۔ لیکن احتیاط نہ کرنے سے اکثر ایک حرف کم ہو جاتا ہے اور یہ لحنِ جلی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ط ۳۳-۵۶۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ

پڑھنے کا طریقہ: عَلَى نَبِيْ ىْ: نون مشدد میں ایک الف غنہ اور آخری یاء مشدد کو دو مرتبہ پڑھنے کی شرط پوری کریں۔

فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلّْ ؕ ۲-۲۶۵

پڑھنے کا طریقہ: فَطَلْ لْ۔ "ل" کو دو حروف جتنی دیر لگا کر پڑھیں۔

☆ وقف پر "ن اور م" مشدد کا غنہ برقرار رہتا ہے۔ یہ دونوں نرم حروف ہیں اور عملاً مشدد ہونے کی وجہ سے ایک الف کی مقدار آواز جاری رہتی ہے:-

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ ۳۳-۵۹

وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنّْ: هِنْ نْ۔

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ ؕ ۲۱-۸۸

فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمّْ: مِنَ الْغَمْ مْ۔

(i) وقف بالاسکان، بلا ابدال اور بالتشدید پر موقوف علیہ حروف کی صفات عارضہ کا اجراء:

موقوف علیہ حروف کی صفات عارضہ سے مراد خصوصاً قلقلہ اور "را" کا پرادا ہونا ہے:

الف: قُطْبُ جَدٍّ کے پانچ حروف کی صفتِ قلقلہ: حروفِ قلقلہ کی یہ صفت رواں پڑھتے ہوئے نسبتاً کم اور وقف بالاسکان پر ساکن ہو جانے سے بڑے نمایاں انداز سے ظاہر ہوتی ہے:

فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ: فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ مِمَّ خُلِقْ ۝ ۸۶-۵

اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ: اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّا زِبْ ۝ ۳۷-۱۱

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدٍ: لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ كَبَدْ ○ ۹۰۔۴

هُوَاجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ۲۲۔۷۸

هُوَاجْتَبٰكُمْ وَ مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجْ ۔

وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ: وَاَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطْ ط

☆ مشدد حروف قلقلہ: مشدد حروف پر وقف بالاسکان کرتے ہوئے تشدید کی ادائیگی میں آواز بند کرکے دو حروف کی تاخیر کے بعد قلقلہ ظاہر کریں:

وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ: وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجّْ ط ۲۔۱۹۷

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ج ۴۸۔۲۷

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقّْ : حَقْ قْ۔

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ : تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبّْ ○ ۱۱۱۔۱

ب: ''را'' کی صفتِ تفخیم و ترقیق: وقف بالاسکان پر آخری متحرک یا منون ''را'' جب ساکن ہو جاتی ہے تو اس سے پہلے اگر زبر یا پیش ہے تو یہ پُر ادا ہوتی ہے:

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ: وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكْ ○ ۹۴۔۴

وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ ط ۲۲۔۴۱

وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرْ۔

كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرِ: كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍ بِالنُّذُرْ ○ ۵۴۔۳۳

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرٍ: اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّ سُعُرْ۔ ۵۴۔۴۷

☆ وقف بالا سکان پر ایسی "رَا" سے پہلے زیر ہو تو یہ باریک پڑھی جاتی ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ۝ ۵۴-۱۷

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرْ ۔

☆ "رَا" پہلے ہی سے ساکن ہے اور اس سے پہلے زبر یا پیش ہو تو یہ "رَا" وقف پر پُر ادا ہوتی ہے:

وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ: وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ ۹۳-۱۰

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ: وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۷۴

☆ وقف پر ایسی "رَا" سے پہلے زیر ہو تو یہ باریک پڑھی جاتی ہے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ: وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝ ۷۴-۷

ج: وقف بالا سکان پر آخری "رَا" جب ساکن ہو جائے تو اس سے پہلے یاءِ ساکن کے علاوہ کوئی حرف ساکن ہو اور اس ساکن حرف سے پہلے پیش یا زبر ہو تو یہ "رَا" پُر ادا ہوتی ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرْ ۝ ۱۰۳-۲

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ: ۝ ۱۰۳-۳

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرْ۔

☆ وقف بالا سکان پر ایسی "رَا" سے پہلے یاءِ ساکن ہو تو یہ باریک پڑھی جاتی ہے۔

وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرٌ: وَلَلدَّارُ الْاٰخِرَةِ خَيْرْ ط ۱۶-۳۰

د: کلمہ کے آخر میں "رَا" پر دو زبر کی تنوین ہو تو وقف بالا بدال پر یہ "رَا" الف مدہ سے تبدیل ہو کر بڑے واضح انداز سے پُر ادا ہوتی ہے۔ سورت الدھر کی آیات نمبر: ۶-۷ میں دو زبر کی منوّن "رَا" کو مشق کے لیے الف مدہ سے بدل دیا گیا ہے:

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا○ اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِيْهِ فَجَعَلْنٰهُ سَمِيْعًا بَصِيْرًا○ اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا○

ہ: وقف بالتشدید پر مشدد "رَا" سے پہلے اگر زبر یا پیش ہے تو یہ پُر ادا ہوتی ہے۔

اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمُسْتَقَرُّ: اِلٰى رَبِّكَ يَوْمَئِذِ ۨ الْمُسْتَقَرّْ ۷۵-۱۲

☆ ایسی مشدد "رَا" سے پہلے زیر ہو تو یہ باریک ادا ہوتی ہے:

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ○ ۵۴-۳۸

وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرّْ ○

(ii) مدّ عارض وقفی: مد عارض وقفی کی تعریف، قاعدہ اور چند مثالیں بطور تعارف مدات فرعی کے تحت بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں اصل قاعدہ کی تکمیل کے لیے چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

☆ الفِ مدہ: هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ○ ۵۵-۶۰

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانْ۔

یاءِ مدہ: اَنْتَ وَلِيّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ. ۱۲-۱۰۱

اَنْتَ وَلِيّٖ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنْ۔

واو مدہ: يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ○ ۲-۱۳۲

يٰبَنِىَّ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى لَكُمُ الدِّيْنَ فَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنْ○

کھڑا زبر: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ : لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهْ ط ۳۹-۵۳

اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ : اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةْ ط ۲-۴۵

کھڑی زیر: اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج ۲-۱۷۷

اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنْ ج۔

الٹا پیش: فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ: فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنْ ۝ ۲۶-۹۴

واو لین: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ : كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتْ ط ۳-۱۸۵

قصر سے پڑھنے کی حالت: كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتْ ط

یاءِ لین: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ : وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنْ ۝ ۹۰-۱۰

قصر سے پڑھنے کی حالت: وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنْ۔

نوٹ: حروفِ لین کو مدِّ عارض وقفی کے تحت اڑھائی سے تین الف کی بجائے ایک الف کی مقدار قصر سے پڑھنا بہتر ہے۔

(iii) وقف کی بعض مخصوص حالتیں: الف: اکثر کلمات پر وقف بالا سکان کرنے سے آخر میں اجتماعِ ساکنین یعنی دو ساکن حروف اکٹھا ہو جاتے ہیں ایسے مواقع پر آخری ساکن حرف واضح انداز میں ادا نہیں ہوتا اسے خوب ظاہر کرکے وقف کی کوشش کریں اور قلقلہ ظاہر کرنے سے بھی بچیں:

اصل عبارت: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ط ۹۸-۸

حالتِ وقف: رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهْ۔

اصل عبارت: فَاِنْ اُحْصِرْ تُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْیِ ج ۲-۱۹۶

حالتِ وقف: فَاِنْ اُحْصِرْ تُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْیْ ۔

اصل عبارت: وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ط ۴-۱۵۵

حالتِ وقف: وَ قَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفْ ۔

اصل عبارت: اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیِ ج ۱۱-۲۷

حالتِ وقف: اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاْیْ ۔

ب: نو آموز طلبا و طالبات کے لیے بالعموم ابتدائی مراحل میں حرف ''ع اور خ'' کی ادائیگی قدرے مشکل ہوتی ہے۔ وقف بالاسکان اور مد عارض وقفی کرتے ہوئے بھی یہ دو حروف صحیح ادا نہیں ہوتے استاد سے روبرو سن کر بذریعہ نقل درست ادا کرنے کی کوشش کریں:

فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ: فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعْ ط ۶۲-۹

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحْ ۝ ۱۱۰-۱

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحِ : وَاللّٰهُ يَعْلَمُ الْمُفْسِدَ مِنَ الْمُصْلِحْ ۲-۲۲۰

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا: اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعَا ط ۱۰-۶۵

ج: مختصر اور چھوٹے کلمات پر مدّ عارض وقفی کا قاعدہ اکثر نظر انداز ہو جاتا ہے ان کلمات پر توجہ سے صحیح وقف بالاسکان کریں۔ اختصار کے پیش نظر حالت وقف درج ہے:

قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَ اِيَّایْ ط ۷-۱۵۵

فَاِذَا جَآءَتِ الصَّآخَّةُ ۝ يَوْمَ يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِيْهْ ۝ ۸۰-۳۴

د: وقف پر بسا اوقات کلمہ کا آخری حرف جب ساکن ہو جاتا ہے تو سکون وقفی سے پہلے سکون اصلی ہو

تو دو ساکن حروف اکٹھا ہونے سے پڑھنے میں قدرے دشواری پیش آتی ہے اور احتیاط نہ کرنے سے اکثر ساکن اصلی متحرک ادا ہو جاتا ہے۔ وقف کا یہ طریقہ غلط اور لحنِ جلی ہے۔ البتہ انفرادی تلاوت کے دوران وقف بالروم اور اشمام کی گنجائش بھی ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ: صحیح وقف: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرْ ۹۷:۱

وقف کی غلط حالت: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدَرْ۔

اصل کلمات: اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلٌ: صحیح وقف: اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصْلْ ۸۶:۱۳

وقف کی غلط حالت: اِنَّهٗ لَقَوْلٌ فَصَلْ۔

اصل کلمات: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ وقف النبی ﷺ ۱۱۰:۳

صحیح وقف: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهْ وقف النبی ﷺ۔

وقف کی غلط حالت: فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرُهْ .وَاسْتَغْفِرُ وقف النبی ﷺ۔

کلمہ "وَاسْتَغْفِرْ" کی "رَا" ساکن پر پیش پڑھنا یا "ہ" ساکن ادا نہ کرنا دونوں لحنِ جلی ہیں۔

(۱۷) حُسنِ قراءت کے تقاضا سے آیاتِ وقف پر زبر کو کھڑے زبر سے بدل کر پڑھنا

بعض سورتوں میں اکثر آیات پر وقف بالسکون کھڑے زبر سے ہوا ہے لیکن درمیان میں دو یا تین آیات کا آخری حرف زبر والا بھی ہوتا ہے۔ ایسی آیات پر ٹھہرتے ہوئے حُسنِ صوت قافیہ بندی اور آواز کی ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کی غرض سے زبر کو کھڑے زبر سے بدل کر وقف کر لینا جائز ہے۔ اس طرح پڑھنے سے معانی پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ البتہ ایسی آیات پر وقف نہ کرنے کی صورت میں زبر کو اگلی آیات سے ملا کر پڑھنے کی حالت برقرار رہتی ہے:

لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسَى ۝ وقف کی صورت: لَا يَضِلُّ رَبِّيْ وَلَا يَنْسٰى۝ ۲۰:۵۲

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۙ وقف کی صورت: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَىٰ ○ ۸۷-۱

قرآن حکیم میں بے شمار آیات بلکہ پوری پوری سورتوں کی آیات ہم وزن اور مُقفّیٰ (قافیہ بند ہونا) ہیں مثلاً سورت الجن ، المدثر ، انفطار ، الدھر ، الشمس ، الاخلاص اور الناس۔ تالین کو چاہیے کہ حسن صوت کی رعایت کی غرض سے ان آیات پر وقف ہی کو ترجیح دیں۔

☆ بعض مواقع پر ''آیتِ لا'' کے ختم ہونے کے بعد اگلی آیت کے پہلے کلمہ پر ہی وقف ہوتا ہے۔ ایسے مواقع پر ''آیت لا'' کی بجائے رمز ''ط'' پر چونکہ کلام پورا ہو جاتا ہے اس لیے معانی کی بہتر تفہیم اور غور و فکر کے لیے رمز ''ط'' پر وقفِ اختیاری کو ترجیح دینا چاہیے:

الف: لَمْ نَجْعَلْ لَّهُمْ مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا ۙ كَذٰلِكَ ط وَقَدْ اَحَطْنَا بِمَا لَدَيْهِ خُبْرًا ○ ۱۸_۹۰

ب وَ اِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ۙ وَ بِالَّيْلِ ط ۳۷_۱۳۷/ ۱۳۸

ج: وَسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِئُوْنَ ۙ وَزُخْرُفًا ط ۴۳_۳۴، ۳۵

☆ بعض آیات کے درمیان لفظ ''کَلَّا'' (جس کے معنی ہرگز نہیں) اپنے ماقبل کے کلمہ کے ردّ و انکار کے لیے آتا ہے:

د: ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۙ كَلَّا ط اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ○ ۷۴_۱۶

ہ: اسی طرح لفظ ''بَلٰى'' کے ماقبل کے جواب میں (ہاں کیوں نہیں) کے معانی میں آتا ہے:

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِيْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ط قَالُوْا بَلٰى ط ۴۰_۵۰

(۷) مدِ عارض وقفی ، حروفِ مستعلیہ ، صفتِ قلقلہ اور تفخیم ''ل . ر'' ساتھ ساتھ

مد عارض وقفی کو ادا کرتے ہوئے حروفِ مستعلیہ اور قلقلہ کی صفات لازمہ اور تفخیم ''ل . ر'' کی صفاتِ عارضہ بھی ادا کریں۔ مدّ عارض وقفی کے دوران صفاتِ حروف کو واضح کرنے کی غرض سے

مثالوں میں اختصار کے پیش نظر اصل عبارت اور مد عارض وقفی کا ایک ساتھ ہی اجراء کیا گیا ہے:

الف: حروفِ مستعلیہ: حروفِ مستعلیہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے سات حروف چونکہ مدِ عارض وقفی کی وجہ سے ساکن ہو جاتے ہیں اس لیے یہ زبر اور کھڑے زبر کی نسبت قدرے کم موٹے پڑھے جاتے ہیں مثالوں میں "ط.ق" میں قلقلہ ظاہر کریں البتہ باقی حروف میں قلقلہ کی ادائیگی سے بچیں۔

ص: اَلشَّهْرُ الْحَرَامُ بِالشَّهْرِ الْحَرَامِ وَالْحُرُمٰتُ قِصَاصٌ ط ۲-۱۹۴

ط: وَإِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوسٌ قَنُوطٌ۝ ۴۱-۴۹ ("ط" پر قلقلہ ظاہر کریں)

ض: وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ۝ ۴۱-۵۱

ظ: هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ۝ ۵۰-۳۲

ق: وَلَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ط ۱۷-۳۱ "قْ" پر قلقلہ ظاہر کریں

غ: مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ط ۵-۹۹

ب: حرف "ل" کی تفخیم: مدِ عارض وقفی کے ساتھ اسم الجلالہ اَللّٰهُ کا لام پر ادا ہوتا ہے:

وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ط ۱۰-۱۸

وَإِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا هُمْ فِيْ شِقَاقٍ ج فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ: ج ۲-۱۳۷

ج: "را" کی تفخیم: مد عارض وقفی کے ساتھ "را" نمایاں طور پر پُر ادا ہوتی ہے۔

تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِى الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ۝ ۵۵-۷۸

يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ۝ ۳۸-۱۸ "قْ" ساکن پر قلقلہ ظاہر کریں۔

وَفِيْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ۝ ۵۱-۱۹

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ ۲۲-۳۰

غَرَّتْكُمُ الْاَمَانِيُّ حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ ۵۷-۱۴

د: صفتِ قلقلہ: اِنَّا خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ اَمْشَاجٍ ۝ ۷۶-۲

بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۝ ۸۵-۱۹

فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَّنُذِيْقُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَذَابَ الْحَرِيْقِ ۝ ۲۲-۹

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآئِهِمْ مُّحِيْطٌ ۝ ۸۵-۲۰

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ۝ ۲۲-۱۰

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝ ۱۳-۲۸

سورت بروج (۸۵) میں پانچوں حروف قلقلہ اور قاعدہ کے تحت آئے ہیں۔ لہٰذا اس سورت میں قلقلہ کی مزید مشق کریں۔

(vi) وقف پر مدات فرعی کے قوی اور ضعیف ہونے کی بعض صورتیں

بعض مواقع پر وقف بالاسکان کے دوران کلمات کے آخر میں مدات لازم، متصل اور مدات عارض وقفی اکٹھا ہو جاتی ہیں۔ ان میں مد لازم اور متصل قوی اور مد عارض وقفی ضعیف ہے۔ حالت وقف میں مد عارض کو مد لازم سے زیادہ کھینچ کر پڑھنا خلافِ قاعدہ ہے۔ ایسے مواقع پر مد لازم کو چار الف اور مد عارض کو تین، اڑھائی یا دو الف کی مقدار سے پڑھنا چاہیے:

الف: مدِ لازم: وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

پڑھنے کا صحیح طریقہ: وَلَا الضَّآ.... لِّيْنَ... ۝ (چار اور تین کی نسبت)

پڑھنے کا غلط طریقہ: وَلَا الضَّآ... لِّيْنَ.... ۝ (تین اور چار کی نسبت)

ب :مدِ متصل: مد متصل قوی اور مد عارض وقفی ضعیف مد ہے تاہم دونوں کو برابر برابر تین الف پڑھیں یامد متصل کو تین اور مد عارض کو دو/اڑھائی الف مقدار سے ادا کریں۔ مد وقفی کو مد متصل سے زیادہ کھینچ کر پڑھنا صحیح نہیں ہے: اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۝ ۵۹۔۲۰

پڑھنے کا صحیح طریقہ: اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآ... ىِٕزُوْ...نْ (تین اور تین کی نسبت)

پڑھنے کا صحیح طریقہ: اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآ... ىِٕزُوْ..نْ (تین اور دو کی نسبت)

غلط پڑھنے کی صورت: اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآ.. ىِٕزُوْ...نْ (دو اور تین کی نسبت)

ج: مد لازم کلمی مثقل پر وقف بالا سکان ہو تو مد عارض وقفی میں تین الف کی بجائے مد لازم کلمی مثقل کی چار الف کی اصل مقدار پوری کرنا ضروری ہے اور مد عارض وقفی کم تر درجہ پر ہونے کی وجہ سے پڑھی ہی نہیں جاتی ہے اس لیے ان مثالوں میں مدِ لازم درج ہے:

(i) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص ۲۔۲۰۸

(ii) فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۲۲۔۳۶

(iii) فِيْهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ۵۵۔۵۶

مندرجہ بالا ان تین مثالوں میں پہلے نمبر پر وقف کرتے ہوئے " كَآفَّةً "کی مد لازم مثقل کو چار الف کھینچ کر " ہ " ساکن سے پڑھیں دوسرے نمبر پر مد لازم مثقل کو چار الف کھینچ کر "ف" مشدد کی آواز کو جاری رکھتے ہوئے دو حروف جتنی دیر لگا کر وقف کریں۔ تیسرے نمبر پر " جَآنٌّ " کی مد کو چار الف کھینچ کر "ن" مشدد میں تشدید کا عمل جاری کرتے ہوئے مشدد حرف کو دو مرتبہ پڑھنے والی شرط کو وقف پر برقرار رکھیں اور "ن" مشدد کا ایک الف کی مقدار غنہ بھی ادا کریں۔

د: وقف بالالحاق: ہاءِ سکتہ کا تعارف ہاءِ ضمیر کے تحت بیان ہو چکا ہے۔ یہاں وقف باالحاق کی نسبت سے تفصیل بیان کی جارہی ہے۔ سکتہ کی " ہ " چونکہ وقف پر ماقبل حرکت کو برقرار رکھنے اور

خوب ظاہر کرنے کی وجہ سے آئی ہے اس لیے یہ وقف بالالحاق کہلاتی ہے:

(i) فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ج ۲-۲۵۹

(ii) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ ط ۶-۹۰

(iii) اِنِّيْ ظَنَنْتُ اَنِّيْ مُلٰقٍ حِسَابِيَهْ ۝ ۶۹-۲۰/۲۶

(iv) وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ ۝۱۰۱-۱۰

۶: **وقف بالروم:** روم کے لغوی معنی ارادہ کرنا، ہلکا کرنا اور نرم کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً موقوف علیہ حرف پر زیر یا پیش اور دو زیر یا دو پیش کی تنوین ہو تو ان کو ساکن کرنے کی بجائے زیر یا پیش اور تنوین کو ایک زیر اور ایک پیش سے بدل کر ایسی ہلکی اور کمزور آواز سے ادا کرنا کہ قریب بیٹھا شخص توجہ سے سنے تو اسے سن سکے۔ پس بہرہ، دور بیٹھنے والا اور جو تلاوت کی طرف متوجہ نہ ہو خواہ وہ نزدیک ہی کیوں نہ ہو روم کی کیفیتِ ادا کو نہیں جان سکتا۔ روم میں حرکات پوری ادا نہیں ہوتیں۔ انداز اً صرف تیسرا حصہ یعنی ایک بٹا تین ($\frac{1}{3}$) پڑھی جاتی ہیں۔ لیکن خیال رہے کہ زبر، دو زبر کی تنوین، گول ''ۃ'' عارضی زیر (اجتماعِ ساکنین کی وجہ سے آنے والی) اور میم جمع میں روم جائز نہیں۔

۷: **وقف بالاِشمام:** اشمام کا لغوی معنی سونگھنا یا سنگھانا کے ہیں۔ اصطلاحاً موقوف علیہ حرف پر پیش یا دو پیش کی تنوین ہو تو ان کو ساکن کرنے کی بجائے ہونٹوں کو گول کر کے تھوڑی دیر کے لیے پیش کی طرف بغیر آواز کے اشارہ کرنا ہے۔ اشمام میں چونکہ آواز نہیں ہوتی اس لیے نابینا شخص اشمام کی کیفیت کو معلوم نہیں کر سکتا۔ عربی میں چونکہ کلمہ کی آخری حرکت گرامر کے حوالے سے اہم ہوتی ہے لہذا روم و اشمام کا مقصد اور فائدہ یہ ہے کہ اس سے سننے اور دیکھنے والوں کو کلمہ کے آخری حرف کی حرکت کا پتہ چل جاتا ہے۔

قرآنِ حکیم میں کیفیتِ وقف کے اعتبار سے وقف بالاسکان، بالابدال اور بالتشدید ہی

مشہور اور رائج ہیں اور انھی حالتوں پر ہی زیادہ عمل ہوتا ہے لیکن معمول کی تلاوت کے دوران قاری اور حافظ صاحبان کو وقف بالروم اور وقف بالاشمام کو دو حوالوں سے جاننا ضروری ہے۔ اولاً سورت یوسف میں واقع ایک کلمہ لَا تَأْمَنَّا (۱۲-۱۱) میں روایتاً اشمام اور روم میں سے کسی ایک طریقہ سے پڑھنا واجب ہے اور یہ وصلاً یعنی درمیانِ کلام ملا کر پڑھنے اور بالخصوص انفرادی طور پر کیا جاتا ہے۔ ثانیاً وقف بالاسکان میں کلمہ کا آخری حرف جب ساکن ہو جاتا ہے تو اس سے پہلے اگر ساکن اصلی ہو تو اس صورت میں دو ساکن حروف اکٹھا ہو جاتے ہیں جس سے پڑھنے میں قدرے دشواری پیش آتی ہے۔ ایسے مواقع پر روم و اشمام سے وقف کرنا نسبتاً آسان ہے مثالیں سبق نمبر ۲۸ پر گزر چکی ہیں۔

"لَا تَأْمَنُنَا" کو اشمام اور روم سے پڑھنے کا طریقہ

اصل کلمہ پڑھنے کی دو حالتیں: الف: ادغام مع اشمام ب: اظہار مع روم

الف: ادغام مع اشمام: اصل کلمہ: لَا تَأْمَنُنَا۔ ادغام مع اشمام: لَا تَأْمَنَّا۔

اشمام سے پڑھنے کا طریقہ: نون مشدد میں غنہ ادا کرتے وقت ہونٹوں کو پیش کی مانند گول کرنے کا یہ اشارہ نون کی پہلی آواز سے شروع ہو کر غنہ کی ایک الف کی مقدار پوری ہونے پر ختم کر دیں اور فوراً "نَا" پڑھیں تاکہ دیکھنے والا یہ سمجھ لے کہ کلمہ: لَا تَأْمَنُنَا میں اصلاً دو نون ہیں اور ان میں سے پہلے پر پیش ہے۔

ب: اظہار مع روم: روم سے پڑھنے کا طریقہ: کلمہ تَأْمَنُنَا کو دو نونوں سے پڑھتے ہوئے پہلے نون کے پیش کو ہلکا اور نرم کر کے آہستہ سے ایک تہائی حصہ ادا کریں اور پھر دوسرا نون زبر کے ساتھ معمول کی آواز سے پڑھیں۔ روم اور اشمام کی کیفیت ادا کو بذریعہ نقل استاد سے سمجھنا نسبتاً آسان ہے۔ کیفیت وقف کا بیان یہاں ختم ہوتا ہے لیکن علمِ وقف کی دوسری اصطلاحات جن کو متعلقات وقف کہتے ہیں، کی تعریف و تشریح اور عملی مثالیں دی جائیں گی ان شاءاللہ۔

۸: متعلقاتِ وقف: ۱: اِبْتِدَاء ۲: اِعَادَہْ ۳: سُکُوْتْ ۴: قَطْعْ ۵: وَصْلْ

۱: **اِبتدا**: ابتدا کسی کام کے شروع کرنے کو کہتے ہیں۔ علم تجوید میں ابتداء سے مراد معمول کی تلاوت شروع کرنے کی درج ذیل چار مختلف صورتیں ہیں:

الف: **ابتداءِ حقیقی**: کسی بھی وقت انفرادی یا اجتماع و تقاریب کے مواقع پر تلاوت شروع کرنے کو ابتداءِ حقیقی کہتے ہیں۔ ابتداءِ حقیقی ہمیشہ تعوذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ اور تسمیہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنے سے ہوتی ہے۔

ب: **ابتداءِ حکمی**: پورا قرآنِ حکیم ختم کرنے کے بعد فوراً اسی نشست میں سورت فاتحہ سے ابتدا کرتے ہوئے سورت بقرہ کی پہلی پانچ آیات هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ تک پڑھنا ابتداءِ حکمی ہے۔ ابتداءِ حکمی میں تعوذ کی بجائے صرف سورت فاتحہ اور سورت بقرہ کے شروع میں تسمیہ پڑھی جائے گی۔

ج: **ابتداءِ تقدیری**: تلاوت کے دوران میں کسی سورت کے ختم پر دوسری سورت سے ابتدا کرنا ابتداءِ تقدیری کہلاتی ہے اور دوسری سورت کے شروع میں فقط بِسْمِ اللّٰهِ پڑھی جائے گی۔

د: **ابتداءِ اصطلاحی**: ابتداءِ اصطلاحی سے مراد دورانِ تلاوت آیات اور ''آیاتِ لا'' ۝۔ ۝ یا علاماتِ وقف مـ ، ط ، ج اور وقف النبی ﷺ کے بعد ٹھہر کر آگے سے پڑھنا شروع کرنے کو کہتے ہیں یہاں عملی طور پر اسی کا بیان مقصود ہے۔ یہ ابتدا وقفِ اختیاری کے بعد ہوتی ہے اور علامتِ ''لا اور صَلْ ۔ صَلٰی'' کے بعد ابتدا کرنا جائز نہیں کیونکہ ایسی ابتدا سے معنی کا ربط برقرار نہیں رہتا۔

۲: **اعادہ**: اعادہ کا لغوی معنی دہرانا اور پلٹنا کے ہیں۔ اصطلاحاً علامات ''لَا ۔ صَلْ ۔ صَلٰی'' یا سانس کی تنگی کی وجہ سے درمیانِ کلام رمزِ وقف کے بغیر وقف کرنا پڑے جس سے کلام بے ربط اور ابہام کا اندیشہ ہو تو ایسے مواقع پر کیفیتِ وقف کے مطابق وقف بالا سکان، بالا بدال یا مد عارض وقفی کرنے اور فطری طور پر سانس لینے کے بعد پیچھے سے چند کلمات لوٹا کر پڑھنے کو اعادہ کہتے ہیں۔ یہ صورتِ حال ہمیشہ وقفِ اضطراری کے وقت پیش آتی ہے۔

۳: **سکوت**: سکوت کا لغوی معنیٰ خاموشی ہے اصطلاحاً وقفِ تام یعنی آیت ''O'' اور رمز ''م . ط'' پر ٹھہرنے کے بعد ابتداءِ اصطلاحی یعنی دوبارہ تلاوت شروع کرنے میں قدرے تاخیر کو کہتے ہیں۔ سکوت کا موقع آیت ہے اور قوی رموزِ اوقاف پر سکوت جائز تو ہے لیکن نہ کرنا ہی بہتر ہے۔ آیت کے درمیان رمزِ وقف کے بغیر سکوت صحیح نہیں۔ اگر تلاوت کو جاری رکھنے کا ارادہ ہو تو سکوت کیفیت کے اعتبار سے وقف کے حکم میں ہے کہ اس میں وقف کے احکام جاری ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے سکوت کی جائز وجوہ یہ ہو سکتی ہیں: علم تجوید کا کوئی مسئلہ سمجھانا ہو، یا کسی آیت پر غور و فکر کرنا یا تفسیر بیان کرنا ہو، بطور مشق سننے سنانے میں تاخیر ہونا، طلبا و طالبات کو تنبیہ کرنا، بھول جانے کی وجہ سے قرآنِ حکیم دیکھنے کی غرض سے دوسری جگہ جانا اور کھانسی آنے کی وجہ سے تاخیر کا ہونا سب شامل ہیں۔ سکوت میں کتنی دیر کا وقفہ جائز ہے؟ اس کے لیے کوئی خاص حد مقرر نہیں لیکن احتیاط اسی میں ہے کہ تلاوت کا ارادہ ترک نہ کیا ہو، ذہن منتشر نہ ہوا ہو اور تلاوت کے منافی کسی مشغولیت کا شائبہ نہ ہو: جائے، پانی پینا اور دُنیاوی گفتگو کرنا۔ الحاصل یہ کہ دورانِ تلاوت بعض متعلقہ مسائل بیان کرنے میں تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن تلاوت سے غیر متعلقہ عمل خواہ سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں سکوت کا حکم ختم ہو جاتا ہے اور تالی اگر دوبارہ تلاوت شروع کرنا چاہے تو تعوذ سے شروع کرے۔

۴: **قَطْعٌ**: قطع کے لغوی معنیٰ کاٹنا اور توڑنا کے ہیں۔ اصطلاحاً وقفِ تام پر ٹھہرنے کے بعد تلاوت کو ارادتاً منقطع کرنا یعنی پڑھنا ختم کرنا قطع کہلاتا ہے اس کی دو صورتیں ہیں۔

الف: **قطع حقیقی**: ارادتاً تلاوت ختم کرنا مقصود ہو تو یہ قطع حقیقی ہے۔ قطع حقیقی کا موقع و محل کم از کم ایسی آیت ہے جس پر وقفِ تام ہو اور زیادہ سے زیادہ سات منازل میں سے کوئی ایک منزل، پورا پارہ یا مکمل سورت کا اختتام جبکہ درمیان آیات علامتِ رکوع پر قطع کرنا حُسنِ معانی کی نسبت سے مستحسن ہے۔ علاوہ ازیں اَلرُّبُعْ، اَلنِّصْفُ، اَلثَّلٰثَۃُ پر تلاوت منقطع کرنے کی گنجائش بھی ہے۔

ب: **قطع اتفاقی**: تلاوت کے دوران خلافِ تلاوت عمل نے قطع اتفاقی ہو جاتی ہے۔ مثلاً سلام کا

جواب دینا یا غیر ارادی طور پر ایسی ضرورت اور مجبوری پیش آ گئی جس کی وجہ سے تلاوت منقطع کرنا ضروری ہو بلکہ سکوت کا دورانیہ زیادہ ہو جانے سے بھی قطع ہو جائے گی۔ ان سب صورتوں میں تلاوت کا دوبارہ ارادہ ہو تو تعوذ سے شروع ہو گی۔

۵: **وَصل**: حتی الامکان طبعی طور پر سانس اور آواز کو جاری رکھتے ہوئے کلمات کو آپس میں ملا کر پڑھنا ہے۔ محلِ وصل تین ہیں: لَا ، صَلْ اور صَلےٰ۔ ان تین علاماتِ وصل پر ملا کر پڑھنے کی تاکید ہے۔ جبکہ آیتِ لَا (ۤ) ''ج ، ز اور ص'' میں وصل کا اختیار ہے۔ تاہم درمیانِ کلام جہاں علامتِ وقف لکھی ہوئی نہ ہو وہاں تک تلاوت کو جاری رکھنا ضروری ہے جہاں تک سانس ساتھ دے اور رمزِ وقف پر پہنچ سکے تاکہ کلام کا ربط برقرار رہے اور معانی میں کسی قسم کی قباحت پیدا نہ ہو۔ بصورتِ دیگر وقفِ اضطراری کہیں بھی ہو سکتا ہے البتہ اس کے بعد اعادہ ضروری ہے۔ جس طرح قوی علامتِ وقف پر وقف اَولیٰ ہے اسی طرح علامتِ وصل ''لَا. صَلْ. صَلےٰ'' اور ضعیف علاماتِ وصل ''ز. ص'' پر وصل ہی کو ترجیح دینا چاہیے۔

وقف، ابتدا، اعادہ، وصل اور قطع کی اہمیت اور مثالیں

وقف، ابتدا، اعادہ، وصل اور قطع قرآنِ حکیم کے معانی و مطالب کو سمجھنے کے اعتبار سے بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ چنانچہ ان کے صحیح مواقع کی رعایت نہ کرنے سے بالعموم اللہ تعالیٰ کے ایسے احکام جن کے کرنے کا حکم ہے اور وہ احکام جن سے منع کیا گیا ہے آپس میں گڈمڈ ہو جاتے ہیں اسی طرح آیاتِ رحمت اور غضب میں امتیاز کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جنتیوں کے احوال اور خوشخبریاں اور دوزخیوں کی تنبیہات اور سزاؤں میں فرق باقی نہیں رہتا۔ لہٰذا ان پانچ اصطلاحات کی اہمیت کو مثالوں کے ذریعے آیات کے معانی پر غور کر کے سمجھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ بے موقع وقف و ابتدا اور نامناسب اعادہ و وصل اور قطع مقصود و مطلوب معانی پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

الف: **وقف**: محلِ وقف اور کیفیتِ وقف کی عملی صورتوں کے متعلقہ قواعد مثالوں کے ساتھ بڑی

تفصیل سے بیان ہو چکے ہیں۔ البتہ متعلقاتِ وقف کی عملی مشق درج ہے:

ب: **ابتدا کی عملی صورتیں:** طلبا و طالبات ابتدا کے حوالے سے دو باتیں پیشِ نظر رکھیں: پہلی یہ ہے کہ موقع و محل کے اعتبار سے ابتدا کہاں سے کی جائے۔ دوسری کیفیت ابتدا کہ ابتدا کس طرح کی جائے؟ محل ابتدا کے اعتبار سے اعلیٰ اور عمدہ تر ابتدا راسِ آیات اور علاماتِ وقف: م۔ ط۔ ج اور وقف النبی ﷺ کے بعد سے ہے۔ لیکن آیاتِ لا (ۖ) "ز اور ص" پر وقف کے بعد بھی ابتدا کی گنجائش ہے۔ کیفیت ابتدا کا مطلب یہ ہے کہ جس کلمہ سے ابتدا ہو رہی ہے وہ متحرک ہے یا ساکن۔ اگر متحرک ہے تو اسی حرکت کے مطابق ابتدا ہوتی ہے۔ اگر کلمہ کا پہلا حرف ساکن ہو تو ساکن حرف سے چونکہ ابتدا ممکن نہیں اس لیے ساکن حرف سے پہلے متحرک ہمزہ وصلی کا قاعدہ لاگو ہوتا ہے جو درمیان کلام بصورت الف لکھا ہوا ابھی موجود ہے۔ مثالوں میں ایسی آیات کا انتخاب کیا گیا ہے جن میں ہمزہ وصلی کی حرکات لگی ہوئی نہیں ہیں۔ ہمزہ وصلی کی صحیح حرکت سے نہ پڑھنا لحن جلی ہے۔

وقف کے بعد ابتدا کرتے ہوئے ہمزہ وصلی کی حرکت کے قواعد

(i) وقف کے بعد اگلی آیت کے شروع میں لام تعریف (اَلْ) ہو تو ہمزہ وصلی پر ہمیشہ زبر لگا کر پڑھیں: اصل عبارت: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ ۱-۲

ہمزہ وصلی کی حالت: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اصل عبارت: هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ...... ۲-۳

ہمزہ وصلی کی حالت: هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ......

(ii) اگلی آیت سے ابتدا کرتے ہوئے فعل کلمات کا ہمزہ وصلی کا قاعدہ:

وقف کے بعد فعل کلمہ کے تیسرے حرف پر زبر یا زیر ہو تو ہمیشہ زیر لگا کر پڑھیں:

اصل عبارت: يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۖ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً۔ ۸۹ ۲۸

ہمزہ وصلی کی حالت :يَآاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ۝ اِرْجِعِيْ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً۔

''اِرْجِعِيْ'' کی ''رَا'' کو پُر ادا کریں۔ تفصیل سبق نمبر ۱۸ پر گزر چکی ہے۔

(iii) وقف کے بعد فعل کلمہ کے تیسرے حرف پر پیش اصلی ہو تو ہمزہ وصلی کو پیش سے ادا کریں:

اصل عبارت: لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا......۱۲۔۸/۹

ہمزہ وصلی کی حالت: لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝ اُقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا......

اِس صورت میں تین تبدیلیاں ہوئی ہیں: پہلی نون قطنی گر گیا۔ دوسری کلمہ ''مُبِيْن'' پر وقف کی وجہ سے مدّ عارض وقفی کا اجراء ہوا اور تیسری کلمہ ''اقْتُلُوْا'' کے شروع میں ہمزہ وصلی کا قاعدہ کی وجہ سے پیش پڑھا گیا ہے: اُقْتُلُوْا۔

☆ وقف کے بعد اگر مشدد حرف ہو تو ہمزہ وصلی ہمیشہ مکسور یعنی زیر والا ہوتا ہے:

اصل عبارت: قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ......۳۶-۲۱

ہمزہ وصلی :قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْئَلُكُمْ......

(iv) وقف وابتدا کرنے پر نون قطنی اور ہمزہ وصلی کا قاعدہ: وقفِ اختیاری کی صورت میں نونِ قطنی نہیں پڑھا جاتا کیونکہ اس کا تعلق وقف سے پہلے والے منون کلمہ سے ہوتا ہے وقف کرنے سے یہ تعلق برقرار نہیں رہتا اس لیے نونِ قطنی بھی گر جاتا ہے اور ابتدا کرنے پر ہمزہ وصلی کا قاعدہ لاگو ہو جاتا ہے:

اصل عبارت: جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ

۳۵-۴۲

ہمزہ وصلی: جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝ اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ......

نوٹ: کلمہ پر وقف الف مدہ سے کریں اور ایک الف سے کم یا زیادہ نہ کریں۔

☆ اصل عبارت: وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ ۨ ۞ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط ۵۰-۳۳/۳۴

ہمزہ وصلی: وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبْ ۞ اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط

وقف کی صورت میں اصل آیات میں چار تبدیلیاں ہوئی ہیں: پہلی نون قطنی گر گیا۔ دوسری کلمہ مُنِيْبْ پر مدّ عارض وقفی کا اجرا ہوا۔ تیسری "مُنِيْبْ" کی "ب" پر قلقلہ ظاہر ہوا ہے۔ چوتھی وقف کے بعد کلمہ "ادْخُلُوْهَا" کے شروع میں ہمزہ وصلی کے قاعدہ سے پیش آیا ہے: اُدْخُلُوْهَا۔

(۷) وقف کے بعد ابتدا کرتے ہوئے ادغامی علامت شدہ اور مد منفصل کا گر جانا:

اس صورت میں ادغامی علامت شدہ اور مد منفصل بھی ادا نہیں ہوتی۔ ان کے نہ پڑھنے کی وجہ بھی کلمات کا قواعد کی رو سے باہمی تعلق ہے۔ جب یہ تعلق باقی نہیں رہتا تو یہ دو علامات بھی گر جاتی ہیں۔ ادغام کا قاعدہ ختم ہونے سے ادغامی شدہ کا گر جانا فکِ ادغام کی وجہ سے ہے اور مدّ منفصل کا تعلق اگلی آیت کے شروع کلمہ کے ہمزہ (اَ) سے بطور سببِ مد کا ختم ہونا ہے:

اصل عبارت: وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۨ ۞ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ط ۳۳-۷۰/۱

حالت وقف: وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدَا ۞ يُصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ ۔۔۔ط

اصل عبارت: وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰىٓ ۨ ۞ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۞ ۵۳-۳۷

حالت وقف: وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى ۞ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۞

ج: اعادہ کی عملی صورت: طلبا و طالبات اعادہ کے حوالے سے عملاً دو باتیں مدِ نظر رکھیں: پہلی وقف اضطراری بھی وقف اختیاری کے قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے کریں۔ مثلاً متحرک حرف، دو زیر اور دو پیش کے منون حرف کو ساکن کرنا، ہاء ضمیر کی کھڑی زیر، اُلٹے پیش کو گرا کر حرف کو ساکن کرنا، دو زبر کی تنوین کو الف مدہ سے، گول "ۃ" کو ہاء ساکنہ سے بدل کر اور مد عارض ہو تو مدِ عارض وقفی کرنا ہے

اعادہ کے بعد دوبارہ پڑھتے ہوئے یہ تمام تبدیلیاں ختم ہو جاتی ہیں اور کلمات کو اپنی اصل کے مطابق پڑھتے ہوئے تلاوت کو جاری رکھنا ہے۔ دوسری محلِ اعادہ یعنی کہاں سے لوٹایا جائے؟ لوٹانے کا صحیح موقع کی پہچان تو عربی جانے بغیر ممکن نہیں۔ البتہ تعلیم یافتہ حضرات مترجم کلام اللہ سے تلاوت کا اہتمام کریں اور ترجمہ پڑھ کر معانی کی رعایت رکھتے ہوئے مناسب موقع سے اعادہ کریں۔ بصورتِ دیگر احتیاطاً دو تین کلمات پیچھے سے دوبارہ پڑھتے ہوتلاوت جاری رکھیں تاکہ معانی کا ربط اور حسن برقرار رہے۔ یہاں یہ بات بھی واضح رہنا چاہیے کہ علماء وقف نے یہ جو لکھا ہے کہ فلاں جگہ وقف وابتداواجب، مکروہ جائز اور ناجائز ہے اس سے مراد ضروری، بہتر اور ناپسندیدہ ہونا ہے۔ ان مقامات پر وقف وابتداء شرعاً حرام اور مکروہ نہیں۔ تاہم اگر تالی لاپروائی کا رویہ اپناتے ہوئے غلطی کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ البتہ کوئی شخص قصداً غلط جگہ وقف وابتدا کرے جس سے معانی میں فساد ہو تو اس کی بہرحال شریعتِ مطہرہ کے مطابق گرفت ہوگی۔ بعض قرآن حکیم میں ایسے کلمات کی ایک فہرست درج ہوتی ہے جس میں چند ایک کلمات پر حرکات کی تبدیلی سے تالی کو کافر قرار دیا گیا ہے یہ صحیح نہیں۔ کیونکہ کفر کی نوبت قصد وارادہ سے لازم آئے گی بے خیالی اور ناواقفیت میں پڑھنے سے ہرگز نہیں۔

وقفِ اضطراری اور اعادہ کا طریقہ

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ

بیشک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، رات اور دن کے ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے میں کشتیوں اور

الَّتِي تَجْرِي فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ

جہازوں میں جو دریا میں لوگوں کے فائدے کی چیزیں لیکر رواں ہیں۔ اور مینہ میں جس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں سے برساتا

السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِيهَا مِنْ كُلِّ

ہے اور اس میں سے زمین کے مرنے کے بعد زندہ (یعنی خشک ہوئے پیچھے سرسبز) کر دیتا ہے اور زمین پر ہر قسم کے

دَآبَّةٍ ص وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِبَيْنَ السَّمَآءِ

جانور پھیلائے ہیں اور ہواؤں کے چلنے میں اور بادلوں کے جو آسمان اور زمین کے درمیان گھرے رہتے ہیں

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ ۲-۱۶۴

عقل مندوں کے لئے (اللہ تعالیٰ کی قدرت) کی نشانیاں ہیں۔

تالین کے طبعی سانس کے کم یا زیادہ دیر جاری رہنے کے لحاظ سے آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے درمیان آیت وقف اضطراری اور اعادہ کی درج ذیل چار حالتیں ہوسکتی ہیں۔ وقف اضطراری میں یہ احتیاط بھی ملحوظ رہے کہ سانس پھول جانے کی کیفیت سے قدرے پہلے ہی فوراً وقف کردیں تاکہ سانس کی تنگی کی وجہ سے لفظ کا تلفظ بگڑنے نہ پائے۔

الف: طبعی سانس بہت ہی کم ہے تو پہلا وقف اضطراری فِي الْبَحْرِ پر ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں فِي الْبَحْرِ کی ''را'' کو وقف کے قاعدے سے ساکن کر کے ٹھہر جائیں: فِي الْبَحْرْ: ''را'' کو پُر ادا کریں اور دم لے کر دوبارہ اسی کلمہ سے لوٹا کر تلاوت شروع کریں۔

ب: وقف اضطراری کا دوسرا موقع يَنْفَعُ النَّاسَ پر ممکن ہے۔ يَنْفَعُ النَّاسَ میں ''س'' کو ساکن کر کے مدِ عارض وقفی کے قاعدہ سے دو سے تین الف کی مقدار کھینچ کر وقف کریں: يَنْفَعُ النَّآسْ اور دم لے کر دوبارہ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ سے لوٹ کر تلاوت کو جاری رکھیں۔

ج: سانس کا دورانیہ زیادہ ہونے کی صورت میں تیسرا وقف اضطراری مِنَ السَّمَآءِ پر بھی ہوسکتا ہے۔ وقف کی اس صورت میں مِنَ السَّمَآءِ کے مدِ متصل کو تین الف کی مقدار کھینچ کر اور ہمزہ کو ساکن کرنے کے بعد جھٹکا سے ادا کریں مِنَ السَّمَآءْ اور دم لے کے دوبارہ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے لوٹا کر تلاوت جاری کریں۔

د: چوتھا موقع وقف مرخص کی علامت ''ص'' ہے جو پہلے سے موجود ہے اور اگر طبعی سانس آگے پہنچنا مشکل ہو تو مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍص پر وقف کرنے کی رخصت ہے۔ یہاں گول منون ''ۃ'' کو

''ہ'' ساکن سے بدل کر وقف کرنے کے بعد آخری وقف علامت آیت پر کریں۔

متذکرہ بالا آیت کو طبعی سانس کی کم سے کم مقدار کی بنیاد پر چار حصوں میں تقسیم کر کے وقف اضطراری کے بعد اعادہ کا طریقہ بیان کرنا مقصود ہے۔لہذا تالی اپنی طبعی سانس کے حوالے سے ان چار مقامات کے علاوہ کہیں بھی ٹھہر سکتا ہے۔تاہم وقف اضطراری کے اس پورے عمل میں سانس کو معانی کے تابع رکھنا چونکہ ممکن نہیں اس لیے مناسب موقع سے بذریعہ اعادہ ربط کلام کو بحال رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے البتہ وقف اختیاری میں معانی کو اہمیت حاصل ہے اور سانس کو معانی کے تابع رکھنا ضروری ہے۔

د: **وصل کی عملی صورت**: وصل، وقف کی ضد ہے اور عموماً وقف کے اصول وضوابط وصل میں الٹ ہو جاتے ہیں۔مثلاً ہمزہ وصلی وقف کے بعد ادا ہوتا ہے وصل میں یہ پڑھا نہیں جاتا۔نونِ قطنی وقف کی حالت میں گر جاتا ہے وصل میں یہ ادا ہوتا ہے۔اسی اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے یہاں وقف وابتدا کی پیچھے بیان کردہ مثالوں کی اسی ترتیب کا برعکس دیا جا رہا ہے تاکہ مثالوں کے تقابل سے ان قاعدوں کو سمجھنے میں مزید سہولت ہو۔اصل عبارت کی بجائے بطور اختصار وصل کی حالت درج ہے

(i) حالتِ وصل میں لام تعریف کے ہمزہ وصلی کی حرکت کے گر جانے کی صورت

حالتِ وصل :اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

(ii) حالتِ وصل میں فعل کلمات کا ہمزہ وصلی کی حرکت کے گرنے کی صورت:

يٰۤاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً.

حالتِ وصل میں ''الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِيْ'' کی ''را'' پر ادا ہوتی ہے۔

(iii) حالتِ وصل:اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ اِۨقْتُلُوْا يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا..

☆ حالتِ وصل:قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ ٣٦-٢١

(iv) حالتِ وصل میں نونِ قطنی کا اجراء:

حالتِ وصل: مَا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَانِ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ ط ۳۵_۴۲/۴۳

نوٹ: وصل کرتے ہوئے کلمہ "نُفُوْرًا" کا الف نہیں پڑھا جاتا: نفُوْرَ۔

☆ حالتِ وصل: وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبِ نِ ادْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ ط

(v) حالتِ وصل میں ادغامی علامتِ شدہ اور مدِ منفصل پڑھنا:

وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ط

کلمہ "سَدِيْدًا" کو ملاتے ہوئے تنوین کا "یّ" مشدد میں اِدغامِ ناقص مع غنہ ہوگا۔

☆ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰۤى اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۵۳-۲۷

(vi) قرآنِ حکیم میں اکثر مواقع پر "آیات لَا" یا ضعیف علامت رمز "ج.ز اور ص" ہو تو ملاتے ہوئے نون ساکن اور تنوین کا حروف یرملون میں ادغام، اقلاب اور نونِ قطنی کا قاعدہ لاگو ہوا ہے۔ جہاں یہ قواعد لاگو نہیں ہوئے وہاں دورانِ تلاوت خصوصاً حدر میں پڑھتے ہوئے اِدغام کا قاعدہ لاگو کرنے کی گنجائش ہے۔ (حدر کی تفصیل سبق نمبر ۳۱ پر موجود ہے):

اصل عبارت: وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ ج وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ :۶_۱۰۱

ادغام کی حالت: وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

تاہم جہاں امر و نہی یا آیت رحمت کو آیتِ عذاب یا اس کا برعکس ہو تو ملا کر پڑھنے سے معانی گڈمڈ ہو جائیں یا جہاں وقف کرنے سے مفہوم نسبتاً واضح ہو جاتا ہو تو ایسی آیات اور کلمات میں وصل یا اِدغام کی بجائے "ج.ز.ص" پر وقف کو ترجیح دیں۔

الف: وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰيٰتِيْ ثَمَنًا قَلِيْلًا ز وَ اِيَّايَ فَاتَّقُوْنِ ۲۰_۴۱

ب: اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِيْ نَعِيْمٍ ۝ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِيْ جَحِيْمٍ ۸۲_۱۳/ ۱۴

اسی حوالے سے ان آیات کو بھی اپنے ذاتی قرآنِ مجید میں نشان زد کرلیں:

۲_۲۰۸ ☆ ۳_۲۴ ☆ ۳_۱۳۰

☆ حالتِ وصل میں تنوین کا نونِ قطنی سے بدلنا: قرآنِ حکیم میں اکثر مواقع پر نونِ قطنی لکھا ہوا موجود ہے تاہم اکثر مقامات پر حالت وقف کی وجہ سے یہ لکھا ہوا نہیں۔لیکن کسی ضعیف علامتِ رمز کے بعد قاری اور حافظ صاحبان ملا کر پڑھنا چاہیں تو ایسے مواقع پر نونِ قطنی کا اجراء ہوتا ہے:

الف اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۚ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۔۷۹-۱۶

اِذْ نَادٰىهُ رَبُّهٗ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۨ اذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۝

ب: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدُ ۨ اللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

سورت اخلاص کی خصوصاً اس آیت کو ملاتے ہوئے اصولی طور پر نونِ قطنی کا قاعدہ لاگو تو ہوتا ہے لیکن اس طرح پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی تفخیم شان یعنی عظمت وشان برقرار نہیں رہتی۔لہذا اس موقع پر نونِ قطنی کا اجراء مناسب نہیں۔نیز اللہ تعالیٰ کی صفات کو علیحدہ علیحدہ بیان کرنا زیادہ بہتر ہے۔

یہاں پر متعلقاتِ وقف کی عملی تشریح اور مثالوں کا بیان ختم ہوتا ہے البتہ کیفیتِ وقف کی دو اہم اصطلاحات کی وضاحت اور مثالیں دی جاتی ہیں: ۱: سَکْتَہْ ۲: مُعَانَقَہْ ۔

۱: سکتہ: سکتہ کا لغوی معنی بے حس و حرکت اور خاموش ہونا ہے۔اصطلاحاً آواز کو روک کر لیکن سانس کو جاری رکھتے ہوئے قدرے رک کر پڑھنے کو کہتے ہیں۔اس کا مقصد معانی کی بہتر وضاحت ہے اس لیے یہ سکتات معنوی کہلاتے ہیں۔قرآنِ حکیم میں اہم اور متفق علیہ چار سکتات معنوی کے مواقع کی نشاندہی کلمات کے درمیان "س" یا "سَکْتَہ" سے کر دی گئی ہے۔ایسے مواقع پر استاد کی رہنمائی میں آواز بند کرنے اور سانس کو جاری رکھتے ہوئے مشق کرنا ضروری ہے۔سکتات، وقف کے حکم میں ہیں یعنی سکتہ کرتے ہوئے کیفیت وقف کے قواعد لاگو ہوتے ہیں۔لیکن عملاً وصل کے حکم میں ہیں:

الف: وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ عِوَجًا ۜ سکتہ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا ۔۱۸-۱

ب: مِنْ مَّرْقَدِنَا مر سکتہ هٰذَا مَا وَعَدَالرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ○ ۳۶-۵۲

ان دو مثالوں میں کلمات کے درمیان علامت آیت اور وقف لازم ''مر'' کی وجہ سے ٹھہرنا بھی جائز ہے لیکن وصل کرتے ہوئے درمیان میں سکتہ کرنا ضروری ہے۔ البتہ ''عِوَجًا'' پر سکتہ یا وقف دونوں صورتوں میں دوزبر کی تنوین الف مدہ سے بدل جاتی ہے: عِوَجَا○

ج: وَقِيْلَ مَنْ سکتہ رَاقٍ○ وَّ ظَنَّ اَنَّهُ الْفِرَاقُ○ ۷۵-۲۷/۲۸

د: كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ○ ۸۳-۱۴

ان دو مثالوں میں سکتہ کرتے ہوئے ''مَنْ'' کے نون اور ''بَلْ'' کے لام میں اظہار ہوتا ہے۔

سکتہ کی حکمت: قراء کرامؒ نے ان کلمات کے درمیان سکتہ معنوی کرنے کی حکمتیں بیان کی ہیں۔ آپ کے پیش نظر پہلی دو مثالوں میں لفظ ''عِوَجًا'' (کجی۔ٹیڑھاپن) اور ''مِنْ مَّرْقَدِنَا'' (ہماری خواب گاہ۔ ہماری قبر) میں سکتہ کے بعد کے کلمات ''قَيِّمًا'' (قائم رکھنے والا۔ درست۔ سیدھا) اور ''هٰذَا'' میں سکتہ سے یہ اشارہ کرنا مقصود ہے کہ یہ ان کی صفات نہیں ہیں۔ کیونکہ جس میں ٹیڑھاپن ہو اس کا سیدھا یا درست ہونا ممکن نہیں۔ دوسری مثال میں ہماری خواب گاہ کے جملہ میں کفار کا حسرت بھرا کلام ختم ہوا ہے اور ''هٰذَا'' سے خدائے رحمان کے سچے وعدہ کا بیان شروع ہوا ہے لہذا سکتہ کی وجہ سے معانی جدا جدا ہو گئے۔ تیسرے اور چوتھے سکتہ کی حکمت یہ ہے کہ ان دونوں میں ''مَنْ'' کے نون کا حروف یرملون کے تحت ''رَا'' میں ادغام اور ''بَلْ'' کا ''رَا'' میں ادغام متقاربین کی بجائے سکتہ ہی کو ترجیح ہے۔

درج بالا بیان کردہ چار سکتات معنوی کے علاوہ علماءِ وقف نے معنی کی رعایت اور وضاحت کے لیے مزید چار وقوفِ سکتہ کے مواقع کی تعیین کی ہے۔ یہاں سکتہ کرنا قراءؒ کی روایت اور نقل سے ثابت نہیں۔ تاہم ان مواقع پر سکتہ سے پڑھنے کی تالی کو اجازت اور اختیار ہے۔ سکتہ کے علاوہ بعض مقامات پر دو کلمات کے درمیان ''وَقْفَهْ'' بھی درج ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر سکتہ کی مانند قدرے زیدہ

رک کر لیکن سانس کو جاری رکھتے ہوئے پڑھنے کی گنجائش ہے:

(i) قَالَا رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا سکتہ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡلَنَا وَ تَرۡحَمۡنَا لَنَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ۝ ۷-۲۳

(ii) اَوَلَمۡ يَتَفَكَّرُوۡا سکتہ مَا بِصَاحِبِهِمۡ مِّنۡ جِنَّةٍ ط ۷-۱۸۴

(iii) يُوۡسُفُ اَعۡرِضۡ عَنۡ هٰذَا سکتہ وَاسۡتَغۡفِرِىۡ لِذَنۡۢبِكِ ج ۱۲-۲۹

(iv) قَالَتَا لَا نَسۡقِىۡ حَتّٰى يُصۡدِرَ الرِّعَآءُ سکتہ وَاَبُوۡنَا شَيۡخٌ كَبِيۡرٌ۝ ۲۸-۲۳

☆ وقفہ: وَاعۡفُ عَنَّا وقفہ وَاغۡفِرۡلَنَا وقفہ وَارۡحَمۡنَا وقفہ اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ۝ ۲-۲۸۶

۲: وقف معانقہ: (∴ ∴) تین تین نقطوں کی یہ علامت وقف معانقہ کہلاتی ہے۔ معانقہ کا لغوی معنی ملانا اور گلے ملنا کے ہیں۔ اصطلاحاً ایسے دو مواقع جو بالعموم قریب ہوتے ہیں، میں سے ایک موقع پر ٹھہرنا اور دوسرے کو ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ ان تین نقطوں کے درمیان کا کلمہ یا کلمات کا معانی کے اعتبار سے معانقہ سے پہلے اور بعد والے کلمات سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس لیے دونوں مواقع پر ٹھہرنے سے درمیان کا کلمہ یا کلمات بے ربط ہو جاتے ہیں جبکہ دونوں کو ملا کر پڑھنے سے معنی کے سمجھنے میں تکلف اور مشکل پیش آتی ہے۔ معانقہ کی نشاندہی حاشیہ پر لفظ **معانقہ** یا اس کا مخفف ''مع'' سے کی گئی ہے۔ قرآنِ حکیم میں علماءِ متقدمین کی سند کے اعتبار سے سولہ معانقے ہیں جن کا پہلا وقفِ معانقہ سورت بقرہ ۲۔۱۹۵ اور سولہواں سورت مدثر ۷۴۔۴۰ ہے۔ ان معانقوں کے لیے حاشیہ پر ''مع'' اور اس کے ساتھ اس کا نمبر شمار درج ہے۔ لیکن علماء متاخرین نے مزید اٹھارہ وقوف معانقہ کی نشاندہی کی ہے جن کا پہلا معانقہ سورت بقرہ ۲۔۲ اور اٹھارہواں سورت قدر ۹۷۔۴/۵ ہے

نتیجتاً مجموعی تعداد چونتیس ہو گئی ہے۔ ان معانقوں میں علماءِ متقدمین سے فرق کرنے کی غرض سے "مع" کی بجائے حاشیہ پر لفظ "معانقہ" لکھا ہوا ہے اور ساتھ ہی معانقہ کا نمبر شمار درج ہے۔ وقف معانقہ کی نشاندہی سب سے پہلے امام ابوالفضل رازیؒ متوفی ۴۵۴ھ نے کی اور اس کا نام مراقبہ تجویز کیا لیکن بعد کے علماءِ کرامؒ نے اسے معانقہ کا نام دیا ہے۔ علماءِ متاخرین سے ۴۵۴ھ کے بعد کے علماءِ کرامؒ مراد ہیں۔ تین تین نقاط دینے کی وجہ لفظ مراقبہ اور معانقہ میں تین نقطوں کا ہونا ہے۔

ن:۱ ۔ق:۲۔ علماءِ متقدمین اور متاخرین کے نمبر شمار کے اعتبار سے پہلے اور آخری وقوف "معانقہ" کی مثالیں درج ہیں:

الف(i): اِلَى التَّهْلُكَةِ ۛ وَ اَحْسِنُوْا ۛ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ مع ۱

(ii) اِلَّآ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ ۛ فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ ۷۴-۴۰۔ مع:۱۶

"الْيَمِيْنِ" پر اگر وقف کریں تو اگلے کلمات کو ملا کر پڑھنے کی صورت میں تنوین (ـٍ) کا "ی" میں ادغام ناقص مع غنہ ہوگا: فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝　　　　　عند المتقدمین۔

ب(i): لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ ۲-۲۔ معانقہ:۱

(ii) مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۛ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝ ۹۷-۴۔ د۔ معانقہ:۱۸

عند المتاخرین۔



علمِ رسمُ الخط

۱ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتب وحی حضرت معاویہؓ کو فرمایا: دوات کھلی رکھو کہ تنگی کے سبب دقت نہ ہو۔ قلم کو ترشا قط ڈالو، بِسْمِ اللّٰهِ کی با کو کھڑا کرو، سین کے دندانوں کو واضح کرو، میم کی آنکھ کو ٹیڑھا نہ کرو، لفظ ''اللّٰه'' کو خوبصورت بناؤ، لفظ ''الرَّحْمٰنِ'' کو لمبا کرو، لفظ ''الرَّحِيْمِ'' کو عمدہ لکھو، اور اپنی قلم اپنے بائیں کان پر رکھو، بے شک یہ زیادہ یاد دلانے والا عمل ہے۔

۲ : علم رسم الخط: قرآنِ حکیم کی کتابت کا علم

قرآنی کلمات کو حذف وزیادت اور وصل وقطع کی پابندی کے ساتھ اس شکل سے لکھنے کا علم، جس پر صحابہؓ کا اجماع ہوا اور تواتر کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔

معروف قواعدِ املاء کے خلاف بعض کلماتِ قرآنیہ کی کتابت، قرآن حکیم کا ایک اعجاز ہے اور یہ رسم توقیفی ہے۔ اسے رسمِ قرآنی اور رسمِ عثمانی بھی کہا جاتا ہے۔ دنیاوی علوم کی کتابت اور قواعد املائیہ ہر زمانے کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ تاہم قرآنی رسم الخط کو ایسی تبدیلیوں اور تحریف (تحریر میں ردّ و بدل) سے بچانے اور حفاظت کی غرض سے ہر مسلمان پر اس کی پابندی ضروری ہے اور اس کے خلاف لکھنا جائز نہیں۔

۳ : قرآن اور مصحف میں علمی طور پر فرق ہے: قرآن جو مستند حفاظ کے سینوں میں محفوظ اور قراء کرام کی زبانوں پر جاری ہے۔ مصحف، جمع مصاحف جو کاتبانِ وحیؓ نے مخصوص رسم الخط میں کتابی صورت میں لکھ کر محفوظ کیا۔

۲۹ قرآن حکیم کی کتابت وتدوین اور رسم الخط کی تفصیل

رسم الخط کے بیان سے پہلے قرآن حکیم کی کتابت اور جمع وتدوین کا تعارف ضروری ہے:

الف کتابت: کتاب اللہ کو کس خط میں، کہاں اور کب لکھا گیا، کے درج ذیل چار ادوار ہیں:

۱: خَطِ قَرامُوزی ۲: خَطِ حِیرِی ۳: خَطِ کُوفِی ۴: خَطِ نَسْخ

۱: **خطِ قراموزی:** مکۃ المکرمہ میں پہلی مرتبہ قرآنِ حکیم کی کتابت خطِ قراموزی میں ہوئی۔ یہ خط بنی ہاشم کے ایک شخص قر بن موز کے نام سے منسوب ہے۔ایک رائے یہ بھی ہے کہ ظہورِ اسلام کے وقت عربوں میں خطِ حیری یا انباری رائج تھا۔دوسری دلیل نبی اکرم ﷺ کے وہ تبلیغی خطوط ہیں جو آپ ﷺ نے سن چھے ہجری میں مختلف حکمرانوں کو ارسال فرمائے تھے۔منذر بن ساوی حاکمِ بحرین کو خط لکھا گیا تھا اس کی طرزِ تحریر خطِ حیری سے ملتی جلتی ہے۔خط کا عکس کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔

۲: **خطِ حیری:** مدینۃ المنورہ میں قرآنِ حکیم خطِ حیری میں لکھا گیا۔اس کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ غزوۂ بدر میں مکہ کے ان ستر (۷۰) قیدیوں میں سے ایسے قیدی جو فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فدیہ ادا کرنے کی بجائے ہر قیدی کے ذمّے صحابہ رضوان اللہ علیہم میں سے دس نوجوانوں کو خطِ حیری سکھانے کی شرط پر رہا کرنے کا فیصلہ فرمایا تھا۔حضرت زید بن ثابتؓ نے بھی خطِ حیری اسی دوران میں سیکھا تھا۔خطِ حیری کی نسبت حیرہ شہر کی طرف ہے جو کوفہ شہر سے تین میل کے فاصلے پر تھا جسے اب نجف کہا جاتا ہے۔اہلِ حیرہ نے یہ خط انبار والوں سے سیکھا تھا۔انبار ظہورِ اسلام سے پہلے بغداد سے چالیس میل کے فاصلے پر ایک علمی شہر تھا۔

۳: **خطِ کوفی:** یہ خط کوفہ شہر سے منسوب ہے جو حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ۱۸ ہجری میں ابتدائی طور پر ایک چھاؤنی (فوجی علاقہ) کے لیے آباد کیا گیا تھا۔اس خط میں قرآنِ حکیم پہلی مرتبہ ۱۶۰ ہجری میں لکھا گیا۔خطِ کوفی اصلاً خطِ حیری کی اصلاح یافتہ صورت کا نام ہے۔خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے دور

میں جب کوفہ شہر دارالخلافہ بنا اور علوم قرآن ،علمِ قراءات اور بعدازاں علمِ فقہ کی تدوین واشاعت کا مرکز بنا تو دوسری صدی ہجری سے خط حیری، خط کوفی کے نام سے مشہور ہو گیا۔

۴: خط نسخ: بنوامیہ (۴۱ھ سے ۱۳۲ھ) اور بنوعباس (۱۳۲ھ سے ۶۵۲ھ) کے ادوار اور ان حکومتوں کی سرپرستی کی وجہ سے فنِ خطاطی جسے خطوط نویسی بھی کہتے ہیں، کو بڑا عروج حاصل ہوا اور مختلف قسم کے درجنوں خوبصورت خط ایجاد ہوئے دورِ بنوعباس کے مشہور خطاط محمد بن علی بن مقلہ متوفی ۳۲۸ھ نے ۳۱۰ھ میں جب خط نسخ ایجاد کیا تو ۳۱۸ ہجری میں پہلی مرتبہ کتاب اللہ کو خط نسخ میں تحریر کیا گیا۔ اس وقت سے یہی طرزِ تحریر اپنی خوبصورتی اور آسانی کے باعث عالمِ اسلام میں رائج ہے۔

ب: جمع و تدوین قرآن: جمع سے مراد متفرق اشیاء اور اجزاء کو یکجا (COMPILE) کرنا ہے۔ اصطلاحاً متفرق اجزاء کو چند صحائف یا صُحُف میں جمع کرنا ہے۔ (صحیفہ کی جمع صحائف اور صُحُف ہے) تدوین کے لغوی معنی کتاب مرتب کرنا ہے اصطلاحاً آیات کو ایک سورت کی شکل میں ترتیب دینے یا چند سورتوں کو ایک مُصْحَفْ میں ترتیب دینا کے ہیں۔ مصحف کی جمع مصاحف ہے۔ کتاب اللہ کے جمع وتدوین کے تاریخی اعتبار سے چار ادوار ہیں:

۱: عہد نبوی ﷺ ۲: عہد صدیقیؓ ۳: عہدِ عثمانیؓ ۴: اعراب ونقاط

۱: عہدِ نبوی ﷺ: قرآنِ حکیم کے نزول کی ابتداء ۱۷ رمضان ۴۱ ولادت نبوی ﷺ کی مبارک رات سے ہوئی اور تھوڑا تھوڑا کر کے بتدریج اترنا شروع ہوا۔ نبی اکرم ﷺ کے عہدِ خیرالقرون میں کاغذ کی کمیابی کی وجہ سے مختلف اشیاء مثلاً پتلے چمڑے کی جھلی یا باریک کھال جسے رِق کہتے ہیں۔ شانے کی ہڈی، لکڑی اور پتھر کی ہموار تختیوں پر لکھا گیا۔ نزولِ وحی کے اختتام پر رسول اللہ ﷺ کاتبانِ وحی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے جو حاضر ہوتا یا بلا کر نازل شدہ آیت، آیات یا پوری سورت درج بالا اشیاء پر لکھوانے کے بعد سنتے اور کوئی فروگذاشت ہوتی تو اصلاح فرما دیتے۔ نیز لکھنے کے اقع کی نشاندہی فرماتے، کہ یہ آیت، آیات یا سورت فلاں آیت اور فلاں سورت کے بعد لکھی

جائے۔ قرآنِ حکیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دورِ مسعود ہی میں ۲۳ سال کی مدت میں تحریر کے ذریعے محفوظ ہو گیا تھا اور یہ مختلف تحریری اجزا جن کا ذکر اوپر ہوا، ایک صندوق جو مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ستون کے پاس رکھا ہوا تھا، میں محفوظ رہتے تھے۔ یہاں سے ایسے صحابہؓ جو لکھنا جانتے تھے اپنا اپنا ذاتی قرآن بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ لیکن پڑھنے پڑھانے کا اصل دارومدار حفظ پر تھا اور قرآنِ کریم زیادہ تر صحابہ کرامؓ کے سینوں میں محفوظ ہوتا چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے مطابق آیات اور سورتوں کے مختلف مواقع پر لکھنے کا یہ انداز توقیفی کہلاتا ہے۔ اس ترتیب کے خلاف لکھنا جائز نہیں۔

کاتبانِ وحی: ان پینتالیس معزز اور خوش نصیب صحابہؓ جنھیں کاتبانِ وحی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا کے چند مشہور نام یہ ہیں: سب سے پہلے کاتب خالد بن سعید بن عاص ہیں اور خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے علاوہ ابوعبیدہ بن جراح، ابان بن سعید، اُبی بن کعب ابوایوب انصاری، معاذ بن جبل، منذر بن عمرو، ثابت بن قیس انصاری، زبیر بن عوام، ابوسفیان بن حرب، معاویہ بن ابوسفیان، عمرو بن عاص، عامر بن فہیرہ، عبداللہ بن ابی سرح، خالد بن ولید، خذیفہ بن یمان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ آخری وحی لکھنے والے بھی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

۲: **عہدِ صدیقیؓ:** حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے دوران میں جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کے خلاف ۱۱ ہجری میں یمامہ کے مقام پر سخت جنگ ہوئی جس میں حفاظ کرامؓ کی کثیر تعداد شہید ہوئی۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان شہداء کی وجہ سے یہ فکر لاحق ہوئی کہ اگر جنگوں میں یوں صحابہ کرامؓ شہید ہوتے رہے تو خدانہ کرے قرآن حکیم ہی ضائع نہ جائے؟ کیونکہ اصولی طور پر قرآن کی حفاظت کا دارومدار حفظ پر ہے اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے آپؓ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قرآن حکیم کو کتابی صورت میں جمع اور محفوظ کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آپؓ کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے حضرت زید بن ثابتؓ کو اس خدمت پر مامور فرمایا جنھوں نے مختلف اشیاء پر لکھے ہوئے قرآن حکیم کو کاغذ پر منتقل کر کے صحائف

یعنی چھوٹے چھوٹے اجزاء کو کتابی صورت میں محفوظ کر دیا اور یہ کتابی نسخہ اُمّ (کسی چیز کی اصل کو کہتے ہیں) یا مصحف کہلایا۔ تاہم اس مصحف شریف میں آیاتِ قرآنی کو آنحضور ﷺ کی تعلیم کے مطابق مرتب تھیں لیکن سورتیں الگ الگ لکھی ہوئی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں یہ مصحف آپؓ کے پاس محفوظ رہا اور آپ کی شہادت کے بعد یہ اُمّ المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تحویل میں آیا۔

۳: عہدِ عثمانیؓ: ۲۵ ہجری تک خلافت اسلامیہ میں وسعت اور عجمیوں کے مشرف با اسلام ہونے کی وجہ سے قرآنِ پاک پڑھنے میں بعض اختلافات رونما ہوئے جن کی وجوہات کچھ یوں تھیں:

الف: آنحضور ﷺ کے دور میں مختلف قبائل اور خصوصاً بوڑھے صحابہؓ کی سہولت کے لیے قرآنِ حکیم کو اپنے اپنے لہجے میں پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی۔ بعد کے زمانہ میں ان قبائل نے دوسروں کی قراءت کو غلط کہنا شروع کر دیا تھا۔

ب: اکثر حضرات نے بعض تفصیلی جملے اور الفاظ بھی اپنی قراءت میں شامل کر لیے تھے۔

ج: بعض حضرات منسوخ آیات کو بھی بدستور پڑھتے رہے۔ ان وجوہات اور قدرے نازک صورتِ حال کے پیشِ نظر ایک ایسے معیاری نسخہ (MASTER COPY) کی ضرورت تھی جو پوری امت کے لیے حجت بن سکے۔ لہٰذا حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کتابی صورت میں لکھے ہوئے قرآنِ حکیم کو اُم المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے منگوا لیا اور زید بن ثابتؓ کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل دے کر اس کی نقلیں تیار کرنے کا حکم فرمایا۔ ممبران کمیٹی میں حضرت سعید بن العاصؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن حارثؓ اور حضرت ابی بن کعبؓ جیسے کبار صحابہؓ شامل تھے۔ ارکانِ کمیٹی نے عہدِ صدیقی کے اصل قرآن سے چھ، سات یا آٹھ نقلیں تیار کیں۔ اصل سے نقل کردہ یہ قرآن لغتِ قریش اور قریشی رسم الخط کے مطابق اور نقاط و اعراب کے بغیر لکھے گئے تھے تاکہ دوسری قراءات بھی آسانی سے پڑھی جا سکیں۔ یہ نسخے مختلف ممالک کے گورنروں کو اس حکم کے ساتھ روانہ کیے گئے کہ آئندہ اس قرآن کے مطابق لکھا، پڑھا اور پڑھایا جائے اور دوسرے

انفرادی طور پر موجود تمام مصاحف کو تلف کر دیا جائے بلکہ ہر شہر میں پڑھانے کے لیے معلمین بھی بھیجے گئے تھے۔ الغرض اس وقت امت مسلمہ کے پاس رسول اللہ ﷺ کے عہد کا اصل قرآن مستند رسم الخط جس پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے عالم اسلام میں مُروّج ہے۔ یہ عظیم الشان کام چونکہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں تکمیل کو پہنچا۔ اس لیے ان سات مصاحف کو مصاحف عثمانی اور رسم الخط کو رسمِ عثمانی کہا جاتا ہے اور یہ ساتوں مصاحف خطِ حیری اور نرم کھال کی جھلی پر لکھے گیے تھے اور ان میں ہر سورت کے شروع میں سوائے سورت توبہ کے بسم اللہ بھی لکھی ہوئی تھی۔ جن شہروں کو یہ مصاحف بھیجے گئے تھے ان کی تفصیل یہ ہے:

۱: مکۃ المکرّمہ　۲: مدینۃ المنورہ　۳: دمشق　۴: بصرہ　۵: یمن　۶: بحرین　۷: کوفہ

۸: مصحفِ امام: یہ مصحف امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ نے اپنی ذاتی تلاوت کے لیے مخصوص کیا، جسے امام کہا جاتا ہے۔ ان میں اکثر مصاحف مصر، استنبول، تاشقند، فرانس اور برٹش میوزیم لندن میں موجود ہیں۔ صدر پاکستان ایوب خان کے دور میں معاہدہ تاشقند (۱۹۶۶) کے موقع پر صدر اور ان کے ہمراہ حکومتی ارکان اس قرآنِ حکیم کی زیارت سے مشرف ہوئے تھے جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ۳۵ ہجری کے وقت زیرِ تلاوت تھا۔ صدرِ پاکستان محمد ایوب خان کی درخواست پر حکومت اُزبکستان نے اس متبرک اور نایاب قرآنِ حکیم کی ایک فوٹو کاپی مہیا کی تھی جو اس وقت پنجاب لائبریری، قرآن منزل نزد ڈولٹن مارکیٹ لاہور میں زیارت کے لیے موجود ہے۔ عکس کتاب کے آخر پر دیکھیں۔

سورتیں اور ان کے نام: پچھلے صفحات میں لفظ آیت کی تشریح بیان ہو چکی ہے یہاں تدوین کے حوالے سے لفظ سورت کی تفصیل بیان کی جا رہی ہے: سورت کے لفظی معنی بلندی یا بلند منزل کے ہیں۔ سُوَر اس کی جمع ہے۔ جس طرح دنیاوی علوم پر کتابیں مختلف ابواب پر تقسیم ہوتی ہیں اس طرح قرآنِ حکیم کے ہر باب کو سورت کہتے ہیں۔ اصطلاحاً یہ وہ حصۂ قرآنی ہے جو کم از کم تین آیات پر مشتمل ہو اور جس کی ابتدا اور انتہا ہو۔ رائج الوقت سورتوں کی ترتیب، ترتیبِ تلاوت ہے۔ ترتیب نزولی نہیں۔ سورتوں کے نام آنحضور ﷺ کے تجویز و تعلیم کردہ ہیں اور یہ توقیفی ہیں اس ترتیب کو بدلنا

جائز نہیں۔ اکثر چھوٹی سورتیں الفیل، الکافرون اور الاخلاص بیک وقت نازل ہوئی ہیں بڑی سورتوں میں صرف سورت الانعام بیک وقت نازل ہوئی۔ باقی بڑی سورتوں کی آیات دو، دو یا تین، تین وقفوں سے اُتری ہیں۔ آنحضور ﷺ کے دورِ مسعود میں قرآنی متن آیات اور سورتوں میں تقسیم تھا۔ البتہ سات منازل کی تقسیم بھی احادیث سے ثابت ہے۔ لیکن اس کے لکھنے کا رواج بعد میں ہوا۔

۴: اعراب اور نقاط: مستند تاریخی حوالوں، رسول اللہ ﷺ کے بعض بادشاہوں کو لکھے گئے خطوط صحابہؓ کے دور کے لکھے ہوئے قرآن اور قرآنی مخطوطات (مخطوطات، مخطوطہ کی جمع ہے جس کا معنی ہاتھ سے لکھی ہوئی کتاب یا خطی نسخہ کے ہیں) جو اس وقت دنیا کی مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ نزولِ قرآن سے لے کر کم و بیش پچاس ہجری تک کتاب اللہ کے حروف و الفاظ نقاط و اعراب سے خالی تھے۔ مصحف امام کا عکس کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔ صحابہؓ کی عربی چونکہ مادری زبان تھی، فطری لسانی صلاحیت اور طبعی محاورے سے قرآن پڑھتے ہوئے کسی قسم کی دشواری محسوس نہیں کرتے تھے اور بالخصوص نبی اکرم ﷺ سے براہِ راست سماعت، شغف بالقرآن اور حفظ کی بدولت انھیں قرآن دیکھ کر پڑھنے کی ضرورت نسبتاً کم ہوتی تھی تاہم بعض صحابہؓ کے پاس اپنے تحریر کردہ قرآنِ مجید موجود تھے جس سے وہ حسبِ ضرورت دیکھ کر بھی پڑھا کرتے تھے۔ ایسے صحابہؓ جن کے پاس اپنے تحریر کردہ قرآنِ مجید تھے، کے نام یہ ہیں:

حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابو طالب، حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ ابنِ مسعود حضرت ابوموسیٰ اشعری، حضرت ابودرداء، زید بن ثابت حضرت ابوایوب انصاری، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ اور حضرت تمیم داری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ امہات المؤمنین میں سے حضرت امِ سلمیٰ، حضرت حفصہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ علیھنّ نے قرآن لکھوائے تھے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے حکم سے ۲۵ اور ۳۰ ہجری کی درمیانی مدت میں جاری کردہ قرآنِ حکیم کے کم و بیش چالیس سال بعد اور پہلی صدی کے آخر تک خلافتِ اسلامی کی توسیع اور غیر عرب اقوام

کے اسلام لانے سے عجمی مسلمانوں کو تلاوت میں مشکل پیش آنے لگی تو غلطیوں کے سدِ باب اور پڑھنے کی آسانی کے لیے الفاظ قرآنی پر اعراب لگانے کی ضرورت کو شدت سے محسوس کیا جانے لگا۔ جس کا مختصر تاریخی پس منظر کچھ یوں ہے: علمی حوالے سے اعراب لگانے کی ابتدا خلیفہ راشد حضرت علیؓ (شہادت ۴۰ھ) نے اپنے ذاتی قرآن سے فرمائی۔ آپؓ نے اعراب لگانے کا یہی طریقہ حضرت ابوالاسود دُولی بصریؒ (متوفی ۶۹ھ) کو تعلیم فرمایا۔ ایک روایت کے مطابق آپ ہی نے اپنے شاگرد کو اعراب لگانے کی ترغیب دی۔ دوسری مرتبہ حکومتی سطح پر پورے ملک میں اموی خلیفہ عبدالملک بن مروان (دورِ حکومت ۶۵۔۸۶ھ) کے حکم سے کوفہ کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی (متوفی ۹۵ھ) نے خلیفۂ وقت کے احکامات پر عملدر آمد کراتے ہوئے حرکات و نقاط لگانے کی ذمہ داری حضرت ابوالاسود دُولیؒ کے سپرد کی اور آپ ہی کے شاگردانِ رشید نصر بن عاصم لیثیؒ (متوفی ۸۹ھ) اور یحییٰ بن یعمر قدوائیؒ (متوفی ۱۲۹ھ) نے اس عظیم کام کی تکمیل میں اپنے محترم استاد کی معاونت کی۔ قرائن سے انداز ہوتا ہے کہ حرکات و نقاط لگانے کا یہ عظیم کام مکان و زمان کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ ان تین حضراتؒ ہی نے سرانجام دیا۔ تاہم روایات سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حرکات پہلے اور نقاط بعد میں لگائے گئے تھے۔ اس ابتدائی مرحلہ کے دوران حرکات سرخ رنگ کے گول نقطوں کی شکل میں لگائے گئے تھے۔ یعنی زبر کے لیے حرف کے اوپر سرخ نقطہ ڈال دیا جاتا (ـٖ) زیر کے لیے حرف کے نیچے (ب) اور پیش کو ظاہر کرنے کے لیے سامنے سرخ نقطہ لکھ دیا جاتا۔ (ـــ.) تنوین کی نشاندہی کے لیے دو، دو سرخ نقطے لکھ دیئے جاتے۔ لیکن حروف پر نقاط اصل عبارت کے مطابق سیاہ رنگ میں تھے (تحریر کتاب کے آخر پر ملاحظہ ہو)۔ خلافتِ عباسیہ کے ابتدائی برسوں تک تقریباً ایک صدی کتابت مصاحف کا یہی طریقہ رائج رہا۔ لیکن جب حرکات و نقاط کے لکھنے اور پڑھنے میں الجھن پیدا ہوئی تو تیسری مرتبہ رائج الوقت علاماتِ ضبط کے بانی لغتِ عربیہ اور صرف و نحو کے امام حضرت ابوعبدالرحمٰن خلیل بن احمد فراھیدیؒ (متوفی ۱۷۰ھ) نے قرآنی اعراب کو آٹھ مختلف علامات سے مزین کیا جن کو علاماتِ ضبط کہتے ہیں جو اپنے ناموں ہی سے

منسوب ہیں اور زیادہ واضح ہونے کی بناء پر ان کو قبولیت کا درجہ حاصل ہوا ہے۔اس وقت عالمِ اسلام میں یہی علاماتِ ضبط معمولی فرق کے ساتھ مروج ہیں۔آپ کی تجویز کردہ آٹھ علاماتِ ضبط درج ذیل ہیں:

۱: حرکاتِ ثلاثہ (ـَ . ـِ . ـُ) ۲: کھڑی حرکات (ـٰ . ـٖ . ـٗ) ۳: تنوین (ـً . ـٍ . ـٌ)
۴: جزم یا علامتِ سکون (ـْ) ۵: علامتِ شدہ (ـّ) ۶: علاماتِ مدات فرعی (ـٓ . ـ)
۷: ہمزہ (ء) ۸: ہمزہ وصلی کی پہچان کے لیے علامت حرف (ص) کے سر سے ماخوذ ہے: ٱ۔

عالمِ عرب میں یہ علامت رائج ہے۔علاماتِ ضبط اور ان میں فرق کے عکوس (عکس کی جمع) کتاب کے آخر پر ملاظہ فرمائیں۔

قرآن حکیم کی جمع و تدوین کی تفصیل یہاں ختم ہوتی ہے اور سبق کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے قرآنی رسم الخط کی تشریح کی جاتی ہے۔

ب: **قرآنی رسم الخط: خط**: حروفِ تہجی کو اس طرح خوبصورت اور سنوار کر لکھنا کہ الفاظ کے معانی کو سہولت اور آسانی سے سمجھا جا سکے خط کہلاتا ہے۔خط اصلاً طرزِ تحریر کا نام ہے اس کی درجنوں اقسام ہیں جن میں سات قسمیں زیادہ مشہور ہیں ان میں چھے خط ابنِ مقلہ نے اور ساتواں خط نستعلیق خواجہ امیر علی نے ایجاد کیا ہے: ۱: نسخ ۲: ثلث ۳: رِقاع ۴ : توقیع ۵: ریحان ۶: دیوانی ۷: نستعلیق (خطوط کے نمونے کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں)۔آپ کے پیشِ نظر اردو تحریر خط نستعلیق کہلاتی ہے اور جس خط میں قرآنی مثالیں تحریر کی گئی ہیں وہ خطِ نسخ کہلاتا ہے۔تاہم قرآن حکیم کی تدوین و کتابت کے چار ادوار جو شروع میں بیان ہو چکے ہیں، کے دوران میں خط میں تبدیلی تو ہوئی لیکن قرآنی متن کا رسم الخط بعینہٖ برقرار رہا اس میں کوئی فرق نہیں آیا۔

رسم: رسم کا لغوی معنی نشان یا اثر کے ہیں۔اس کی جمع رسوم یا آثار ہے۔اصطلاحاً کلمہ میں ان کے حروفِ ہجا کو اس طرح لکھنا جو اس پر وقف اور اس سے ابتدا کرنے کے وقت پائے جاتے ہوں۔

تاہم قرآنی رسم الخط کی عام فہم انداز میں تعریف یہ ہے کہ ''کاتبانِ وحی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم نے جس طرح لکھا اور حضرت عثمانِ غنیؓ کے دور میں جس پر صحابہؓ کا اجماع ہوا اور متقدمین سے منقول ہے''

لہٰذا قرآنی رسم الخط میں ان سات مصاحفِ عثمانی میں سے کسی ایک کی پیروی ضروری ہے۔ تالی کے لیے رسم الخط کی اہمیت وضرورت اس حوالے سے ہے کہ اسے معلوم ہو کہ قرآنی کلمات کو کس طرح لکھنا اور کیسے پڑھنا ہے؟ کیونکہ کہیں کلمات کی لکھائی تلفظ کے مطابق ہے اور کہیں تلفظ کے مطابق نہیں۔ اب اگر ایسے موقع پر جہاں لفظ لکھائی کے مطابق نہیں وہاں لکھائی کے مطابق تلفظ کرنا غلطی ہوگی۔ البتہ کلماتِ قرآنیہ کی کتابت معروف قواعدِ املاء کے خلاف لکھنے کی کوئی نہ کوئی معقول وجہ اور بعض حکمتوں کا دخل ہے۔ جس کی تفصیل علمِ رسم الخط کی بڑی کتابوں میں موجود ہے۔ قرآنی رسم الخط میں جن کلمات کی لکھائی خلافِ قیاس ہے اسے خطِ اصطلاحی بھی کہتے ہیں جس کی چھ اصولی صورتیں ہیں: ۱: حَذْفُ و اِثْبَاتُ ۲: زِیَادَتُ ۳: بَدَلُ ۴: هَمْزَهْ

۵: وَصْلُ و فَصْلُ/قَطْعُ ۶: شُمُوْلِ قِرَاءَ اتُ

اس کے علاوہ وقف پر رسم الخط کی پیروی کرنا، گول ''ۃ اور تِ'' طویلہ سے متعلقہ قواعد بھی رسم الخط کے تحت زیرِ بحث آتے ہیں۔

۱: حذف: حذف کا لغوی معنی گرا اور گھٹا دینا ہے۔ اصطلاحاً ایسا حرف جو لکھا ہوا نہ ہو حذف کہلاتا ہے ایسے حروف کو محذوف کہتے ہیں۔ کثرت سے محذوف حروف ا. و. ی ہیں۔ البتہ کلمات کو الف کی بجائے کھڑے زبر سے لکھنا الف کا حذف کہلاتا ہے جو دو وجوہ کی بنا پر ہوتا ہے پہلی بطورِ اختصار اور دوسری وجہ شمولِ قراءات۔ قرآنِ حکیم میں الف کا حذف کثیر تعداد میں ہے اس کے صحیح رسم الخط کے حوالے سے زیادہ کوتاہی ہو رہی ہے لہٰذا تمام حروفِ ہجاء میں سے ایک ایک کلمہ کی مثالیں درج ہیں:

حذفِ الف: اِلٰهٌ . بِسْمِ اللّٰهِ . قُرْاٰنٌ . اٰيٰتٌ ☆ مُبٰرَكًا . تٰبِعِيْنَ .

اٰثٰرًا . جٰهَدَ . اَصْحٰبُ . خٰلِدِيْنَ . يُدٰفِعُ . ذٰلِكَ . ثَمَرٰتِ . زٰجِرٰتِ . مَسٰجِدَ۔

شٰهِدِيْنَ. صٰلِحِيْنَ. يُضٰعِفَهٗ. شَيْطٰنُ. ظٰلِمِيْنَ. عٰدُوْنَ. غٰفِلُوْنَ. تُفٰدُوْهُمْ۔ قٰنِتِيْنَ. كٰتِبُوْنَ. مُلٰقُوْهُ. ثَمٰنِيَةَ. اَرْسَلْنٰكَ. وٰعِظِيْنَ. اَلْقِيٰمَةِ۔

☆ تثنیہ (دو کا صیغہ) کے درمیان میں آنیوالا اور جمع مؤنث کے الفات محذوف ہوتے ہیں:

هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ يُرِيْدٰنِ ☆ اَلْمُسْلِمٰتِ. اَلْمُؤْمِنٰتِ. اَلْقٰنِتٰتِ۔

ب: حذف ''و'': يَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ. يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ. سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ۔

کلمات يَمْحُ. يَدْعُ. سَنَدْعُ کے آخر میں پیش پر اکتفا (کافی ہونا) کر لینے کے سبب ''و'' کتابت میں محذوف ہے۔

ج: (i) حذفِ ''ی'': اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ. اَكْرَمَنِ. اَهَانَنِ فَارْهَبُوْنِ. فَاتَّقُوْنِ. وَاخْشَوْنِ. فَلَا تُنْظِرُوْنِ. اَلْجَوَارِ. نَبْغِ. اَلْمُهْتَدِ:

ان تمام کلمات کے آخر میں زیر پر اکتفا کر لینے سے ''ی'' محذوف ہے۔

(ii) اثبات ''ی'': ثابت اور قائم رہنے والا۔ یہ حذف کی ضد ہے اصطلاحاً حرف کا اپنی اصل کے اعتبار سے لکھا ہونا اور پڑھا جانا ہے: عِبَادِيْ. وَاخْشَوْنِيْ. يَهْتَدِيْ

د: تماثل فی الرسم کی وجہ سے ''ا. و. ی'' کا حذف: (i) تماثل فی الرسم کا مطلب ایک ہی طرح کے دو حروف کا ساتھ ساتھ لکھا ہونا ہے۔ درج ذیل کلمات کے آخر میں دو زبر کی تنوین کا الف تماثل فی الرسم کی وجہ سے محذوف ہوتا ہے: غُثَآءً. جُفَآءً. مَآءً. سَوَآءً۔

(ii): ''و'' کا حذف: ایسے کلمات میں جب دو ''و'' جمع ہو جاتی ہیں تو ان کے اوپر الٹا پیش لکھ دیا جاتا ہے: تَلْوٗنَ. يَسْتَوٗنَ. دَاوٗدَ۔

(iii): ''ی'' کا حذف: ایسے کلمات میں دو یاءات کے جمع ہونے کی صورت میں کھڑی زیر لکھی

جاتی ہے: اُمِّیّٖنَ .اَلنَّبِیّٖنَ .رَبّٰنِیّٖنَ ۔

☆ تماثل فی الرسم کی وجہ سے دوسری ''ی'' مفتوحہ جو مصحف عثمانی میں کلمات میں لکھی ہوئی نہیں لیکن پڑھنے کی آسانی کے لیے علیحدہ سے لکھ دی گئی ہیں:

اِنَّ وَلِیِّ ۦَ اللّٰہُ: ۷۔۱۹۶ . لِنُحْیِ ۦَ بِہٖ: ۲۵۔۴۹۔ اَنْ یُّحْیِ ۦَ الْمَوْتٰی: ۴۶۔۳۳۔

فَمَآ اٰتٰنِ ۦَ اللّٰہُ: ۲۷۔۳۶ ۔

۲: زیادت: زیادت کا لغوی معنی کسی چیز کا زیادہ ہونا ہے۔ اصطلاحاً حرف کا لکھا ہوا ہونا لیکن پڑھا نہ جانا ہے۔ قرآنی رسم الخط میں بعض کلمات میں تین حروف: ا، و، ی زائد ہیں۔ لیکن خصوصاً ایسے الف کی پہچان اور پڑھنے کی آسانی کے لیے ان کے اوپر صفر کا نشان لگا دیا گیا ہے البتہ دوسرے حروف کو اعراب کے بغیر لکھا گیا ہے:

(i): زائد الف: درج ذیل الفاتِ زائدہ وصلاً اور وقفاً دونوں حالتوں میں پڑھے نہیں جاتے:

اَوْ یَعْفُوا۟ . اَنْ تَبُوْٓءَا۟ . لِتَتْلُوَا۟ . لِیَبْلُوَا۟ . نَبْلُوَا۟ . نَدْعُوَا۟ . اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ . اَفَا۟ئِنْ مِّتَّ .

مَلَا۟ئِہٖ . مِا۟ئَۃً . مِا۟ئَتَیْنِ . قَوَارِیْرَا۟ ۔۷۶۔۱۶۔ ثَمُوْدَا۟ ۔۱۱۔۶۸ . ۲۵۔۳۸ . ۲۹۔۳۸ ۵۳۔۵۱

(ii): ان کلمات میں الفات وقفاً پڑھے جاتے ہیں وصلاً نہیں:

ثَمُوْدَا . ۱۱۔۶۸ قَوَارِیْرَا۟ .۷۶۔۱۵ اَنَا . لٰکِنَّا . اَلظُّنُوْنَا . اَلرَّسُوْلَا . اَلسَّبِیْلَا .

سَلٰسِلَا۟: ۱۸۔۳۸ وقف پر الف اور بغیر الف دونوں طرح سے پڑھا جا سکتا ہے: سَلٰسِلَ ۔

(iii) ان کلمات میں الف کے بعد یاءِ ساکن اور اس سے پہلے زیر ہے جس کی وجہ سے درمیان میں زائد الف نہیں پڑھا جاتا: لِشَا۟یْءٍ . وَجِا۟یْٓءَ . تَا۟یْئَسُوْا . یَا۟یْئَسُ ۔

ب: زائد ''ی'': تِلْقَآئِ ۦ . اِیْتَآئِ ۦ . مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ ۔

ج: زائد ''و'': رسم عثمانی میں ان کلمات میں ''و'' زائد ہے:

اُولِی. اُولُوْا. اُولَاتُ. سَاُورِیْكُمْ. اُوصَلِّبَنَّكُمْ. اُونُوا الْاَلْبَابِ۔

۳: ابدال: الف: ابدال کا لغوی معنی بدلنا ہے۔ اصطلاحاً جو الف ''و'' سے بدل کر آئے تو اسے کھڑے زبر اور ''و'' کی شکل میں لکھا جاتا ہے: اَلصَّلٰوةُ. اَلزَّكٰوةً. اَلرِّبٰوا۔ اَلنَّجٰوةِ. اَلْحَيٰوةَ. مِشْكٰوةٍ۔ لیکن ''اَلصَّلٰوةُ'' کسی ضمیر کے ساتھ آئے تو الف سے لکھا جاتا ہے: اِنَّ صَلَاتِیْ صَلَاتَكَ۔ لِحَيَاتِیْ۔

ب: جو الف تعلیل کے قاعدہ سے ''ی'' سے بدل کر آئے تو اس کو کھڑے زبر اور ''ی'' کی شکل میں لکھا جاتا ہے:

تَعٰلٰی. مُوْسٰی. یُوْحٰی. یُتْلٰی. هُدٰی. بُشْرٰی. تُجْزٰی. یَرْضٰی۔

علاوہ ازیں قرآنِ حکیم میں کثیر الاستعمال کلمات میں بھی ''ی'' زائد ہے:

عَلٰی. اِلٰی. حَتّٰی. بَلٰی. یٰوَیْلَتٰی. یٰحَسْرَتٰی۔

☆ کھڑے زبر کے بعد آخری ''ی'' والے کلمات جب عربی گرامر کی دوسری ترکیب اور بناوٹ پر لکھے جاتے ہیں تو اس ''ی'' کو نارا یا شوشہ سے ظاہر کیا جاتا ہے:

هُدٰی: هُدٰىهُ. هُدٰىكُمْ۔ بُشْرٰی: بُشْرٰىكُمْ. مَوْلٰی: مَوْلٰىهُ. مُوْلٰىكُمْ۔

تَلٰىهَا. طَحٰىهَا. تَقْوٰىهَا۔

۴: رسم عثمانی میں ہمزہ لکھنے کی مختلف صورتیں: رائج الوقت ہمزہ کا تاریخی حوالہ اور ہمزہ لکھنے کی بعض صورتیں حرکات اور سکون کے اسباق میں مثالوں کے ساتھ بیان ہو چکی ہیں۔ یہاں قرآنی رسم الخط کے حوالے سے ہمزہ کی چند مثالیں دی جا رہی ہیں:

زبر کے بعد ''ا'' کی صورت میں: اِقْرَاْ. دَاْبِ. شَاْنٌ. مَاْكُوْلٍ. تَبَوَّاْ۔

☆ پیش کے بعد ''و'' کی صورت میں: بِسُؤَالِ. يُؤْتِكُم. لُؤْلُؤٌ. يُؤَلِّفُ۔

☆ زیر کے بعد ''ی'' کی صورت میں: قُرِئَ. فِئَةً. اَفْئِدَةً. اُبْرِئُ. يُبْدِئُ۔

مدات فرعی کے بعد ''ی'' زائد پر ہمزہ لکھنے کی صورت: لِقَآئِ. وَرَآئِ. اِيْتَآئِ۔ ۴۲-۵۱

علاوہ ازیں ہمزہ کلمات کے شروع، درمیان اور آخر میں آنے کی حالت میں بصورت ''ا'' اور آخر میں آنے کی صورت میں محذوف الرسم جسے بے صورت ہمزہ بھی کہتے ہیں، لکھا جاتا ہے:

اَمْرٌ. اَنْزَلَ. نَشْاَةَ. مَوْئِلًا. سَاَصْرِفُ. فَلِاُمِّهِ. رُءْيَا. سَوْءَةَ. مِلْءُ۔

۵: الف: وصل: وصل کا لغوی معنی ملنا، اصطلاحًا دو کلمات کو ملا کر لکھنا۔ ایسے کلمات کو موصول کہتے ہیں

ب: فصل/قطع: فصل کا لغوی معنی جدا کرنا اور قطع کاٹنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحًا دو کلمات کو جدا جدا لکھنا ہے۔ ایسے حروف مفصول یا مقطوع کہلاتے ہیں۔ قرآنی رسم الخط میں کلمات کو موصول اور مقطوع لکھنے کی تین حالتیں ہیں۔ پہلی یہ کہ ان میں اکثر کلمات میں موصول اور مقطوع دونوں طرح سے لکھے ہوئے ہیں۔ دوسری یہ کہ بعض کلمات پورے قرآنِ حکیم میں صرف موصول لکھے ہوئے ہیں یا مقطوع، اور تیسری یہ کہ بعض مواقع پر موصول ومقطوع ہونے میں علماء رسم الخط کا اختلاف ہے۔

آپ کی آسانی کے لیے موصول اور مقطوع کلمات کو جدول کی صورت میں لکھا جاتا ہے:

نمبر	مواقع	موصول	مقطوع	نمبر	مواقع	موصول	مقطوع
۱	دس جگہ مقطوع	اَلَّا	اَنْ لَّا	۲	دو جگہ موصول	اَلَّنْ	اَنْ لَّنْ
۳	دو جگہ مقطوع	مِمَّا	مِنْ مَّا	۴	دو جگہ مقطوع	مِمَّنْ	مِنْ مَّنْ
۵	ایک جگہ مقطوع	عَمَّا	عَنْ مَّا	۶	دو جگہ مقطوع	-	عَنْ مَّنْ

۷	ایک جگہ موصول	فَالَّمْ	فَاِنْ لَّمْ	۸	چار جگہ مقطوع	اَمَّنْ	اَمْ مَّنْ
۹	مقطوع نہیں	اَمَّا	-	۱۰	ایک جگہ مقطوع	اِنَّمَا	اِنَّ مَا
۱۱	دو جگہ مقطوع	كُلَّمَا	كُلَّ مَا	۱۲	-	فِيْمَا	فِيْ مَا
۱۳	-	اَيْنَمَا	اَيْنَ مَا	۱۴	موصول نہیں	-	حَيْثُ مَا
۱۵	لَبِئْسَمَا	بِئْسَمَا	بِئْسَ مَا	۱۶	-	لِكَيْلَا	كَيْ لَا
۱۷	-	يَوْمَهُمْ	يَوْمَ هُمْ	۱۸	مقطوع نہیں	وَيْكَاَنَّ	-

۶: شمولِ اختلافاتِ قراءات: شمول کا لغوی معنی کسی چیز کو کسی دوسری چیز میں شامل کرنا ہیں۔ اصطلاحاً قرآنی رسم الخط میں کسی ایک کلمہ کو سبعہ وعشرہ قراءات سے پڑھنے کی آسانی کے لیے شامل کرنا ہے:

الف: مٰلِكِ. عِبٰدُالرَّحْمٰنِ: ۴۳۔۱۹: ان دو کلمات میں الف کا حذف دوسری قراءات کو شامل کرنے کے لیے ہے: مَلِكِ. عِنْدَالرَّحْمٰنِ۔

ب: قٰلَ رَبِّىْ: ۲۱۔۴۔ قٰلَ رَبِّ احْكُمْ: ۲۱۔۱۱۲۔ قٰلَ اَوَلَوْ: ۴۳۔۲۴

ان تین کلمات میں "قٰلَ" میں الف کا حذف شمولِ قراءات کے لیے ہے: قُلْ رَّبِّىْ۔

ج: اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ: ۲۴۔۳۱۔ يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ: ۴۳۔۴۹۔ اَيُّهَ الثَّقَلٰنِ: ۵۵۔۳۱

ان تین کلمات میں "اَيُّهَا" کے الف کا حذف دوسری قراءات کو شامل کرنا ہے جو "اَيُّهَ. يٰاَيُّهَ" کی "ہ" کو پیش سے پڑھنا ہے: اَيُّهُ الْمُؤْمِنُوْنَ. يٰۤاَيُّهُ السّٰحِرُ. اَيُّهُ الثَّقَلٰنِ۔

د: وَكَاَيِّنْ: ۳۔۱۴۶۔ فَكَاَيِّنْ: ۲۲۔۴۵ یہ کلمہ اصل میں "كَاَيٍّ" ہے قرآنی رسم الخط میں دو زیری تنوین لکھنے کی بجائے نون ساکن سے لکھا ہوا ہے۔ تاکہ یہ "ء" والی قراءت کو شامل ہو جائے جس کی

ادائیگی ہمزہ مکسور اور مدِ متصل سے ہوتی ہے: کَاٰیِنْ ۔

ہ: قَوَارِیْرَا (۷۶۔۱۶) ثَمُوْدَا (۱۱۔۶۸) ان دو کلمات میں الف کا زائد ہونا وصلاً دو زبر کی تنوین والی قراءات کو شامل کرنا ہے: قَوَارِیْرًا. ثَمُوْدًا۔

و اِلْ یَاسِیْنَ: ۳۷۔۱۳۰۔ قرآنِ حکیم میں حضرت اِلْیَاسْ عَلَیْهِ السَّلَام کا دوسرا اسم گرامی "اِلْ یَاسِیْنَ" ہے۔ جسے دوسری قراءات میں اٰلِ یَاسِیْنَ پڑھتے ہیں۔

ز: بِالْغَدٰوةِ: ۶۔۵۲/ ۱۸۔۲۸ اس کلمہ میں "و" کا لکھا ہونا اور پڑھا نہ جانا دوسری قراءات کو شامل کرنے کی غرض سے ہے: بِالْغُدْوَةِ. بِالْغَدَاةِ۔

تاءِ تانیث کا رسم الخط: تاءِ تانیث قرآنِ حکیم میں دو طرح سے لکھی ہوئی ہے ایک لمبی "ت" جسے تاءِ مطولہ اور مجرورہ کہتے ہیں۔ دوسری گول "ۃ" جو تاء مدورہ اور مربوطہ کہلاتی ہے۔ جمع سالم کی تاء رسم عثمانی میں لمبی تاء سے لکھی ہوئی ہے۔ لیکن کلمہ مفردہ کی تاء میں لکھنے کا اختلاف ہے کہ کہیں لمبی اور کہیں گول لکھی ہوئی ہے۔ تاء تانیث کو بصورت "ۃ" لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ عرب کی فصیح لغت میں اس کو وقف میں "ہ" سے بدل دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کو "ہ" کی صورت میں لکھتے ہیں۔ جو قراء کرام گول "ۃ" پر وقف "ت" سے کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک اس کی رسم قبیلہ طی اور حمیر کی لغت پر ہے قرآنِ حکیم میں تاء، تانیث خلافِ رسم تیرہ کلمات میں لمبی "ت" سے لکھی ہوئی ہے:

رَحْمَتُ. نِعْمَتَ. سُنَّتَ. جَنَّتُ. قُرَّتُ. فِطْرَتَ. شَجَرَتَ. بَقِیَّتُ. اِبْنَتَ. اِمْرَاَتُ. كَلِمَتُ. لَعْنَتَ. مَعْصِیَتِ۔

اس کے علاوہ ہر وہ کلمہ جس میں قراء کرام کا واحد اور جمع ہونے میں اختلاف ہے لمبی تاء سے لکھا ہوا ہے: كَلِمٰتُ. اٰیٰتٌ. بَیِّنٰتٍ. ثَمَرٰتٍ. غُرُفٰتِ. جِمٰلَتٌ۔

۲: وقف کا رسم الخط کے تابع ہونا: رسم الخط کے مطابق ایک حرف کو دوسرے حرف سے بدل کر پڑھنے کی دو اہم صورتیں آپ وقف بالابدال کے تحت پڑھ چکے ہیں۔ جس میں وقفِ اختیاری کے تحت دوزبر کی تنوین کا الف مدہ سے اور گول تاء کا ''ۃ'' ساکن سے بدل جانا۔ تاہم اگر کہیں وقفِ اضطراری کرنا پڑے تو وہاں بھی وقف رسم الخط کے مطابق ہوتا ہے عملاً ایسی صورت کے پیدا ہونے کا امکان تو بہت کم ہوتا ہے لیکن بطور قاعدہ اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔:

وَقَالَا الْحَمْدُ: اس کلمہ میں اگر سانس کی تنگی کی وجہ سے وَقَالَا پر وقف اضطراری کی صورت پیدا ہو جائے تو وَقَالَا پر وقف ہوگا۔ اسی طرح بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ اور و یَدْعُ الْاِنْسَانَ پر بالترتیب بِالْوَادْ اور وَ یَدْعْ پر وقف اضطراری ہوگا اور دوبارہ اصل کے اعتبار سے پڑھنا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ ۱۵۔۹

''بے شک یہ (کتاب) نصیحت ہم ہی نے اتاری ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں''

اس آیتِ کریمہ کے حوالے سے مسلمانوں پر قرآن کی حفاظت کے کئی پہلو ہیں جن میں حفظ کے علاوہ، تحریر، تجوید، تفہیم اور تعمیل و تنفیذ احکام سب شامل ہیں۔ البتہ اس سبق میں خصوصاً رسم الخط زیرِ بحث ہے۔ لہٰذا قرآنی رسم لخط کی پیروی اور حفاظت ہر مسلمان کا حق ہے اس لیے قرآنی آیات لکھتے ہوئے معمولی فرق کا لحاظ رکھنا دینی ضرورت ہے: عربی میں ''س اور ش'' ''اَلسَّمِيْعُ'' ''شَانٌ'' کو اردو کی طرز پر'' اَلسَّمِيْعُ'' ''شَانٌ'' لکھنا بھی درست نہیں۔ قرآنی رسم الخط میں ''کاف'' جب کلمہ کے آخر میں آتا ہے تو یہ ''ك'' کی صورت میں لکھا جاتا ہے: اِيَّاكَ۔ اسی طرح قرآنی کلمات پر علاماتِ مد کا بے موقع استعمال بھی ناجائز ہے: اَلْاٰيٰتِ. قُرْاٰنٌ. اٰدَمَ. اٰلِ۔

☆ انبیاء علیہم السلام کے عجمی ناموں کو بھی کھڑے زبر سے لکھیں: اِبْرٰهِيْمَ. اِسْمٰعِيْلَ. اِسْحٰقَ. هٰرُوْنَ۔ ان تمام کلمات کو رسم الخط کے خلاف لکھنے کی حوصلہ شکنی چاہیے۔

آخر میں رسم الخط کے حوالے سے دو باتیں پیشِ نظر رہیں:

۱: رسمِ عثمانی کی پابندی کے نکتہ نگاہ سے ضروری ہے کہ قرآنی آیات کو بطور حوالہ کسی دوسرے موقع پر لکھنے کی ضرورت پیش آئے تو کلمات کو اُسی رسم الخط میں لکھیں جس طرح قرآنِ حکیم میں لکھا ہوا ہے۔ مثلاً ''کِتٰبٌ'' کا کلمہ چار مواقع پر الف سے بھی لکھا ہوا ہے: ''کِتَابٌ'': ۱۳_۳۸ ☆ ۱۵_۴ ☆ ۱۸_۲۷ ☆ ۲۷_۱ ان مواقع پر ''کِتَابٌ'' الف کے ساتھ ہی لکھا جائے گا۔ ایسے ہی موصول و مقطوع کلمات جہاں موصول ہوں وہاں موصول لکھیں اور جہاں مقطوع ہوں وہاں مقطوع لکھنا ضروری ہے۔

۲: قرآنِ حکیم کو ہندی یا انگریزی زبان میں لکھنا جائز نہیں کیونکہ ان زبانوں میں عربی کے ملتی جلتی آوازوں والے خاص حروف: ث. ص. ح. ع. غ. ذ. ض میں فرق کا کوئی متبادل حرف موجود نہیں اور ایسے حروف جو لکھنے میں آتے ہیں لیکن پڑھے نہیں جاتے ان زبانوں میں یہ تمام حروف لکھنے میں نہیں آئیں گے جس سے کتابت قرآن میں تحریف کا قوی امکان ہے۔ نیز قرآنِ حکیم کا اردو یا کسی دوسری زبان میں عربی متن کے بغیر ترجمہ لکھنا اور شائع کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ بعض دشمنانِ اسلام غلط ترجمہ کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے ہاں شائع مصاحف میں سے صحیح رسم الخط کے حوالے سے چار مستند اور معیاری نسخے یہ ہیں:

۱: انجمن حمایتِ اسلام کا ۱۹۳۳ء میں شائع کردہ قرآن، موجودہ ایڈیشن، فاران فاؤنڈیشن، لاہور۔

۲: عکسی تجویدی قرآنِ مجید پیکجز لمیٹڈ لاہور۔

۳: قدرت اللہ کمپنی: داتا دربار روڈ لاہور۔

۴: اَلْقُرْاٰنُ الْکَرِیْمُ: دار السلام سیکرٹریٹ سٹاپ لاہور۔

لیکن مارکیٹ میں اکثر دستیاب قرآنِ حکیم کا رسم الخط غیر معیاری ہے۔ چونکہ ہمارے یہاں پروف ریڈنگ کا مطلب صرف اعراب کی غلطی سے بچنا ہے، رسم الخط کی غلطیوں سے وہ خود لاعلم ہوتے ہیں لہٰذا یہ سارا معاملہ بگاڑ کا شکار ہے۔ تاہم اس کی اصلاح کے لئے ۱۹۸۰ء کی دہائی میں قانون سازی ہوئی تھی جس سے صورت حال کافی بہتر ہوئی ہے۔ البتہ مزید اصلاح کی گنجائش ہے۔



علمِ قراءات

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے آنحضور ﷺ کی درخواست پر امت کی سہولت کے لیے قرآنِ حکیم کو سبع احرف پر نازل فرمایا تاکہ بوڑھے مرد و خواتین اپنے اپنے قبیلوں کے تلفظ اور لہجہ کے مطابق آسانی سے پڑھ سکیں: إِنَّ الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ كُلُّهَا شَافٍ كَافٍ۔ ''بیشک قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے ان میں سے ہر ایک شافی کافی ہے۔'' سبع احرف کا مطلب بھی مشہور اور معتبر قبائل کا تلفظ و لہجہ اور کلمات کی سات مختلف نوعیتیں یعنی قسمیں اور حالتیں ہیں جس کی تفصیل علمِ احادیث، علمِ تفسیر اور خصوصاً علمِ قراءات کی کتابوں میں موجود ہے۔ فنِ قراءات میں لہجہ کے اختلافات کو اصول اور تلفظ کے اختلاف کو فروش کہتے ہیں۔ فروش، فریش کی جمع اور اس کا معنی فروع (شاخیں) ہے اور فرش سے مراد منتشر اور متفرق طور پر شروع سورت سے لے کر آخری سورت تک پھیلے ہوئے ہونا بھی ہے۔ قراءات کے اختلافی کلمات سبعہ وعشرہ قراءت کے حامل مخصوص مصاحف کے حاشیہ پر لکھا جاتا ہے۔ لہجہ سے تفخیم و ترقیق، اظہار و ادغام، مدّات وقصر، تسہیل وابدال اور فتح و امالہ مراد ہیں۔ علمِ قراءت کا دارومدار نقل اور سماع پر ہے اس میں رائے اور قیاس کا دخل نہیں۔ حضرت عروہ بن زبیر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''قراءات سنت مُتَّبَعَہ ہے اور پچھلا، پہلے سے اخذ کرتا چلا آتا ہے۔ پس تم کو جس طرح پڑھایا جائے اسی طرح پڑھو''

۲ : عالمِ عرب، پاک و ہند اور مشرقِ بعید کے ممالک میں سبعہ وعشرہ کے پانچویں امام قاری ابوبکر بن عاصم بن ابی النجود کوفی رحمۃ اللہ علیہ کی قراءات اور آپ کے راوی ابوعمر حفص بن سلیمان کی روایت پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے اور اس قراءت وروایت کے مطابق علمِ تجوید کے کتابوں قواعد مرتب کیے جاتے ہیں۔

۳۰ سبعہ وعشرہ قراءات کی تفصیل

قراءات: قراءات، قراءت کی جمع ہے جس کا لغوی معنی جمع کرنا اور پڑھنا کے ہیں۔ سبع کا معنی سات اور عشرہ، دس کی تعداد کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً قراءات اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلماتِ قرآنیہ میں قرآنِ حکیم کے نقل کرنے والوں کا وہ اتفاق واختلاف معلوم ہو جو نبی اکرم ﷺ سے سن لینے کی بناء پر ہے اپنی رائے کی بناء پر نہیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

الف: قِرَاءَاتٌ مُتَوَاتِرَةٌ ب: قِرَاءَاتٌ شَاذَةٌ

الف: **قراءات متواترہ**: اس قراءات کو کہتے ہیں جو تواتر سے ثابت ہو یعنی اس کے نقل کرنے والے ہر زمانہ میں اتنی کثرت سے رہے ہوں کہ ان سب کا جھوٹ اور غلط بیانی پر اتفاق کر لینا عقل کے نزدیک محال ہو۔ قراءات متواترہ قرآن ہے جس کا پڑھنا نماز اور غیر نماز میں جائز ہے اور اس کا لکھنا، سیکھنا اور سکھانا فرضِ کفایہ ہے۔ یہ دس آئمہ کرامؒ سے منقول اور منسوب ہیں۔

ب: **قراءات شاذہ**: اس قراءت کو کہتے ہیں جو تواتر سے ثابت نہ ہو۔ یعنی اس کے نقل کرنے والے کثرت سے نہ رہے ہوں۔ قراءت شاذہ کو قرآن سمجھ کر پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ معلومات کے حوالے سے سیکھنا، پڑھنا اور کتابوں میں لکھنا جائز ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کے اعلانِ رسالت سے پہلے مختلف عرب قبائل کی زبان مشترک طور پر عربی تھی۔ لیکن ہر قبیلہ کا لہجہ اور تلفظ جدا جدا تھا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم کا تعلق چونکہ عرب کے مختلف قبائل سے تھا۔ لہٰذا نزولِ وحی کے دوران جب قرآن حکیم صحابہؓ کے درمیان پھیلا تو ہر ایک اپنے اپنے قبیلے کے لہجے اور تلفظ سے پڑھنے لگا۔ زبانوں کے حوالے سے یہ بات معروف ہی نہیں بلکہ ہر انسان کا ایک فطری رجحان بھی ہے کہ زبان کا لہجہ ابتدائی عمر میں جب پختہ ہو جائے تو بعد کی عمر میں آدمی کے لیے اپنے اس لہجے کو بدلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اسی حکمت کے تحت نبی اکرم ﷺ نے بوڑھے مردوں اور عورتوں کو پڑھنے کی آسانی کے لیے بعض مشہور و معروف قبائل ہذیل، تمیم، ہوازن

ثقیف، حمیر، طی، کنانہ، خزاعہ، ازد، مضر، ربیعہ اور قبیلہ ھوازن کی پانچ شاخوں کے لہجے میں پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی تھی۔ لیکن ان میں اکثر حصہ قبیلہ قریش کے لغت پر مشتمل ہے اور بہت کم حصہ دوسرے قبائل کے لب و لہجے میں ہے۔ تاہم کچھ مدت کے بعد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے درمیان اختلافات شروع ہوئے تو اکثر صحابہؓ آنحضور ﷺ سے ایک لہجے میں قرآن کو سنتے اور بعض صحابہؓ کو دہراتے تو وہ دوسرے تلفظ اور لہجات میں پڑھتے تو یہ اختلاف شدت اختیار کر لیتا۔ یہاں تک کہ حضرت عمرؓ نے ایک بار ہشام بن حکیمؓ کو سورت فرقان کی بعض آیات کو اپنے سے مختلف لہجے میں پڑھتے ہوئے سنا تو آپؓ انہیں حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں لے گئے تو آنحضور ﷺ نے دونوں کے قرآن کو پڑھوا کر سنا اور پھر دونوں کے تلفظ کو صحیح قرار دیا اور آپ ﷺ نے فرمایا: كَذٰلِكَ اُنْزِلَتْ: اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ اُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ اَحْرُفٍ فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ:

"یہ اسی طرح نازل ہوئی یہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے جو آسان لگے اسے پڑھ لو۔" ایسے اختلافی کلمات جن کو آنحضور ﷺ نے پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جو صحابہؓ اور تابعین سے منقول اور تبع تابعینؒ سے منسوب ہو اس کا پڑھنا، پڑھانا صحیح اور حق ہے۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جن مصاحفِ عثمانی پر صحابہؓ کا اجماع ہوا تو ان میں مختلف قراءات کے پڑھنے کی گنجائش موجود تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہ کا مشہور قول ہے کہ "مصاحف کے بارے میں جو کچھ حضرت عثمانِ غنیؓ نے کیا مجھے موقع ملتا تو میں بھی وہی کرتا"۔ اسی حوالے سے خلافتِ عثمانیہ کے ان سات علمی مراکز جہاں یہ مصاحف اور معلّمین روانہ کیے گئے تھے ان کی زیرِ نگرانی ان قراءات کی تدریس کا سلسلہ شروع ہوا جو کم وبیش ایک صدی تک جاری رہا۔ دوسری صدی ہجری کے شروع میں تابعین اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم اجمعین میں سے بعض شیوخ نے قواعد و شرائط مثلاً رسم الخط عثمانی، قواعدِ نحو اور مستند روایت کی پابندی کرتے ہوئے یک سو ہو کر اپنے آپ کو خدمتِ قرآن کے لیے وقف کیا اور ان قراءات کو اپنے اپنے مقام پر پڑھنا، پڑھانا شروع کر دیا۔ تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ اوسطاً ساٹھ سال تسلسل کے ساتھ جاری رہا اور لاتعداد متلاشیانِ علم

ر قراءات فیض یاب ہوئے۔ اس دور کے مفسرین محدثین اور علماء کرام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے ان
کی اختیار کردہ ان قراءتوں کو بلا عذر قبول کر لیا۔ نتیجتاً یہ قراءتیں انھیں کے ناموں سے منسوب ہو
گئیں۔ حاصلِ کلام یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کے دور مسعود سے لے کر صحابہؓ اور تابعین کے دور تک نقل
در نقل ہوتا ہوا یہ علم دوسری صدی کے آخر تک پہنچا البتہ اس عرصہ کے دوران میں تلفظ اور لہجے کے
اختلافات تو بہت زیادہ تھے لیکن تیسری صدی ہجری سے متواتر اور مشہور سبعہ وعشرہ قراءات جو دس
آئمہ قراءات اور ان کے دو، دو ثقہ اور مشہور راویوں سے منقول اور منسوب ہیں اس وقت امت کے
پاس محفوظ ہیں اور عالمِ اسلام میں ان کے پڑھنے، پڑھانے کا دستور جاری ہے۔ سبعہ وعشرہ قراءات
کے قراء کرام اور ان کے دو، دو، راویان کے ترتیب وار نام، تاریخ وفات ومقام اور تعلیمی مراکز حسب
ذیل ہیں:

۱: امام ابورویم نافع بن عبدالرحمٰنؒ نافع بن عبدالرحمٰنؒ متوفی ۱۶۹ھ۔ مدینہ منورہ کے شیخ القراء اور مسجد
نبوی ﷺ کے امام تھے۔

راویان: الف: ابوموسیٰ بن عیسیٰ مینا، لقب قالونؒ متوفی ۲۲۰ھ، مدینہ منورہ کے استاد قاری تھے۔

ب: ابوسعید عثمان بن سعید مصری لقب ورشؒ متوفی ۱۹۷ھ، مصر کے رئیس القراء رہے۔

۲: امام ابومعبد عبداللہ بن کثیر مکیؒ متوفی ۱۲۰ھ، مکۃ المکرمہ کے قاضی اور قراءت کے امام تھے اور
امام نحو خلیل بن احمد فراہیدیؒ جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، آپ کے شاگرد تھے۔

راویان: الف: ابوالحسن احمد بن محمد بزیؒ متوفی ۲۵۰ھ، مکۃ المکرمہ میں مسجد حرام کے مؤذن اور امام
رہے۔ ب: ابوعمر بن عبدالرحمٰن لقب قنبلؒ متوفی ۲۹۱ھ، مکۃ المکرمہ اور حجاز کے رئیس القراء تھے۔

۳: امام ابوعمرو بن العلاء بصریؒ متوفی ۱۵۴ھ کوفہ۔ قراءت کے علاوہ لغت اور فقہ کے بھی امام تھے۔

راویان: الف: ابوعمر حفص بن عمر دوریؒ متوفی ۲۴۶ھ سامرہ۔ قرآن وتفسیر کے عالم بھی تھے۔

ب: ابوشعیب صالح بن زیاد سوسیؒ ۲۶۱ھ رقہ۔ امام قراءت کے تلامذہ میں خاص مقام رکھتے تھے

۴: امام ابوعمران عبداللہ بن عامر شامیؒ متوفی ۱۱۸ھ دمشق۔ قاضی اور جامع اموی دمشق کے امام تھے۔

راویان: الف: ابوالولید ہشام بن عمار سلمیؒ ۲۴۵ھ دمشق۔ خطیب جامع اموی اور حافظِ حدیث تھے۔

ب: ابوعمرو بن عبداللہ بن احمد ذکوانؒ متوفی ۲۴۲ھ دمشق۔ جامع اموی کے امام تھے۔

۵: امام ابوبکر عاصم بن ابی النجود اسدیؒ کوفیؒ متوفی ۱۲۷ھ کوفہ۔ پچاس سال کوفہ کے رئیس القراء اور نحو ولغت کے امام تھے۔ راویان: الف: ابوبکر شعبہ بن عیاشؒ متوفی ۱۹۳ھ کوفہ۔ روزانہ پانچ آیات پڑھنے کی مشق کی اور کم وبیش تین سال میں کتاب اللہ کی تکمیل کی۔

ب: ابوعمر حفص بن سلیمانؒ متوفی ۱۸۰ھ کوفہ۔ عالمِ عرب، برعظیم پاک و ہند اور مشرقِ بعید میں اس وقت آپ ہی کی روایت پڑھی اور پڑھائی جا رہی ہے۔

۶: امام ابوعمارہ حمزہ بن حبیب زیات کوفیؒ متوفی ۱۵۶ھ حلوان۔ امام عاصم کے بعد کوفہ میں امام قراءت تھے۔ قرآن وحدیث میں بھی غیر معمولی دسترس حاصل تھی۔

راویان: الف: ابومحمد خلف بن ہشام بغدادیؒ متوفی ۲۲۹ھ کوفہ۔ حافظِ حدیث بھی تھے۔

ب: ابوعیسیٰ خلاد بن خلاد بن خالد کوفیؒ متوفی ۲۲۰ھ کوفہ۔ اعلیٰ پائے کے محقق اور استاد قاری تھے۔

۷: امام قاری ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی کوفیؒ ۱۸۹ھ موضع رنبویہ۔ عربیت اور لغت کے امام تھے۔

راویان: الف: ابوالحارث لیث بن خالد بغدادیؒ متوفی ۲۴۰ھ۔ علم نحو کے عالم بھی تھے۔

ب: دوسرے راوی عمر دوریؒ ہیں جو امام ابوعمرو بصریؒ کے بھی راوی ہیں۔

قراءات ثلاثہ کے آئمہ کرامؒ:

۱: امام ابوجعفر یزید بن القعقاع مدنیؒ: راویان: عیسیٰ بن وِردان اور سلیمان بن جماز رحمۃ اللہ علیہم۔

۲: امام یعقوب بن اسحاق حضرمی بصریؒ: راویان: رُوَیس اور رَوح رحمۃ اللہ علیہم۔

۳: امام خلف بن ہشام کوفیؒ: روایان: اسحاق وراق اور ادریس حداد رحمۃ اللہ علیہم۔

مروّجہ دس قراءات مندرجہ ذیل سات صحابہ کرامؓ کے واسطہ سے ہم تک پہنچی ہیں:

حضرت عثمانِ غنیؓ، حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ ابنِ مسعودؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابودرداؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

طلبا و طالبات یاد رکھیں کہ اختلاف کی نسبت قراءت کے آئمہ کی طرف ہو تو اسے قراءت کہتے ہیں یہ نسبت اگر راویوں کی طرف ہو تو اسے روایت کہتے ہیں اور راوی کے شاگردوں کی طرف ہو تو طریقہ کہلاتا ہے۔

جیسا کہ شروع میں بیان ہوا کہ اختلاف قراءات کا دارومدار نقل پر ہے تاہم دوسری صدی ہجری کے آخر تک اختلافِ قراءات جسے وجوہِ قراءت بھی کہتے ہیں کی تدریس، بذریعہ نقل ہی جاری رہی اور اس کے لکھنے کا رواج نہیں تھا۔ لیکن جب غیر محتاط اور ضعیف الحافظہ طلبا سے غلطیاں سرزد ہونے لگیں تو آئمہ قراءات نے آنے والی نسلوں کی رہنمائی اور اس علم کی حفاظت کے نکتہ نظر سے کتابیں لکھنا شروع کیں۔ تیسری صدی ہجری سے لے کر چودھویں صدی ھجری تک محققانہ انداز میں سینکڑوں کتابیں نثر اور نظم دونوں انداز سے لکھی گئیں۔ بلکہ قراءت متواترہ کو قراءت شاذہ میں مخلوط اور گڈمڈ ہونے سے بچانے کے لیے ایسی قراءات کو علیحدہ سے مرتب کر دیا گیا اور اس سلسلہ کی پہلی کتاب ''کِتَابُ الشُّوَاذ'' (شواذ، شاذہ کی جمع ہے) امام ثعلب ابوالعباس کوفیؒ متوفی ۲۹۱ ھجری کی مرتبہ ہے۔ ان عربی تصانیف کے علاوہ چودھویں صدی ھجری کے آخر میں اس علم پر اردو میں بھی کتابیں لکھی گئیں۔ جن کی تفصیل سبق نمبر ۴۰ پر موجود ہے۔ لہٰذا اردو خواں حضرات کے لیے علم قراءات سیکھنے، سکھانے کی راہ ہموار ہو گئی ہے۔ تاہم ایسے حضرات کو عربی زبان کا جاننا ضروری ہے۔ عملی طور پر چودہ صدیاں گزر جانے کے بعد اس وقت عالمِ اسلام میں سبعہ و عشرہ قراءت کے قراء کرام موجود ہیں اور پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ جاری ہے بلکہ ہمارے شہر اوکاڑا کی جامع مسجد عثمانیہ میں ہر سال ماہِ رمضان کے آخری عشرہ میں نمازِ تراویح کے بعد نفل نمازوں میں ان کا اجراء ہوتا ہے۔

رائج الوقت امام قراء اور ان کی روایات کا اجراء: اس وقت عالمِ اسلام میں چار روایات رائج ہیں: پہلے نمبر پر امام عاصم کوفیؒ کی قراءات اور امامِ حفصؒ کی روایت برعظیم پاک و ہند، مشرقِ وسطیٰ اور مشرقِ بعید سمیت دنیا کے اکثر عرب ممالک میں پڑھی اور پڑھائی جارہی ہے دوسرے نمبر پر امام نافع مدنیؒ کی قراءت اور آپ کے پہلے راوی امام قالونؒ کی روایت تیونس، لیبیا، اور براعظم

افریقہ کے بعض ممالک میں رائج ہے۔ تیسرے نمبر پر امام نافع رحمہ اللہ کی قراءات اور آپ کے دوسرے راوی امام ورش رحمہ اللہ کی روایت مراکش، الجزائر، موریطیہ، نائجیریا، مالی میں رائج ہے۔ چوتھے نمبر پر امامِ ابوعمرو بصری رحمہ اللہ کی قراءات بروایت دوری رحمہ اللہ سوڈان، صومالیہ، اریٹریا اور کینیا میں رائج ہے۔ بلکہ ملک فہد قرآن پرنٹنگ پریس مدینہ منورہ سے ان افریقہ ممالک کی قراءات اور روایات کے مطابق قرآن طبع ہوتے ہیں اور حجاج کرام کو بطور ہدیہ تقسیم کیے جاتے ہیں۔

علمِ قراءات کے حوالے سے کلماتِ قرآنی کی دو قسمیں ہیں :ا: متفق علیہ: جن کو تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک ہی طرح پڑھا اور ان میں کوئی اختلاف نہیں۔

۲ : مختلف فیہ: جن کو صحابہ کرامؓ نے اپنے قبائل کے لہجہ اور تلفظ کے علاوہ لغوی یا نحوی وجوہ کی بناء پر مختلف طریقہ سے پڑھا ہے۔ دونوں قسم کے الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کردہ ہیں۔ اختصار کے پیش نظر کچھ مثالیں درج ہیں جن میں پہلے متفق علیہ کلمہ بروایت حفص رحمہ اللہ درج ہے اور اسے کے بعد اختلافی کلمہ یا کلمات درج ہوئے ہیں: اَلْقُرْاٰنُ :اَلْقُرَانُ. قُرْءَانٌ☆ جِبْرِيْلُ: جَبْرَئِلُ. جَبْرَءِ يْلُ. جَبْرِيْلُ☆ اَلصِّرَاطَ .صِرَاطَ: اَلسِّرَاطَ .سِرَاطَ☆ عَلَيْهِمْ : عَلَيْهُمْ☆ قُلْ: قُلَ☆ قِيٰمًا : قِيَمًا☆ يَاْمُرُكُمْ : يَاْمُرْ كُمْ☆ حُسْنًا: حَسَنًا۔ وَوَصّٰى بِهَا: وَ اَوْصٰى بِهَا☆ اَلْبَرِيَّةِ : اَلْبَرِيْئَةِ ☆ لِاِيْلٰفِ: لِاِ يْلٰفِ۔ (یاء کا حذف) حَمَّالَةَ الْحَطَبِ: حَمَّالَةُ الْحَطَبِ☆ كُفُوًا: كُفُؤًا ۔ كُفْؤًا ۔

لہجات کا اختلاف: سبعہ و عشرہ قراءات کے قراءؒ نے بعض کلمات میں امالہ کیا ہے: تَزَكّٰى. فَتَخْشٰى. يَسْعٰى: پڑھنے کا انداز: تَزَكّے .فَتَخْشے .يَسْعے۔

☆ حضرت عمرؓ اور ہشام بن حکیمؓ کے درمیان سورت فرقان کی تین آیات کے اختلافی کلمات:

ا: اَوْيُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا۔ ۲۵۔۸: نَّاْكُلُ۔

۲: وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ وَ نُزِّلَ الْمَلٰٓئِكَةُ تَنْزِيْلًا : تَشَّقَّقُ۔

۳ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِيْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِيْرًا ۔۲۵۔۶۱: سُرُجًا۔

عالمِ عرب، برِعظیم پاک و ہند اور مشرقِ بعید میں شائع قرآنِ حکیم میں ایسے کلمات بھی درج ہیں جن کا تعلق حضرت حفصؒ کی روایت کی بجائے سبعہ و عشرہ قراءات کے قراء کرامؒ کی قراءات اور روایت سے ہے۔ لیکن جن کو امام حفصؒ نے اپنی روایت میں شامل کر کے پڑھا ہے:

۱: الف : يَبْصُۜطُ :۲۔۲۴۵۔ بَصْۜطَةً :۷۔۶۹ حفص کی روایت کے مطابق یہ دونوں کلمات ''س'' سے پڑھے جاتے ہیں: يَبْسُطُ۔ بَسْطَةً۔ باقی آئمہ کرامؒ ''ص'' سے پڑھتے ہیں: يَبْصُطُ۔ بَصْطَةً۔

ب: اَمْ هُمُ الْمُصَۜيْطِرُوْنَ: ۵۲۔۳۷ ۔ بِمُصَۜيْطِرٍ :۸۸۔۲۲: روایت حفصؒ میں ان دو کلمات کو ''س یا ص'' میں کسی ایک سے پڑھنا جائز ہے۔ باقی آئمہ قراءاتؒ بعض خالص ''س'' یا خالص ''ص'' سے پڑھتے ہیں۔ قرآنِ حکیم میں اصل کلمات پر ''ص'' کے اوپر ''س'' لکھنے کا مقصد اختلافِ قراءات کی نشاندہی ہے۔ ان کلمات میں ''ص'' رسم اور ''س'' اصل کے اعتبار سے ہے۔

۲ ضُعْفٍ :۳۰۔۵۴۔ (دو مرتبہ) ضُعْفًا :۳۰۔۵۴: دوسری قراءات میں یہ کلمات زبر سے پڑھے جاتے ہیں: ضَعْفٍ۔ ضَعْفًا۔ امام حفصؒ نے دونوں طریقوں سے پڑھا ہے۔ پیش قریش کی اور زبر تمیم کی لغت ہے۔

۳: مَجْرٖىهَا: اصل کلمہ ''مَجْرٰىهَا'' ہے۔ امام حفصؒ نے اس کلمہ کی ادائیگی امالہ سے کی ہے جبکہ دوسرے قراء کرامؒ نے بعض دوسرے کلمات میں بھی امالہ کیا ہے۔ دوسرے آئمہ قراءاتؒ نے امالہ سے پڑھنے کے علاوہ ''مَجْرٖىهَا'' کو پیش اور الف مدہ سے بھی پڑھا ہے: مُجْرٖىهَا۔ مُجْرَاهَا۔

۴: ءَ اَعْجَمِیٌّ: ۴۱:۴۴ بروایت حفص دوسرے ہمزہ کو تسہیل سے پڑھا جاتا ہے جس کی تفصیل صفحہ نمبر ۲۷۱ پر گزر چکی ہے۔ دوسرے آئمہ کرام میں سے بعض تسہیل اور ابدال سے پڑھتے ہیں بلکہ پہلے ہمزہ کو حذف کر کے ''اَعْجَمِیٌّ'' سے بھی ادا کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ متحرک اور ساکن ہمزہ تحقیق (جھٹکا) سے ادا ہوتا ہے جو قبیلہ قریش کی بجائے قبیلہ تمیم کی لغت ہے جس کو امام حفصؒ نے اپنی روایت میں اختیار کیا ہے۔ تحقیق (جھٹکا) تسہیل کی ضد ہے۔

۵: ءَ اَلذّٰکَرَیْنِ. ءَ آلْئٰنَ. ءَ آللّٰہُ: ان تین کلمات میں تسہیل یا ابدال سے پڑھنے کی گنجائش سبعہ وعشرہ قراءات کی بنیاد پر ہے۔ امام حفصؒ نے ان کلمات کو مد سے پڑھا ہے۔

۶: فِیْہٖ مُھَانًا: ''فِیْہٖ'' میں صلہ یعنی کھڑی زیر سے پڑھنا سبعہ وعشرہ قراءات کی روایت ہے۔

روایتِ حفصؒ کی سند: حضرت حفص بن سلیمان بن مغیرہ اسدی کوفیؒ بقراءت امام عاصم بن ابی النجود کوفی تابعیؒ بواسطہ ابی عبدالرحمٰن عبداللہ بن حبیب السلمیؒ نے حضرت عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، زید بن ثابت اور ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بالمشافہہ آنحضور ﷺ سے پڑھا۔

قراءتِ شاذہ کی چند مثالیں: قراءت شاذہ میں ایسے غیر فصیح کلمات شامل ہیں جو لغتِ قریش میں مستند اور معتبر قرار نہیں دیے گئے۔ مثلاً قبیلہ ھذیل: حَتّٰی کو عَتّٰی پڑھتے تھے۔

قبیلہ بنو اسد: تَعْلَمُوْنَ. اَعْھَدْ کو تِعْلَمُوْنَ. اِعْھَدْ۔ قبیلہ بنو تمیم: رُدَّتْ. رُدُّوْا کو رِدَّتْ. رِدُّوْا. غَیْرِ اٰسِنٍ کو غَیْرِ یَاسِنٍ ادا کرتے تھے۔

علم قراءات کے حوالے سے طلبا کے لیے تین باتیں توجہ طلب ہیں:

۱: علم قراءات میں لہجات اور تلفظ کا اختلاف عربی زبان میں ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ دنیا کی تمام زبانوں میں پائے جاتے ہیں اور عالم عرب میں اب بھی موجود ہیں۔ یمن سے شام تک اور مصر سے لے کر مراکش تک ان کا مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ دہلی، لکھنو اور گردونواح میں اردو بولنے والوں میں

لہجے اور تلفظ کا اختلاف اہلِ علم کے ہاں معروف ہے۔ ان علاقوں میں انیس کو ونیس، سسر کو خسر، ناپ تول کو ماپ تول پڑھتے ہیں۔ پنجاب کے ہر ضلع کی زبان کے لب و لہجے کا فرق بڑا واضح ہے۔ انگلستان اور امریکہ کی انگریزی میں لہجے اور تلفظ کا فرق اس صدی کی بطور حوالہ عمدہ مثال ہے۔

۲ سات یا دس طریقوں سے پڑھنے کے حوالے سے اکثر تعلیم یافتہ حضرات کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ قرآن کی تلاوت چونکہ دس مختلف طریقوں سے جائز ہے لہٰذا ان کا گمان ہے کہ اپنی مرضی سے بے قاعدہ اور زیر اور پیش کو مجہول پڑھنا بھی گویا دس قراءات میں شامل ہے ایسا ہرگز نہیں۔ بلکہ واضح رہے کہ رائج الوقت اختلافی کلمات کے مواقع آئمہ قراءات کے ہاں علمی لحاظ سے پہلے ہی طے شدہ ہیں۔ سورت فاتحہ سے لے کر آخری سورت الناس تک ایک ترتیب اور ضابطے کے مطابق سبعہ و عشرہ قراءات کا اجراء کرتے ہوئے جو اختلافی کلمہ امام قراء اور راویوں کی طرف منسوب ہے، قراء کی ترتیب ہی سے باری باری پڑھتے ہوئے تلاوت کی جاتی ہے۔ سات اور دس قراءات کو پڑھنے کا یہ طریقہ عربی زبان پر عبور، ذہانت، حافظہ کی قوت اور شوق و جذبہ کے بغیر ممکن نہیں۔ ایسے حضرات کو اپنے ذاتی گمان اور خوش فہمی سے نکل کر علمِ تجوید کو سبقاً سبقاً سیکھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔

۳ : سبعہ و عشرہ قراءات کو فقہا عظامؒ نے عام مجمع اور عوام الناس کے سامنے پڑھنے سے منع فرمایا چونکہ وہ ان اختلافات سے واقف نہیں ہوتے لہذا اپنی لاعلمی کی وجہ سے بلا وجہ تشویش اور ذہنی خلجان میں مبتلا ہوتے ہیں۔ تاہم یہ کتاب چونکہ خصوصی طور پر تعلیم یافتہ بالغ حضرات کے لیے لکھی گئی ہے اور اوپر بیان کردہ بعض غلط فہمیوں کے ازالہ کی بناء پر یہ سبق بطور تعارف شامل کیا گیا ہے۔ اس لیے تعلیم یافتہ حضرات سے گزارش ہے کہ وہ ایسی محافل اور خصوصاً رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں جہاں نمازِ تراویح کے بعد نمازِ نفل میں ان قراءات کا اجراء ہوتا ہو وہاں حاضر ہوں تاکہ قراء کرام کی حوصلہ افزائی ہو اور نمازی حضرات سبع قراءات کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو سکیں۔



علمِ تجوید سے بالواسطہ تعلق کے چند اسباق

اس باب میں ایسے اسباق شامل ہیں جس کا علمِ تجوید سے بالواسطہ تعلق ہے:

حسنِ صوت سجدۂ تلاوت، تلاوت شروع اور ختم کرنے کا طریقہ، فنِ تجوید کے قواعد کا اجراء، سورت فاتحہ کے پڑھنے کا مسنون طریقہ۔ البتہ قرآنِ حکیم کو معانی سے پڑھنے کی اہمیت کے حوالے سے ایک سبق طلبا و طالبات کی خصوصی توجہ کے لیے شامل کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہمارے یہاں ناظرہ پڑھنے کی صورتِ حال بتدریج بہتر ہو رہی ہے لیکن معانی پر غور و فکر کا پہلو نسبتاً کمزور ہے اس لیے آپ جیسے بالغ تعلیم یافتہ حضرات سے اُمید کی باتی ہے کہ علمِ تجوید کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ کو معانی سے پڑھنے کا بھی اہتمام فرمائیں گے۔ ان شاء اللہ۔

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ: ۳۸۔۲۹

''یہ نہایت مبارک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف اُتاری ہے تا کہ لوگ اس کی آیات پر تدبر کریں اور صاحب عقل اس سے یاد دھانی حاصل کریں''

[۳۱] رفتار کے اعتبار سے تلاوت کے انداز

قرآنِ حکیم پڑھنے کے انداز: قرآنِ پاک کو آہستہ یا جلدی پڑھنے کے تین انداز ہیں:

الف: تَرْتِیْلُ ب: تَدْوِیْرُ ج: حَدْرُ

الف: **ترتیل:** صاف اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کو ترتیل کہتے ہیں۔ اس طرح پڑھنے کا انداز تقریبات ریڈیو، ٹی وی اور ٹیپ شدہ قرآن پاک کا ہوتا ہے۔

ب: **تدویر:** ترتیل سے قدرے جلدی پڑھنا تدویر کہلاتا ہے۔ مساجد کے آئمہ کرام فرض جہری نمازوں میں اسی انداز سے قراءت کرتے ہیں۔

ج: **حدر:** قواعد کی رعایت رکھتے ہوئے قدرے جلدی پڑھنا حدر کہلاتا ہے۔ اس طرح پڑھنے کی رفتار بالعموم نمازِ تراویح میں ہونی چاہیے۔ لیکن عام مشاہدہ یہ ہے کہ حفاظ کرام اتنا تیزی سے پڑھتے ہیں کہ الفاظ آپس میں گڈمڈ ہونے کے علاوہ حذف بھی ہو جاتے ہیں۔ پڑھنے کا یہ انداز حدر کے مصوبہ انداز کے خلاف ہے اور تعجیل کہلاتا ہے۔ تعجیل کا لغوی معنی جلدی کرنا کے ہیں۔ علم تجوید میں جلدی پڑھنے کا یہ طریقہ غیر مطلوب اور معیوب سمجھا جاتا ہے کیونکہ ایسا پڑھنے سے حروف اپنی اصل بناوٹ پر برقرار نہیں رہتے، معانی بدل جاتے ہیں اور حروف کی ادا کا حسن بھی ماند پڑ جاتا ہے۔ اکثر حفاظ کا رکوع وسجود میں اس قدر جلدی کرنا کہ مقتدی کو اطمینان سے ایک مرتبہ تسبیح کہنے کا موقع بھی مشکل سے ملے اور التحیات، درود شریف اور دعا میں تیزی نہایت افسوس ناک ہے۔ کیا ایسی نماز کی قبولیت کی امید ہو سکتی ہے؟ قرآن حکیم کو صاف صاف پڑھنا اور نماز کو قدرے سکون اور اطمینان سے ادا کرنا ضروری ہے۔ جبکہ درج بالا ساری صورتحال کلام اللہ کی عظمت اور آداب کے خلاف ہے۔

حدر میں پڑھتے ہوئے اپنے طبعی سانس کی طوالت اور روانی کے لیے ہر آیت یا علامت وقف پر نہ ٹھہرنے، تمام مدات فرعی کو کم از کم دو الف کی مقدار سے پڑھنے، غنہ اور اخفا کی ایک الف کی

مقداروں میں کسی قدر کمی کی گنجائش تو ہو سکتی ہے تاکہ مقدار زیادہ ہونے سے نیکیوں کی مقدار بھی زیادہ ہو جائے ان شاء اللہ۔ لیکن تعجیل کی گنجائش ہرگز نہیں۔ حدر میں اعتدال کو برقرار رکھتے ہوئے ایسی رفتار سے پڑھنا جس سے الفاظ صاف سنائی بھی دیں نہایت ضروری ہے۔ حدر میں تیز مگر صاف وشفاف قرآن پڑھنے والے حفاظ بھی ہمارے یہاں موجود ہیں۔ تاہم حدِ اعتدال سے گزر کر زیادہ تیز پڑھنے والے حفاظ صاحبان سے گزارش ہے کہ شروع میں جلدی پڑھنے کی عادت کو گردان کے دوران بتدریج اعتدال پر لانے کی کوشش اور مشق کریں تاکہ ان کے پڑھنے کا انداز اس معیار پر آجائے جو مسنون و مستحسن ہے۔ ہمارے یہاں قرآنِ کریم کو تیز پڑھنے کے اس رجحان کی ذمہ داری اکثر نمازیوں پر بھی عائد ہوتی ہے کیونکہ نمازی حضرات بھی حفاظ سے تیز پڑھنے کا مطالبہ کیا کرتے ہیں۔ جبکہ یہ بات بڑی عام فہم ہے کہ ہم روزانہ ہمہ وقت کی بات چیت میں میانہ روی اختیار کریں اور صاحب حیثیت و اختیار حضرات کے سامنے محتاط رویہ اپنائیں لیکن کتاب اللہ کو سال بھر میں ایک مرتبہ پڑھنے اور سننے میں تیزی اور لاپروائی کا مظاہرہ کریں، کسی مسلمان کو کسی بھی لحاظ سے زیبا نہیں۔ بلکہ قرآن حکیم کے فیوض و برکات سے محروم ہونے اور خسارے کا سودا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہم اپنی کوتاہیوں اور غلطیوں سے پناہ اور صحیح راستہ پر چلنے کی توفیق و استقامت کے طلب گار ہیں:

إِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ الْمَغْفِرَةِ ترجمہ: بلاشبہ آپ کا رب بڑی وسیع مغفرت والا ہے۔ ۵۳-۳۲

دعا: اَللّٰهُمَّ مَغْفِرَتُكَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِىْ وَ رَحْمَتُكَ اَرْجٰى عِنْدِىْ مِنْ عَمَلِىْ۔ اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ وسیع اور تیری رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر بہت زیادہ امید کی چیز ہے آمین۔

۴۲ حُسنِ صَوت

حُسنِ صوت کا لغوی معنی خوبصورت آواز کے ہیں اسے خوش آوازی اور خوش الحانی بھی کہتے ہیں یہ ایسی عُمدہ آواز ہے جو سننے والوں کو بھلی لگے، دل میں نرمی پیدا کرے اور انسان اس سے متاثر ہو البتہ آواز کا یہ حُسن اور لہجہ انسان کا ایک ذاتی اور فطری عمل ہے اور سننے والوں کا اس آواز کی طرف متوجہ ہونا بھی ایک طبعی رجحان ہوتا ہے۔ تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ ایسی متاثر کن خوش آوازی تمام انسانوں کو یکساں طور پر حاصل نہیں۔ بلکہ یہ صلاحیت خداداد ہوتی ہے۔ اس لیے علمِ تجوید میں حسن صَوت سے انسان کی آواز کا وہ حُسن مراد ہے جو اس کا اپنا پیدائشی انداز ہو جو ظاہری بناوٹ اور تکلف سے پاک طرز طبعی ہو۔ سب سے اہم بات یہ کہ خوش الحانی قواعدِ تجوید کے تابع ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے قرآنِ پاک کو ایسی ہی خوش آوازی سے پڑھنے کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے۔

حَسِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُ الْقُرْاٰنَ حُسْنًا ''قرآن کو اپنی آوازوں سے آراستہ کرو کیونکہ اچھی آواز سے قرآن کے حُسن میں اضافہ ہوتا ہے۔'' آنحضور ﷺ کا ایک اور ارشادِ گرامی ہے۔ زَیِّنُوا الْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ۔

'' اپنی آوازوں کے ذریعے قرآن کو زینت دو۔'' ان بیان کردہ دونوں احادیث مبارکہ میں جس خوبصورت آواز کی طرف توجہ دلائی گئی ہے اس کو عربی میں اَلْحَان کہتے ہیں۔ عُرفِ عام میں جو خوش آوازی موسیقی کے ذریعے ہم سنتے ہیں اُسے اَنْغَام کہتے ہیں۔ اَلْحَان اور اَنْغَام کے فرق کو جان لینا چاہیے۔ اَلْحَان، لَحْن کی جمع ہے اور لحن کا معنی خوش آوازی کے ہیں۔ اس سے مراد وہ نپی تلی اور موزوں آواز ہے جس میں خوش آوازی تو ہو لیکن بناوٹ اور تکلف نہ ہو یہ ایک طبعی آواز ہوتی ہے۔ اَنْغَام نَغْم کی جمع ہے جس کا معنی سُر نکالنا اور گانا بجانا ہے جس کے باقاعدہ اصول اور قاعدے ہیں۔ ان اصولوں اور قواعد کی پیروی کرتے ہوئے آواز کو گھٹا بڑھا کر یا آواز کو نیچا اور کبھی اونچا کرکے

بلکہ نچاتے ہوئے ایک موزوں سُر اختیار کرتے ہوئے خوبصورت آواز بنائی جاتی ہے۔اس میں بھی طبعی آواز کا دخل تو ہے لیکن یہ پورا عمل قدرے اختیاری ہوتا ہے۔ایک ایک گانے پر مہینوں کی محنت اور مشقت درکار ہوتی ہے۔قرآن کریم کو ایسی خوش آوازی سے پڑھنا جو ان معروف گانوں کی طرز پر ہو جائز نہیں۔

قرآن کریم کو خوش آوازی سے پڑھنا مستحب اور آدابِ قرآنی میں سے ہے جبکہ خوش آوازی اصلاً اللہ تعالیٰ کا انعام اور عطیہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے جن کو بھی اس انعام سے نوازا ہے انھیں چاہیے کہ وہ اپنی اس خوش آوازی کو قواعدِ تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے حُسنِ نیّت، اخلاص اور وقار سے پڑھیں تاکہ قرآن کی عظمت کا اظہار ہو اور سامعین میں بھی قرآن صحیح پڑھنے کا شوق اور جذبہ بیدار ہو۔ خوش الحانی جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ یہ ایک طبعی فعل ہے اور فطری طور پر تمام انسانوں کی آوازوں میں واضح فرق ہوتا ہے۔اس پیدائشی صلاحیت میں فرق کی وجہ سے ہر انسان سے مشہور و معروف اور خوش الحان قرأ کرام جیسی خوش الحانی کے معیار کی توقع رکھنا بھی صحیح نہیں۔الغرض انسانوں میں اس فطری رجحان میں فرق کی بناء پر علماءِ تجوید نے ایسی معیاری اور غیر معمولی خوش آوازی کو علمِ تجوید کا حصہ قرار نہیں دیا۔البتہ جو انسان خوش آواز ہے وہ خوش قسمت ہے اور اسے قرآنِ حکیم کو خوش آوازی ہی سے پڑھنے کا حکم ہے۔اس کا یہ عمل نورٌ عَلیٰ نُورٍ کی عمدہ مثال ہوسکتی ہے۔لیکن جن احباب میں اس عنصر کی کمی ہے ان کو بھی دل شکستہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ انھیں اپنی فطری آواز اور عمدہ لہجہ اپناتے ہوئے حتی الامکان خوبصورت انداز سے ہی پڑھنے کی کوشش کرتے رہنا چاہیے۔تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ حُسنِ صوت میں قدرتی کشش ہوتی ہے اور مسحور کُن صوتی تاثر سے کسی کو بھی انکار نہیں ہوسکتا لیکن فقط دل خوش کُن آواز میں محو ہونا اور اسی پر قناعت کر لینا صحیح رویہ نہیں۔اگر کسی خوش الحان قاری کی دلکش تلاوت نے آپ کے دل کو نرم کیا ہے اس سے رِقت پیدا ہوئی ہے تو دل کی اس نرمی اور رقتِ قلب کا تقاضا یہ ہونا چاہیے کہ آپ علمِ تجوید سیکھیں اور قرآن سے تعلق جوڑنے کی کوشش کریں۔

۴۴ سجدۂ تلاوت کے فضائل و مسائل

سجدۂ تلاوت کی فضیلت کے بارے میں آنحضور ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: کہ ''ابن آدم جب آیت سجدہ پڑھتا اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہٹ کر روتا ہے اور کہتا ہے کہ ہائے غضب! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا تو اس کے لیے جنت ہے۔ مجھے سجدہ کا حکم ہوا میں نے وہ حکم نہ مانا تو میرے لیے جہنم ہے۔''

قرآنِ مجید میں چودہ آیات ایسی ہیں جن کو خود پڑھنے یا کسی دوسرے شخص کی زبان سے سننے (یعنی سننے والے کو بھی معلوم ہو کہ آیتِ سجدہ پڑھی گئی ہے ورنہ معذور ہے) اور ترجمہ سننے سے بھی سجدہ ضروری ہو جاتا ہے۔ اگر پوری آیتِ سجدہ نہ پڑھے، ادھوری پڑھے تو سجدۂ تلاوت اس وقت واجب ہوگا جب اس لفظ سجدہ اور اس سے پہلے یا بعد والے لفظ کو بھی پڑھے۔ آیت سجدہ کے ہجے کرنے سے، پڑھنے اور سننے والے کسی پر سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ جہاں لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں وہاں تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ پڑھے۔ ایسی آیات کو آیاتِ سجدہ کہتے ہیں۔ ان کی نشاندہی آیت کے آخر اور حاشیے پر خوبصورت بیل میں لفظ اَلسَّجْدَۃُ سے کی جاتی ہے اور ساتھ ہی سجدہ کا نمبر شمار درج ہوتا ہے۔

سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کے ختم پر کھڑے ہو کر ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے ہوئے سجدہ میں چلے جائیں اور تین مرتبہ ''سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی'' پڑھنے کے بعد ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہتے ہوئے سر اٹھائیں سجدہ ادا ہو گیا۔ سجدہ کرنے سے پہلے ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ'' کہنے پر تکبیر اُولیٰ کی مانند ہاتھ اٹھانا اور آخر میں التحیات کے طریقہ پر سلام پھیرنا صحیح نہیں (فقہ حنفی کی اتباع کرنے والوں کے لیے)۔ سجدہ تلاوت کرنے کا بیان کردہ طریقہ افضل ہے تاہم بیٹھے بیٹھے بھی اسی طریقہ سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت کا فوراً ادا کرنا بہتر ہے۔ البتہ بعد میں کسی وقت بھی ادا کیا جا سکتا ہے لیکن ادا نہ ہو سکنے کی صورت میں آدمی گنہگار رہتا ہے۔ سجدہ تلاوت میں تین مرتبہ ''سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی''

پڑھنے کی بجائے یہ دعا پڑھنا بھی حدیث پاک سے ثابت ہے: سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَ بَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۔ ترجمہ: سجدہ کیا میری پیشانی نے جس کو اس نے بنایا (یعنی اللہ تعالیٰ نے) اور سننے کی توفیق دی اور اس کی آنکھیں کھولیں اپنی قدرت اور طاقت سے اور اللہ تعالیٰ جو سب سے بہتر تخلیق فرمانے والا بڑا بابرکت ہے۔

آیت سجدہ کو ایک ہی جگہ بار بار دہرانے سے ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے چاہے پہلی مرتبہ پڑھ کر ادا کریں یا آخری بار۔ چھوٹی یا بڑی مسجد تمام حصوں سمیت ایک مکان تصور ہوتا ہے یعنی کسی حصہ میں آیت سجدہ کو دہرایا تو ایک ہی سجدہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ البتہ گھر میں کسی جگہ آیت سجدہ پڑھ کر اس طرح چلے پھرے کہ اس چلنے سے مکان بدل جائے جیسے ایک کمرا سے دوسرے کمرا برآمدہ اور صحن میں آجائے یا مسجد سے باہر آجانے سے نشست اور مجلس بدل جاتی ہے۔ اس صورت میں کسی جگہ دوبارہ آیتِ سجدہ پڑھنے پر دوسرا سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ سجدہ تلاوت کے لیے بھی وہی شرائط ہیں جو نماز کے لیے ہیں مثلاً وضو کا ہونا، جگہ اور کپڑوں کا پاک ہونا اور قبلہ رخ ہونا۔ جس وقت کوئی خوشخبری سنے یا نعمت ارزاں حاصل ہو، صحت یابی ہو یا کوئی مصیبت ٹل جائے تو سجدہ شکر ادا کرنا مستحب ہے۔ یہ سجدہ بھی بعینہٖ سجدہ تلاوت کے طریقہ پر ادا کریں۔ البتہ فرض نمازوں کے فوراً بعد ادا کرنا مکروہ ہے۔

آیاتِ سجدہ: (i) الاعراف ۷ آیت: ۲۰۶ (ii) الرعد ۱۳ آیت: ۱۵ (iii) النحل ۱۶ آیت: ۵۰۔
(iv) بنی اسرائیل ۱۷ آیت: ۱۰۹ (v) مریم ۱۹ آیت: ۵۸ (vi) الحج ۲۲ آیت: ۱۸۔
(vii) الفرقان ۲۵ آیت: ۶۰ (viii) النمل ۲۷ آیت: ۲۶ (ix) السجدہ ۳۲ آیت: ۱۵۔
(x) صٓ ۳۸ آیت: ۲۴ (xi) حٰمٓ سجدہ ۴۱ آیت: ۳۸ (xii) النجم ۵۳ آیت: ۶۲۔
(xiii) الانشقاق ۸۴ آیت: ۲۱ (xiv) العلق ۹۶ آیت: ۱۹۔ سورت الحج کی آیت: ۷۷ پر امام شافعیؒ کی سند سے سجدہ ہے۔ یہاں تالی کو سجدہ کرنے کا اختیار ہے۔

۳۴ تلاوت شروع اور ختم کرنے کا طریقہ

تلاوت ہمیشہ تعوذ اور تسمیہ سے شروع ہوتی ہے جس کی مزید تفصیل حسب ذیل ہے:

الف: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ پڑھنے کو تَعَوُّذ اور اِسْتِعَاذَہ کہتے ہیں۔ تعوذ پڑھنے کا موقع و محل ابتداءِ تلاوت ہے۔ لیکن بظاہر یہ لکھا ہوا نہیں ہوتا۔ تعوذ اور استعاذہ کا لغوی معنی پناہ مانگنا ہے۔ تلاوت کے شروع میں اس کے پڑھنے کا یہ حکم قرآنِ مجید میں اس آیت کریمہ کے حوالے سے ہے: فَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۝ ۱۶۔۹۸ ''اور جب تم قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کرو''۔ تعوذ نماز میں آہستہ لیکن غیر نماز میں تلاوت بلند آواز سے کریں تو تعوذ بھی بلند آواز سے اگر تلاوت خاموشی یا آہستہ سے کریں تو تعوذ بھی خاموشی اور آہستہ سے پڑھیں۔

ذہن نشین رہے کہ تعوذ قرآن کا شعار یعنی نشانی اور پہچان ہے یہ قرآن اور غیر قرآن میں فرق کرنے والا ہے۔ اس لیے قرآنِ حکیم کے علاوہ کسی دوسری کتاب کے شروع میں تعوذ نہیں پڑھنا چاہیے بلکہ کسی موقع پر تعوذ اونچی آواز سے پڑھا جائے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ اب تلاوت شروع ہونے والی ہے۔ ہر سننے والے مرد اور عورت پر قرآن حکیم کا یہ حق ہے کہ وہ تلاوت کو غور سے سنے۔ یہ حکم اور ادب قرآنِ حکیم میں ہی بیان ہوا ہے لہٰذا مؤدب ہو کر قرآن سننے کے لیے متوجہ ہونا چاہیے: وَ اِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَ اَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ۝ ۷۔۲۰۴ ''اور جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو توجہ سے سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔ درحقیقت یہ قرآن کی ہدایت سے مستفید ہونے کا طریقہ بتایا ہے کہ خاموشی سے کان لگا کر سنو تا کہ رحمتِ الٰہی تمہاری طرف متوجہ ہو۔ خیال رہے کہ تلاوت کے دوران سلام کرنا مکروہ ہے اگر دنیاوی گفتگو کی یا کسی نے سلام کیا اور آپ نے اس کا جواب دیا تو ان دو صورتوں میں تلاوت دوبارہ تعوذ سے شروع کریں۔

ب: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنے کو تَسْمِیَہ اور بَسْمَلَہ کہتے ہیں۔ بِسْمِ اللّٰہ پڑھنے کا

موقع ومحل ابتداءِ سورت ہے یہ بظاہر لکھی ہوئی بھی ہوتی ہے یہ سورت النمل کی ایک آیت کا حصہ ہے:
اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَ اِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۲۷-۳۰ مزید وضاحت سبق نمبر ۳۰ پر دیکھیں۔

بسم اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع کرنا ہے۔ آنحضور ﷺ کے فرمان کے مطابق تسمیہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیوض و برکات حاصل کرنے کی کنجی ہے۔ نیز بسم اللہ کا لکھا ہونا دوسری سورت کے شروع ہونے کی پہچان ہے۔ البتہ سورت توبہ جسے سورۃ بَرَاءَۃٌ (۹) بھی کہتے ہیں کے شروع میں بسم اللہ لکھی ہوئی نہیں ہے۔ علماءِ تجوید نے اس سورت کے شروع میں بسم اللہ نہ لکھنے اور نہ پڑھنے کی دو وجوہات بیان کی ہیں۔ پہلی یہ کہ سورت توبہ کا مضمون اور اس سے پہلے والی سورت اَلْاَنْفَال (۸) سے ملتا جلتا ہے تو گویا یہ دونوں سورتیں ایک ہی سورت کے حکم میں ہیں۔ دوسری یہ کہ اس سورت میں مشرکین سے جہاد کا حکم ہوا ہے اور سیف وقتال کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے غصے کا اظہار ہوتا ہے جبکہ تسمیہ اللہ تعالیٰ کے رحمٰن ورحیم ہونے کی دلیل ہے۔ لہٰذا رحمت اور غصہ کو جمع کرنا مناسب خیال نہیں کیا گیا ہے۔ تسمیہ کو نماز میں آہستہ اور غیر نماز میں قراءت کے تابع پڑھیں۔

تلاوت کی ابتدا کرتے وقت تعوذ، تسمیہ اور سورت کو ملا کر پڑھنے کی تین صورتیں ہیں

۱: ابتداءِ تلاوت، ابتداءِ سورت یہاں استعاذہ اور بسم اللہ دونوں پڑھنا ضروری ہیں۔

۲: ابتداءِ تلاوت، درمیانِ سورت: یہاں استعاذہ ضروری ہے۔ بسم اللہ پڑھنے میں اختیار ہے۔

۳: دورانِ تلاوت ابتداءِ سورت: یہاں بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے۔ مزید تفصیل یہ ہے:

۱: ابتداءِ تلاوت، ابتداءِ سورت: تلاوت کی ابتدا سورت سے ہو تو تعوذ، تسمیہ اور سورت کو ملا کر پڑھنے کی چار حالتیں جائز ہیں:

الف: استعاذہ، بسم اللہ اور سورت کو علیحدہ علیحدہ وقف کرتے ہوئے تین سانس میں پڑھنا۔ تلاوت شروع کرنے کا یہ طریقہ زیادہ مشہور اور عملاً رائج ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ "د" پر قلقلہ ظاہر کریں۔

ب: استعاذہ، بسم اللہ اور سورت تینوں کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○

ج: استعاذہ پر وقف کرنے کے بعد تسمیہ اور سورت کو ملا کر پڑھنا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○

د: استعاذہ اور بسم اللہ کو ملا کر ایک سانس میں پڑھنا اور سورت کو علیحدہ پڑھنا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○

۲: تلاوت کی ابتدا درمیانِ سورت ہو تو تعوذ اور تسمیہ کو ملا کر پڑھنے کی دو صورتیں جائز اور دو ناجائز ہیں:

دو جائز صورتیں: الف: استعاذہ، بسم اللہ اور مطلوبہ آیت کو علیحدہ علیحدہ تین سانس میں پڑھنا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ۶۶۔۸

ب: استعاذہ، بسم اللہ کو ملا کر پڑھنا اور مطلوبہ آیت کو علیحدہ پڑھنا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا

دو ناجائز صورتیں: الف: استعاذہ، بسم اللہ اور مطلوبہ آیت تینوں کو ایک سانس میں ملا کر پڑھنا:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا

ب: استعاذہ کو علیحدہ پڑھنا، بسم اللہ اور مطلوبہ آیت کو ملا کر پڑھنا: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْٓا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا بسم اللہ کا موقع و محل چونکہ شروع سورت ہے جبکہ زیرِ بحث صورتوں میں یہ آیت کے شروع میں آنے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

☆ علاوہ ازیں اس صورت میں چونکہ "بسم اللہ" پڑھنے کا اختیار ہے اس لیے اگر "بسم اللہ" نہ پڑھیں تو تعوذ پڑھنے کے بعد وقف کرنا تو جائز ہے البتہ تعوذ کو آگے ملا کر پڑھیں تو شرط یہ ہے کہ ابتداءِ تلاوت اسم الجلالہ "اَللّٰهُ" یا کسی پیغمبر علیہ السلام یا نبی اکرم ﷺ کا مبارک نام نہ ہو:

الف: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ... اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط ۲۴-۳۵

ب: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ... مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط ۴۸-۲۹

۳: دورانِ تلاوت ابتداءِ سورت: دورانِ تلاوت نئی سورت شروع ہو جائے تو پہلی سورت کا آخر بسم اللہ اور نئی سورت کو پڑھنے کی تین صورتیں جائز ہیں اور ایک صورت ناجائز ہے:

تین جائز صورتیں: الف: پہلی سورت کا آخر، بسم اللہ اور دوسری سورت تینوں کو علیحدہ علیحدہ پڑھنا:

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝

ب: تینوں کو ایک سانس میں ملا کر پڑھنا لیکن "مَّحْفُوْظٍ" کی تنوین اور بسم اللہ کی "ب" میں اقلاب کے قاعدہ سے تنوین کو "م" سے بدل کر اخفاء مع غنہ اور "ق" پر قلقلہ ظاہر کریں۔

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝

ج: پہلی سورت کے آخر میں وقف، بسم اللہ اور اگلی سورت کو ملا کر پڑھنا:

فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۝ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ ۝

ناجائز صورت: فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ۔ اصولی طور پر بسم اللہ کا تعلق چونکہ اگلی سورت وَالطَّارِقِ سے ہے لیکن زیرِ بحث حالت میں بسم اللہ کا تعلق پچھلی سورت "اَلْبُرُوْجِ" سے ہونے کا وہم ہوتا ہے اس لیے یہ ناجائز ہے۔

☆ اگر پیچھے سے پڑھتے ہوئے سورت انفال کے بعد سورت براءت شروع ہو جائے تو "بسم اللہ"

نہیں پڑھتے اور یہاں بسم اللہ لکھی ہوئی بھی نہیں ہے تاہم ان دو سورتوں کو ملا کر پڑھنے کی تین حالتیں جائز ہیں: ۱: وصل: یعنی دونوں کو ملا کر پڑھنا: اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ۔

۲: دونوں کو جدا جدا پڑھنا۔ ۳: دونوں کے درمیان سکتہ کرنا۔

☆ البتہ بعض قراءؒ کے نزدیک درج ذیل نو سورتوں کو بسم اللہ سے ملا کو پڑھنا جائز نہیں: مُحَمَّدْ ۴۷ اَلْقِيٰمَة ۷۵، عَبَسَ ۸۹، تَطْفِيْف ۸۳، اَلْبَلَد ۹۰، اَلْبَيِّنَة ۹۸، اَلتَّكَاثُر ۱۰۲، اَلْهُمَزَة ۱۰۴، اَللَّهَب ۱۱۱۔

درج ذیل گیارہ سورتوں کے شروع میں ہمزہ وصلی کو گرا کر بسم اللہ سے ملا کر پڑھ سکتے ہیں: اَلْفَاتِحَة، اَلْاَنْعَام، اَلْكَهْف، اَلْاَنْبِيَآء، سَبَا، فَاطِر، اَلْقَمَر، اَلرَّحْمٰن، اَلْحَآقَّة، اَلْعَلَق، اَلْقَارِعَة۔

قرآن ختم کرنے کا طریقہ: سورت اَلنَّاس پڑھ کر تلاوت ختم کرنے کی بجائے فوراً اسی مجلس میں دوبارہ قرآن مجید پڑھنا شروع کرنا چاہیے۔ سورت فَاتِحَة اور بَقَرَة دونوں کو بسم اللہ سے شروع کرتے ہوئے اَلْمُفْلِحُوْنَ ۝ تک پڑھ کر ختم کریں تا کہ تلاوت کا یہ پورا عمل اول و آخر کرنے سے معنی کے اعتبار سے مسلسل و مربوط ہو جائے۔ اس طریقہ سے ختم کرنے کو اَلْحَآلُّ الْمُرْتَحِلُ کہتے ہیں۔ جس کا معنی ''ایسا اترنے والا جو اترتے ہی پھر سفر شروع کر دے''۔ اس طریقہ پر ختم ایک مستحسن عمل ہے۔ آپ اپنی معمول کی تلاوت کا ختم ایک ماہ، چالیس روز یا سات دنوں میں پورا کرنے کی کوشش کریں۔ قرآنِ حکیم کی سات منازل کی تقسیم صحابہؓ کے قرآن پڑھنے کا طریقہ ہے اور نبی اکرم ﷺ نے اسی کو پسند فرمایا ہے۔ اس سے کم مدت میں ختم مناسب نہیں۔ البتہ فرصت میسر ہو تو کم مدت میں پڑھنے کی گنجائش ہے۔ تلاوت کا اختتام قبولیت دعا کا موقع ہوتا ہے اس لیے دنیاوی اور اخروی فلاح کے لیے خشوع و خضوع سے دعا کرنا چاہیے اور اپنے مرحومین کے لیے دعاءِ مغفرت کریں۔

۳۵ فن تجوید کے قواعد کا اجراء

اجراء سے مراد جاری کرنا اور عمل میں لانا کے ہیں۔ اصطلاحاً قواعد کو علمی لحاظ سے سمجھ لینے کے بعد عملی مشق سے پختہ کرنا اور بار بار دہرانا ہے۔ اجراء کی احسن صورت تو یہ ہے کہ عزیز طلبا و طالبات بطور لائحۂ عمل کے باقاعدگی سے پون یا نصف پارہ استاد کی راہنمائی میں روزانہ سنا کر پورا قرآنِ حکیم ختم کریں۔ لیکن اگر وقت کم ہو تو کم از کم تیسویں پارے کا اجراء ضرور کرنا چاہیے۔ تاہم سرِدست آپ کی راہنمائی اور مشق کے لیے یہاں سورت بقرہ کا آخری رکوع اور دعا اور درودِ ابراہیمیؔ کا اجراء درج ہے طلبا و طالبات کو چاہیے کہ شروع میں استاد کی رہنمائی میں قواعد کے مطابق قدرے آہستہ اور خوش الحانی سے پڑھنے کی عادت اپنائیں تا کہ روانی اور اعتماد کے ساتھ صحیح تلاوت کا ملکہ پیدا ہو اور بالآخر پڑھنے کا ایک انداز اور لہجہ متعین ہو جائے۔ حروف والفاظ کو ادا کرتے ہوئے ان کو وہی حق دیں جو مختلف اسباق میں بیان کردہ قواعد اور ترکیبی ضوابط کی رو سے ضروری ہے لہذا آپ کی یاددہانی اور اعادہ کے لیے علمِ تجوید کے اہم قواعد کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے:

۱: قواعدِ تجوید کے خلاف اور بے قاعدہ پڑھنا لحن کہلاتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

الف: لحنِ جلی، واضح اور بڑی غلطی جس سے الفاظ کے معانی بدل جاتے ہیں۔

ب: لحن خفی، چھپی ہوئی اور چھوٹی غلطی جس سے الفاظ کی ادائیگی کا حسن اور خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے۔ لحن جلی حرام ہے اس کے سرزد ہونے سے آدمی گنہگار ہوتا ہے اور لحنِ خفی مکروہ اور ناپسندیدہ ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے۔

۲: تمام مخارج کی درستی کا خیال رکھیں تا کہ حروف تکلف اور بناوٹ کی بجائے بلا تکلف اور لطافت سے ادا ہوں۔ ”ق۔ع۔ح“ کی تصحیح کے لیے خصوصی توجہ دیں کیونکہ یہ تین حروف بالکل ادا ہی نہیں ہوتے اور ان کی صحیح ادائیگی کے بغیر کتاب اللہ کو عربی لہجہ کی بجائے اردو میں پڑھنے کا گمان ہوتا ہے۔ حروف کو موٹا، باریک، نرم و سخت کرنا اور ملتی جلتی آواز والے حروف میں فرق کرنا، حرکات کو

نہ کھینچنا اور حروفِ مدہ اور کھڑی حرکات کو دوگنی آواز سے پڑھنا، حروفِ لین کو نرمی سے بغیر کھینچے ادا کرنا اظہار، اخفاء، ادغام، اقلاب، غنہ اور قلقلہ جیسی صفات کو ظاہر کرنا، مدِ لازم کو چار الف، مدِ متصل کو تین الف، مدّ منفصل کو دو الف، مدّ عارض وقفی، لین کو دو اور تین الف کی مقدار کھینچ کر پڑھنا اور ان مقداروں میں تناسب اور ایک ہی قسم کی مدات میں مساوات برقرار رکھنا بہت ضروری ہے۔ جبکہ ان مقداروں کو ایک ہی نشست میں کہیں کم اور کہیں زیادہ کرنا تلاوت کا عیب تصور ہوتا ہے۔ قوی علامات وقف پر وقفِ اختیاری ہوتا اور یہاں رمزِ وقف کے بعد ابتدا ہوتی ہے۔ درمیانِ کلام بے موقع اور بغیر رمزِ وقف، وقفِ اختیاری صحیح نہیں۔ لیکن سانس کی تنگی کی وجہ سے رمز کے بغیر درمیانِ آیت وقفِ اضطراری کرنا پڑے تو اعادہ ضروری ہے۔ کیفیت وقف کے اعتبار سے کلمہ کے آخری حرف پر حرکاتِ ثلاثہ، دو زیر، دو پیش کی تنوین یا ہاءِ ضمیر کی کھڑی زیر اور الٹا پیش ہو تو آخری حرف کو ساکن کر دینا، دو زبر کی تنوین کو الف مدہ اور گول تاء کو ہاء ساکن سے بدلنا، آواز بند کر دینا، طبعی طور پر آرام کے لیے سانس لینا اور آخری حرف کو ہلنے نہ دینا (سوائے حروفِ قلقلہ کے) نہایت ضروری ہے۔ ان تمام قواعد میں کمی بیشی کی بجائے حدِ اعتدال پر قائم رہنا سب شامل ہے۔ فن تجوید کا بنیادی مقصد چونکہ تلاوت کو خوبیوں سے آراستہ کرنا اور عیبوں سے بچنا ہے اس لیے اجراء سے پہلے تلاوت کی چند اہم خوبیوں اور بعض رائج الوقت عیبوں کی نشاندہی کرنا ضروری ہے:

الف: تلاوت کے محاسن (خوبیاں) ۱: ترتیل: ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔ ۲: تجوید: حروف کو مخارج وصفات کے ساتھ بلا تکلف ادا کرنا۔ ۳: تبیین: ہر حرف کو صاف صاف پڑھنا۔ ۴: ترسیل: حروف والفاظ کو ہموار کر کے پڑھنا۔ ۵: تحسین: عربوں کے لہجہ اور حسن صوت مع تجوید سے پڑھنا۔ ۶: توقیر: خشوع وخضوع (عاجزی) اور وقار سے پڑھنا۔

ب: تلاوت کے عیوب: ۱: لطافت کی بجائے گرجدار اور کرخت آواز سے پڑھنا۔ ۲: تَطْنِیْن: ناک میں پڑھنا۔ ۳: عَنْعَنَہْ: ہمزہ میں عین کی آواز ملانا یا عین کو الف کی آواز میں

ادا کرنا۔۴: ہمزہ کی صفتِ تحقیق میں مبالغہ کرنا جس سے ناف ہل جائے۔ ۵: تطریب/تمطیط: حرکات، حروفِ مدہ اور مداتِ فرعی کو ان کی اصل مقدار سے زیادہ کھینچ دینا۔ ۶: تعجیل: جلدی کرنا جس سے حروف جدا جدا سمجھ میں نہ آسکیں۔ ۷: تَنْفِيْش: حرکات کا پورا ادا نہ کرنا۔

۹: تَقْطِيْع: الفاظ کو کاٹ دینا یعنی حرفَ وساکن پڑھ کر اور درمیان میں قدرے رک کر حرکت پڑھنا۔

۱۰: ہمہمہ: حرفِ مخفف کو مشدد یا مشدد کو مخفف پڑھنا۔ ۱۱: رکزہ: اظہار کی جگہ اِدغام کرنا۔

۱۲: مداتِ فرعی کی مقداروں میں حدِ متعین سے زیادہ یا کم پڑھنا۔ ۱۳: وَثْبَہْ: پہلے لفظ کو مکمل کیے بغیر دوسرا شروع کر دینا۔ ۱۴: ترقیص: گویوں کی طرح آواز کو نچانا۔ ۱۵: تَمْضِيْغْ: حروف کو چبانا جیسے کوئی نشہ میں مست ہو کر بولتا ہے۔ ۱۶: تعویق: کلمہ کے بیچ میں وقف کرنا اور سانس لیے بغیر آگے سے پڑھنا۔ ۱۷: حرفِ موقوف علیہ کی آواز کو واضح نہ کرنا یعنی آواز سنائی ہی نہ دے۔

۱۸: قلقلہ میں مبالغہ کرنا کہ حرف متحرک سنائی دے۔ ۱۹: اِخفاء اور غنہ کی ایک الف کی مقدار سے زیادہ کرنا۔ ۲۰: چہرے پر تکلف کے آثار پیدا کرنا مثلاً پیشانی پر بل آنا اور سر کو حرکت دینا جیسے غیر فطری افعال تکلف کے زُمرہ میں آتے ہیں ان سے بچنا چاہیے:

۱: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ٥ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ٥

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَ اِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ ط فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ط وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ط كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ قف لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ قف وَ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ

إِنْ نَّسِينَآ أَوْ أَخْطَأْنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعْفُ عَنَّا قف وَاغْفِرْ لَنَا قف وَارْحَمْنَا قف أَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ۝

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ۝

رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ۝ ۱۴-۴۰

☆ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرٰهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ. اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ إِبْرٰهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

☆ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۝ ۶-۱۱۵ اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔ اس کی باتوں کو کوئی بدلنے والا نہیں اور وہ خوب سننے والا اور خوب جاننے والا ہے۔

☆ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ط وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا : ۴-۱۲۲ اللہ کا وعدہ حق جانو اور اللہ سے زیادہ وعدے کا سچا کون ہو سکتا ہے!

☆ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ: کہہ دو کہ اللہ نے سچ فرمایا۔

۳۶ سورت فاتحہ پڑھنے کا مسنون طریقہ

سورت فاتحہ کی فضیلت: آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم اٹھا کر فرمایا: ایسی سورت نہ تو توریت میں نازل کی گئی اور نہ ہی انجیل اور زبور میں۔ اس سورت میں سات آیتیں ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں اور یہ سورت قرآن عظیم ہے جو مجھے عطا ہوا ہے۔

سورت فاتحہ جو نمازوں کی تمام رکعتوں میں پڑھی اور سنی جاتی ہے۔ اس کی تلاوت کرتے ہوئے بالعموم ہر آیت پر وقف کرنا ہی مستحسن اور معروف ہے۔ تاہم ایسی آیات کو ملا کر پڑھنے کی گنجائش بھی ہے جہاں معانی کا ربط برقرار رہتا ہو۔ لیکن یہاں مسئلہ زیر بحث یہ ہے کہ بعض آئمہ کرام کبھی کبھی آیت نمبر ۴ اور نمبر ۵ کو ملا کر پڑھتے ہیں۔ خصوصاً ان دو آیات کو ایسا پڑھنا صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ انداز تلاوت سننے والوں کے لیے معانی سمجھنے میں دشواری کا باعث ہوتا ہے:

اصل آیات: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۞ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞

ملا کر پڑھنے کی صورت: اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۞

اس طرح پڑھنے سے اِهْدِنَا کے شروع میں مکسور ہمزہ وصلی گرنے کی بناء پر درمیان میں خالی الف پڑھا نہیں جاتا اور نون کے پیش کو آگے ''ھ'' ساکنہ سے ملا کر پڑھنے کی صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ سارا عمل قواعد تجوید کے تحت صحیح تو ہے لیکن معانی کے حوالے سے توجہ کے لائق ہے۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی درج ذیل دلائل کی روشنی میں ہر آیت پر ٹھہر کر پڑھنے کے حوالے سے آپ کو غور و فکر کی دعوت دی جاتی ہے:

۱: قرآن حکیم میں سورت فاتحہ کا ایک نام سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ بھی ہے: ۱۵۔۸۷۔ جس کا معنی بار بار دہرائی جانے والی سات آیات ہیں۔ اس آیت مبارکہ کے حوالے سے سورت فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے سات آیات کا عدد پورا کرنے کے لیے ہر آیت پر وقف کرنا ثابت ہوتا ہے۔

سات آیات کے شمار کے لحاظ سے بسم اللہ کے متعلق بحث بھی غور طلب ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ بسم اللہ کو سورت نمل کی (۲۷۔۳۰) ایک آیت شمار کرتے ہیں۔ جبکہ دوسرے آئمہ کرامؒ اور علماءِ وقف بسم اللہ کو سورت فاتحہ کی ایک آیت اور باقی سورتوں کا جز ہونے کے علاوہ سورتوں کو آپس میں جدا کرنے کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ اس اختلاف کے تناظر میں برِ عظیم پاک و ہند میں شائع ہونے والے قرآن مجید میں بِسْمِ اللّٰہِ کو سورت فاتحہ کی ایک آیت شمار نہ کرنے کی وجہ سے علماءِ کوفہ کے شمار کے مطابق کل آیات کی تعداد چھے بنتی ہے۔ البتہ دوسرے علماءِ وقف کے مطابق ''اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ'' پر آیت ہے اور اس کو غیر کوفی آیت کا نام دیا جاتا ہے۔ جس کے لیے یہ رمز ''۵'' رائج ہے۔ نتیجتاً اس غیر کوفی آیت پر وقف کرنے سے سات آیات کا عدد پورا ہو جاتا ہے۔

۲: سورت فاتحہ پڑھتے ہوئے ہر نمازی کو یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ:

''نَسۡتَعِیۡنُ اھۡدِنَا الصِّرَاطَ'' پڑھنے کی صورت میں بندہ اس مناجاتِ الٰہی سے محروم رہ جاتا ہے جس کا ذکر درجِ ذیل حدیث مبارکہ میں ہوا ہے:

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نماز میرے اور میرے بندے کے مابین آدھی آدھی تقسیم کی گئی ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا۔ جب میرا بندہ کہتا ہے: اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ۝ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری حمد بیان کی اور جب وہ کہتا ہے: اَلرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے میری ثناء بیان کی (ایک بار آنحضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بندے نے اپنا معاملہ میرے سپرد کر دیا) اور جب وہ کہتا ہے کہ: اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ۝ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ میرے اور میرے بندے کے مابین ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا ہے اور جب وہ کہتا ہے: اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡھِمۡ ۵ غَیۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَیۡھِمۡ وَلَا الضَّآلِّیۡنَ۝ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ میرے

بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو وہ ملے گا جو اس نے مانگا ہے۔

۳: حضرت ام سلمٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ تلاوت فرماتے ہوئے آیات کو الگ الگ کر کے پڑھا کرتے تھے۔ آپ ﷺ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝ پڑھتے اور وقف فرماتے اور اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ پڑھ کر وقف فرماتے اور مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝ پڑھ کر وقف فرماتے تھے۔ الغرض اسوۂ رسول ﷺ کی پیروی میں ہر آیت پر وقف کو ترجیح دینی چاہیے۔

۴: زیرِ بحث آیت نمبر ۴ پر وقفِ مطلق کی رمز ''ط'' بھی درج ہے یہ رمزِ وقف، رموزِ اوقاف کے بانی علامہ سجاوندیؒ نے مقرر فرمائی ہے جو معانی کے اعتبار سے بات کے مکمل ہونے کو ظاہر کرتی ہے۔ ہذا ان دو آیات کو ملا کر پڑھنے سے اتصالِ کلام کی بناء پر مطلب گڈمڈ ہو جاتا ہے۔ بلکہ ''اِهْدِنَا'' کے شروع میں ہمزہ وصلی کی حرکت زیر لکھنے سے بظاہر آیت نمبر ۴ پر حالت وقف کی نشاندہی ہوتی ہے۔

۵: عالمِ اسلام میں تمام آئمہ کرام فرض نمازوں میں سورت فاتحہ کی تلاوت کرتے ہوئے آیتِ مذکورہ پر وقف کرتے ہیں یعنی یہاں وقف کرنا عُرف سے ثابت ہے۔ اصطلاحاً عُرف سے کثیر لوگوں کا متعارف ہونا مراد ہے۔ چنانچہ لاعلمی کی بناء پر کوئی صاحب ان دو آیات کو ملا کر پڑھنے کا تکلف کرتے ہیں تو وہ قراءتِ معروف کو چھوڑ کر عملِ غیر معروف اختیار کرتے ہیں۔ جس سے اہلِ علم مقتدی کے لیے بالخصوص اور عام نمازیوں کے لیے بالعموم یہ صورتحال غیر مانوس ہونے کی وجہ سے گرانی اور الجھن کا باعث ہوتی ہے۔

قرآنِ حکیم، حدیث مبارکہ اور علماءِ وقف کے متذکرہ بالا دلائل کے پیشِ نظر سورت فاتحہ کی مذکورہ دو آیات کو ملا کر پڑھنے سے چونکہ معانی کا حسن فوت ہو جاتا ہے لہٰذا اس طرح کی غیر ضروری عجلت کا کوئی جواز نہیں بلکہ پڑھنے کا یہ طریقہ بلاشبہ خلافِ سنت ہے۔

۶: آخر میں دوبارہ گزارش ہے کہ سورت فاتحہ کی تلاوت کے دوران آیات کے مطالب پر غور و فکر کرتے ہوئے ہر آیت پر وقف ترجیحاً مطلوب ہے واجب یا فرض نہیں۔ البتہ فرض نمازوں میں

درمیانی رفتار سے اور نمازِ تراویح میں قدرے تیزی سے پڑھنے اور معانی کے تسلسل کو ملحوظ رکھتے ہوئے آیات ''لا'' (لا) کو ایک سانس میں ملا کر پڑھتے ہوئے چار مواقع پر وقف کی گنجائش بھی ہے۔ مثلاً پہلا وقف تیسری آیت کے اختتام پر ہو کہ ان تین آیات میں اللہ تعالیٰ کی حمد، رحمت و ربوبیت اور عدل و حکومت کا بیان ختم ہوا ہے۔ اسی لیے یہاں آیت کے اوپر وقفِ مطلق کی رمز ''ط'' درج ہے۔ دوسرا وقف چوتھی آیت پر کہ یہاں بندے کی پہلی دعا کا مضمون اپنے مدعا و مفہوم کے اعتبار سے پورا ہوا ہے اور بات کے مکمل ہونے کی وجہ سے یہاں بھی آیت کے اوپر وقفِ مطلق کی رمز ''ط'' موجود ہے۔ تیسرا وقف آیت نمبر ۶ پر کہ دوسری دعا کی پہلی التجا یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ چوتھا اور آخری وقف سورت کے آخر میں ہے یہاں بندے کی دعاؤں کا سلسلہ اختتام پذیر ہو جاتا ہے۔ تاہم اگر سانس کی تنگی حائل نہ ہو تو آیات نمبر ۵۔۶ کو خصوصاً اور سانس جاری رہ سکے تو آیت نمبر ۷ تینوں کو ملا کر پڑھنے سے بھی کسی طرح کا معنوی خلل واقع نہیں ہوتا۔

سورت کے ختم پر ''اٰمِیْنَ'' کہنے کی نبی اکرم ﷺ سے بڑی تاکید اور فضیلت منقول ہے۔ البتہ یہ لکھی ہوئی نہیں ہوتی۔ لہٰذا آئمہ کرام اور مقتدی حضرات کو جماعت یا انفرادی نماز پڑھتے ہوئے اٰمِیْنَ کہنے کے لیے فوراً متوجہ ہونا چاہیے اور اٰمِیْنَ کے معنی ہیں ''اے اللہ ہماری دعا قبول فرما لے''

فرض نمازوں میں سورت فاتحہ کا اندازِ تلاوت۔ سورت فاتحہ کی تلاوت کے دوران بعض آئمہ کرام فرض نمازوں میں جہری قراءت تدویر میں قواعد تجوید کے مطابق ٹھہر ٹھہر کر کرتے ہیں۔ لیکن آخری ایک یا دو رکعتوں میں خفی قراءت تیزی سے پڑھتے ہیں درانحالانکہ سورت فاتحہ کی قراءت کے لیے جہری اور خفی نمازوں میں اصولی طور پر رفتار کے اعتبار سے اندازِ تلاوت میں کوئی خاص فرق نہیں۔ قرآنِ حکیم کی تلاوت نماز یا غیر نماز میں ہو، خفی ہو یا جہری، ہر حال میں قواعد تجوید کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

۴۷ قرآن کو معانی سے پڑھنے کی اہمیت، دعوتِ فکر اور لائحہ عمل

قرآنِ مجید فرقانِ حمید اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک کی طرف سے نازل کردہ کتاب ہے۔ یہ ''اَلْکِتٰبُ'' ہے کہ اس جیسی کوئی اور کتاب نہیں۔ یہ لاجواب کتاب ہے کہ اس جیسی کتاب لکھنا انسان کے بس میں نہیں۔ یہ آخری اور روئے زمین پر واحد الہامی کتاب ہے جو اپنی اصلی حالت میں محفوظ ہے۔ عمومی طور پر یہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے کتابِ ہدایت اور خصوصی طور پر مسلمانوں کے لیے عقیدہ وعمل کا منبع ومحور ہے۔ یہ کتابِ ثواب ہے کہ اس کا فقط پڑھنا بھی عبادت ہے لیکن حقیقت میں یہ کتاب انقلاب ہے اور مسلمانوں کے لیے اب یہی دستورِ حیات ہے کہ وہ اس کے مطابق زندگی گزاریں۔ اس کے حصول کا ذریعہ اسوۂ رسول اللہ ﷺ ہے کہ آپ کی سیرت سراپا کتاب اللہ ہے۔ یہ کتاب عربی زبان میں ہے بلکہ اس کا تعلق رسول اللہ ﷺ کے قبیلہ قریش کی فصیح وبلیغ زبان سے ہے جو ہر قسم کی کجی سے پاک عربی مبین ہے۔ یہ اَلْقُرْاٰنُ ہے یعنی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ امت مسلمہ کو رسول اللہ ﷺ کے طریقہ ادا کے مطابق پڑھنے، اعوذ باللہ سے تلاوت شروع کرنے، توجہ اور دھیان سے سننے کا حکم دیا گیا ہے۔ آنحضور ﷺ کا فرمان ہے ''کہ تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے'' لہٰذا قرآن کریم کو عربی قواعد اور لب ولہجہ کے مطابق پڑھنے کی کوشش کیجیے۔ لیکن اس کے لیے علم تجوید سیکھنا ضروری ہے۔ یاد رکھیے کہ قرآن حکیم کا جمال الفاظ کے صحیح تلفظ میں اور اس کا کمال اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے میں ہے۔ مرتب کتاب ہٰذا کی آپ حضرات سے گزارش ہے کہ کتاب اللہ کو قواعدِ تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے ٹھہر ٹھہر کر پڑھیے اور معانی پر غور وفکر کیجیے تاکہ ہم سب کے لیے عمل کی راہ آسان ہو سکے آمین۔

تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ غور وفکر کے اعتبار سے ہمارے یہاں صورتِ حال کافی کمزور ہے کہ کتاب اللہ کو بغیر ترجمہ کے پڑھنے کا عام رواج اور عادت بن گئی ہے۔ اس رجحان اور عادت سے ہٹ کر ذرا سوچیے کہ دنیا میں ایسی بھی کوئی کتاب، خط، ہدایات یا باہمی معاملات بلا سوچے سمجھے طے

کیے جاتے ہیں؟ پوری دنیا میں کاروبارِ حکومت محکمانہ ہدایات کے تحت ہی رواں دواں ہے۔ اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک کے خط اور ہدایات جو رسول اللہ ﷺ نے پڑھ کر سنائیں، تو کیا ایسی ہدایات کو بلا سوچے سمجھے پڑھنے سے ہمارے لیے عمل کی راہ ہموار ہو سکتی ہے؟ یہ بات ہم سب کے لیے حقیقت پسندانہ انداز میں سوچنے کا تقاضا کرتی ہے۔ الغرض میری خصوصی طور پر تعلیم یافتہ حضرات سے گزارش ہے کہ قرآنِ حکیم کو حتی المقدور کم یا زیادہ ہمیشہ ترجمہ سے پڑھنے کا معمول بنائیں تاکہ ہم بحیثیت مسلمان ان ہدایات سے آگاہ ہوسکیں جن کے مطابق زندگی گزارنے کا ہمیں حکم دیا گیا ہے۔

دعوتِ فکر کے حوالے سے قرآنی آیات کی تعداد تو بہت زیادہ ہے جن میں سے چند ایک کا انتخاب پیشِ خدمت ہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○

۱: هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنْذَرُوْا بِهٖ وَلِيَعْلَمُوْٓا اَنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّلِيَذَّكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ○ ۱۴-۵۲ ''یہ ایک پیغام ہے سب انسانوں کے لیے اور یہ اس لیے دیا گیا ہے کہ اس کے ذریعے سب کو خبردار کر دیا جائے اور وہ جان لیں کہ حقیقت میں بس معبود ایک ہی ہے اور جو عقل رکھتے ہیں وہ نصیحت پکڑیں''۔

۲: لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ كِتٰبًا فِيْهِ ذِكْرُكُمْ ط اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ○ ۲۱-۱۰

''لوگو ہم نے تمہاری طرف ایک ایسی کتاب بھیجی ہے جس میں تمہارا ہی ذکر کیا ہے کیا تم سمجھتے نہیں؟ بھلا تم اس پر غور و فکر کیوں نہیں کرتے''؟

۳: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا○ ۴۷-۲۴

''کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے چڑھے ہوتے ہیں؟''

۴: هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ

يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝ ۶۲۔۲

”وہی تو ہے جس نے ان پڑھوں میں انھی میں سے (محمد ﷺ) کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کی زندگی سنوارتے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں حالانکہ اس سے پہلے وہ کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے“۔

۵: يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۙ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝ ۳۳۔۴۶۔ ترجمہ: اے نبی ﷺ! ہم نے آپ کو شاهد، مبشر اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا ہے نیز (اس نے آپ ﷺ کو) اللہ کی طرف بلانے والا اسی کے حکم سے اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

۶: فَذَكِّرْ بِالْقُرْاٰنِ مَنْ يَّخَافُ وَعِيْدِ ۝ ۵۰۔۴۵

”پس جو ہمارے (عذاب کی) وعید (WARNING) سے ڈرے اس کو قرآنِ حکیم کے ذریعہ سے نصیحت کرتے رہو“۔

۸: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ۬ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ ۱۰۔۵۷/۵۸

”اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے نصیحت، سینوں کے امراض کی شفاء اور اہلِ ایمان کے لیے ہدایت اور رحمت آ گئی ہے۔ کہہ دو کہ یہ اللہ کے فضل ورحمت کا کرشمہ ہے تو چاہیے کہ اس پر شاداں ہوں (یعنی نزولِ قرآن پر) یہ اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں“۔

ان دو آیاتِ کریمات میں قرآنِ حکیم کی چار صفات بیان ہوئی ہیں تا کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے اس فضل ورحمت پر خوش ہوں اور یہ اس چیز سے بہتر ہے جو وہ جمع کر رہے ہیں یعنی فانی دنیا کے

فوائد کے لیے ضرورت سے بڑھ کر اور حلال و حرام کی تمیز کیے بغیر ہمہ وقت انہماک و مشغولیت لمحۂ فکریہ ہے۔

عزیز طلبا و طالبات اور معزز خواتین و حضرات شروع میں قرآن حکیم کو بغیر سوچے سمجھے پڑھنے اور روگردانی کی صورتِ حال کے بالمقابل حوصلہ افزا صورت حال یہ ہے کہ علماءِ تفسیر نے ہماری رہنمائی اور عمل کی آسانی کے لیے مختصر اور مفصل دونوں طریقوں سے قرآن کے معانی کو اردو زبان میں عام فہم اور سلیس انداز میں منتقل کر دیا ہے۔ ایسے تراجم اور تفاسیر سے استفادہ نہ کرنا بہت بڑی سعادت سے محرومی کا باعث ہو سکتا ہے۔

مختصر ترجمۂ قرآن کو مترجم اور محشّٰی کہتے ہیں۔ جس میں اردو ترجمہ عربی متن (اصل عبارت) کے نیچے لکھا ہوا ہوتا ہے اور بعض اہم تفصیل طلب امور کو حاشیہ پر بیان کر دیا جاتا ہے۔ آپ کی معلومات اور سہولت کے لیے ایسے محشّٰی تراجم جو بازار میں دستیاب ہیں، کی فہرست دی جا رہی ہے:

۱: القرآن الحکیم: ترجمہ اور تفسیری حواشی مولانا فتح محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ۔

۲: تفسیرِ عثمانی: ترجمہ مولانا محمود الحسنؒ، تفسیری حواشی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ۔

۳: کنز الایمان: ترجمہ مولانا احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، تفسیری حواشی ''خزائن العرفان'' حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ۔

۴: احسن البیان: ترجمہ حضرت مولانا محمد جوناگڑھیؒ، تفسیری حواشی مولانا صلاح الدین یوسف مدظلہ۔

۵: ترجمہ قرآنِ مجید: سلیس اور بامحاورہ ترجمہ اور مختصر حواشی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶: قرآنِ حکیم: ترجمہ حضرت مولانا امین احسن اصلاحیؒ، حواشی مولانا خالد مسعود رحمۃ اللہ علیہ۔

۷: تعلیم القرآن چار جلدیں: عربی متن کی پہلی سطر کے نیچے بامحاورہ ترجمہ مولانا فتح محمد جالندھری، متن کی دوسری سطر کے نیچے تحت اللفظ ترجمہ، حواشی جناب صابر قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور نچلے حاشیے پر قرآنی الفاظ کے معانی درج ہیں۔ قرآنی متن ڈاکٹر ظفر اقبالؒ کے ''تجویدی قرآن مجید'' کا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے اعراب اور علامات کی شکلوں میں قواعدِ تجوید کی رعایت رکھتے ہوئے مناسب اور

منفرد تبدیلیاں کر کے قرآنِ مجید کو صحیح پڑھنے اور غلطیوں کے امکانات کو کم کرنے کی بڑی کامیاب کوشش کی ہے۔ تعلیم القرآن ان تعلیم یافتہ حضرات کے لیے بہت مفید ہو سکتا ہے جو قرآن کو قرآنی عربی سے ترجمہ سیکھنے اور سمجھنے کے آرزومند ہیں اور علمِ تجوید سے بھی کسی حد تک واقف ہیں۔

۸: آسان قرآن مع حواشی (تین جلدیں) : مولٰنا تقی عثمانی مَدَّظِلُّہُ الْعَالِیْ ۔

۹: معانی القرآن: لفظ بلفظ ترجمہ مولٰنا یوسف صلاح الدین اور مولٰنا عبدالجبار مدظلہم العالی۔ اس ترجمہ کی خصوصیت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اس ترجمہ میں عربی الفاظ کے مفہوم کے قریب تر اردو الفاظ کے انتخاب کے علاوہ اردو ترجمے میں پچھتر (۷۵) فیصد عربی الفاظ کو امکانی حد تک علیٰ حالہٖ برقرار رکھا گیا ہے جو اردو زبان میں استعمال ہو رہے ہیں اور خصوصاً رائج الوقت تراجم میں ایسے الفاظ جن کا سلیس ترجمہ کرتے ہوئے نظرانداز کیا گیا، ان کے مکمل ترجمے کا اہتمام کیا گیا ہے۔

۱۰: سورت فاتحہ اور تیسواں پارہ: فرض نمازوں میں سورت فاتحہ اور تیسویں پارے کی سورتیں روزانہ بلکہ تمام عمر سنتے اور پڑھتے آئے ہیں۔ لیکن یہ کبھی نہیں سوچا کہ کیا پڑھتے اور کیا سنتے ہیں؟ ان سورتوں کے مفہوم و معانی کو سمجھنے کے لیے درج ذیل کتب کے نام تجویز کیے جاتے ہیں:

الف: اُمُّ الْکِتَابْ تفسیر سورت فاتحہ، مولٰنا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ۔

ب: آسان تفسیر (تیسواں پارہ) مولٰنا ابو سلیم محمد عبدالحیؒ رحمۃ اللہ علیہ ۔

ج: آخری سورتوں کے درس (دو حصے) جناب خرم مراد رحمۃ اللہ علیہ۔

د: قصص القرآن: (چار جلدیں) تالیف مولٰنا محمد حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ کا مطالعہ بھی سودمند ہے۔

ہ: سیرتِ رسول اللہ ﷺ کا مطالعہ بھی قرآن فہمی کے لیے ضروری ہے۔

۱۱: قرآن فہمی کے لیے رنگوں کا استعمال: الف: پاکستان میں معانی کی بہتر تفہیم کے لیے قرآنی کلمات کو سرخ اور گہرے نیلے رنگوں میں لکھنے کا اعزاز قرآن آسان تحریک کو حاصل ہے جو ۱۹۹۳ء میں پہلی دفعہ شائع ہوا۔ تحریک کے بانی سید شبیر احمد شاہؒ نے رنگوں کے استعمال کی یہ توجیہ بیان فرمائی ہے ''متن اور ترجمہ میں الفاظ اور ان کے بالمقابل معانی کی تعیین کی غرض سے یہ اہتمام کیا گیا ہے کہ

عربی متن اور اردو ترجمہ دونوں کو دو مختلف رنگوں یعنی گہرے نیلے اور سرخ رنگ میں اس طرح چھاپا گیا ہے کہ عربی متن میں جو لفظ جس رنگ میں ہے اس کا ترجمہ بھی اسی رنگ میں ہے۔

ب: مصباح القرآن: پروفیسر عبدالرحمٰن طاہر مدظلہ العالی: آپ کے تجویز کردہ کورس کے دو حصے ہیں: پہلا مصباح القرآن، دوسرا مفتاح القرآن۔ مصباح القرآن سے استفادہ کرنے کے طریقہ کے ذیل میں پروفیسر موصوف نے اپنے تدریسی تجربہ کی بناء پر کل قرآنی الفاظ کو فیصد کی بنیاد پر تین حصوں میں تقسیم کر کے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ: الفاظ کی فیصد مقداروں کو ذہن نشین کرنے اور باقاعدگی سے تلاوت کرنے کی بناء پر قرآن فہمی کی منزل آسان ہو سکتی ہے۔ الفاظ کی فیصد مقداریں اور رنگوں کی تفصیل: (i) کالا رنگ اردو میں روزمرّہ مستعمل الفاظ: جن کی تعداد پینسٹھ فیصد (۶۵٪) ہے۔ ان الفاظ کی وضاحت اردو مثالوں کے ذریعے نیچے حاشیے میں بھی کر دی گئی ہے۔ (ii) نیلا رنگ بار بار استعمال ہونے والے الفاظ جن کی تعداد بیس فیصد (۲۰٪) ہے۔ (iii) سرخ رنگ کسی صفحہ پر نئے الفاظ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ ایسے الفاظ کل قرآنی الفاظ کا پندرہ فیصد (۱۵٪) ہیں۔ علاوہ ازیں بعض مخصوص قواعد کی ضروری وضاحت علیحدہ سے حاشیے میں کر دی گئی ہے یہ قرآن حکیم اسی انداز سے سرِ دست علیٰحدہ علیٰحدہ پاروں کی صورت میں شائع ہو رہا ہے اور اب تک پہلے سولہ پارے اور تیسواں پارہ شائع ہو چکے ہیں۔ مستقبل قریب میں اسی طرح پورا قرآن شائع کیا جائے گا۔ ان شاء اللہ۔ نمونہ کتاب کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں۔

دوسرا حصہ مفتاح القرآن: جس میں رنگوں کے ذریعے قرآنِ کریم کو آسان اور علامات کے ذریعے قابلِ فہم بنانے کی پوری پوری کوشش کی گئی ہے۔

ج: ترجمۂ قرآن: مؤلف مولانا محمد آصف قاسمی مدظلہ العالی: آپ کا فہم قرآن کے حوالے سے طریقۂ تعلیم پروفیسر صاحب کے طریقہ سے ملتا جلتا ہے تاہم یہ بغیر رنگوں کے ہے۔ محترم مؤلف نے ایک سو اڑسٹھ (۱۶۸) صفحات اور دس اسباق میں مکمل قرآنِ حکیم کو معانی سے پڑھنے کے لیے آسان اور عام فہم انداز میں سمجھانے کی بھرپور کوشش کی ہے۔ ان کے طریقہ کے مطابق شروع کے چند

پاروں میں قرآن کے بنیادی الفاظ کی تعداد زیادہ ہے جو بار بار آنے سے بتدریج کم ہوتی چلی جاتی ہے اور ہر پارے میں نئے الفاظ کو یاد کرنا نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔ الغرض گرامر کے بنیادی قواعد جو شروع کے چند اسباق میں دیئے ہوئے ہیں، کو غور سے سمجھنے کے بعد باقاعدگی سے معمول کی تلاوت اسی ترجمہ قرآن سے سبقاً سبقاً کرنے سے باترجمہ قرآن پڑھنا آسان ہو سکتا ہے۔ ان شاء اللہ قرآنِ حکیم کے ختم پر پڑھنے کی تین دعائیں: دعا ہمیشہ دعائیہ کلمات کے معانی پر غور کرتے ہوئے مانگنی چاہیے۔ کیونکہ کلمات کے معانی پر غور کرنے سے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع و خشوع کا باعث ہے۔

۱: رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ ۝ وَ یَسِّرْلِیْٓ اَمْرِیْ ۝ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَهُوْا قَوْلِیْ ۝ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَهْلِیْ ۝: میرے پروردگار! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کردے اور میرے زبان کی گرہ کھول دے تاکہ وہ میری بات سمجھ لیں اور میرے گھر والوں میں سے (ایک کو) میرا وزیر (مددگار) بنادے: ۲۰۔۲۵ سے ۲۹۔

۲: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ الْقُرْاٰنَ رَبِیْعَ قَلْبِیْ وَ نُوْرَصَدْرِیْ وَ جَلَآءَ حُزْنِیْ وَ ذَهَابَ هَمِّیْ وَ غَمِّیْ: یا اللہ! قرآنِ مجید کو میرے دل کی بہار اور سینے کا نور بنادے۔ نیز میری مصیبت دور کرنے اور میرا رنج و غم ختم کرنے کا ذریعہ بنادے۔

۳: ہمارے ہاں شائع مصاحف کے آخر میں ایک جامع دعا اکثر بغیر ترجمہ کے لکھی ہوئی ہے اس دعا کا اردو ترجمہ درج ہے۔

۴: اے اللہ! (تلاوتِ قرآن کو) میری قبر میں میری ویرانی کا ساتھی بنا۔ اے اللہ! قرآنِ حکیم کی برکت سے مجھ پر رحم فرما اور اس کو میرے لیے راہنما، روشنی، ہدایت اور رحمت بنا۔ اے اللہ! تو مجھے یاد دلا دے اس میں سے جو میں بھول گیا ہوں اور تو مجھے سکھا دے اس میں سے جو میں نہیں جانتا اور تو مجھے رات کے اوقات اور دن کے اوقات میں اس کو پڑھنے کی توفیق بخش اور تو اس کو میرے حق میں شہادت بنادے۔ اے رب العالمین! آمین۔

[۳۸] اذان اور تکبیر اُولیٰ کی صحیح ادائیگی اور اَغلاط کی نشاندہی

اذان امتِ مسلمہ کا شعار اور پہچان ہے۔اس کے کلمات کا صوتی آہنگ، اعلان و بیان پُر تاثیر اور شان وشوکت کے اعتبار سے اپنی مثال آپ ہے۔اذان جس خطاب و پیغام کی ترجمان ہے اس کی نظیر دوسری اقوامِ عالم میں مفقود ہے۔اذان کے اس جمال وَمال کا انحصار اس کے کلمات کی صحیح ادائیگی، بلندو باوقار آواز اور خوش الحان مؤذن پر ہے۔الحمدللہ! ہمارے اکثر مؤذنین کا طریقہ اذان ان خوبیوں کا حامل ہے لیکن بعض مرتبہ آواز کے اوتار چڑھاؤ کے لحاظ سے حد اعتدال میں نہیں رہتے۔اکثر شوقین قسم کے مؤذنوں کے کلمات غلط ہوتے ہیں ایسے حضرات کو چاہیے کہ اذان دینے سے پہلے کسی قاری یا ماہر مشاق مؤذن سے کلمات کی درست ادائیگی سیکھیں اور مشق کے بعد اذان دیا کریں۔

نوٹ: جن کلمات کی صحیح ادائیگی کی وضاحت ایک مرتبہ کر دی جائے گی اسے دہرایا نہیں جائے گا۔

اذان دینے کا صحیح طریقہ:

اصل کلمات: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ ☆ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ۔ (تکبیرات)

اَللّٰهُ: اَللّٰهُ کے شروع ہمزہ کو سختی سے بغیر کھینچے، اسم الجلال اللہ کے لام کو پُر اور کھڑے زبر کو پانچ الف کی مقدار کھینچ کر اور "ہ" کی پیش کو بغیر کھینچے معروف پڑھیں: اَللّٰهُ۔

اَكْبَرُ: اَكْبَرُ کے کاف کو پچھلے ہمزہ سے ملاتے ہوئے "ب" کے زبر کو بغیر کھینچے "رَا" کو پُر اور ساکن پڑھیں: اَكْبَرْ۔

اصل کلمات: اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ☆ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ (شَهَدَتَيْنْ)

اَشْهَدُ: اَشْهَدُ کی شین کو پچھلے ہمزہ سے ملاتے ہوئے "ہ" کے زبر کو بغیر کھینچے "د" کی پیش کو بغیر کھینچے معروف ادا کریں: اَشْهَدُ۔

اَنْ لَّا: نون ساکن کا حروف یرمون کے تحت "ل" میں اِدغام بلاغنہ ہوا ہے جس کی وجہ سے درمیان میں نون ساکن پڑھا نہیں جاتا اور "ل" مشدد ادا ہوتا ہے: اَ لَّا اور اس کی "لَا" کی مدّ منفصل کو دو سے تین الف کی مقدار سے کھینچ کر ادا کریں: اَ لَّآ۔

اِلٰهَ: شروع ہمزہ کی زیر کو معروف اور بغیر کھینچے پڑھتے ہوئے "ل" کے کھڑے زبر کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر "ہ" کے زبر کو بغیر کھینچے پڑھیں: اِلٰهَ۔

اِلَّا اللّٰهُ: شروع ہمزہ کی زیر کو معروف پڑھتے ہوئے "ل" کی علامتِ شدہ کو ملا کر جماؤ سے اور باریک ادا کرتے ہوئے، اسم الجلالہ اَللّٰهُ کے لام کو موٹا پڑھیں اور مدِ عارض وقفی کے تحت پانچ الف کی مقدار کھینچ کر آخری "ہ" کو ساکن کر دیں: اِلَّا اللّٰهْ۔

اصل کلمات: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ☆ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ (شَهَدَتَيْنِ)

اَنَّ: نون مشدد میں ایک الف کی مقدار غنہ اور زبر کو بغیر کھینچے ادا کریں: اَنَّ۔

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ: شروع میں میم کی پیش کو معروف "ح" کو صحیح مخرج سے ادا کرتے ہوئے میم مشدد کو ایک الف غنہ اور زبر کو بغیر کھینچے ادا کریں۔ "د" کی دو زبر کی تنوین کا حروف یرملون کے تحت "رَا" میں اِدغام بلاغنہ، جس میں دو زبر کی بجائے ایک زبر ادا ہوتا ہے۔ "رَا" مشدد کو جماؤ، موٹا اور بغیر کھینچے پڑھیں: مُحَمَّدَ رَّ۔ "س" کی واؤ مدہ کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر "ل" کے پیش کو اللہ کے لام سے ملاتے ہوئے موٹا اور کھڑے زبر کو مدِ عارض وقفی کے مطابق پانچ الف کھینچ کر آخری "ہ" کو ساکن کر دیں: مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللّٰهْ۔

اصل کلمات: حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ ☆ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ۔

حَیَّ: دونوں زبروں کو بغیر کھینچے اور شدہ کو جماؤ سے دو حروف جتنی دیر لگا کر پڑھیں اور "ح" کے مخرج کا خیال رکھیں: حَیَّ۔

عَلَى الصَّلٰوةِ: "ع" کو صحیح مخرج اور لطافت سے بغیر کھینچے ادا کریں اور "ل" کی زبر کو "ص" کی شدہ سے ملا کر موٹا اور لام کو باریک پڑھیں۔ "ل" کے کھڑے زبر کو مدّ عارض وقفی کے طریقہ پر پانچ الف کی مقدار پوری کرتے ہوئے باریک پڑھیں آخری گول "ۃ" کو ساکن "ہ" سے بدل کر ادا کریں: عَلَى الصَّلٰوةْ۔

اصل کلمات: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ☆حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ۔

عَلَى الْفَلَاحِ: "عَلَى" کے "ل" کے زبر کو اگلے لام سے ملا کر "ف" کی زبر کو کھینچے بغیر "لَا" کی مدِ عارض وقفی کو پانچ الفی مد کرتے ہوئے باریک پڑھیں۔ "ح" کو ساکن کر دیں: عَلَى الْفَلَاحْ

فجر کی اذان میں اضافی کلمات کی تشریح:

اصل کلمات: اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ☆اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ۔

خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ: "خ" کی یاءِ لین کو نرمی سے بغیر کھینچے "رٌ" کی دو پیش کی تنوین کا حروفِ یرملون کے تحت "مِنْ" کے "م" میں ادغام مع غنہ (دو پیش کی تنوین کو ایک پیش میں بدل گئی ہے) کریں: خَيْرُمِّنْ اور مِنْ کے "ن" کے زبر کو "نَوْمْ" کے نون مشدد میں ملاتے ہوئے ایک الف غنہ اور مد عارض لین کرتے ہوئے پانچ الف کی مقدار پوری کریں اور "م" کو ساکن کر دیں: مِنَ النَّوْمْ۔ مدّ عارض لین کو قصر سے پڑھنا بھی جائز ہے: خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمْ۔

اقامت کہنے کا صحیح طریقہ: اصل کلمات: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ☆قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ۔

قَدْ: "ق" کو صحیح مخرج سے نکالتے ہوئے موٹا ادا کریں۔ "د" ساکن پر قلقلہ ظاہر کریں: قَدْ۔

قَامَتِ الصَّلٰوةُ: "قَا" کے الف مدہ کو موٹا اور ایک الف کھینچ کر پڑھیں۔ "م" کی زبر کو بغیر کھینچے "ت" کی زیر کو عملِ تشدید کے ذریعے "ص" سے ملاتے ہوئے اور زبر کو بغیر کھینچے اور موٹا پڑھیں لام کے کھڑے زبر کو باریک اور مدِ عارض وقفی کے قاعدہ سے پانچ الف کی مقدار کھینچ کر آخری گول

"ۃ" کو "ہ" ساکن سے پڑھیں: قَامَتِ الصَّلٰوۃْ۔

اذان واقامت کے تمام کلمات کے آخری حرف کے اعراب پڑھنے کی بجائے روانی کے ساتھ پڑھتے ہوئے آخری حروف کو ساکن کر دیں۔ اور ہر دو کلمات کے درمیان ترسُّل کریں۔ ترسل کا معنی مہلت دینا ہے یعنی مؤذن ہر دو کلمات کے درمیان اتنی دیر سکوت کرے کہ سننے والا ان کلمات کا جواب دے سکے۔

اذان کی غلطیاں: کلمات اذان اللہ وحدہ لاشریک کی بڑائی اور کبریائی کا اظہار، رسول اللہ ﷺ کی رسالت کی گواہی واعلان اور ہر مسلمان کے لیے نماز اور کامیابی کی طرف آنے کی دعوت ہے۔ اسی حوالے سے عربی کلمات کی صوتی اور معنوی شان ہے۔ لیکن بعض مرتبہ لاعلمی اور غفلت سے ان کلمات کی غلط ادائیگی سے آواز کا یہ حسن اور معانی کا تاثر برقرار نہیں رہتا۔ لہٰذا رائج الوقت اغلاط کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے جو بالعموم اذان میں کوئی نہ کوئی کلمہ کسی نہ کسی انداز سے غلط ادا ہو رہا ہے۔ یہاں آنحضور ﷺ کے ارشادِ گرامی کا حوالہ دینا ضروری ہے۔ آپؐ نے فرمایا "مؤذنین کی گردنوں میں مسلمانوں کی دو چیزیں لٹکی ہوئی ہیں کہ مسلمانوں کے روزے اور نماز اذان سے وابستہ ہیں"۔ اس لیے مؤذنوں کو چاہیے کہ وہ اپنے فرض کو احتیاط اور اخلاص سے ادا کریں۔

۱: اَللّٰہُ: شروع ہمزہ کو چار الف کی مقدار مد سے ادا کرنا: آللّٰہُ۔ اسم الجلالہ اللہ کے لام کو باریک اور آخری "ہ" کی پیش کو مجہول پڑھنا۔

۲: اَکْبَرُ: شروع کے ہمزہ کو تین یا چار الف سے مد کرنا "ب" کی زبر کو ایک الف کھینچ دینا: "آکبارُ"۔ اَکْبَرُ کی "ر" کو پُر نہ پڑھنا اور "را" کو ساکن کرنے کی بجائے پیش سے ادا کرنا۔

۳: اَشْھَدُ: "ہ" کی زبر کو کھڑے زبر سے پڑھنا: اَشْھٰدُ اور دال کی پیش کو مجہول پڑھنا۔

۴: اَنْ لَّآ: "ن" ساکن کا "ل" میں ادغام بلا غنہ نہ کرنا: اَنْ لَآ۔ یعنی "ن" ادا کرنا۔ اَ لَّآ کی مدِ منفصل کو دو سے تین الف کی مقدار سے زیادہ یا کم کھینچنا۔

۵: اِلٰہٗ: شروع ہمزہ کی زیر کو مجہول پڑھنا، لام کو موٹا اور کھڑے زبر کو ایک الف سے زیادہ کھینچ کر پڑھنا اور آخر میں ''ہ'' کی زبر کو کھینچ دینا: اِلَٰھَا۔

۶: اِلَّا اللّٰہُ: اِلَّا کے شروع کی زیر کو مجہول پڑھنا اور اللہ کے لام کو باریک اور مد عارض وقفی کو پانچ الف سے زیادہ کھینچ دینا: اِلَّا اللّٰہْ۔

۷: مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ: شروع میں پیش کی بجائے زبر پڑھنا ''م'' مشدد میں غنہ نہ کرنا ''د'' کی دو زبر کی تنوین کا رَسُوْلُ کی ''رَا'' مشدد میں ادغام بلا غنہ نہ کرنا۔ ''س'' کی واؤ مدہ کو ایک الف سے کم یا زیادہ کھینچ دینا، لام کی پیش کو زبر سے بدل دینا اور اسم الجلالہ اللہ کے لام کو باریک اور مد عارض وقفی کو پانچ الف سے زیادہ کر دینا۔

۸: حَیَّ: ''ح'' کو صحیح مخرج سے ادا نہ کرنا اور ''ی'' کی زبر کو کھینچ دینا: حَیّٰ۔

۹: عَلَی الصَّلٰوۃِ: ''عَلَی'' کے عین کو اپنے مخرج سے نہ نکالنا بلکہ عین کو بالکل غیب کر دینا: لَا الصَّلٰوۃْ یا اَلَا الصَّلٰوۃْ پڑھنا۔ اَلصَّلٰوۃُ کے صاد کو باریک، لام کو موٹا اور مدّ عارض وقفی کی پانچ الفی مقدار سے بڑھا دینا اور آخری گول ''ۃ'' کو ساکن کرنے کے بعد ظاہر نہ کرنا: عَلَی الصَّلٰو۔

۱۰: اَلْفَلَاحِ: لام میں مد عارض وقفی کو پانچ الف سے زیادہ کر دینا اور آخری ''ح'' کو صحیح مخرج سے ادا نہ کرنا بلکہ ''ہ'' سے بدل دینا اور قلقلہ ظاہر کرنا۔

۱۱: خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ: ''خ'' کی یاءِ لین کو مجہول پڑھنا، نرم پڑھنے کی بجائے کھینچ دینا ''رَا'' کی دو پیش کی تنوین کا ''مِنْ'' کے میم میں اِدغام مع غنہ نہ کرنا اور ''را'' کو پُر نہ پڑھنا ''اَلنَّوْمِ'' کے نون مشدد میں ایک الف کی مقدار غنہ نہ کرنا ''نَوْمْ'' کی واوَ لین کو مجہول پڑھنا اور مد عارض لین کو پانچ الف سے زیادہ کھینچ دینا۔ ترسُّل نہ کرنا۔ مدات وقفی میں لَے اور سُر نکالنا۔

اقامت کی غلطیاں: اَکْبَرُ: اَکْبَرُ ''رَا'' کو ساکن کرنے کی بجائے پیش سے پڑھنا۔

اِلَّا اللّٰہُ: اِلَّا اللّٰہُ کی آخری "ہ" کو ساکن کرنے کی بجائے پیش سے پڑھنا۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ: رَسُوْلُ اللّٰہِ کی آخری "ہ" کو ساکن کرنے کی بجائے زیر سے ادا کرنا۔

قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ: قَدْ کے دال ساکن میں قلقلہ نہ کرنا، قَامَتِ کے شروع میں "ق" کو الف مدہ کرنے کی بجائے الف کو گرا کر زبر سے پڑھنا اور میم کو ساکن کر دینا۔ قَمْتِ الصَّلٰوۃُ پڑھنا اور ہر ہر جملہ کے بعد نہ ٹھہرنا۔

اذان کے کلمات کا جواب دینا: سننے والا تکبیرات اور شہادتین کے وہی کلمات دہرائے جو مؤذن اور مُکَبِّرْ (تکبیر کہنے والا) کہہ رہا ہے۔ لیکن اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے جواب میں ﷺ بھی کہے۔ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہنا (گناہوں سے بچنے کی طاقت نہیں مگر اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ کی مدد سے)۔ اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ وَ بِالْحَقِّ نَطَقْتَ (سچ کہا تو نے اور اچھا کیا اور حق بات کہی) قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰہُ وَ اَدَامَهَا کہنا (اللہ اس کو ہمیشہ قائم رکھے)۔

اذان میں مدات کی مقداریں: سبق نمبر ۲۳ پر بیان کردہ مدات فرعی کو مدات لفظی کہتے ہیں یعنی ایسا مد جو تلفظ میں پایا جائے اس کی مقدار کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ پانچ الف ہے۔ مدات کی دوسری قسم مدِ معنوی کہلاتا ہے جو معنی کو ظاہر کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

۱: مدِ مبالغہ ۲: مدِ تعظیم

۱: **مدِ مبالغہ:** مبالغہ کسی بات کو حد سے بڑھا کر بیان کرنا ہے۔ اصطلاحاً کسی حکم کی لانفی جنس کو بڑھا دینا ہے: لَآ اِلٰهَ۔ سبع وعشرہ کے قاری امام حمزہ " لَا رَیْبَ فِیْهِ۔ لَا شَرِیْكَ لَهٗ میں بھی مد کرتے ہیں۔

۲: **مدِ تعظیم:** لغوی معنیٰ شان کی بڑائی ظاہر کرنا ہے اصطلاحاً اسم الجلالہ "اَللّٰہُ" کے لام کو اذان، نماز کی تکبیرات اور میدانِ جہاد میں نعرۂ تکبیر کو پانچ سے سات الف تک کھینچ کر پڑھنا ہے۔ اس سے اذان اور تکبیرات کے حسن ادا میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت وشان بلند ہوتی ہے۔

۳۹ اہم قرآنی معلومات

ان قرآنی معلومات دینے کا بظاہر مقصد ذہنی آزمائش نہیں بلکہ ان کے ذریعے قرآن سے تعلق استوار کرنے اور غوروفکر کی ایک کوشش ہے۔

۱: **قرآن:** قرآن کا مادہ ’’ق ۔ر ۔ء‘‘ اور قَرَءَ کا مطلب، اس نے جمع کیا۔ کیونکہ اس میں حروف وکلمات کو جمع کیا جاتا ہے لہٰذا یہ لفظ پڑھنے کے معنی میں بھی استعمال ہونے لگا۔ کتاب اللہ کو قرآن اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ بار بار پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ قرآن، لفظ اور معنی ہر دو کا نام ہے یعنی کلام اللہ اور کتاب اللہ بھی ہے۔ قرآن کی جمع قرآنوں کی بجائے مصاحف کرنا بہتر ہے۔ قرآنِ حکیم میں لفظ قرآن زیادہ مرتبہ یعنی اکسٹھ (۶۱) بار آیا ہے۔ البتہ قرآن کے صفاتی نام **حکیم مجید، برھان، کریم، رحمت، شفاء، بصائر، ھدًی** اور **احسن الحدیث** جیسے ناموں کو شمار کرنے سے کل تعداد کم وبیش پچپن (۵۵) تک پہنچ جاتی ہے۔ لیکن قرآن کے اصل نام پانچ ہیں: الف: **اَلْقُرْاٰنُ** ب: **اَلْفُرْقَانُ** ج: **اَلذِّکْرُ** د: **اَلْکِتٰبُ** ہ: **اَلتَّنْزِیْلُ**

۲: الف: **قراءت:** عربی میں **قِرَاءَۃٌ** ہے جس کا معنی حروف وکلمات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر ترتیل (ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے) سے جمع کرنے کو کہتے ہیں۔ اصطلاحاً سبعہ وعشرہ قراءات کے آئمہ کرامؒ کی کسی ایک روایت کے مطابق پڑھنا ہے۔ یہ لفظ عام پڑھنے کے معنی میں آتا ہے قرآن پڑھیں یا کوئی دوسری کتاب۔ قراءت کرنے والے کو قاری، قراء اس کی جمع ہے۔ سبعہ وعشرہ قراءات جاننے والے اور قراءت کی اشاعت وتدریس میں عمر گزارنے والے کو مقرئ کہتے ہیں۔ مقرئین اس کی جمع ہے۔ بیعت عقبہ (پہاڑ کی گھاٹی اور گزرگاہ کو کہتے ہیں) کے موقع پر قبیلہ اَوس اور خَزرَج کے بارہ آدمی جب مسلمان ہوئے تو قرآن اور اسلام کی تعلیم کے لیے نبی اکرم ﷺ نے حضرت مُصْعَبْ بن عُمَیرؓ کو بطور معلم مدینۃ المنورۃ بھیجا۔ اہلِ مدینہ آپؓ کو مُقرِئ (پڑھانے والا) کہا کرتے تھے۔ اسلام میں پہلی مرتبہ آپؓ ہی کو اس لقب سے نوازا گیا۔ علمِ تجوید کے مستند اور ماہر قاری کو مُجَوِّدْ

اور مُجَوِّدِیْنَ اس کی جمع ہے۔ ہمارے یہاں قراءت کی بجائے اکثر قرئت یا قرائت پڑھا جاتا ہے۔ یہ تلفظ صحیح نہیں۔ اس کا معنی وبا کے ہیں اور یہ لفظ حیض کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

ب: **تِلاوت**: خصوصی طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابوں کے پڑھنے کو تلاوت کہتے ہیں۔ تلاوت کا لغوی معنیٰ کسی کے پیچھے پیچھے چلنا اور پیروی کرنا کے ہیں۔ اصطلاحاً تلاوت کے معنی میں قواعدِ تجوید کی پیروی، مطالب کو سمجھ کر اور غور و فکر سے پڑھنا سب شامل ہیں۔ تلاوت کرنے والے کو تالی اور تالین اس کی جمع ہے۔

۳: **قراء کی چار قسمیں**: (i) **عام قاری**: قرآنِ حکیم کو قواعدِ تجوید کے مطابق اس حد تک پڑھنے والے کو کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کی نسبت سے معمول کی تلاوت اور فرض نمازوں میں اس انداز سے تلاوت کرے کہ وہ لحن جلی اور لحن خفی سے بچ سکے۔ ورنہ وہ گنہگار ہے۔

(ii) **مقری**: جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ سبعہ وعشرہ قراءات کا ماہر اور عمر کا کچھ حصہ علمِ تجوید و قراءات کی تعلیم واشاعت میں گزارے مقری کہلاتا ہے۔

(iii) **شیخ القراء**: سبعہ وعشرہ قراءات کا ماہر محقق اور صاحبِ تصنیف ہونے کے علاوہ عمر بھر پڑھنے اور پڑھانے میں مصروف رہے تو وہ قاری شیخ القراء/استاذ القراء کہلانے کا حقدار ہے۔

(iv) **خوش الحان قراء**: غیر معمولی خوش الحانی کے حامل قراء کرام جو اپنی خداداد خوش الحانی سے اکثر انسانوں کو متاثر کرتے ہیں ان کا نام بھی تاریخ کی کتابوں میں محفوظ رہتا ہے۔ خوش الحانی سے چونکہ قرآن حکیم کی عظمت کا اظہار ہوتا ہے اور قرآن کی عربیٔ مبین خوش آوازی سے اور نمایاں ہوتی ہے جس سے سلیم الطبع غیر مسلم متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے ہیں۔ شقی القلب لوگ متاثر تو ہوتے ہیں لیکن قرآن کی متاثر کن آواز کو جادو کہہ کر ٹال دیتے ہیں مثلاً قریش کے سردار عمرو بن ہشام المشہور ابو جہل، ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیعہ، جن کو اپنی زباں دانی پر ناز تھا انہوں نے بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنِ حکیم سن کر اعتراف کیا کہ: اللہ کی قسم قرآن نہ شعر ہے نہ سحر اور نہ دیوانگی کی غیر معقول باتیں بلکہ

یہ کلام اللہ ہے۔لہٰذا یہ قرآن حکیم کے حسنِ بیان کی تاثیر و تسخیر کا یہ معجزہ، نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت٬ صحابہؓ کے آثار اور ہر دور کے خوش الحان قراء کی معرفت قیامت تک جاری رہے گا۔ان شاءاللہ۔

۴: **آیات کا شمار:** قرآنِ حکیم کی آیات کا شمار چھے مختلف شہروں کے علماءِ کرامؒ کی سند کے حوالے سے تھوڑے تھوڑے فرق سے منقول ہے۔لہٰذا آیات دو طرح کی ہیں: **الف:** اجماعی **ب:** اختلافی

الف: اِجماعی : ایسے تمام مواقع جن کو تمام قراء کرامؒ نے بطور آیت شمار کیا ہے، آیات اِجماعی کہلاتی ہیں۔ان کی تعداد چھے ہزار نوے (۶۰۹۰) ہے۔

ب: اختلافی : ایسے تمام مواقع جن کو بعض قراء کرامؒ نے آیت شمار کی ہے اور بعض نے نہیں کی اختلافی آیات کہلاتی ہیں ان کی تعداد دوسو تہتر (۲۷۳) ہے جو مختلف شہروں کی اصل آیات کے شمار میں سے منہا کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔شہروں کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(i): **مدینۃ المنورہ** : اس کے دو شمار ہیں: مدنی اول اور مدنی آخیر: اور مزید تین تین شمار ہیں:

مدنی اول کی تعداد : ۱۲۵۔ ۱۲۴ ۔ ۱۲۳ اس طرح کل تعداد : ۲۰۹۰+۱۲۵=<u>۲۲۱۵</u>

۲۰۹۰+۱۲۴=<u>۲۲۱۴</u> ☆ ۲۰۹۰+۱۲۳=<u>۲۲۱۳</u> بقیہ اختلافی آیات : ۲۷۳-۱۲۵=۱۴۸

۲۷۳-۱۲۴=۱۴۹ ☆ ۲۷۳-۱۲۳=۱۵۰۔ یہ تعداد شمار میں شامل نہیں۔

مدنی آخیر: ۲۰۹۰+۱۲۷=<u>۲۲۱۷</u> ☆ ۲۰۹۰+۱۲۸=<u>۲۲۱۸</u> ☆ ۲۰۹۰+۱۲۹=<u>۲۲۱۹</u> ۔

اختلافی آیات: ۲۷۳-۱۲۷=۱۴۶ ☆ ۲۷۳-۱۲۸=۱۴۵ ☆ ۲۷۳-۱۲۹=۱۴۴۔شمار میں نہیں۔

(ii): **مکۃ المکرّمہ**: اس شمار کے دو قول ہیں: الف: ۲۰۹۰+۱۲۹=<u>۲۲۱۹</u> ب: ۲۰۹۰+۱۳۱=<u>۲۲۲۱</u>

باقی اختلافی آیات: ۲۷۳-۱۲۹=۱۴۴ اور ۲۷۳-۱۳۱=۱۴۲ شمار میں نہیں۔

(iii): **کوفی**: اس شمار میں کل آیات: ۲۰۹۰+۱۴۶=<u>۲۲۳۶</u> اختلافی آیات: ۲۷۳-۱۴۶=۱۲۷۔

(iv): **بصری**: اس شمار میں دو قول ہیں: الف: ۲۰۹۰+۱۵۵=<u>۲۲۴۵</u> ب: ۲۰۹۰+۱۴۴=<u>۲۲۳۴</u>

باقی اختلافی آیات: ۲۷۳-۱۵۵=۱۵۸ اور ۲۷۳-۱۱۴=۱۵۹ ہیں جو شمار میں نہیں۔

(v): دمشقی: اس شمار میں کل آیات: ۶۰۹۰+۱۳۶=۶۲۲۶ اختلافی آیات: ۲۷۳-۱۳۶=۱۳۷۔

(vi): حمصی: اس شمار میں کل آیات: ۶۰۹۰+۱۴۲=۶۲۳۲ اختلافی آیات: ۲۷۳-۱۴۲=۱۳۱۔

عالم عرب اور پاک و ہند میں شائع مصاحف میں کوفی شمار رائج ہے۔ جن ممالک میں امام قاری نافعؒ کی قراءت آپ کے دو شاگردوں قالونؒ اور ورشؒ کی روایات اور امام ابوعمرو بصریؒ کی قراءت اور امام دوریؒ کی روایت پڑھی جاتی ہے وہاں مدنی اول: ۶۲۱۴ مستعمل ہے۔

موجود تقسیم آیات ورکوعات کی جدول بندی

نمبر	نام سورت	نزول	آیت	رکوع	نمبر	نام سورت	نزول	آیت	رکوع
1	اَلْفَاتِحَةُ	مکی	۷	۱	2	اَلْبَقَرَةُ	مدنی	۲۸۶	۴۰
3	اٰلِ عِمْرٰنْ	مدنی	۲۰۰	۲۰	4	اَلنِّسَآءِ	مدنی	۱۷۶	۲۴
5	اَلْمَآئِدَةُ	مدنی	۱۲۰	۱۶	6	اَلْاَنْعَامُ	مکی	۱۶۵	۲۰
7	اَلْاَعْرَافُ	مکی	۲۰۶	۲۴	8	اَلْاَنْفَالُ	مدنی	۷۵	۱۰
9	اَلتَّوْبَةُ	مدنی	۱۲۹	۱۶	10	يُوْنُسْ	مکی	۱۰۹	۱۱
11	هُوْدْ	مکی	۱۲۳	۱۰	12	يُوْسُفْ	مکی	۱۱۱	۱۲
13	اَلرَّعْدُ	مدنی	۴۳	۶	14	اِبْرٰهِيْمْ	مکی	۵۲	۷
15	اَلْحِجْرُ	مکی	۹۹	۶	16	اَلنَّحْلُ	مکی	۱۲۸	۱۶
17	بَنِيْٓ اِسْرَآئِلَ	مکی	۱۱۱	۱۲	18	اَلْكَهْفُ	مکی	۱۱۰	۱۲
19	مَرْيَمْ	مکی	۹۸	۶	20	طٰهٰ	مکی	۱۳۵	۸
		میزان	۱۱۳۶	۱۱۷			میزان	۱۳۴۷	۱۶۰

نمبر	سورت		آیات	رکوع	نمبر	سورت		آیات	رکوع
	سابقہ میزان		۱۱۳۶	۱۱۷		سابقہ میزان		۱۳۴۷	۱۶۰
21	اَلْاَنْبِیَآءِ	مکی	۱۱۲	۷	22	اَلْحَجّ	مدنی	۷۸	۱۰
23	اَلْمُؤْمِنُوْنَ	مکی	۱۱۸	۶	24	اَلنُّوْر	مدنی	۶۴	۹
25	اَلْفُرْقَانْ	مکی	۷۷	۶	26	اَلشُّعَرَآءِ	مکی	۲۲۷	۱۱
27	اَلنَّمَلْ	مکی	۹۳	۷	28	اَلْقَصَصْ	مکی	۸۸	۹
29	اَلْعَنْکَبُوْتْ	مکی	۶۹	۷	30	اَلرُّوْم	مکی	۶۰	۶
31	لُقْمٰنْ	مکی	۳۴	۴	32	اَلسَّجْدَہْ	مکی	۳۰	۳
33	اَلْاَحْزَابْ	مدنی	۷۳	۹	34	سَبَا	مکی	۵۴	۶
35	فَاطِرْ	مکی	۴۵	۵	36	یٰسٓ	مکی	۸۳	۵
37	وَالصّٰفّٰتْ	مکی	۱۸۲	۵	38	صٓ	مکی	۸۸	۵
39	اَلزُّمَرْ	مکی	۷۵	۸	40	اَلْمُؤْمِنْ	مکی	۸۵	۹
41	حٰمٓ اَلسَّجْدَہْ	مکی	۵۴	۶	42	اَلشُّوْرٰی	مکی	۵۳	۵
43	اَلزُّخْرُفْ	مکی	۸۹	۷	44	اَلدُّخَانْ	مکی	۵۹	۳
45	اَلْجَاثِیَہْ	مکی	۳۷	۴	46	اَلْاَحْقَافْ	مکی	۳۵	۴
47	مُحَمَّدْ	مدنی	۳۸	۴	48	اَلْفَتْح	مدنی	۲۹	۴
49	اَلْحُجُرٰتْ	مدنی	۱۸	۲	50	قٓ	مکی	۴۵	۳
51	اَلذّٰرِیٰتْ	مکی	۶۰	۳	52	اَلطُّوْرْ	مکی	۴۹	۲
53	اَلنَّجْمْ	مکی	۶۲	۳	54	اَلْقَمَرْ	مکی	۵۵	۳
55	اَلرَّحْمٰنْ	مدنی	۷۸	۳	56	اَلْوَاقِعَہْ	مکی	۹۶	۳
57	اَلْحَدِیْدْ	مدنی	۲۹	۴	58	اَلْمُجَادَلَہْ	مدنی	۲۲	۳
	میزان		۲۴۷۹	۲۱۷		میزان		۲۶۴۷	۲۶۳

	سابقہ	میزان	۲۴۷۹	۲۱۷		سابقہ	میزان	۲۶۴۷	۲۶۳
59	اَلْحَشْرُ	مدنی	۲۴	۳	60	اَلْمُمْتَحِنَةُ	مکی	۱۳	۲
61	اَلصَّفّ	مدنی	۱۴	۲	62	اَلْجُمُعَةُ	مدنی	۱۱	۲
63	اَلْمُنٰفِقُوْنَ	مدنی	۱۱	۲	64	اَلتَّغَابُنْ	مدنی	۱۸	۲
65	اَلطَّلَاقُ	مدنی	۱۲	۲	66	اَلتَّحْرِيْمُ	مدنی	۱۲	۲
67	اَلْمُلْكُ	مکی	۳۰	۲	68	اَلْقَلَمُ	مکی	۵۲	۲
69	اَلْحَآقَّةُ	مکی	۵۲	۲	70	اَلْمَعَارِجُ	مکی	۴۴	۲
71	نُوْحٌ	مکی	۲۸	۲	72	اَلْجِنّ	مکی	۲۸	۲
73	اَلْمُزَّمِّلُ	مکی	۲۰	۲	74	اَلْمُدَّثِّرُ	مکی	۵۶	۲
75	اَلْقِيٰمَةُ	مکی	۴۰	۲	76	اَلدَّهْرُ	مدنی	۳۱	۲
77	اَلْمُرْسَلٰتُ	مکی	۵۰	۲	78	اَلنَّبَاءِ	مکی	۴۰	۲
79	اَلنّٰزِعٰتُ	مکی	۴۶	۲	80	عَبَسَ	مکی	۴۲	۱
81	اَلتَّكْوِيْرُ	مکی	۲۹	۱	82	اَلْاِنْفِطَارُ	مکی	۱۹	۱
83	اَلْمُطَفِّفِيْنَ	مکی	۳۶	۱	84	اَلْاِنْشِقَاقُ	مکی	۲۵	۱
85	اَلْبُرُوْجُ	مکی	۲۲	۱	86	اَلطَّارِقُ	مکی	۱۷	۱
87	اَلْاَعْلٰى	مکی	۱۹	۱	88	اَلْغَاشِيَةُ	مکی	۲۶	۱
89	اَلْفَجْرُ	مکی	۳۰	۱	90	اَلْبَلَدُ	مکی	۲۰	۱
91	اَلشَّمْسُ	مکی	۱۵	۱	92	اَللَّيْلُ	مکی	۲۱	۱
93	اَلضُّحٰى	مکی	۱۱	۱	94	اَلَمْ نَشْرَحْ	مکی	۸	۱
95	اَلتِّيْنُ	مکی	۸	۱	96	اَلْعَلَقُ	مکی	۱۹	۱
		میزان	۲۹۷۶	۲۲۸			میزان	۳۱۴۹	۲۹۲

سابقہ میزان: ۲۹۷۶ ۲۴۸ — سابقہ میزان: ۳۱۴۹ ۲۹۲

97	اَلْقَدْرُ	مکی	۵	۱	98	اَلْبَیِّنَۃُ	مدنی	۸	۱
99	اَلزِّلْزَالُ	مدنی	۸	۱	100	اَلْعٰدِیٰتُ	مکی	۱۱	۱
101	اَلْقَارِعَۃُ	مکی	۱۱	۱	102	اَلتَّکَاثُرُ	مکی	۸	۱
103	اَلْعَصْرُ	مکی	۳	۱	104	اَلْھُمَزَۃُ	مکی	۹	۱
105	اَلْفِیْلُ	مکی	۵	۱	106	قُرَیْشٌ	مکی	۴	۱
107	اَلْمَاعُوْنُ	مکی	۷	۱	108	اَلْکَوْثَرُ	مکی	۳	۱
109	اَلْکَافِرُوْنُ	مکی	۶	۱	110	اَلنَّصْرُ	مکی	۳	۱
111	اَللَّھَبُ	مکی	۵	۱	112	اَلْاِخْلَاصُ	مکی	۴	۱
113	اَلْفَلَقُ	مکی	۵	۱	114	اَلنَّاسُ	مکی	۶	۱

میزان: ۳۰۳۱ ۲۵۷ — میزان: ۳۲۰۵ ۳۰۱ ۵

آیات کی کل میزان: ۳۰۳۱+۳۲۰۵=<u>۶۲۳۶</u> — رکوعات کی کل میزان: ۲۵۷+۳۰۱=<u>۵۵۸</u>

کوفی شمار کی سند: قراء سبع کے چوتھے امام قاری حمزہ زیاتؒ نے ابن ابی لیلیٰؒ سے آپ نے ابو عبدالرحمٰن سلمیؒ اور آپؒ نے حضرت علیؓ سے نقل کیا ہے۔

۵۔ **مکی اور مدنی سورتیں:** سورتوں کے عنوان کے طور پر ان کے نام اور آیات کی تعداد لکھنے کا طریقہ چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوا۔ تاہم ہمارے ہاں رکوعات کی تعداد بھی درج ہے۔ سورتوں کے ساتھ مکیہ اور مدنیہ لکھنے کا رواج چھٹی صدی ہجری کے بعد سے ہوا ہے۔ مکی اور مدنی سورتوں کی تعداد کے حوالے سے روایات بہت مختلف ہیں البتہ معمولی فرق کے ساتھ دو قول زیادہ مشہور ہیں۔ تمیں پاروں میں سے الف: مکی: ۱۹/۳۰ حصہ اور ۸۶ سورتیں۔ مدنی: ۱۱/۳۰ حصہ اور ۲۸ سورتیں۔

ب: مکی: ۸۷۔ مدنی: ۲۷۔

۶: آیات کی تعداد کے حوالے سے سورتوں کی تقسیم:

الف: **سَبْعُ الطِّوَالُ**: سبع کا معنی سات، طوال، طول سے ہے جس کا معنی زیادہ لمبی کے ہیں یعنی سات زیادہ لمبی سورتیں۔ جن کی آیات کی تعداد سو سے زیادہ ہے۔ سورت بقرہ سے سورت انفال اور براءت ۸/۹ دونوں کو شامل کر کے۔ یہ سورتیں فضیلت کے اعتبار سے تورات کے برابر ہیں۔

ب: **مِئِیْنْ**: ایسی سورتیں جن کی آیات کی تعداد سو کے قریب یا سو ہو، **مِئِیْنْ** کہلاتی ہیں۔ **مِائَۃٌ** سو کی تعداد کو کہتے ہیں۔ یہ سورتیں فضیلت کے اعتبار سے زبور کے برابر ہیں۔ یہ سورت **یُوْنُسْ** سے سورت **فَاطِر** تک چھبیس (۲۶) سورتیں ہیں۔

ج: **اَلْمَثَانِیْ**: المثانی کا لغوی معنی بار بار ذکر کیے ہوئے مضامین کے ہیں اور یہ ایسی سورتیں ہیں جن کی آیات کی تعداد سو سے کم یا کچھ زیادہ ہے۔ فضیلت کے اعتبار سے انجیل کے برابر ہیں۔ یہ سورت یٰسٓ سے سورت **حُجُرٰتْ** تک چودہ سورتیں ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کی مثالیں قصص اور عبرت ونصیحت کی باتوں کا ذکر بار بار کیا ہے اس لیے یہ المثانی کہلاتی ہیں۔

د: **مُفَصَّلَاتْ**: مفصلات، مفصل کی جمع ہے یعنی مضامین کے اعتبار سے مکمل سورتیں یا ان سورتوں میں بہت کم فاصلہ پر بسم اللہ کے ذریعے فصل یعنی جدائی ہو جاتی ہے، مفصلات کہلاتی ہیں۔ یہ سورت "قٓ" ۵۰ سے سورت اَلنَّاسُ تک کل پینسٹھ (۶۵) سورتیں ہیں۔

یہ مزید تین حصوں میں تقسیم ہیں:

(i) طوال مفصل: سورت "قٓ" ۵۰ سے سورت اَلْبُرُوْج (۸۵) تک۔ کل: ۳۶ سورتیں۔

(ii) اوساط مفصل (درمیانی): سورت طارِق: ۸۶ سے اَلْبَیِّنَۃ (۹۸) تک۔ کل: ۱۴ سورتیں۔

(iii) قصار مفصل (چھوٹی): سورت اَلزِّلْزَال (۹۹) سے سورت اَلنَّاس (۱۱۴) تک۔ کل: ۱۵ سورتیں۔ آخری دو سورتوں، اَلْفَلَق اور اَلنَّاس کو مُعَوِّذَتَیْن کہتے ہیں۔ مفصلات کی فضیلت اس

حوالے سے ہے کہ ان میں ایک ایسی آیت ہے جو ہزار آیات سے بہتر ہے۔ اسے مخفی رکھنا لیلۃ القدر اور جمعہ کے روز قبولیتِ دعا کی گھڑی کی مانند ہے تاکہ فرمانبردار امتی زیادہ ثواب کی غرض سے اس کی جستجو کرے۔

☆ مفصلات کی یہ درجہ بندی مختلف فرض نمازوں میں پڑھنا سنت ہے:

(i) طوال مفصل: نمازِ فجر اور ظہر (ii) اوساط مفصل: عصر اور عشاء (iii) قصار مفصل: نمازِ مغرب

۷: **مُسَبِّحَاتْ**: قرآنِ حکیم کی سات سورتیں جو لفظ سُبْحٰنَ ۱۷ . سَبَّحَ: ۵۷۔۵۹۔۶۱، يُسَبِّحُ: ۶۲۔۶۴ ور سَبِّحْ: ۸۷ سے شروع ہوتی ہیں مسبحات کہلاتی ہیں۔

☆ حرف مقطع "حٰمٓ" سے شروع ہونے والی سات سورتوں کو حوامیم کہتے ہیں۔ جو سورت اَلْمُؤْمِنْ: ۴۰ سے سورت الْاَحْقَافْ: ۴۶ تک تسلسل کے ساتھ آئی ہیں۔

۸: **بعض سورتوں کی آخری آیات کا جواب دینا**: آخری آیات کا جواب دینا احادیث سے ثابت ہے اور آدابِ قرآنی میں سے ہے: **الف**: سورت رَحْمٰن ۵۵: **فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ**۔ ترجمہ: "سو تم اپنے پرودگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے" جواب: **وَلَا بِشَيْءٍ مِّنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ**۔ ترجمہ: "اور ہم اے پروردگار آپ کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے ہیں پس تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں"۔

ب: سورت ملک ۶۷: **فَمَنْ يَّاْتِيْكُمْ بِمَآءٍ مَّعِيْنٍ**۔ ترجمہ "(خدا کے سوا) کون ہے جو تمہارے لیے شیریں پانی کا چشمہ بہالائے"۔ جواب: **اَللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ**۔ ترجمہ: "اللہ رب العالمین ہی لائیں گے"۔

ج: سورت قیامہ ۷۵: **اَلَيْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يُّحْيِ الْمَوْتٰى**۔ ترجمہ: "کیا وہ ذات اس پر قادر نہیں کہ مردوں کو زندہ کر دے"؟ جواب: **بَلٰى** "کیوں نہیں! ضرور قادر ہے"۔

د: سورت مرسلت ۷۷: فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ۔ ترجمہ: ''تو وہ لوگ اس کلام کے بعد اور کون سے کلام پر ایمان لائیں گے''؟ جواب: اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ بِکِتٰبِهٖ۔ ترجمہ: میں اللہ تعالیٰ اور اس کی کتاب پر ایمان لے آیا''۔

ہ: سورت اعلیٰ ۸۷: سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى ۔ترجمہ: ''اے پیغمبر ﷺ اپنے پروردگار جلیل الشان کے نام کی تسبیح کیجئے ''۔ جواب: سُبْحٰنَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ۔ ترجمہ: پاک ہے میرا پروردگار بڑا عالی شان ''۔

و: سورت غاشیہ ۸۸: ثُمَّ اِنَّ عَلَیْنَا حِسَابَهُمْ ۔ترجمہ: '' پھر ہم ہی کو ان سے حساب لینا ہے''
جواب: اَللّٰهُمَّ حَاسِبْنَا حِسَابًا یَّسِیْرًا: ''اے اللہ! ہمارا (روزِ محشر) حساب آسان فرما''۔

ز: سورت التین ۹۵: اَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ ۔ ترجمہ: ''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟''۔ جواب: بَلٰی وَ اَنَا عَلٰی ذٰلِكَ مِنَ الشّٰهِدِیْنَ۔
ترجمہ: '' کیوں نہیں! یقیناً اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین ہیں اور میں اس پر منجملہ گواہی دینے والوں کے ہوں

ح: سورت والضحیٰ: ۹۳ سے سورت الناس: ۱۱۴ تک بائیس سورتوں کے آخر اور خصوصاً ختم قرآن پر اَللّٰهُ اَکْبَرُ پڑھنا مسنون ہے۔

۹: بَسْمَلَه: اس کا معنی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھنا ہے۔ جس کی مزید تفصیل یہ ہے: عربی کا ایک معروف قاعدہ ہے کہ اہل علم جملہ کو مختصر کر کے کسی فعل کے وزن پر لے آتے ہیں اور اس فعل سے پورے جملہ کے معنی مراد لیتے ہیں۔ بسملہ اسی اصول کے تحت بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا اختصار ہے۔ بسملہ کے علاوہ اور جملے بھی بطور اختصار رائج ہیں: حَمْدَلَ : اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔
حَوْقَلَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھنا ہے۔

۱۰: غارِ حرا سے پہلی وحی کا نزول: الف: سورت علق: ۹۶ کی پہلی پانچ آیات: اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ ○..... عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ○

دوسری وحی سورت مدثر: ۷۴ کی پہلی سات آیات: يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ○ قُمْ فَاَنْذِرْ..... ○ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ○

ب: سب سے پہلے نازل ہونے والی مکمل سورت: سورت فاتحہ ہے۔ یہ دو مرتبہ نازل ہوئی ہے۔ پہلی مرتبہ معراج سے پہلے، ابتداءِ وحی سے فجر اور عصر کی دو نمازوں میں بطور حمد و ثناء پڑھی جاتی تھی۔ دوسری مرتبہ معراج کے بعد پانچ وقت کی نمازیں فرض ہونے کی وجہ سے باقاعدہ قرآن کی ایک سورت کی حیثیت سے نازل ہوئی، اس اعتبار سے اس کی نزولی ترتیب کا نمبر پانچواں ہے۔

سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت بقرہ کی آیت: ۲۸۱ ہے: الف: وَاتَّقُوْا يَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِيْهِ اِلَى اللّٰهِ ۣ ثُمَّ تُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ○ ۲-۲۸۱

ب: آخر میں نازل ہونے والی مکمل سورت: سورت نصر: ۱۱۰: اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ○ جو حجۃ الوداع کے موقع پر ایام تشریق کے دوران میں نازل ہوئی۔

ج: امت مسلمہ کے لیے آخری اعلانِ عام جو حجۃ الوداع کے خطبہ میں بیان ہوا:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا ۭ

(سورت مائدہ: ۵-۳ کا درمیانی حصہ)

۱۱: ایک کلمہ کی آیات: قرآنِ حکیم میں ایک کلمہ کی کل آیات انتیس (۲۹) ہیں جن میں بیس (۲۰) حروفِ مقطعات میں سے ہیں: الٓمّٓ: چھ، حٰمٓ سات، طٰسٓمّٓ: دو مرتبہ اور طٰهٰ، یٰسٓ، الٓمّٓصٓ، عٓسٓقٓ، اور كٓهٰيٰعٓصٓ: پانچوں ایک ایک مرتبہ کل تعداد: بیس ہے۔ اس کے علاوہ سورت رحمٰن: ۵۵ کی پہلی آیت: اَلرَّحْمٰنُ اور آیت ۶۴: مُدْهَآمَّتٰنِ ○ دو سورتوں کے شروع میں

اَلْحَاۗقَّةُ ۝ ۶۹ اور اَلْقَارِعَةُ ۝ ۱۰۱۔ کلماتِ قسم میں سے: وَالْفَجْرِ ۝ ۸۹، وَالطُّوْرِ ۝ ۵۲۔ وَالضُّحٰى ۝ ۹۳، وَالْعَصْرِ ۝ ۱۰۳ اور سورت الناس میں اَلْخَنَّاسِ ۝ ان پانچ مواقع پر ایک کلمہ کی آیت شمار کریں تو مجموعی تعداد: ۲۹ ہو جاتی ہے۔

۱۲: سب سے بڑی آیت: سورت بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۲ ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ط .. وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝ اسے آیت مدانیہ کہتے ہیں۔

۱۳: ایسی آیات جن میں تمام حروف ہجاء آئے ہیں دو ہیں الف: آیتِ مدانیہ جو اوپر بیان ہوئی ہے۔

ب: مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط...... مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ ۴۸۔ ۲۹

۱۴: آیاتِ ترجیع: ترجیع کا لغوی معنی بار بار دہرانا ہے۔ اصطلاحاً جب آپ کا مخاطب ضدی "میں نہ مانوں" والی ذہنیت اور انتہائی ہٹ دھرم ہو تو ایسی قوم، قبیلہ یا شخص کو اس کی خیر خواہی اور فلاں کی غرض سے توجہ کے لائق ایک معقول بات کو تھوڑے تھوڑے وقفہ سے بار بار دہرانا ہے۔ قرآن حکیم میں ترجیع کا یہ اسلوب بھی اسی حوالے سے ہے۔ آیات ترجیع کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

الف: اَلشُّعَرَآءِ ۲۶: اس سورت کی دو آیات جو ساتھ ساتھ آئی ہیں، کو آٹھ مرتبہ دہرایا گیا ہے:

(i) اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ط وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ ترجمہ: بے شک اس میں (قدرت الٰہی کی عظیم) نشانی ہے۔ مگر ان میں سے اکثر ایمان لانے والے نہیں ہیں۔

(ii) وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ ترجمہ: اور بلاشبہ تمہارا پروردگار البتہ وہ ہے (جو) نہایت غالب (اور) بہت مہربان ہے۔ آیاتِ ترجیع: ۸۔ ۹ ☆ ۶۷۔ ۶۸ ☆ ۱۰۳۔ ۱۰۴ ☆ ۱۲۱۔ ۱۲۲ ☆ ۱۳۹۔ ۱۴۰ ☆ ۱۵۸۔ ۱۵۹ ☆ ۱۷۴۔ ۱۷۵ ☆ ۱۹۰۔ ۱۹۔

ب: اَلصّٰٓفّٰتُ ۳۷: وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ ترجمہ: اور ان کا ذکر (خیر) بعد والوں میں (باقی) چھوڑ دیا۔ یہ آیت تین مرتبہ دہرائی گئی ہے۔ آیاتِ ترجیع: ۱۰۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۹ ہیں۔

ج: اَلْقَمَرُ ۵۴: اس سورت میں آیتِ ترجیع کی تعداد چار ہے: وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ۝ ترجمہ: اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لیے آسان کر دیا تو کیا کوئی ہے نصیحت حاصل کرنے والا؟ آیات ترجیع: ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰۔

د: اَلرَّحْمٰنُ ۵۵: فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ۝ ترجمہ: (اے جنو اور انسانو! ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟ یہ آیتِ ترجیع اکتیس (۳۱) مرتبہ دہرائی گئی ہے۔

ہ: اَلْمُرْسَلٰتُ ۷۷: وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ۝ ترجمہ: ''اس دن جھٹلانے والوں کے لیے خرابی ہے''۔ آیات ترجیع دس (۱۰) ہیں: ۱۵، ۱۹، ۲۴، ۲۸، ۳۴، ۳۷، ۴۰، ۴۵، ۴۷، ۴۹۔

۱۵: سب سے بڑے کلمات: فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ: ۲۔۱۸۶، فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ: ۱۵۔۲۲ اور وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ: ۴۔۷۵ ہیں۔ دوسرے کلمہ کے نون پر کھڑی زبر کی بجائے الف اور آخری کلمہ کے شروع میں ''و'' شمار کرنے سے کل گیارہ حروف پر مشتمل ہیں۔

☆ دس حروف کی بناوٹ والے حروف: اَلْمُسْتَقْدِمِيْنَ: ۱۵۔۲۴ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا: ۱۱۔۲۸ اِقْتَرَفْتُمُوْهَا ۹۔۲۴ اور لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ ۲۴۔۵۵ ہیں۔

☆ سب سے چھوٹے کلمات: ایسے بامعنی کلمات کی تعداد تو بہت ہے چند مثالیں درج ہیں:

بِ: ساتھ ۔ فَ: پھر۔ بعدازاں۔ كَ: کی مانند ۔ لِ: کے لیے ۔ لَ: لام تاکید: مَا۔ لَا: نہیں۔

۱۶: نمازوں کے اوقات: قرآنِ حکیم میں نمازوں کے نام اور وقت کی نشاندہی سورت روم ۳۰۔ ۱۷/ ۱۸ میں بیان ہوئی ہے۔ نماز پڑھنے کا تاکیدی حکم مختلف حوالوں سے کل ترانوے (۹۳) آیات میں آیا ہے۔ جن میں نماز، نمازیوں اور جائے نماز کا ذکر شامل ہے۔

۱۷: قرآنِ حکیم میں اللہ تعالیٰ سبحانہ کا ذاتی نام'' اَللّٰهُ '' ۲۶۹۷ مرتبہ آیا ہے۔

۱۸: قرآنِ حکیم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سمیت انبیاء علیہم السلام کے کل انتیس (۲۹) نام آئے ہیں۔

درج ذیل تین نام اشارتاً مذکور ہیں۔ حضرت حزقیل، حضرت یوشع اور حضرت شیموئیل علیہم السلام۔

۱۹: نبی اکرم ﷺ کا نام مبارک مُحَمَّدٌ ﷺ چار مرتبہ اور اَحْمَدُ ﷺ ایک مرتبہ آیا ہے۔

۲۰: حضرت زید بن حارثہؓ واحد صحابی ہیں جن کا نام قرآن مجید میں آیا ہے۔ علاوہ ازیں ذوالقرنین، طالوت، لقمان (نبی اور حکیم ہونے میں اختلاف ہے) اصحابِ کہف اور اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ جیسے ابرار (نیک لوگوں) کے نام نامی بھی موجود ہیں۔ اشرار (شریر لوگوں) کے نام بھی موجود ہیں: شَیْطٰنٌ۔ اَبُوْ لَهَبٍ۔ جَالُوْتَ۔ سَامِرِیٌّ شاہِ مصر (جس کا لقب فرعون تھا) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور کے فرعون کا نام مرنفتح ثانی تھا اور قَارُوْنَ۔ هَامٰنَ وغیرہ۔

۲۱: قرآن حکیم میں عورتوں میں صرف حضرت مَرْيَمُ علیہا السلام کا نام مبارک موجود ہے۔ آپ کی والدہ محترمہ کا نام حضرت نوح، حضرت لوط علیہم السلام، عزیز شاہ مصر اور فرعون کی بیوی (آسیہ جو مسلمان ہونے کی وجہ سے شہید کردی گئیں) ان تمام عورتوں کے نام اِمْرَاَتُ کے ساتھ آئے ہیں

۲۲: قرآنِ حکیم کا پہلا ترجمہ حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم سے فارسی زبان میں ہوا۔ آنحضور ﷺ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ وہ سورۃ فاتحہ کا فارسی زبان میں ترجمہ کر کے اہل (فارس) ایران کو بھیجیں۔ برعظیم پاک و ہند میں قرآنِ مجید کا فارسی زبان میں پہلا ترجمہ ۱۷۳۹ عیسوی میں حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے ''فتح الرحمٰن'' کے نام سے کیا۔ ۱۸۰۵ عیسوی میں آپ کے نامور فرزندان شاہ رفیع الدین اور شاہ عبدالقادر رحمہم اللہ نے اردو ترجمہ ''موضوع القرآن'' کے نام سے شائع کیا۔ ۱۸۰۵ عیسوی سے لے کر موجودہ دور تک کم و بیش ایک ہزار اردو تراجم ہوئے ہیں۔

۲۳: انگریزی زبان میں ترجمہ: کسی انگریز مسلمان کا پہلا ترجمہ ۱۹۳۰ عیسوی میں جناب محمد مرمڈیوک نے ''The meaning of glorious Quran'' کے نام سے کیا۔ انگریزی زبان میں کسی انگریز نومسلم کا دوسرا مستند ترجمہ علامہ محمد اسد کا ہے جو ''The Message of Quran'' کے نام سے ۱۹۸۰ء میں شائع ہوا ہے اور کسی مسلمان کا پہلا مستند انگریزی ترجمہ عبداللہ یوسف علی

نے کیا جو ۱۹۳۴ء میں پہلی مرتبہ شائع ہوا۔

۲۴: **قرآنِ حکیم کے نادر نسخے:** قرآنِ حکیم کے نادر و نایاب نسخے قرآن منزل، پنجاب لائبریری لائبریری روڈ نزد ٹولنٹن مارکیٹ لاہور میں زیارت اور معلومات کے لیے موجود ہیں۔

الف: مصحف عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا چمڑے پر خطِ کوفی سے پہلے کے رسم الخط میں بغیر نقاط اور اعراب کے لکھا ہوا موجود ہے۔ ب: امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کا خطِ کوفی میں تحریر کردہ قرآن

ج: بادشاہ اورنگ زیب کے ہاتھ سے باریک لٹھے کے کپڑے پر لکھا ہوا قرآنِ حکیم۔

د: خطِ نستعلیق میں لکھا ہوا ایرانی قرآن مجید۔ ہ: الفی قرآن شریف جس کی ہر سطر الف سے شروع ہوتی ہے۔ یہ قرآنِ حکیم چھپ چکا ہے۔

۲۵: **نزولِ قرآن کے دور میں اساتذہ کرامؓ:** آنحضور ﷺ کی جانب سے چار صحابہ ؓ کو خصوصی طور پر امت کے استاد ہونے کا اعزاز حاصل ہے: الف: حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ب: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ج: حضرت سالم مولیٰ ابی حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ د: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت ابی بن کعبؓ کے متعلق فرمایا:

اَقْرَؤُکُمْ اُبَیٌّ: ''تم میں سب سے بڑے قاری ابی بن کعبؓ ہیں'' اسی حوالے سے دس آئمہ قراءات میں سے اکثر آئمہ قراءات کا سلسلۂ سند حضرت ابی بن کعبؓ کے واسطہ سے ہے۔ نیز آپ کو یہ اعزاز و امتیاز بھی حاصل ہے کہ حضرت عمرؓ جب نمازِ تراویح کو جماعت کی صورت میں منظم کیا تو آپ ہی کو اس کا امام مقرر فرمایا۔

۲۶: **علمِ تجوید کی اہمیت کو بیان کرنے والی آیات:** علم تجوید کی اہمیت کو اجاگر کرنے والی بعض آیات کا حوالہ موقع کی مناسبت سے پچھلے اسباق میں بیان ہو چکا ہے۔ علم تجوید کی اہمیت واضح کرنے کے لیے کتاب کے آخری سبق میں بھی لفظ ''یَتْلُوْا'' والی دو آیات مع ترجمہ بطور یاددہانی درج ہیں۔

الف: رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔ ۲:۱۲۹

''اے ہمارے اللہ! اوراس جماعت کے اندرانھیں میں سے ایک ایسے رسول مقرر کیجئے جوان لوگوں کو آپ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سنایا کریں اور ان کو کتاب (قرآن) حکمت کی تعلیم دیا کریں اور ان کو پاک کر دیں۔ بلاشبہ آپ ہی بہت قدرت اور حکمت والے ہیں''۔

یہ آیت کریمہ دراصل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دعائیہ کلمات پر مشتمل ہے جو آپ اور آپ کے بیٹے اسمٰعیل علیہما السلام نے بیت اللہ کی نئے سرے سے بنیاد اٹھاتے ہوئے مانگی تھی۔ اس میں درحقیقت منصب رسالت کا بنی اسرائیل سے بنی اسماعیل کی طرف منتقل ہونے کا اشارہ اور نبی اکرم ﷺ کی شانِ نبوت کا اعلان ہے۔ جس میں چار فرائضِ نبوت کا ذکر ہے:

۱: تلاوتِ آیات ۲: تعلیمِ کتاب ۳: تعلیمِ حکمت ۴: تزکیہ نفس۔

ان فرائضِ نبوت میں قرآنِ حکیم کی تلاوت کرنا۔ لوگوں کو سنانا اور سکھانا فریضہ نبوت میں سب سے پہلا فرض ہے۔ جس سے علم تجوید کی اہمیت ظاہر ہوتی ہے۔

ب: رَسُولًا يَّتْلُوا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّورِ ؕ ۶۵:۱۱

" ایک ایسا رسول (بھیجا) جو تم کو اللہ کے صاف صاف احکام پڑھ کر سناتے ہیں تاکہ ایسے لوگوں کو جو ایمان لائیں اور اچھے عمل کریں۔ ان کو تاریکیوں سے (ایمان وعمل کے) نور کی طرف لے آئیں"۔

☆ اسی حوالے سے یہ آیات بھی توجہ کے لائق ہیں: ۲:۱۵۱☆ ۳:۱۶۴ ☆ ۲۸:۵۹☆ ۹۸:۲/۳۔

۲۷: آدابِ تلاوت: تلاوت کے دوران درج ذیل آداب کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے: ۱: قرآن کو چھونے سے پہلے وضو، مسواک اور ہو سکے تو خوشبو لگانا۔ تاہم زبانی تلاوت بغیر وضو کے جائز ہے۔

۲: قبلہ رو، دوزانو ہو کر بیٹھنا بہتر ہے۔ البتہ کسی عذر کی صورت میں تکیہ یا سہارا لے کر بیٹھ سکتے ہیں۔ ۳: خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے پڑھنا۔ ریا اور نمائش سے بچنا۔ ۴: تلاوت کے لیے سب سے بہتر جگہ مسجد اور بہترین وقت رات کا پچھلا پہر اور نمازِ فجر سے پہلے یا بعد پڑھنا۔ ۶: قرآنِ حکیم کو دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے دوگنی فضیلت کا باعث ہے۔ ۷: قرآنِ پاک کو قدرے اونچی جگہ، رحل یا پاک تکیہ پر رکھنا۔ ۸: موقع محل کے مطابق دھیمی یا اونچی آواز دونوں طرح سے پڑھنا لیکن ایسی جگہ جہاں لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں آہستہ آواز سے پڑھنا، اسی طرح نمازیوں کا بھی خیال رکھنا۔ ۹: آیاتِ رحمت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت طلب کرنا اور رحمت والوں کے ذکر پر ان کے ساتھی ہونے کی دعا کرنا۔ ۱۰: آیات عذاب اور عذاب والوں کے بیان پر اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا۔ ۱۱: آیات دعا پر انکساری سے دعا کرنا۔ تسبیح کے وقت تسبیح کرنا۔ ۱۲: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک آئے تو درود پاک پڑھنا۔ ان تمام مواقع پر دل میں شوق، ذوق اور خوف کا اثر اور کیفیت پیدا کرنی چاہیے۔

۱۳: آخر میں صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ پڑھنا، بلکہ یہ تمام مذکورہ کلمات ملا کر پڑھ سکتے ہیں۔ وَ بَلَّغَ رَسُوْلُہُ الْکَرِیْمُ وَ نَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ۔ اللہ عظیم نے سچ فرمایا اور اس کے رسول کریم نے پہنچایا۔ اور ہم سب اس پر گواہوں میں سے ہیں۔

تلاوت کے ختم پر صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ پڑھنے کا طریقہ درحقیقت درج ذیل آیات کریمات کے جواب میں بطور تصدیق اور اقرار کے ہے اور یہ قرآن حکیم کی ایک آیت بھی ہے۔

الف: وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا (النساء: ۸۷) اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ بات کا سچا کون ہوسکتا ہے۔

ب: وَعْدَ اللّٰہِ حَقًّا ۭ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ قِیْلًا ۝ (النساء: ۱۲۲)

"اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اللہ سے زیادہ وعدہ کا سچا کون ہوسکتا ہے۔"

قُلْ صَدَقَ اللّٰہُ (آل عمران: ۹۵)

۴۰ علمِ تجوید اور اس سے متعلقہ علوم کتب کی فہرست

علمِ تجوید کی تدوین اور مرتبین:

علمِ تجوید دو طریقوں پر وجود میں آیا۔ الف: مِنْ حَيْثُ الْاَدَاء ب: مِنْ حَيْثُ الْقَوَاعِدْ۔

الف : من حیث الاداء: آنحضرت ﷺ نے حضرت جبریل علیہ السلام سے سن کر یاد فرمایا اُسی طرح صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو قرآن پڑھنے کی تعلیم فرمائی۔ صحابہؓ چونکہ اہلِ زبان تھے۔ لہٰذ انہیں پڑھ کر سنا دینا ہی کافی تھا۔ یہ طریقہ من حیث الاداء کہلاتا ہے۔

ب: من حیث القواعد: جب عجمی اقوام حلقہ بگوش اسلام ہوئیں تو قرآنِ حکیم کو صحیح پڑھنے اور آنحضور ﷺ کی طرزِ ادا کی حفاظت اور آنے والی نسلوں کی تعلیم کے پیشِ نظر قواعد کو کتابی صورت میں مرتب کیا گیا اور یہ طریقہ من حیث القواعد کہلاتا ہے۔ ایسے جلیل القدر مرتبین اور آئمہ کرامؒ جنھوں نے علمِ تجوید کا ابتدائی کام کیا ان کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(i) امام خلیل بن احمد فراہیدیؒ ۱۷۰ ہجری: آپؒ نے سب سے پہلے اپنی کتاب ''کِتَابُ الْعَيْنْ'' میں مخارج کی وضاحت فرمائی اور علاماتِ ضبط یعنی حروف و الفاظ پر اعراب و علامات اور ہمزہ کی رائج الوقت شکلیں تجویز کیں۔ تجوید، لغت حروف کی اشکال، آواز اور لہجہ سے متعلق کتابیں مرتب کیں۔

(ii) عمرو بن عثمان بن قنبر رحمۃ اللہ علیہ جو سِيبُوَيْهْ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۱۸۰ ہجری۔

(iii) یحیٰ بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ جو فَرَّاء کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۲۰۷ ہجری۔

(iv) محمد بن مستنیر رحمۃ اللہ علیہ جو قُطْرُبْ کے لقب سے مشہور ہیں۔ ۲۰۹ ہجری۔

(v) سبع وعشرہ کے امام قارئ اَبُو عَمْرو حَفْصْ بِن عَمْرو دُورِیْ رحمۃ اللہ علیہ ۲۴۶ ہجری۔

(vi) محمد بن یزید رحمۃ اللہ علیہ جو مُبَرِّدْ کے لقب سے مشہور ہیں ۲۸۶ ہجری۔

ان آئمہ کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بعد زمانہ میں جمہور علماءِ نحو وصرف اور شیوخ قراء کرامؒ نے اس

فن کی تدوین میں نمایاں اور قابلِ ستائش کام کیا جو بفضلِ تعالیٰ اب تک جاری ہے۔

۱ : **ابتدائی قاعدے:** علماءِ تجوید اور قراء کرام نے اپنے تدریسی تجربہ کی بنیاد پر چھوٹے بچوں کی قرآنی تعلیم کے لیے ہر دور میں اپنے اپنے انداز سے مختلف قاعدے مرتب کیے۔ نورانی قاعدہ مرتبہ مولانا نور محمد لدھیانویؒ اور یسرنا القرآن مرتبہ قاری محمد اسماعیل افضلؒ آج سے تقریباً سو سال پہلے شائع ہوئے اور یہ دونوں قاعدے آج کل بھی خصوصی طور پر دینی مدارس میں پڑھائے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ عثمانی قاعدہ، سبحانی قاعدہ، آسمانی قاعدہ، مدنی قاعدہ، مکی قاعدہ، آسان قرآنی قاعدہ، تجویدی نورانی قاعدہ بعض مخصوص مدارس میں رائج ہیں۔ مکمل قرآنی قاعدہ مرتبہ شیخ القراء حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ: اس قاعدہ میں علمِ تجوید کے قواعد کی ترتیب کے مطابق صرف قرآنی الفاظ کی مثالیں درج ہیں البتہ قواعد کی تفصیل اور اساتذہ کرام کے لیے پڑھانے کی ہدایات ''قَوَاعِدُ هِجَآءِ الْقُرْاٰن'' نامی کتاب میں علیحدہ سے بیان کی ہیں۔ یہ تمام قاعدے چھوٹے بچوں کی ابتدائی قرآنی تعلیم کے لیے موزوں اور مفید ہیں کیونکہ ان کی ذہنی سطح اور استعداد اتنے اونچے درجہ کی نہیں ہوتی کہ وہ علمِ تجوید کی باریکیوں کو سمجھ سکیں۔ لہٰذا عمر کے اس مرحلہ کے دوران میں انھیں الفاظ کے ہجے کروانے اور رواں دونوں طریقوں سے الفاظ کو بذریعہ نقل مشق کروائی جاتی ہے۔ استاد محنت کرے اور بچہ بھی باقاعدہ حاضری کا اہتمام کرے تو اکثر بچے دو، اڑھائی اور تین سال کے دوران میں صحیح مخارج کے ساتھ قرآنِ حکیم کو روانی سے پڑھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی توجہ کے لائق ہے کہ یہ بچے قرآنِ حکیم کو کسی حد تک صحیح پڑھ لیتے ہیں لیکن انھیں علمِ تجوید کے قواعد کا علم نہیں ہوتا اور غلطی کا امکان رہتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمارے یہاں قرآنِ حکیم کو صحیح پڑھنے کی صلاحیت کافی کم ہے۔ لہٰذا تعلیم یافتہ بالغ حضرات کی توجہ اور تعلیم کے لیے ہی زیرِ نظر کتاب تحریر کی گئی ہے تاکہ وہ بچپن کے غیر معیاری تلفظ کو قواعد کے مطابق درست کر لیں۔ البتہ بالغ اور تعلیم یافتہ حضرات کے لیے تعلیمی لحاظ سے ایسے قاعدے موزوں اور مفید ہو سکتے ہیں جن میں قواعدِ تجوید عام فہم انداز میں بیان کیے گئے

ہوں تا کہ استاد سے پڑھ لینے کے بعد ان ابتدائی قاعدوں میں ہدایات کے زیرِ عنوان قواعد کی تفصیل کو از خود دہرا کر پختہ کر سکیں۔ ایسے حضرات کے لیے درج ذیل قاعدے قابلِ ترجیح ہیں:

۱: رحمانی قاعدہ: مؤلفہ قاری عبد الرحمٰن شجاع آبادی مدظلہ العالی ۲: رحیمی قاعدہ: مؤلفہ استاذ القراء مولانا قاری عبید اللہ رحیمیؒ ۳: اقراء قاعدہ: ترتیب کردہ اقراء، روضۃ الاطفال ٹرسٹ لاہور۔

۴: انجمن کا قرآنی قاعدہ: مؤلفہ پروفیسر ظفر اقبال۔ آپ نے ''تجویدی قرآنِ مجید'' بھی شائع کیا ہے۔ یہ قاعدہ خصوصی طور پر مذکورہ قرآن مجید پڑھنے والے طلبا و طالبات کے لیے موزوں ہے۔

۵: قاعدہ جمعیت تعلیم القرآن: عالم گیر مسجد، عالم گیر روڈ، بہادر آباد کراچی۔

۶: قرآنی قاعدہ: خدام القرآن ٹرسٹ انٹرنیشنل، مکتبۃ الاسلام کراچی۔

۷: قَوَاعِدُ هِجَاءِ الْقُرْاٰنْ / مکمل قرآنی قاعدہ: حضرت مولانا قاری محمد شریفؒ۔

۲ علمِ تجوید: علمِ تجوید کی یہ کتابیں تاریخ اشاعت کی ترتیب سے درج ہیں:

۱: ہدیۃ الوحید فی علم التجوید: استاد القراء القاری المقری محمد عبد الوحیدؒ پہلی مرتبہ: ۱۳۳۰ھ دوسری مرتبہ: ۱۳۵۵ھ موجودہ اشاعت مع حواشی منفردہ: استاذ القراء المقری اظہار احمد تھانویؒ ۱۴۲۱ھ

۲: جمال القرآن حکیم الامت حضرت مولٰنا حافظ قاری اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہٗ: ۱۳۳۴ھ

۳: عذار القرآن: استاد القراء القاری محمد اسمٰعیل پانی پتی: پہلی بار: ۱۳۵۴ھ دوسری بار: ۱۳۶۰ھ موجودہ اشاعت تصحیح و تصویب و حواشی: جناب قاری نجم الصبیح تھانوی حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۴: فوائد مکیہ: ماہرِ فنِ قراءات و تجوید شیخ العرب والعجم مولینا مقری عبد الرحمٰن مکی الہٰ آبادی قدس سرہٗ

۵: تیسیر التجوید: ماہرِ فنِ تجوید استاد المجودین الحاج الحافظ القاری عبد الخالقؒ۔

نوٹ: نمبر شمار ۲ اور ۴ میں درج دونوں کتابیں دینی مدارس میں علمِ تجوید کے نصاب میں داخل ہیں اس لیے طلبا و طالبات کی آسانی اور راہنمائی کے لیے اکثر اساتذہ کرام نے ان کی شرحیں لکھی ہیں

۶: جمال القرآن مع حاشیہ ایضاح البیان: استاد القراء جناب قاری محمد شریفؒ۔

۷: جمال القرآن مع شرح کمال الفرقان: استاد القراء مولانا قاری محمد طاہر رحیمیؒ۔

۸: جمال القرآن مع حواشی جدیدہ: استاد القراء القاری المقری اظہار احمد تھانویؒ۔

۹: تزئین القرآن شرح جمال القرآن: مولانا قاری شمس الرحمٰن نعمانی مدظلہ العالی۔

۱۰: جمال القرآن مع شرح انوار الفرقان: شیخ التجوید والمجودین مولانا قاری سید حسن شاہؒ۔

۱۱: فوائدِ مکیہ مع حاشیہ بے نظیر تعلیقاتِ مالکیہ: شیخ الکل ماہر تجوید وقراءات مولانا القاری المقری عبدالمالک علی گڑھیؒ۔

۱۲: فوائدِ مکیہ مع حاشیہ لمعات شمسیہ: استاذ القراء الحافظ القاری محمد یوسف سیالوی مدظلہ العالی۔

۱۳: شرح فوائد مکیہ: استاذ القراء والمجودین الشیخ القاری المقری محمد ادریس عاصم دامت برکاتہم۔

۱۴: تیسیر التجوید مع حواشی مفیدہ: فضیلۃ المقری الشیخ اظہار احمد تھانویؒ۔

۱۵: تسہیل التجوید فی تیسیر التجوید (بالسوال والجواب): قاری حبیب الرحمٰن مدظلہ العالی۔

۱۶: تجوید المبتدی المعروف فیضِ مکیہ: استاذ القراء جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق مدظلہ۔

۱۷: چالیس روزہ قاری کورس: جناب قاری محمد مشتاق صابری حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۱۸: مُقَدِّمَۃُ الْجَزَرِیَّۃ (عربی): قدوۃ المحققین عمدۃ المقرئین الشیخ الاجل شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد الجزریؒ متوفی ۸۳۳ ہجری۔ آپ کا یہ مقدمہ نظم میں ہے اور ایک سو آٹھ (۱۰۸) اشعار پر مشتمل ہے اور عالمِ اسلام میں علمِ تجوید کے نصاب کا حصہ ہے۔ ہمارے یہاں بھی اس کی اردو شرحیں دینی مدارس میں پڑھی اور پڑھائی جاتی ہیں۔ اس مقدمہ کی ایک عربی شرح ''اَلْمِنَحُ الْفِکْرِیَّۃ'': شارح ملا علی بن سلطان محمد قاری ہروی نزیلِ مکہ متوفی ۱۰۱۴ ہجری۔ پاک و ہند کے اکثر شیخ القراء کرام اس سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔ مقدمہ کی اردو شرحیں درج ذیل ہیں:

۱۹: ہندی شرح جزری: استاذ القراء والمجودین مولانا قاری محمد کرامت علی جون پوری رحمۃ اللہ علیہ۔ تصحیح وتصویب وحواشی قاری نجم الصبیح التھانوی حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۲۰: اَلْعَطَایَا الْوَھْبِیَۃ: رئیس الحفاظ شمس القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ۔

۲۱: اَلنَّفْحَةُ الْعَنْبَرِيَّهْ شَرْحِ اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزْرِيَّهْ: مولانا قاری ابوالحسن اعظمی فاضل دیوبند۔

۲۲: اَلْجَوَاهِرُ النَّقِيَّهْ شَرْحِ اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزْرِيَّهْ: حضرت صاحب الفضیلہ الاساتذ الجلیل المقری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۳: اَلتُّحْفَةُ الْمَرْضِيَّةُ فِيْ شَرْحِ اَلْمُقَدِّمَةُ الْجَزْرِيَّه: حضرت مولانا الحافظ المفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۴: مُعَلِّمُ التَّجْوِيْدِ لِلْمُتَعَلِّمِ الْمُسْتَفِيْدُ: استاذ القراءات قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۵: منهاج التجوید (عربی) فضیلۃ الشیخ المقری محمد اسمٰعیل الکندوی ؒ۔شرح اردو: محمد فداالله الکندوی

۲۶: اعجاز القران فی تجوید القرآن: استاذ القراء قاری سید محمد عنایت علی میرٹھی ؒ۔تصحیح: قاری نجم الصبیح

۲۷: خلاصۃ البیان فی تجوید القرآن (عربی): مولانا الحافظ المقری ضیاء الدین احمد الہ آبادی ؒ مع شرح اردو دراسۃ العرفان فی شرح خلاصۃ البیان: حضرت مولانا الحافظ المفتی عاشق الٰہی بلند شہری ؒ

۲۸: المرشد فی مسائلِ التجوید والوقف (سوالاً جواباً): حضرت صاحب الفضیلۃ الاساتذہ الجلیل المقری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۲۹: تجوید القرآن: مؤلفہ حافظہ قاریہ رافعہ مریم صاحبہ

۳۰: علمِ تجوید کی مختصر لیکن جامع کتب: مفتاح الکمال، کتاب التجوید، احسن التجوید، تحبیر التجوید خلاصۃ التجوید،، زینت المصحف، تجوید القرآن برائے سیکنڈری کلاسز صوبہ سرحد۔

۳: علم الوقف: ۱: مُعَلِّمُ الْاَدَاء فِي الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَاء: قاری سبعہ وعشرہ قراءات محمد تقی الاسلام شاگردِ رشید استاذ القراء قاری محمد شریف رحمۃ اللہ علیہ۔

۲: جامع الوقف مع معرفۃ الوقوف: استاذ القراء حضرت مولانا قاری ابنِ ضیا محبّ الدین احمد ؒ۔

۳: حسن الاقتداء فی الوقف والابتداء: استاذ القراء ابوالحسن اعظمی صدر شعبہ قراءات وتجوید دیوبند۔

۴: شارح الوقف فی حل جامع الوقف (بالسوال والجواب): قاری حبیب الرحمٰن حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۵: تکملة الوقوف فی حلِ معرفة الوقوف: (بالسوال والجواب): قاری حبیب الرحمٰن حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۶: وقف المبتدی: استاذ القراء جناب قاری محمد اسمٰعیل صادق مدظلہ العالی۔

۷: اَلْاِهْتِدَاءِ فِی الْوَقْفِ وَالْاِبْتِدَاءِ: فضیلة الشیخ القاری المقری محمد ادریس العاصم مدظلہ العالی

۴: علمِ رسم الخط: ۱: اَلْمُقْنِعُ فِیْ مَرْسُوْمِ مُصَاحِفُ اَهْلُ الْاَمْصَارُ (عربی):

امام مجد دعصر حافظِ قراءات سیدنا ابوعمرو عثمان بن سعید دانی اندلسی رحمة اللہ علیہ متوفی ۴۴۴ھجری۔اردو ترجمہ: معلوماتِ قرآنی: پروفیسر عبدالرزاق رحمة اللہ علیہ۔

۲: عَقِیْلَةَ اَتْرَابِ الْقَصَائِدَفِیْ اَسْنَی الْمَقَاصِدَ (عربی) جس کا سلیس ترجمہ: جو قصائد فصاحت و بلاغت میں ہم پلہ ہیں ان میں یہ سب سے عمدہ قصیدہ ہے جو اعلیٰ ترین مقصد میں ہے۔ اَبُوْ مُحَمَّدْ قَاسِمْ بِنْ فِیُّرَهْ بن ابی القاسم خلف بن احمد شاطبیؒ متوفی ۵۹۰ھجری۔یہ قصیدہ ۲۹۸ اشعار پر مشتمل ہے اور اشعار کے آخر میں حرف ''را'' آنے کی وجہ سے یہ رائیہ کے نام سے مشہور ہے

۳: اردو ترجمہ: اسہل الموارد فی شرح عقیلة اتراب القصائد: شیخ القراُ المقری فتح محمد پانی پتیؒ۔

۴: تسہیل البیان فی رسم خط القرآن: مولانا قاری نذر محمدؒ۔ تاریخ اشاعت: ۱۳۵۵ھجری۔

۵: الخط العثمانی فی الرسم القرانی: رئیس الحفاظ شمس القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ۔

۶: نفائس البیان فی رسم القرآن: استاذ القراء قاری محمد ادریس عاصم فاضل مدینہ یونیورسٹی۔

۷: نَثْرِ الْمَرْجَانَ فِیْ رَسْمِ نَظْمُ الْقُرْاٰنْ (سات جلدیں): مولانا محمد غوث بن ناصرالدین ارکانی رحمة اللہ علیہ۔۴۹۔۱۳۳۹ھ میں تقریباً دس سال میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔

۵: علمِ قراءات: ۱: حِرْزُ الْاَ مَانِیْ وَ وَجْهُ التَّهَانِیْ (عربی): ۱۱۷۳، اشعار پر مشتمل قصیدہ، اَبُوْ مُحَمَّدْ قَاسِمِ بِنْ فِیُّرَهْ بن ابی القاسم خلف بن احمد شاطبیؒ متوفی ۵۹۰ھجری۔جو اَلشَّاطِبِیَّه کے نام سے مشہور ہے۔ دراصل یہ شرح حافظِ قراءات سیدنا ابوعمرو عثمان بن سعید اُموی دانی اندلسی رحمة اللہ علیہ متوفی ۴۴۴ھجری کی علمِ قراءات پر مستند کتاب ''اَلتَّیْسِیْرِ فِیْ قِرَاءَ اتِ

سَبْعْ ‘‘ کی منظوم شرح ہے۔

۲: تنشیط الطبع فی اجراء السبع :حکیم الامت حضرت الحافظ القاری مولانا اشرف علی تھانویؒ۔

۳: شرح سبعہ قراءات (دو جلدیں): شیخ المشائخ امام القراء ابو محمد محی الاسلام عثمانی نور اللہ مرقدہ۔

۴: عنایاتِ رحمانی (تین جلدیں) شیخ القرأ الحافظ القاری المقری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۵: اَمَانِیَّۃٌ (دو جلدیں): استاذ القراء القاری المقری اظہار احمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔

۶: اُلنفحات القاسمیہ شرح اردو القصید ہ الشاطبیہ: ابوالحسن اعظمی فاضل دیو بند مدظلہ العالی۔

۷: علمِ قراءات اور قراء سبعہ :ابوالحسن اعظمی فاضل دیو بند مدظلہ العالی ۔

۸: قراءات سبعہ کا حامل قرآن شریف: قراءات سبعہ پڑھنے والے طلبا کے لیے اس قرآنِ شریف میں مکمل قراءاتِ سبعہ کے اصولی اور فرشی اختلافات کو حاشیہ پر بیان کیا گیا ہے۔

۹: اَلتَّکْمِیْلُ الْاَجْرُ فِیْ شَرْحِ قِرَاءَ اتُ الْعَشْر :رئیس الحفاظ مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ

۱۰: ماہنامہ ’’رشد‘‘ کی علمِ قراءات پر خاص اشاعت (تین ضخیم جلدیں) علمِ قراءات کی حُجیت، اختلافات کی نوعیت واہمیت اور دفاع قراءات کے موضوعات پر مشاہیر اور مستند علماء وقرا کرام کے مقالات کا لاجواب ذخیرہ۔

۲:عِلْمُ الْعَدِّ الْاٰیٰتُ: (قرآنی آیات کی تعداد کا علم)۱: نَاظِمَۃُ الزُّھْرُ (عربی):

اَبُوْ مُحَمَّدْ قَاسِمُ بِنْ فِیُّرَہْ بِنْ اَبِیْ الْقَاسِمُ خَلَفْ بِنْ اَحْمَدْ شَاطِبِیْؒ متوفی ۵۹۰ھجری یہ قصیدہ ۲۹۷ اشعار پر مشتمل ہے

۲: اردو ترجمہ کاشف العسر شرح نَاظِمَۃُ الزُّھْر: شیخ القرأ الحافظ القاری المقری فتح محمد پانی پتیؒ

۳: نثر المرجان فی تعداد آیات القرآن :ابوالحسن اعظمی فاضل دیو بند مدظلہ العالی۔

۴: ہدایات الرحیم فی اٰیٰت الکتب الحکیم :رئیس الحفاظ شمس القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ

۵: سراج الغایات فی عدالایات: شیخ القرأ الحافظ القاری المقری فتح محمد پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ۔

۷: **علمُ الضبط** : ضبط کا لغوی معنی کسی چیز کی حفاظت کرنے میں انتہا تک جانا ہے۔ اصطلاحاً ایسا علم جس میں قرآن حکیم کے حروف والفاظ پر نقاط، اعراب اور علامات لگانے کے اصول وضوابط بیان ہوئے ہوں۔ یہ علم بالعموم علمِ رسم الخط کا حصہ تصور ہوتا ہے۔

۱: **ضَبطُ الْخَرَّازْ**: امام محمد بن محمد ابراہیم الشریشی الخرازی ؒ متوفی ۷۱۸ ہجری۔ یہ ایک سو پینتالیس (۱۴۵) اشعار پر مشتمل منظوم رسالہ ہے۔ جو آپؒ کی رسم الخط کے موضوع پر مشہور کتاب '' مَوْرِدُ الظَّمْآنْ فِيْ خَطِّ رَسْمُ الْقُرْآنْ '' کے آخر میں درج ہے۔ الخرازی، الخراز شہر سے نسبت ہے۔

۲: **اَلطِّرَازْ فِيْ شَرْحِ ضَبْطَ الْخَرَّ ازْ**: امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالجلیل التنسی ؒ متوفی ۸۹۹ ہجری۔ عالمِ اسلام میں شائع قرآنِ حکیم پر نقاط واعراب لگانے کا طریقہ اسی سے ماخوذ ہے اَلطِّرَازْ کا لغوی معنی بیل بوٹے بنانا ہے۔

۳: **قرآن وسنّت .. چند مباحث** : (دو جلدیں) پروفیسر الحافظ احمد یار ؒ علومِ اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی۔ یہ دو جلدیں مؤلف کے چند علمی وتحقیقی مضامین کا مجموعہ ہیں۔ خصوصاً کتابت مصاحف قرآنی رسم الخط اور علمِ ضبط سے متعلقہ علوم پر بڑے محققانہ انداز میں بحث کی ہے۔

۴: **قَوَاعِدُ الضَّبْطُ لِلْقُرْآنِ الْكَرِيْمُ** : افادات حضرت مولٰنا قاری عبدالمالک مدظلہم۔ مرتب: مولٰنا قاری خلیل الرحمٰن حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۸: **تاریخ علمِ تجوید وقراءات اور قراء کرام** ؒ: ۱: تاریخ القرآن: علامہ عبداللطیف رحمانی ؒ

۲: تاریخ علمِ تجوید وقراءات (مجموعۃ الرسائتین) :ابوعبدالقادر مولانا قاری محمد طاہر رحیمی ؒ۔

۳: تاریخ علمِ تجوید وقراءات: قاری نجم الصبیح التھانوی حفظہ اللہ تعالیٰ۔

۴: تاریخ قاریانِ ہند: عماد القراء مقری قراءات عشرہ کرنل مرزا بسم اللہ بیگ رحمۃ اللہ علیہ۔

۵: تذکارِ قراء: پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر مدظلہ العالی۔

۹: **علمِ تجوید سے متعلق متفرق موضوعات** : عربی کے خاص الخاص اور مشکل ترین حرف

"ض" کی صحیح ادائیگی کے حوالے سے بعض اختلافات کی نوعیت اور صحیح تلفظ کی وضاحت پر کتب۔

۱: رَفْعُ التَّضَادّ عَنْ اَحْکَامُ الضَّادّ: حضرت مولانا مفتی مفسرِ قرآن محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ۔

۲: سَبِیْلَ الرِّشَادُ فِیْ تَحْقِیْقُ تَلَفُّظُ الضَّادّ: شیخ القراء والمجودین قاری محمد شریفؒ ۔

۳: الکلام المفید فی اجراء التجوید: شیخ القراء والمجودین قاری محمد شریف نوراللہ مرقدہٗ۔

۴: الاجراء فی قواعد التجوید: قاری نجم الصبیح حفظہ اللہ تعالیٰ

۵: تحفۃ القاری (روایتِ حفص کی اصطلاحات کا انمول تحفہ): قاری شمس الرحمٰن نعمانی مدظلہ۔

۶: اربعین تجوید وقراءات (علمِ تجوید وقراءات کی فضیلت سے متعلقہ چالیس احادیث مبارکہ کا مجموعہ): پروفیسر ڈاکٹر قاری محمد طاہر مدظلہ العالی۔

۷: علوم القرآن: شیخ الاسلام مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ العالی۔

۸: علوم القرآن (دوجلدیں) مولانا گوہرالرحمٰن مدظلہ العالی۔

۹: تدریس المعلمین یعنی رہنمائے مدرسین: الشیخ المقری محمد ادریس عاصم فاضل مدینہ یونیورسٹی۔

۱۰: مسلمانوں پر قرآنِ مجید کے حقوق: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ۔

۱۱: ختمِ قرآن کا مسنون طریقہ: رئیس الحفاظ شمس القراء مولانا قاری رحیم بخش پانی پتیؒ۔

۱۰: **علمِ تجوید کے ماہانہ رسائل:** ۱: "ماہنامہ التجوید" فیصل آباد: مدیر: قاری محمد طاہر مدظلہ۔

۲: ماہنامہ "القاری" لاہور: مرتب: قاری حبیب الرحمٰن مدظلہ العالی۔

علمِ تجوید اور اس سے متعلقہ علوم پر تحریر کردہ عربی اور اکثر اردو کتابوں کی فہرست کافی طویل ہوگئی ہے۔ تاہم ہمارے پیشِ نظر اس سے تین باتوں کی طرف توجہ دلانا مطلوب ہے۔ پہلی یہ کہ علم تجوید کے موضوع پر لکھی گئی کتب کی اس فہرست سے اس علم کی اہمیت اور وسعت کو اُجاگر کرنا۔ دوسری یہ کہ علماءِ تجوید و قراء کرام نے اس علم کو محفوظ کرنے اور اگلی نسل کی راہنمائی کے لیے جو تحریری کاوشیں کی ہیں اس کا تعارف کروانا۔ تیسری یہ کہ ایسے بالغ تعلیم یافتہ حضرات جو اس علم سے لاتعلق اور غفلت کا شکار ہیں انھیں احساس دلایا جائے کہ محقق و مقری قراء کرام نے یہ کتابیں لکھ کر امتِ مسلمہ کی

تعلیم و تعلم کا حق ادا کر کے اللہ تعالیٰ کی حجت پوری کر دی ہے۔ لہٰذا اس علم سے غافل حضرات کے لیے کسی قسم کے عذر کی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ اس لیے تعلیم یافتہ حضرات کے لیے یہ لمحۂ فکریہ اور دانش مندی کا تقاضا بھی کہ وہ غفلت سے بیدار ہو کر فرمانبردار امتی ہونے کا ثبوت دیں اور آنحضورﷺ پر نازل کردہ کتاب کو صحیح پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کا مصمم ارادہ کریں۔

اس مکمل فہرست دینے کا آخری اور اہم مقصد یہ بھی ہے کہ ایسے طلبا و طالبات جنھوں نے علمِ تجوید کسی اُستاد سے باقاعدہ سیکھ لیا ہو تو اگر وہ مزید مطالعہ کا شوق رکھتے ہوں تو ان کی راہنمائی ہو جائے۔ فہرست میں درج اکثر کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں۔ تاہم لاہور کے درج ذیل چھے ادارے زیادہ مشہور ہیں:

۱ : قراءات اکیڈمی، 28۔ الفضل مارکیٹ، 17۔ اردو بازار۔

۲ : مکتبہ احمد شہید، اردو بازار۔

۳ : کتاب سرائے، الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار۔

۴ : ادارہ اسلامیات، ۱۹۰۔ انارکلی بازار۔

۵ : دارالسلام، 36۔ لوئر مال، سیکرٹریٹ شاپ۔

۶ : منشورات، منصورہ، ملتان روڈ۔

کراچی شہر کے بعض مشہور ادارے:

۱ : میر محمد کتب خانہ، آرام باغ۔

۲ : دارالاشاعت، اردو بازار۔

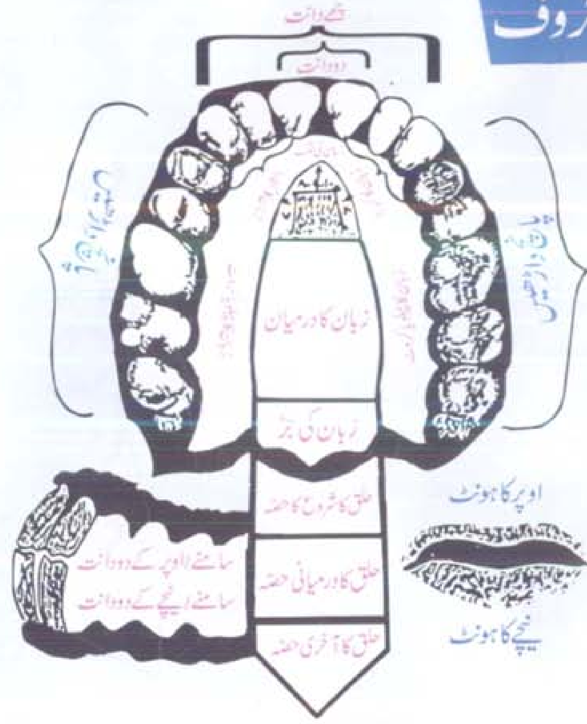
۳ : اِدَارَۃُ الْمَعَارِف، احاطۂ جامعہ دارالعلوم، کورنگی، انڈسٹریل ایریا۔

یادداشت

یادداشت

یادداشت

نقشہ مخارجِ حروف





مواقع:

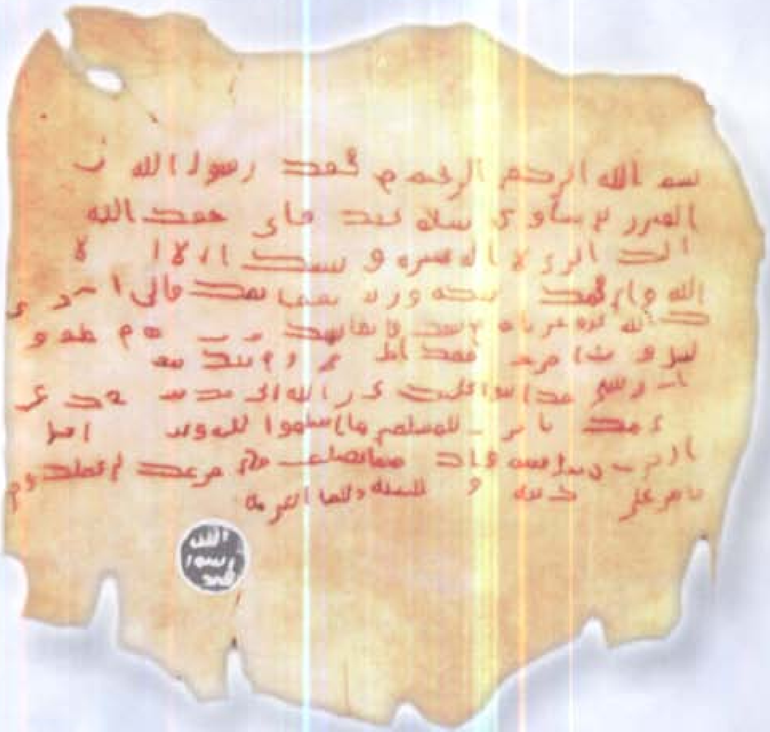
ک	کوا		
س ت	سخت تالو	د	دانت
ن ت	نرم تالو	ز و	زبان کا درمیان
ہ	ہونٹ	غ ن	خوراک کی نالی
ج	زبان کی جڑ	آ و	آواز کے وتر
ن	زبان کی نوک	ہ ن	ہوا کی نالی

مدّاتِ فرعی کا نقشہ

مدِ اصلی [جڑ] سے پھوٹنے والی مدات کی شاخیں



منذر بن ساوی کے نام آنحضرت ﷺ کا نامہ مبارک



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط ہے محمد کی جانب سے جو اللہ کا پیغمبر ہے، منذر بن ساوی کے نام۔ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ہو۔ میں اس اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جو یکتا اور اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کی یکتائی اور محمد کی رسالت کی گواہی دیتا ہوں۔ بعد حمد وصلوٰۃ میں تم کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ جو شخص نصیحت قبول کرے گا وہ اپنے ہی حق میں خیر خواہی کرے گا اور جو شخص میرے قاصدوں کی فرمانبرداری کرے گا وہ میرا فرمانبردار ہوگا۔ میرے قاصدوں نے تمھاری تعریف کی ہے۔ میں تمھاری قوم کے بارے میں تمھاری سفارش کرتا ہوں۔ مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دو جب تک وہ اسلام کے فرمانبردار رہیں۔ میں نے خطا کاروں کو معاف کردیا تم بھی ان کی طرف سے معذرت قبول کرلو اور تم جب تک صالح عمل کرتے رہوگے ہم تمھیں معزول نہیں کریں گے اور جو شخص یہودیت اور مجوسیت پر قائم رہے اسے پر جزیہ ہے۔

مُصحفِ امام کا عکس

یہ عکس مصحفِ امام (حضرت عثمان غنیؓ کے زیرِ تلاوت رہنے والا قرآن) کا ہے۔
سورت نساء کی دو آیات ۳۴ اور ۳۵ خطِ کوفی / حیری میں تحریر ہیں ۔۔۔

فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَإِنْ أَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ﴿٣٤﴾ وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا ۚ إِنْ يُّرِيْدَآ إِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ إِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ﴿٣٥﴾

نقاط کی صورت میں اعراب اور آیت کا مخصوص نشان

قرآن شریف کے نسخے کا عکس جو کہ دوسری صدی ہجری کا بے خط کوفی میں تحریر شدہ یہ نمونہ کھال پر لکھا ہوا ہے۔ سورت شعراء:۲۶ کی آیت:۱۹۳ کے آخری کلمہ "الْأَمِينُ٥" سے شروع ہو کر آیت:۲۰۵ پر تحریر ختم ہوتی ہے۔ جس کا آخری کلمہ "سِنِينَ٥" لکھنے میں نہیں آیا۔

الْأَمِينُ ﴿١٩٣﴾ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ ﴿١٩٤﴾ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ﴿١٩٥﴾ وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ﴿١٩٦﴾ أَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿١٩٧﴾ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ﴿١٩٨﴾ فَقَرَأَهُ عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ﴿١٩٩﴾ كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ ﴿٢٠٠﴾ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٢٠١﴾ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٠٢﴾ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ﴿٢٠٣﴾ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿٢٠٤﴾ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ﴿٢٠٥﴾

علاماتِ ضبط کا فرق

تیونس میں شائع مُصحف شریف کی تحریر کا نمونہ



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ



سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَا الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

آپ کے پیشِ نظر تیونس میں شائع قرآنِ حکیم کی سورت بنی اسرائیل: ١٧ کا عکس ہے۔

اس میں ہمارے یہاں شائع قرآنِ حکیم کی سورتوں کے عنوان، نام اور علاماتِ ضبط مختلف ہیں:

١ : سورت کا نام اَلْاِسْرَاء ہے۔ یہ نام بھی احادیث سے ثابت ہے۔ بلکہ چار مزید سورتوں کے درج ذیل متبادل نام بھی رائج ہیں:

اَلْمُؤْمِن ٤٠ : غَافِر	حٰمٓ السجدہ ٤١ : فُصِّلَت
الدھر ٧٦ : اَلْاِنْسَان	اللَّھَب ١١١ : اَلْمَسَد

٢ : اس سورت کی وہ آیات جو مکہ میں اور جو مدینہ میں نازل ہوئیں درج ہیں۔

٣ : علاماتِ جزم: ۡ کی بجائے: ٥۔ پیش کی علامت: ُ

٥ : حرکاتِ ثلاثہ ترچھے رخ کی بجائے سیدھے رخ لکھی ہوئی ہیں۔

٦ : وہ نون ''ن'' جو کلمات کے آخر میں آتا ہے بغیر نقطے کے ہے۔

٧ : حرف ''ق'' کے اوپر ایک نقطہ اور ''ف'' کے نیچے ایک نقطہ درج ہے۔

٨ : اللہ تعالیٰ کے ذاتی نام اسم الجلالہ ''اللّٰہ'' کے لام کے اوپر کھڑی زبر کی بجائے زبر ہے: اللَّہ

ٱدْعُوا۟ رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُۥ لَا يُحِبُّ ٱلْمُعْتَدِينَ ﴿٥٥﴾ وَلَا تُفْسِدُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَـٰحِهَا وَٱدْعُوهُ خَوْفًا وَطَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ ٱللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ ٱلْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ ۞



۹ : کھڑی زیر کی بجائے آخر میں زیر اور ایک چھوٹی سی "ے" لکھی ہوئی ہے: بِعَبْدِهٖ ے
اُلٹے پیش کی بجائے آخر میں پیش اور ایک چھوٹی سی "و" درج ہے: حَوْلَهٗ و

۱۰ : ہمزہ وصلی کی پہچان کے لیے یہ صورت درج ہے: ٱ - ٱ - ٱ

۱۱ : پاروں کو رکوعات کی بجائے پہلے ہر پارے کو دو احزاب میں اور پھر ہر حزب کو (ثمن)، (ربع) اور (نصف) میں تقسیم کیا ہے۔

۱۲ : "اَنبری اَلْبَصِيرُ" کی "ر اور ص" کے نیچے بڑا سیاہ نقطہ امالہ کی طرز ادا کو ظاہر کرتا ہے۔

۱۳ : پاروں کے ناموں کی بجائے ہر پارہ کو اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے اور نمبر شمار کے لیے عددی ہندسہ درج ہے۔ جزء ۱ ...... جزء ۸ ...... جزء ۱۲ ...... جزء ۲۰

علاماتِ ضبط اور رُموز اوقاف کا فرق:

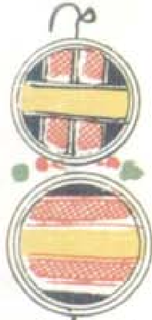
اس فرق کے حوالے سے عالمِ اسلام تین خطوں (Regins) میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱: عالمِ عرب ۲: پاک و ہند اور مشرق بعید ۳: براعظم افریقہ

تاہم یہ واضح رہے کہ قرآنی رسم الخط میں کوئی فرق نہیں۔ البتہ ان خطوں میں شائع مصاحف کو علماء اور قراء کرام تو پڑھ سکتے ہیں لیکن عامۃ المسلمین کے لیے طرز تحریر قدرے غیر مانوس ہونے کی وجہ سے پڑھنے میں دشواری ہو سکتی ہے۔ بالخصوص ہمزہ وصلی کی حرکات کے نہ ہونے سے غلطی کا امکان زیادہ ہے۔

افریقی ممالک میں شائع قرآنِ کریم میں سورت فاتحہ کی تحریر کا عکس

سورة فاتحة الكتاب مكية وهي سبع
ءايات بسم الله الرحمن الرحيم
الحمد لله رب العلمين الرحمن الرحيم
ملك يوم الدين إياك نعبد وإياك
نستعين اهدنا الصرط المستقيم
صرط الذين أنعمت عليهم غير
المغضوب عليهم ولا الضالين



عربی خطوط نویسی کے مختلف نمونے

خطِ نسخ :

فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِيۡنَ ٥

خط ثلث :

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم صل على محمد وعلى آل محمد

خط دیوانی :

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين . وكفى بالله شهيدا . ان الله على كل شيء قدير

خط نستعلیق :

كما صليت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم

رنگوں کے ذریعے قرآن فہمی کا منفرد انداز

قَالُوْٓا اٰمَنَّا ۚ	کہتے ہیں ہم (بھی) ایمان لائے ہیں
وَ اِذَا خَلَا بَعْضُهُمْ	اور جب اکیلے ہوتے ہیں ان میں سے بعض
اِلٰى بَعْضٍ قَالُوْٓا	بعض کے پاس (تو) کہتے ہیں
اَ تُحَدِّثُوْنَهُمْ بِمَا فَتَحَ اللّٰهُ	کیا تم انہیں وہ باتیں بتاتے ہو جو کھولی ہیں اللہ نے
عَلَيْكُمْ لِيُحَآجُّوْكُمْ بِهٖ	تم پر تاکہ وہ حجت پیش کریں تمہارے خلاف اسکے ذریعے
عِنْدَ رَبِّكُمْ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ (۷۶)	تمہارے رب کے پاس تو کیا تم عقل نہیں کرتے (۷۶)
اَوَ لَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ	اور کیا وہ جانتے نہیں کہ بیشک اللہ جانتا ہے
مَا يُسِرُّوْنَ وَ مَا يُعْلِنُوْنَ (۷۷)	جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ علانیہ کرتے ہیں۔ (۷۷)
وَ مِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ	اور ان میں سے کچھ ان پڑھ ہیں وہ نہیں جانتے
الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ	کتاب (تورات) کو سوائے (جھوٹی) آرزوؤں کے
وَ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ (۷۸)	اور نہیں ہیں وہ مگر (محض) گمان کرتے۔ (۷۸)
فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ	پس ہلاکت ہے اُن لوگوں کے لیے جو لکھتے ہیں کتاب

قرآنی الفاظ کے اردو میں استعمال کی وضاحت

قَالُوْٓا	قول، قائل، مقولہ، اقوالِ زریں۔	يَعْلَمُوْنَ	علم، عالم، معلوم، تعلّم۔
خَلَا	خلا، خلوت، بیت الخلا، خلائی شٹل۔	يُسِرُّوْنَ	سرِ نہاں، اسرارِ خودی، سری نمازیں۔
اِلٰى	مکتوب الیہ، مرسل الیہ، الداعی الی الخیر۔	يُعْلِنُوْنَ	اعلان، علانیہ، المعلن۔
تُحَدِّثُوْنَهُمْ	تحدیثِ نعمت، حدیث، محدث۔	اِلَّآ	اِلّا ماشاء اللہ، اِلّا قلیل، اِلّا یہ کہ۔
لِيُحَآجُّوْكُمْ	حجت، احتجاج۔	اُمِّيُّوْنَ	نبی اُمّی (ان پڑھ)۔
عِنْدَ	عند الطلب، عند اللہ۔	يَظُنُّوْنَ	ظن، بدظن، بدظنی۔
تَعْقِلُوْنَ	عقل، عاقل، معقول۔	يَكْتُبُوْنَ	کتاب، کتابت، کاتب، مکتوب۔

• کالا رنگ: اردو میں مستعمل الفاظ کیلئے • نیلا رنگ: بار بار استعمال ہونے والے الفاظ کیلئے • سرخ رنگ: ... الفاظ کیلئے

قَالُوْٓا اٰمَنَّا	وَ اِذَا خَلَا	بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ	قَالُوْٓا
وہ سب کہتے ہیں ہم ایمان لائے	اور جب اکیلے ہوتے ہیں	انکے بعض بعض کی طرف	وہ سب کہتے ہیں

اَتُحَدِّثُوْنَهُمْ	بِمَا ❶	فَتَحَ اللّٰهُ	عَلَيْكُمْ	لِيُحَآجُّوْكُمْ
کیا تم سب بتاتے ہو انہیں	وہ جو	اللہ نے کھول دی ہیں	تم پر	تاکہ وہ سب حجت پیش کریں تم پر

بِهٖ	عِنْدَ رَبِّكُمْ	اَفَلَا	تَعْقِلُوْنَ ﴿۷۶﴾	اَوَ لَا	يَعْلَمُوْنَ
اسکے ذریعے	تمہارے رب کے پاس	تو کیا نہیں	تم سب عقل کرتے	اور کیا نہیں	وہ سب جانتے

اَنَّ اللّٰهَ	يَعْلَمُ مَا ❷	يُسِرُّوْنَ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ ﴿۷۷﴾	وَمِنْهُمْ
کہ بیشک اللہ	جانتا ہے جو	وہ سب چھپاتے ہیں	اور جو	وہ سب ظاہر کرتے ہیں	اور ان میں سے بعض

اُمِّيُّوْنَ ❸	لَا	يَعْلَمُوْنَ	الْكِتٰبَ	اِلَّآ اَمَانِيَّ	وَاِنْ ❹
ان پڑھ ہیں	نہیں	وہ سب جانتے	کتاب کو	سوائے (جھوٹی) آرزوؤں کے	اور نہیں

هُمْ اِلَّا	يَظُنُّوْنَ ﴿۷۸﴾	فَوَيْلٌ	لِّلَّذِيْنَ	يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ
وہ سب مگر	وہ سب گمان کرتے ہیں	پس ہلاکت ہے	ان لوگوں کیلئے جو	وہ سب لکھتے ہیں کتاب

ضروری وضاحت

❶ یہاں "ب" کے ترجمے کی ضرورت نہیں ہے۔ ❷ یہاں علامت "ہٗ" کے ترجمے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اس کا تعلق لفظ "اللہ" سے ہے اور وہ اس سے قبل لفظاً موجود ہے۔ ❸ یہاں "وْنَ" کا ترجمہ کرنا ممکن نہیں ہے۔ ❹ "اِنْ" کا اصل ترجمہ "اگر" ہے اور لیکن اگر "اِنْ" کے بعد اسی جملے میں لفظ "اِلَّا" ہو تو پھر "اِنْ" کا ترجمہ "نہیں" کیا جاتا ہے۔

• سرخ رنگ ۔ ایک علامت کیلئے • نیلا رنگ ۔ دوسری علامت کیلئے • کالا رنگ ۔ اصل لفظ کیلئے

نمایاں خصوصیات

- ترجمہ قرآن کے دو مختلف انداز (آسان اردو ترجمہ + خانوں میں لفظی ترجمہ)
- ترجمہ کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرنے کے لیے تین رنگوں کا استعمال کیا گیا ہے۔
- اردو میں مستعمل قرآنی الفاظ کے لیے الگ رنگ استعمال کیا گیا ہے۔
- قرآنی الفاظ کی اردو میں استعمال کی وضاحت کی گئی ہے۔
- خالص عربی الفاظ اور بار بار استعمال ہونیوالے الفاظ کو الگ الگ رنگوں میں ظاہر کیا گیا ہے
- قرآنی الفاظ کو گہرائی سے سمجھنے کے لیے انہیں الگ الگ خانوں میں دے کر ہر لفظ کے تمام اجزا کو رنگوں کی مدد سے واضح کیا گیا ہے۔
- قابل وضاحت قرآنی الفاظ کی حاشیہ میں وضاحت کی گئی ہے۔

ایک صفحہ پر

- **سیاہ رنگ**: اردو زبان میں مستعمل 65 فیصد قرآنی الفاظ کے لیے
- **نیلا رنگ**: بار بار استعمال ہونیوالے 20 فیصد قرآنی الفاظ کے لیے
- **سرخ رنگ**: قرآن مجید کے 15 فیصد خالص عربی قرآنی الفاظ کے لیے

دوسرے صفحہ پر

قرآنی الفاظ کو Break up کر کے اس کے تمام اجزا کو رنگوں کی مدد سے الگ الگ کر دیا گیا ہے جس سے قاری بغیر استاد کے ہر لفظ کو مکمل طور پر با آسانی سمجھ سکتا ہے۔

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	درست
۹	پہلی	اللہ سبحانہ تعالیٰ	اللہ سبحانہ وتعالیٰ
۲۰	۱۵	فَاُولَئِکَ (پہلا)	اُولَئِکَ
۲۳	۱۰	مخارج وِصفات	مخارج وصفات
۲۸	۱۴/۱۳	تَقَطَع	تُقَطَّع
۲۸	نیچے سے تیسری	اللہ سبحانہ تعالیٰ	اللہ سبحانہ وتعالیٰ
۲۹	الف	اللہ سبحانہ تعالیٰ	اللہ سبحانہ وتعالیٰ
۳۰	۱۶	جاننے ولا	جاننے والا
۳۱	۴	پہاٹوں	پہاڑوں
۳۹	۳	صفحہ نمبر ۱۰۱	صفحہ نمبر ۱۰۹
۴۳	۱۰	صفحہ نمبر ۱۵۱	صفحہ نمبر ۱۵۹
۴۵	۲	حروفی	حروف
۴۶	۱۵	اِسْتعلَاء	اِسْتِعْلَاء (ـَ)
۵۰	۳	مونث''و''پندرہ	مذکر''و''چودہ
۵۲	۸	حضرت	حضرات
۵۶	۲	ظُلِمَ	ظَلَمَ
۶۰	۳	یُشْرِکْ	یُشْرِکُ
۶۴	نیچے سے تیسری	چاہئے	چاہیے

۹۱	آخری	اَعْیُنِهِم	اَعْیُنِهِمْ (ـْ)
۹۴	پہلی	طَیِّبُ	طَیِّبٌ (ـٌ)
۱۰۲	نیچے سے پانچویں	حُسْنَیَیْنِ	حُسْنَیَیْنِ (ـِ)
۱۰۳	نوٹ کے آخر میں	نوٹ	نوٹ: (رابطہ)
۱۰۳	آخری	درج ہیں:	رابطہ کی بجائے ختمہ (۔)
۱۱۸	۳	عَیْنُ	عَیّنٌ
۱۲۰	۵ آخر	اَقُوٰی	اَقْوٰی
۱۲۳	۴	حروف	صفات
۱۲۹	نیچے سے تیسری	اَشْکُرَ. اَشْکُرُ	اَشْکُرُ. اُشْکُرُ
۱۳۰	۱۳	۲۴-۵۴	۲۴-۵۰
۱۳۱	شروع	۹-۲۲	۹-۱۲۲
۱۳۱	شروع	لَبِالْمِرْصَادِ	لَبِالْمِرْصَادِ
۱۴۴	۱۱	رَسُوْلٌ مِنْ	رَسُوْلٌ مِّنْ (ـّ)
۱۴۶	۱۰	تَسْتَطِعْ عَلَیْهِ	تَسْتَطِعْ عَّلَیْهِ (ـّ)
۱۴۹	۳	ال	اَلْ
۱۵۱	۶	اَلنَّافِعُ	اَلنَّافِعُ (ـّ)
۱۵۱	نیچے سے تیسری	اَسْمَاءُ	اَسْمَآءُ
۱۵۵	۶	صَفًّا	صَفًّا (ـً)
۱۵۷	۴	ہے	ہے۔ (ختمہ)
۱۶۳	۷	والی مدّ	والا مدّ

١٦٧	٩	لآ ...غُنّه	لآ .... غنه (چار نقطے)
١٧٢	٨	پیدا ہونے والی	پیدا ہونے والے
١٧٦	١٣	جاتی/ذَالٌ. ذَالٌ	جاتا/ذَالٌ. ذَالٌ
١٨٧	نمبر(Vii)	ان سات کلمات میں دوسرے ہمزہ "ء" پر زبر کی بجائے زیر ہے	
١٩٥	نیچے سے دوسری	اِنْ	اَنْ
٢٠٥	نمبر٣	امام فن یوسف بن علی کا فرمان وَاوَین "......" میں ہے	
٢١٢	دوسری	لآ	لآ (ختمہ)
٢٢٠	نیچے سے دوسری	وَقْف بالْاَسْكَانْ	وَقْف بِالْاَسْكَانْ
٢٢٢	٥	يَشَا	يَشَآ
٢٦٢	نیچے سے دوسری	بِسْمِ اللّٰه	بِسْمِ اللّٰهِ (ـِ)
٢٦٤	٥	فَمَا اٰتٰنِ	فَمَآ (ـَ)
٢٦٧	نمبر١٧	—	موصول
٢٦٧	نمبر١٨	وَيْكَان	وَيْكَانَّ (ـَ ـً)
٢٧٦	١١	مام ثعلب	امام ثعلب
٣٠٧	١٦	٤: اے اللہ!	اے اللہ!
٣٠٨	٥	اوتار	اُتار چڑھاؤ
٣١٣	نیچے سے چوتھی	مدّ کرتے ہیں	مدِ مبالغہ کرتے ہیں
٣١٧	پہلی	١٥٨/١٥٩	١٥٩/١١٨
٣١٩	نمبر٨٢/٨٤	اَلْاَنْفَطَارُ/ اَلْاَنْشَقَاقُ	اَلْاِنْفِطَارُ. اَلْاِنْشِقَاقُ
٣٢٠	١١١	اَللّٰهَبُ	اَللَّهَبُ
٣٢١	نیچے سے دوسری	اَلزَلْزَالُ	اَلزِّلْزَالُ

۳۲۵	دوسری/۵/۹	وَالْعصرِ / اِلیٰ/تھوڑا ے	وَالْعَصْرِ /اِلَّی/تھوڑے
۳۲۸	نمبر۲۵	حضرت عمرؓ	حضرت عمرؓ نے
۳۳۱	پہلی دوسری	الْاَدَاء	الْاَدَآء
۳۳۲	دوسری	قراءِکرامؒ	قراءکرام
۳۳۳	نمبر ۷	هِجَاءَ	هِجَآءَ
۳۳۸	نمبر۲	ضَبَطَ الْخَرَّازْ	ضَبْطُ الْخَرَّازْ
۳۳۹	دوسری تیسری	اَلظَّمْاَنْ	اَلظَّمْاٰنْ

صحت نامہ:۲

صفحہ	سطر	غلط	درست
۱۳	۱۲	بِرَحْمَتِك	بِرَحْمَتِكَ
۱۵	۶	صفحہ نمبر ۳۲	صفحہ نمبر ۲۸۴
۲۵	۵	۲ اٰیٰتٌ	۲ اٰیَةٌ
۳۳	۴	صفحہ نمبر ۱۷	صفحہ نمبر ۱۱۰
۵۰	۶	ق (دو مرتبہ)	ایک کاٹ دیں
۵۶	۱۵	ث	ٹ
۷۰	۸	کہلاتی ہے	کہلاتا ہے
۷۰	۱۰	مضموم ہوتی ہے	مضموم ہوتا ہے
۷۰	۱۱	کہلاتی ہے	کہلاتا ہے
۸۰	۸	هُو	هُوْ
۹۰	۱۳	اَء	اَءْ
۱۰۶	۵	نَادِ لَنَا	نَادِ مَنَا
۱۲۱	نقشہ	صفات کی تعداد۔ ع=۶ ق=۵	ع=۵ ق=۶
۱۲۲	نقشہ	صفات کی تعداد ج=۵ ث=۶ ز=۵	ج=۶ ث=۵ ز=۶
۱۲۳	۳	پانچ صفات والے حروف:۱۵	پانچ صفات والے حروف:۱۴
۱۲۳	۳	چھ صفات والے حروف:۱۳	چھ صفات والے حروف:۱۴
۱۲۶	۱۲	اللہ سبحانہ تعالی	اللہ سبحانہ وتعالی
۱۲۷	۸	بِاَمْرِ اللّٰه	بِاَمْرِ اللّٰهِ
۱۲۷	۶	نُوْرِ	نُوْرٍ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۲	۴	ادغام کبیر	۴:ادغام کبیر
۱۶۳	۴	کَلْمِیْ	کَلِمِیْ
۱۶۶	۲	کَلْمِیْ	کَلِمِیْ
۱۷۸	۵	ءات	ہمزءات
۱۹۴	۳	لَآ...غنہ	لَآ ....غنہ
۱۹۵	۱۸	اِنْ. مَنْ .اَمْ	۵:اِنْ .مَنْ .اَمْ
۱۹۶	۴	ز:نونِ قطنی	و:نونِ قطنی
۱۹۶	آخری	شِيءَ	شَيْءَ
۲۰۱	۹	رُسُلِہٖ۔ ۱۸	رُسُلِہٖ۔۲۔۲۸۵
۲۰۱	۱۰	یُخْزَی	یُخْزِی
۲۰۲	۱۰	کِتٰبِیَہْ:۶۹۔۱۹	کِتٰبِیَہْ:۶۹۔۱۹/۲۵ دومرتبہ
۲۰۲	۱۱	حِسَابِیَہْ:۶۹۔۲۰/۲۶	حِسَابِیَہْ:۶۹۔۲۰/۲۶ دومرتبہ
۲۰۸	۸	اکفٰی	اکُفٰی
۲۲۴	۱۴	رکھناکہیں	رکھنا کہے ہیں
۲۲۷	۱۷	سورت الدھر	سورت الدھر نمبر:۷۶
۲۲۹	۲	اِسْتَعِیْنُوْا	اِسْتَعِیْنُوْا
۲۳۵	۱۱	صَوَآفَ	صَوَآفَّ
۲۳۵	۱۳	کَآفَّۃً	کَآفَّۃً
۲۳۷	۷	سبق نمبر ۲۸	صفحہ نمبر ۲۳۱
۲۴۲	۵/۱۱	مُّبِيْنٍ / الْمُرْسَلِيْنِ	مُّبِيْنٌ /الْمُرْسَلِيْنَ
۲۴۷	۷	وَّلِّی	وَّلِّی
۲۴۸	آخری	عِوَجًا ط قَیِّمًا۔۱۸۔۱	عِوَجًا سکتہ قَیِّمًا۔۱۸۔۱/۲

۲۵۰	۴	بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ	بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ
۲۵۴	۶/۷	دوسری	جس کی/ جو خط لکھا گیا تھا
۲۵۸	۱۸	سُوَر	سُوَرٌ
۲۶۳	۴	لَسِيحِرٰنِ	لَسٰحِرٰنِ
۲۶۴	۱۱	اَوْيَعْفُوْا	اَوْيَعْفُوَا
۲۶۴	۱۴	لٰكِنَّا	لٰكِنَّا:۱۸۔۳۸
۲۶۴	۱۵	۱۸۔۳۸ حذف کر دیں۔ سَلْسِلَ	سَلٰسِلْ
۲۷۱	آخری	کتابوں	کاٹ دیں
۲۷۹	۲	صفحہ نمبر ۷۶	صفحہ نمبر ۱۸۴
۲۸۷	۲	الْخٰلِقِيْنَ	الْخٰلِقِيْنَ
۲۹۰	۱۰	اٰمَنُوْا	اٰمَنُوْا (چار مرتبہ)
۳۰۲	۹	الرَّحِيْمِ	الرَّحِيْمِ
۳۰۸	۱۶	اَنْ لَّا	اَنْ لَّا
۳۱۶	آخری	۶۶۲۵	۶۲۲۵
۳۱۷	۷	موجود	موجودہ
۳۳۵	۶	لِلْمُتَعَلِّمْ	لِلْمُتَعَلِّمِ
۳۳۶	۱۲/۱۴	القرآن	الْقُرْاٰنُ

نوٹ: صفحہ نمبر ۱۸۷ پر ہمزہ وصلی مکسور کی بجائے غلطی سے مفتوح لکھا ہوا ہے۔

صحت نامہ:۱ میں یہ سات اصل کلمات لکھنے میں نہیں آئے۔ یہاں ترتیب وار تصحیح شدہ کلمات درج ہیں:

اَءِ تَّخَذْتُمْ ۔ اَءِ طَّلَعَ ۔ اَءِ فْتَرٰی ۔ اَءِ صْطَفٰی ۔

اَءِ تَّخَذْنٰهُمْ ۔ اَءِ سْتَكْبَرْتَ ۔ اَءِ سْتَغْفَرْتَ ۔



مسلمانوں پر کتابُ اللہ کے حقوق

- حروف والفاظ کا درست اور خوبصورت ادا کرنا
- سمجھ کر پڑھنا
- احکامات پر عمل کرنا
- پیغام کو عام کرنا